BNEC201DCT

کلی معاشیات-1

(Macroeconomics-1)

بی۔اے۔(آنرز)

چارسالہ پروگرام

دوسرا سمسٹر(معاشیات)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN : 978-81-994195-8-2
Course : Macroeconomics-1
First Edition : October 2025
Copies : 500
Price : 275/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students)

Course Coordinator

Dr. Fasalurahman P. K., Assistant Professor (Economics), CDOE, MANUU

Editorial Board/Editors

Dr. Fasalurahman P.K., Assistant Professor, Economics, CDOE, MANUU

Mohd Waseem, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU

Mr. Mustajab Khatir, Assistant Professor, Department of Economics, MANUU

Prof. Farida Siddiqui, Head, Department of Economics, MANUU

Dr. Mohd Javed, Assistant Professor, Department of Economics, MANUU

Language Editor

Mohd Waseem, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan, Professor (Urdu), CDOE MANUU

Mr. P Habibulla Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (C)/Guest Faculty, CDOE MANUU

Mohd Abdul Naseer Section Officer, CDOE MANUU

Shaik Ismail, UDC, CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin, LDC Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India

Director: dir.dde@manuu.edu.in *Publication:* ddepublication@manuu.edu.in

Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by Mr. Mohd Waseem, CDOE, MANUU

Printed at: Print Time & Business Enterprises

فہرست

پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	6
پیغام	ڈائریکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	7
کورس کا تعارف	کورس کو آرڈی نیٹر (معاشیات)	8

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
بلاکI:	کلی معاشیات کا تعارف		
.1	کلی معاشیات کے معنی، تعریف اور دائرہ کار	ڈاکٹر فصل الرحمان پی۔ کے۔	9
.2	قومی آمدنی اور متعلقہ مجموعات	جناب محمد وسیم	25
.3	قومی آمدنی ماپنے کے طریقے	جناب محمد وسیم	43
.4	قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات	جناب محمد وسیم	59
بلاکI:	صَرف اور سرمایہ کاری کے نظریات		
.5	تفاعل صرف	جناب محمد وسیم	75
.6	سرمایہ کاری تفاعل	جناب محمد وسیم	93
.7	ضارب کا تصور	جناب محمد وسیم	109
.8	اصولِ اسراع	جناب محمد وسیم	127
بلاکIII:	آمدنی اور روزگار کے نظریات		
.9	آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-I	جناب محمد غفران برکاتی	143
.10	آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-II	جناب محمد وسیم	162
.11	کینز کا آمدنی و روزگار کا نظریہ-I	جناب ابصار عالم	180
.12	کینز کا آمدنی و روزگار کا نظریہ-II	جناب ابصار عالم	196
بلاکIV:	کینزی نظریہ		
.13	تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین	جناب محمد وسیم	211
.14	چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین	جناب محمد وسیم	227

15.	مجموعی طلب - مجموعی رسد ماڈل-I	جناب ابصار عالم	241
16.	مجموعی طلب - مجموعی رسد ماڈل-II	جناب محمد وسیم	259
	فرہنگ		275
	تجویز کردہ اکتسابی مواد		279
	نمونہ امتحانی پرچہ		280

مصنفین کی تفصیلات

(Writer's Details)

Dr. Fasalurrahman P. K., Assistant Professor (Economics), Centre for Distance and Online Education, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad	ڈاکٹر فصل الرحمان پی۔کے۔، اسسٹنٹ پروفیسر (معاشیات)، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
Mr. Mohd Waseem, Assistant Professor (Contractual), Centre for Distance and Online Education, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad	جناب محمد وسیم، اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹرکچول)، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
Mohd Gufran Barkati, Assistant Professor, Centre for Distance and Online Education, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad	جناب محمد غفران برکاتی، اسسٹنٹ پروفیسر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
Mr. Absar Alam, Assistant Professor, Mithila University, Darbhanga	جناب ابصار عالم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ معاشیات، متھلا یونیورسٹی، دربھنگہ

پروف ریڈرس(Proofreaders):

اول: جناب محمد وسیم

دوم: ڈاکٹر فصل الرحمان پی۔کے۔

ٹائٹل پیج(Title Page): جناب ابراہم اکرم صدیقی

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ +A حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری/گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعے کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصولِ معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہو گا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اُردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو/ہندی/انگریزی/عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔اے، بی۔ایس سی اور بی۔کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن

شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقۂ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقۂ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والی عوام کی تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامتِ فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقۂ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس بیسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیا جاچکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2026-2025 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نو ریجنل سنٹرز (بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جارہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

پیارے طلباء وطالبات،

آپ سب کو کلی معیشت-1 کے کورس میں خوش آمدید۔ یہ کورس بی اے معیشت کے طلبا کے لیے نیشنل ایجوکیشن پالیسی (NEP) 2020 کے تحت چار سالہ انڈر گریجویٹ پروگرام کا دوسرا بنیادی مضمون ہے، جو 4 کریڈٹس پر مشتمل ہے۔ یہ کورس آپ کو کلی معاشیات کے بنیادی تصورات اور اصولوں سے متعارف کراتا ہے، جو معیشت کے کلیدی مسائل جیسے آمدنی، پیداوار، روزگار، اور معاشی پالیسیوں کے تجزیے کی بنیاد ہیں۔

یہ کورس چار بلاکس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا بلاک کلی معاشیات کے تعارف پر مرکوز ہے، جس میں کلی معاشیات کی تعریف، نوعیت، اور دائرہ کار؛ جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کا موازنہ؛ معیشت میں کلی معاشی مسائل؛ اور قومی آمدنی کے تصورات جیسے جی این پی، این این پی، جی ڈی پی، این ڈی پی، اور ان سے متعلقہ تصورات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، قومی آمدنی کی پیمائش اور اس میں پیش آنے والی دشواریوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

دوسرا بلاک صرف اور سرمایہ کاری کے نظریات پر مرکوز ہے، جس میں تفاعل صرف، کینز کا نفسیاتی قانون صرف؛ صرف پر اثر انداز ہونے والے عوامل؛ سرمایہ کاری تفاعل؛ سرمایہ کاری کی اقسام؛ ضارب کا تصور؛ ضارب کی اہمیت؛ ضارب میں رساؤ؛ اور اصول اسراع جیسے موضوعات شامل ہیں۔

تیسرا بلاک پیداوار، آمدنی، اور روزگار کے نظریات پر مرکوز ہے، جس میں کلاسیکی نظریہ آمدنی اور روزگار؛ سے کا قانون بازار؛ اجرت اور قیمت واجرت کی لچک پذیری اور مکمل روزگار؛ کلاسیکی فریم ورک میں آمدنی اور پیداوار کا تعین؛ اور کینز کے کلاسیکی نظریے پر اعتراضات شامل ہیں۔ کینز کا نظریہ پیداوار، آمدنی، اور روزگار؛ آمدنی، پیداوار، اور روزگار کے تعین کا کینزی طریقہ کار جیسے موضوعات پر بھی تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

چوتھا بلاک کینز کے نظریے پر مرکوز ہے، جس میں سرکاری شعبے کے ساتھ آمدنی کا تعین؛ مالیاتی پالیسی؛ سرکاری اخراجات اور ٹیکس میں تبدیلیوں کے اثرات؛ برآمدات، درآمدات، اور مجموعی طلب؛ چار شعبہ جاتی ماڈل میں آمدنی کا تعین؛ اور مجموعی طلب اور مجموعی رسد ماڈل جیسے موضوعات شامل ہیں۔

یہ کورس آپ کو کلی معاشیات کے بنیادی اصولوں اور تصورات کو سمجھنے میں مدد دے گا، جو آپ کے تعلیمی اور پیشہ ورانہ سفر میں اہم کردار ادا کریں گے۔ میں آپ سب کو اس کورس میں کامیابی کی دعا دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ کورس آپ کے لیے معلوماتی اور دلچسپ ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔

کورس کوآرڈی نیٹر، معاشیات

بلاک I: کلی معاشیات کا تعارف

اکائی 1: کلی معاشیات کے معنی، تعریف اور دائرہ کار

(Meaning, Definition and Scope of Macroeconomics)

اکائی کے اجزا:

1.0 تمہید (Introduction)

1.1 مقاصد (Objectives)

1.2 کلی معاشیات کا معنی (Meaning of Macroeconomics)

1.3 کلی معاشیات کا دائرہ کار (Scope of Macroeconomics)

1.4 جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات (Microeconomics vs Macroeconomics)

1.5 معیشت میں کلی معاشیاتی مسائل (Macroeconomic Issues in Economy)

1.6 کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود (Importance and Limitations of Macroeconomics)

1.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

1.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1.0 تمہید (Introduction)

عام اصطلاح میں، معاشیات ایسا سماجی علم ہے جو انسانوں کے طرز عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔ معاشیات کے مطالعے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: جزوی معاشیات اور کلی معاشیات۔ جزوی معاشیات، معاشیات کی ایسی شاخ ہے جو انفرادی صارفین اور کاروباری تنظیموں کے بازار رویے کا جائزہ لیتی ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات مجموعی طور پر معیشت کا تجزیہ کرتی ہے۔ اس اکائی کا مقصد کلی معاشیات کے تصور اور تعریف کی معلومات فراہم کرنا ہے۔ اس کے بعد کلی معاشیات کی نوعیت اور دائرہ کار کا مطالعہ کیا جائے گا۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کلی معاشیات کے معنی اور دائرہ کار کی وضاحت کرنا۔
- جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے بنیادی فرق و مماثلت کی وضاحت کرنا۔
- مختلف کلی معاشیاتی مسائل کی وضاحت کرنا۔
- کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود بیان کرنا۔

1.2 کلی معاشیات کا معنی (Meaning of Macroeconomics)

مختلف ماہرین معاشیات نے کلی معاشیات کی تعریف اپنے انداز میں کی۔ بعض تعریفیں ذیل میں پیش کی گئی ہیں۔

آر جی ڈی ایلن: "کلی معاشیات کی اصطلاح کا اطلاق وسیع معاشی مجموعات کے درمیان تعلقات کے مطالعے پر ہوتا ہے۔"

جے۔ ایم۔ کلبرٹسن: "کلی معاشیاتی نظریہ آمدنی، روزگار، قیمتوں اور زر کا نظریہ ہے۔"

کینتھ ای بولڈنگ: "کلی معاشیاتی نظریہ، معاشیات کا وہ حصہ ہے جو نظام کے مجموعی اوسطوں اور مجموعوں پر بحث کرتا ہے۔ کلی معاشیات انفرادی مقداروں سے نہیں بلکہ ان مقداروں کے مجموعے سے؛ انفرادی آمدنی سے نہیں بلکہ قومی آمدنی سے؛ انفرادی قیمتوں سے نہیں بلکہ قیمت کی سطح سے؛ انفرادی پیداوار سے نہیں بلکہ قومی پیداوار سے متعلق بحث کرتی ہے۔"

جی۔ ایکلے: "کلی معاشیات ان قوتوں یا عوامل کا مطالعہ ہے جو معیشت میں مجموعی پیداوار، روزگار اور قیمتوں کی سطح اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تبدیلیوں کی شرح کا تعین کرتی ہیں۔ اس کا تعلق معیشت کی پیداوار کے مجموعی حجم، اس کے وسائل کس حد تک استعمال کیے جاتے ہیں، قومی آمدنی کے سائز اور عام قیمت کی سطح جیسے متغیرات سے ہے۔"

ان تمام تعریفوں سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کلی معاشیات، معاشیات کی وہ شاخ ہے جو مجموعی طور پر معیشت کے طرز عمل سے بحث کرتی ہے؛ مخصوص کمپنیوں کے طرز عمل سے نہیں بلکہ تمام صنعتوں اور معیشتوں کے طرز عمل سے بحث کرتی ہے۔ اس میں مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) جیسے معیشت کے وسیع مظاہر پر نظر ڈالی جاتی ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس طرح یہ بے روزگاری، قومی آمدنی، شرح نمو اور قیمتوں کی سطح میں تبدیلیوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر کلی معاشیات اس سے بحث کرتی ہے کہ خالص بر آمدات میں اضافے یا کمی سے کسی ملک کے سرمایہ کھاتے (Capital Account) پر کیا اثر پڑے گا یا بے روزگاری کی شرح سے جی ڈی پی کس طرح متاثر ہوگی۔ یہ معیشت کی مجموعی جہتوں کا ادراک کرتی ہے۔ یہ معیشت کے انفرادی حصوں کے عمل کے بجائے مجموعی طور پر معیشت کے حجم، شکل اور عمل کو دیکھتی ہے۔

1.3 کلی معاشیات کا دائرہ کار (Scope of Macroeconomics)

کسی بھی مضمون کے دائرہ کار کی وضاحت اس موضوع کے ذریعے کی جاسکتی ہے جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور جن کا وہ احاطہ کرتا ہے۔ کلی معاشیات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ذیل میں اس کی مختصر وضاحت کی گئی ہے۔

کلی معاشیات کا موضوع آمدنی اور روزگار کے تعین کے گرد گھومتا ہے۔ لہٰذا، اسے "آمدنی اور روزگار کا نظریہ" بھی کہا جاتا ہے۔ مہنگائی اور افراط زر کے چکر پر کنٹرول موجودہ معاشی پالیسیوں کے انتخاب سے ہی ممکن ہوا۔ یہ پالیسیاں میکرو لیول (Macrolevel) پر بنائی جاتی ہیں۔ معیشت میں زری اور مالیاتی اقدامات کے ذریعے حکومتوں کی شراکت میں اضافہ ہوا ہے۔ لہذا، میکرو تجزیے کا استعمال ناگزیز ہے۔ تو اب، ہم سمجھتے ہیں کہ کلی معاشیات، معاشیات کی ایک خصوصی شاخ ہے۔ یہ انفرادی اکائیوں کے مجموعے کے ذریعے معیشت پر توجہ مرکوز کرتی ہے تاکہ اس بات کا تجزیہ کیا جاسکے کہ پوری قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

1. کلی معاشیاتی نظریات (Macroeconomic Theories)

کلی معاشیات ان مختلف پہلوؤں پر غور کرتی ہے جو اہم ہیں اور شہریوں کی زندگیوں پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ کلی معاشیات کے دائرے میں سات نظریات ہیں:

I. معاشی نمو کا نظریہ (Theory of Economic Growth)

طویل عرصے کے دوران کسی ملک کی فی کس آمدنی میں اضافے کو معاشی نمو کہا جاتا ہے۔ کلی معاشیات نمو کے تعین کنندگان کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس میں بتایا جاتا ہے کہ ممالک کے مابین یا ایک ہی ملک میں مختلف اوقات میں شرح نمو میں اتار چڑھاؤ کیوں ہوتا ہے۔ زری اور مالیاتی پالیسی کس طرح اعلی شرح نمو کے حصول میں مدد کر سکتی ہیں، یہ بھی کلی معاشیات کا موضوع ہے۔ معیشت کے وسائل اور استعداد کا جائزہ بھی کلی معاشیات کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

II. نظریہ زر (Monetary Theory)

معیشت میں زر کا بہت اہم کردار ہے۔ یہ معیشت میں طلب، رسد، قیمتوں، پیداوار اور روزگار کو متاثر کرتی ہے۔ زر کیا ہے؟ اس کے اہم کام کیا ہیں؟ اور یہ مختلف معاشی متغیرات کو کیسے کنٹرول کر سکتی ہے؟ کلی معاشیات میں اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ نامور ماہرین معاشیات کی طرف سے دیے گئے زر کے مختلف نظریات جیسے کمرشل بینکوں کے ذریعے قرض کی تخلیق کا نظریہ، کا مطالعہ بھی کلی معاشیات میں کیا جاتا ہے۔ کلی معاشیات، معیشت میں ریزرو بینک کے اثرات، سرمائے کی آمد اور اخراج، اور روزگار کی شرحوں پر اس کے اثرات کا جائزہ لیتی ہے۔ افراط زر اور تفریط زر اور ان کی وجہ سے زر یا پیسے کی قدر میں متواتر تبدیلی کسی بھی قوم کی معیشت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔

III. نظریہ قومی آمدنی (Theory of National Income)

کلی معاشیات قومی آمدنی کے مختلف تصورات جیسے بازار قیمت پر جی ڈی پی، عاملی لاگت پر جی ڈی پی، جی این پی، این این پی، نجی

آمدنی، ذاتی آمدنی تصرفی آمدنی وغیرہ کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ قومی آمدنی کے مختلف تصورات کے درمیان تعلق کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ قومی آمدنی کی پیمائش کے مختلف طریقوں جیسے پیداوار کا طریقہ، آمدنی کا طریقہ اور اخراجات کے طریقہ کار کا بھی مطالعہ کرتی ہے۔ حقیقی آمدنی اور زری آمدنی کے درمیان فرق کی وضاحت کرنا بھی کلی معاشیات کا موضوع ہے۔

IV. بین الاقوامی تجارت کا نظریہ (Theory of International Trade)

کلی معاشیات مطالعے کا وہ شعبہ ہے جو مصنوعات یا خدمات کی برآمد اور درآمد پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ مختصراً، اس میں سرحد پار تجارت اور کسٹم ڈیوٹی کے معیشت پر اثرات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ عالمگیریت کے دور میں کوئی بھی ملک الگ تھلگ نہیں رہ سکتا۔ کلی معاشیات اس بات کا مطالعہ کرتی ہے کہ ممالک ایک دوسرے کے ساتھ کیوں تجارت کرتے ہیں۔ مختلف اقسام کے ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹیں اور ان کو عائد کرنے کے جواز کلی معاشیات کا موضوع ہیں۔ یہ تجارت سے حاصل ہونے والے فوائد کی صحیح پیمائش کرتی ہے اور تناسبِ تجارت (Terms of Trade) کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ تجارت کس طرح معاشی نمو کا انجن بن سکتی ہے۔ ادائیگیوں کا توازن کیا ہے اور ادائیگی کے توازن کو کس طرح درست کیا جاسکتا ہے ان تمام چیزوں پر کلی معاشیات میں تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔

V. روزگار کا نظریہ (Theory of Employment)

بے روزگاری کی مختلف اقسام کیا ہیں؟ روزگار کے مختلف تعین کنندگان جیسے مجموعی طلب، مجموعی رسد، مجموعی صَرف، مجموعی بچت، مجموعی سرمایہ کاری اور ضارب کا تصور اور عمل کلی معاشیات کے اجزا ہیں۔ کلی معاشیات میں ہم کلاسیکی، نو کلاسیکی اور کینزی نظریہ روزگار کا مطالعہ کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ 1930 کی دہائی کی بے روزگاری تھی جس کی وجہ سے یہ موضوع قیام میں آیا اور بے روزگاری اب بھی معاشیات کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے۔

VI. عمومی قیمت کی سطح کا نظریہ (Theory of General Price Level)

کلی معاشیات کے اہم موضوعات میں ایک اہم موضوع اشیا کی قیمتوں اور کس طرح قیمتوں کی مخصوص شرحوں میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے کا مطالعہ ہے۔ آپ نے تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے اور کبھی وہ مسلسل گرتی رہتی ہیں۔ قیمتوں کی سطح میں مسلسل اضافے کو افراطِ زر یا مہنگائی کہا جاتا ہے جبکہ قیمتوں میں مسلسل کمی کو تفریطِ زر کہا جاتا ہے۔ ہم کلی معاشیات میں افراط زر کی اقسام، وجوہات اور اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ افراط زر اور مہنگائی پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے، قیمتوں کی سطح کی قابلِ قبول شرح کیا ہے، اسے کیسے برقرار رکھا جاسکتا ہے ان تمام موضوعات کو کلی معاشیات میں شامل کیا گیا ہے۔

VII. نظریہ کاروباری ادوار یا کاروباری چکر (Theory of Business Cycle)

کاروباری ادوار مختلف معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ کو کہتے ہیں۔ تیزی کے دوران قومی پیداوار، روزگار، آمدنی، طلب، قیمتوں اور منافع میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کساد بازاری (Depression) کے دوران طلب، قیمتوں اور پیداوار میں مسلسل کمی ہوتی ہے۔ کلی معاشیات کاروباری ادوار کے نظریات کا مطالعہ کرتی ہے۔ کاروباری ادوار کی وجوہات، اثرات اور کنٹرول کلی معاشیات کا حصہ ہیں۔

2. کلی معاشیاتی پالیسیاں (Macroeconomic Policies)

آر بی آئی اور حکومت ہند مل کر ملک کی بہتری اور ترقی کے لیے کلی معاشیاتی پالیسیوں کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسے درج ذیل دو حصوں میں درجہ بند کیا گیا ہے:

مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)

مالیاتی پالیسی معیشت پر اثر انداز ہونے کے لیے سرکاری اخراجات اور ٹیکس کا استعمال ہے۔ جب حکومت اشیا و خدمات کی خرید، انتقالی ادائیگیوں یا ٹیکسوں کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے تو وہ مالیاتی پالیسی استعمال کرتی ہے۔ عوامی بجٹ میں کسی بھی تبدیلی کا بنیادی معاشی اثر مخصوص گروپوں کو محسوس ہوتا ہے، مثال کے طور پر بچوں والے خاندانوں کے لیے ٹیکس میں کٹوتی ان کی قابل صَرف آمدنی کو بڑھاتی ہے۔

زری پالیسی (Monetary Policy)

ریزرو بینک حکومت کے ساتھ مل کر زری پالیسی کی تشکیل کرتا ہے۔ زری پالیسی زر کی رسد اور شرح سود کو منظم کر کے ملک میں معاشی استحکام اور نمو کو برقرار رکھنے کے لیے اٹھائے گئے اقدامات ہیں۔ زری پالیسی ان آلات کا مجموعہ ہے جو ملک کے بینکوں، صارفین اور کاروباروں کو دستیاب زر کی مجموعی فراہمی کو کنٹرول کر کے پائیدار معاشی نمو کو فروغ دینے کے لیے مرکزی بینک کو دستیاب ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد معیشت کو اس شرح سے قریب رکھنا ہے جو نہ بہت زیادہ ہو اور نہ بہت کم ہو۔ مرکزی بینک اخراجات کی یا قرض لینے کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے شرحِ سود کو بڑھا سکتا ہے اور اس کے برعکس، قرض خواہی اور اخراجات کی ترغیب دینے کے لیے شرحِ سود کم کر سکتا ہے۔

1.4 جزوی معاشیات بمقابلہ کلی معاشیات (Microeconomics vs Macroeconomics)

1930 کی دہائی کے عظیم بحران تک معاشیات میں کوئی جزوی و کلی علاحدگی نہیں تھی۔ راگنر فریش نے سب سے پہلے 1933 میں معاشیات میں ”micro“ اور ”macro“ کی اصطلاحات استعمال کیں۔

micro (جزوی) کا لفظ یونانی لفظ ”mikros“ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب چھوٹا ہے۔ جزوی معاشیات افراد اور افراد کے چھوٹے گروہوں کے معاشی اقدامات کا مطالعہ ہے۔ اس میں مخصوص گھرانے، مخصوص فرمیں، مخصوص صنعتیں، مخصوص اشیا اور انفرادی قیمتیں وغیرہ شامل ہیں۔ Macroeconomics (کلی معاشیات) بھی یونانی لفظ ”makros“ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب بڑا ہے۔ یہ مجموعی اوسط اور مجموعوں پر بحث کرتی ہے۔ یہ انفرادی مقداروں سے نہیں بلکہ ان مقداروں کے مجموعے سے؛ انفرادی آمدنی سے نہیں بلکہ قومی آمدنی سے؛ انفرادی قیمتوں سے نہیں بلکہ قیمت کی سطح سے؛ انفرادی پیداوار سے نہیں بلکہ قومی پیداوار سے متعلق بحث کرتی ہے۔

ڈیمانڈ سائڈ سے جزوی معاشیات کا مقصد افادیت کو زیادہ سے زیادہ کرنا ہے جبکہ سپلائی سائڈ سے اس کا مقصد کم سے کم لاگت پر منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنا ہے۔ دوسری جانب کلی معاشیات کے بنیادی مقاصد میں مکمل روزگار، قیمتوں میں استحکام، معاشی نمو اور ادائیگیوں کا سازگار توازن وغیرہ شامل ہیں۔

جزوی معاشیات کی بنیاد قیمت کی میکانیت ہے جو طلب اور رسد کی قوتوں کی مدد سے کام کرتی ہے۔ یہ قوتیں بازار میں توازنی قیمت کا تعین کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ دوسری طرف کلی معاشیات کی بنیاد قومی آمدنی، پیداوار اور روزگار ہے جس کا تعین مجموعی طلب اور مجموعی رسد سے ہوتا ہے۔

جزوی معاشیات افراد کے عقلی طرز عمل سے متعلق مختلف مفروضوں پر مبنی ہے۔ مزید بر آں، معاشی قوانین کی وضاحت کے لیے سیٹیر س پیر بیس (Ceteris Paribus) کا جملہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات اپنے مفروضوں کو معیشت کی پیداوار کے مجموعی حجم، اس کے وسائل کس حد تک استعمال کیے جاتے ہیں، قومی آمدنی کے حجم اور عام قیمت جیسے متغیرات کی بنا پر قائم کرتی ہے۔

جزوی معاشیات جزوی توازن کے تجزیے پر مبنی ہے جو کسی ایک فرد، فرم، صنعت اور یا عامل کے توازن کی صورتِ حال کی وضاحت کرنے میں مدد کرتا ہے۔ دوسری طرف کلی معاشیات عمومی توازن کے تجزیے پر مبنی ہے جو مجموعی طور پر معاشی نظام کے کام کو سمجھنے کے لیے متعدد معاشی متغیرات، ان کے باہمی تعلقات اور باہمی انحصار کا وسیع مطالعہ ہے۔

یہاں واضح رہے کہ اگرچہ کہ معاشیات کو دو شاخوں یعنی جزوی معاشیات اور کلی معاشیات میں تقسیم کیا جاتا ہے لیکن یہ کسی حد تک مصنوعی تقسیم ہے۔ کلی معاشیات میں جزوی اصول استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ تخفیفِ قدر (Devaluation) کے اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں، تو امکان ہے کہ آپ طلب کی قیمت لچک جیسے جزوی معاشی اصول استعمال کریں گے ۔ جزوی اثرات کو کلی معاشیات میں دیکھا جاسکتا ہے اور کلی اثرات کو جزوی معاشیات میں۔ اگر ہم تیل کی قیمتوں میں اضافہ دیکھتے ہیں، تو اس کا افراط زر بسببِ لاگت پر نمایاں اثر پڑے گا۔ اگر ٹیکنالوجی کی وجہ سے لاگت کم ہو جاتی ہے، تو اس سے شرحِ نمو میں اضافہ ہو گا۔ اگر مکانوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، تو یہ ہاؤسنگ مارکیٹ کا جزوی معاشیاتی اثر ہے۔ لیکن، ہاؤسنگ مارکیٹ اتنا بااثر ہوتا ہے کہ اسے کلی معاشیاتی متغیر بھی سمجھا جاسکتا ہے، اور زری پالیسی کو متاثر کر سکتا ہے۔ جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کی منفرد خصوصیات معاشیات کے دو مکاتب فکر کے درمیان ایک مماثل اور ایک دوسرے پر منحصر تعلق کی تشکیل کرتی ہیں۔ وہ عوامل جو جزوی معاشیات کو براہ راست متاثر کر سکتے ہیں طویل مدت میں کلی معاشیات کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح، ریاستی سطح کی پالیسیاں، جو کہ کلی معاشیات کے جزو ہیں، انفرادی صارفین اور کاروباروں کو متاثر کر سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ٹیکس میں اضافہ (کلی معاشیات) بعض مصنوعات کی خوردہ قیمت میں اضافہ کر سکتا ہے، جس سے صَرف کی شرح (جزوی معاشیات) متاثر ہوتی ہے۔ ان زمروں میں کسی بھی تبدیلی کا راست اثر ملک کی معیشت پر پڑتا ہے۔

1.5 معیشت میں کلی معاشیاتی مسائل (Macroeconomic Issues in Economy)

کلی معاشیات کا تعلق ان مسائل سے ہے جو پوری معیشت پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ کسی ایک مصنوع، کاروبار یا صنعت پر توجہ مرکوز کر کے اس طرح کے مسائل کی مکمل طور پر وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ مثال کے طور پر مجموعی طور پر معیشت پر نئی ٹیکنالوجی (جیسے اے آئی) کے اثرات معاشی سرگرمیوں کے ڈھانچے، معاشی نمو کی شرح، روزگار کی سطح (یا بے روزگاری)، عام قیمتوں کی سطح، ملک کی ادائیگیوں کے توازن وغیرہ کو متاثر کرے گی۔ کلی معاشیات ان تمام چیلنجوں اور مسائل کو پرکھتا ہے جو مجموعی طور پر معیشت کو متاثر کرتے ہیں۔ اہم کلی

معاشیاتی مسائل کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. معاشی نمو (Economic Growth)

اگرچہ کلی معاشیات نے روایتی طور پر ممکنہ پیداوار اور حقیقی پیداوار کے مابین فرق پر توجہ مرکوز کی ہے اور ان عوامل کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے جو ممکنہ جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی کے درمیان فرق کا سبب بنتے ہیں، حالیہ برسوں میں کلی معاشیات نے ان قوتوں کی نشاندہی کرنے کی بھی کوشش کی ہے جو معیشت کو اس کی ممکنہ پیداوار کی سطح کو بڑھانے میں مدد دیتی ہیں۔ معاشی نمو کو ممکنہ پیداوار کی مقدار میں اضافے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور یہ کلی معاشیات کا ایک اہم موضوع ہے۔ معاشی نمو سے مراد کسی ملک کی مجموعی پیداوار کا طویل مدتی رجحان ہے۔ اس سے مراد معاشرے کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہے مثلاً، زیادہ زمین کی کاشت یا نئی صنعتوں کی تعمیر۔ نمو جس کی پیمائش قومی آمدنی اور فی کس آمدنی میں اضافے کی سالانہ شرح سے کی جاتی ہے کو امکانِ پیداوار خط کی دائیں جانب تبدیلی سے دکھایا جاتا ہے۔ ہر ملک بنیادی طور پر اپنی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنا کر معاشی نمو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر معاشی نمو کی شرح آبادی میں اضافے کی شرح سے تجاوز کرتی ہے تو عام آدمی کے معیار زندگی میں بہتری کا امکان ہوتا ہے۔

2. کاروباری چکر (Business Cycle)

آزاد بازار والے سرمایہ دارانہ ممالک کی معاشی تاریخ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ معاشی خوش حالی یا توسیع کا دور سکڑاؤ یا کساد کے دور کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں توسیع اور سکڑاؤ کے ان متبادل ادوار کو کاروباری ادوار یا تجارتی چکر کہا جاتا ہے۔ جے۔ ایم۔ کینز کے مطابق تجارتی چکر اچھی تجارت کے ادوار جن کی خصوصیت بڑھتی ہوئی قیمتیں اور کم بے روزگاری کی فیصد ہے اور خراب تجارت کے ادوار جن کی خصوصیت گرتی ہوئی قیمتیں اور بے روزگاری کی زیادہ فیصد ہیں پر مشتمل ہوتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں ان اتار چڑھاؤ کے بارے میں ایک قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ وہ بار بار ہوتے ہیں اور باقاعدگی سے وقفے وقفے سے ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان اتار چڑھاؤ کو کاروباری چکر کہا جاتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان اتار چڑھاؤ کو "چکر" کہنے کا مطلب ہے کہ یہ وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں اور باقاعدگی سے ہوتے ہیں، اگرچہ کامل باقاعدگی کا مشاہدہ نہیں کیا گیا ہے۔ کاروباری چکر کا دورانیہ یکساں لمبائی کا نہیں رہا ہے؛ اس کی مدت کم سے کم دو سال اور زیادہ سے زیادہ دس بارہ سال ہوتی ہے۔

کلی معاشیات میں، ہم کاروباری چکروں کی وجوہات کا مطالعہ کرتے ہیں اور تدارک کے اقدامات تجویز کرتے ہیں۔ قوموں کی طویل تاریخ میں کلی معاشیاتی سرگرمی میں کبھی بھی ہموار رجحان دیکھنے کو نہیں ملا بلکہ معاشی سرگرمی کو تقریباً ایک چکری باقاعدگی کے ساتھ اوپر کے رجحانات اور نیچے کے رجحانات کا سامنا ہوتا ہے۔

3. مہنگائی اور جمود (Inflation and Stagflation)

مہنگائی یا افراطِ زر کی تعریف عام قیمتوں کی سطح میں مستقل اضافے کے طور پر کی جا سکتی ہے۔ دنیا بھر میں یہ تجربہ رہا ہے کہ جی ڈی پی میں اضافے کے ساتھ عام طور پر عام قیمتوں کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ عام طور پر معتدل مہنگائی کو معاشی نمو کی ضروری شرط سمجھا جاتا

ہے۔ لیکن اکثر بڑھتی ہوئی عام قیمتوں کی سطح قابو سے باہر ہو جاتی ہے اور حیرت انگیز حدوں تک پہنچ جاتی ہے۔ مہنگائی کے رجحان (اور اس کے برعکس تفریطِ زر) کا روایتی طور پر کلی معاشیات میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد اجناس اور پیداوار کے عوامل کی مسلسل بڑھتی ہوئی قیمتوں کی صورتِ حال ہے۔ اس کے برعکس صورتِ حال کو تفریطِ زر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مہنگائی کے دوران کچھ لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور زیادہ تر لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا عوامی پالیسی کا ایک مقصد قیمتوں کی سطح کے استحکام کو یقینی بنانا ہے جس کا مطلب مہنگائی اور تفریطِ زر کی عدم موجودگی ہے۔ زیادہ تر جدید مخلوط معیشتیں جمود کی بیماری میں مبتلا ہیں جس کا مطلب ہے کہ ان معیشتوں میں مہنگائی اور بے روز گاری کا بقائے باہمی ہے۔

4. **بے روز گاری** (Unemployment)

اے۔ سی۔ پیگو کے مطابق بے روز گاری کا مطلب ہے، وہ تمام لوگ جو کام کرنے کے لیے تیار ہیں مگر انہیں کام نہیں مل رہا۔ ایک اور تجربہ جو ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دنیا کی بیشتر معیشتوں میں عام ہے، یہ رہا ہے کہ روز گار کے نئے مواقع پیدا ہونے کی شرح روز گار کی طلب سے پیچھے رہ گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں مزدور طاقت کا ایک حصہ بے روز گار رہتا ہے۔ معیشت میں دستیاب وسائل کا یہ عدم استعمال اتلافِ کارکردگی خسارے کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ بے روز گاری کی سب سے بڑی واحد لاگت ہے۔ معاشرے کو نقصان ہوتا ہے کیونکہ معیشت مکمل روز گار کی سطح پر کام نہیں کر رہی ہوتی ہے۔ اگر بے روز گاری کا مسئلہ موجود ہو تو معاشرے کی اصل پیداوار (یا جی این پی) اس کی ممکنہ پیداوار سے کم ہو گی۔ لہٰذا، حکومت کی پالیسی کا ایک مقصد مکمل روز گار کو یقینی بنانا ہے جس کا مطلب کسی بھی قسم کی غیر رضاکارانہ یا غیر ارادی بے روز گاری کی عدم موجودگی ہے۔ کلی معاشیات اس دائمی مسئلے کا پائیدار حل تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

5. **سرکاری بجٹ خسارہ** (Government Budget Deficit)

حکومت روایتی طور پر ٹیکسوں اور اس کے ذریعے تیار کردہ معاشی اشیا اور خدمات کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتی رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہونے والے خسارے (جسے بجٹ خسارہ یا مالیاتی خسارہ کہا جاتا ہے) کو قرضوں کے ذریعے سرمائے کو متحرک کر کے فائننس کیا جا سکتا ہے۔ ٹیکس سے زیادہ سرکاری اخراجات نے حکومت کو اس قابل بنایا کہ وہ مزید روز گار پیدا کر سکے اور اس طرح معیشت کو زیادہ آمدنی پیدا کرنے میں مدد دینے کے قابل بنایا۔ بجٹ خسارہ کل محاصل کے مقابلے میں کل اخراجات کا اضافہ ہے۔ لہٰذا محاصل کا خسارہ ہو یا مالیاتی خسارہ یا بنیادی خسارہ، ان معاملات پر کلی معاشیات میں تبادلہ خیال کیا جاتا ہے اور مالیاتی پالیسی اقدامات کے ذریعے اصلاحی اقدامات کیے جاتے ہیں۔

6. **شرح سود**

آج کی عالمگیریت کی دنیا میں شرح سود مرکزی اہمیت کی حامل ہو گئی ہے۔ عالمگیریت کا نتیجہ گلا کاٹ مسابقت کی صورت میں نکلا ہے۔ کامیاب عالمگیریت کا تقاضا ہے کہ تمام اداکار اپنی بہترین کارکردگی کے ساتھ کام کریں؛ ان میں سے کوئی بھی مقابلے سے باہر نہیں ہونا چاہیے گا کیونکہ انہیں سود کی اعلیٰ شرح ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے شرح سود کو کم کیسے رکھا جائے یہ وہ مسئلہ ہے جس نے معاشی ماہرین کی توجہ

اپنی طرف مبذول کرائی ہے۔ شرح سود میں تبدیلیوں کے بازاروں پر مثبت اور منفی دونوں اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ مرکزی بینک اکثر معاشی سرگرمیوں کے جواب میں شرح سود کے ہدف کو تبدیل کرتے ہیں: جب معیشت حد سے زیادہ مضبوط ہو تو شرحوں میں اضافہ اور معیشت سست ہونے پر شرحوں میں کمی۔

7. ادائیگیوں کا توازن

ایک بار پھر عالمگیریت میں آزاد بازار معیشتوں میں، اشیا، خدمات اور سرمایہ قومی سرحدوں کے آرپار اس طرح جارہے ہیں جیسا اس سے پہلے کبھی نہیں گئے۔ اشیا، خدمات اور سرمائے کے بین سرحد تبادلے نے زرمبادلہ میں ادائیگیوں اور وصولیوں کو جنم دیا۔ شرح تبادلہ، جہاں کہیں بھی ان کا تعین بازار قوتوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے، بین الاقوامی معاشی رد عمل پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ اس لیے کلی معاشیات میں ادائیگیوں کے توازن کا مناسب تجزیہ ایک بنیادی مسئلہ رہا ہے۔ ادائیگیوں کا توازن ایک اکاؤنٹنگ سال میں ملک کے افراد اور باقی دنیا کے درمیان تمام معاشی لین دین کا ایک منظم ریکارڈ ہے۔ یہ لین دین بڑی حد تک شرحِ تبادلہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ وہ شرح ہے جس پر کسی ملک کی معیشت کا تبادلہ دوسری کرنسی (یا سونے) کے لیے کیا جاتا ہے۔ دنیا کی دو بڑی کرنسیوں یعنی امریکی ڈالر اور برطانوی پاؤنڈ کے لحاظ سے گزشتہ دو دہائیوں میں روپے کی قدر میں کمی کا رجحان رہا ہے۔ معاشی ماہرین ہمیشہ اس طرح کی تبدیلیوں کی وجہ اور نتائج دریافت کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

8. عدم مساوات اور غربت

زیادہ تر کم ترقی یافتہ ممالک (Least Developed Countries) یا LDCs آمدنی کی تقسیم میں بڑھتی ہوئی عدم مساوات کا سامنا کر رہے ہیں جس میں بہت سے لوگ غربت میں رہتے ہیں جبکہ ایک چھوٹی سی اشرافیہ معاشی نمو سے حاصل ہونے والے فوائد کا غیر متناسب حصہ حاصل کرتی ہے۔ غربت اور عدم مساوات کا مطلب سماجی انصاف کی عدم موجودگی ہے۔ مزید برآں بڑھتی ہوئی عدم مساوات اور غربت مختلف سماجی وسیاسی مسائل پیدا کرتی ہیں۔ غریبوں میں عدم اطمینان اور مایوسی کا نتیجہ اکثر خلل اور خانہ جنگی کی صورت میں نکلتا ہے اور معاشی سرگرمیوں کی سماجی اور سیاسی بنیاد کو تباہ کرتا ہے۔

ایک اور کلی معاشیاتی مسئلہ جس پر مناسب بحث کی جائے اور اس سے نمٹا جائے غربت ہے۔ غربت، ایسی حالت کو کہتے ہیں جس میں شخص کے پاس عام یا سماجی طور پر قابل قبول رقم یا مادی ملکیت کی کمی ہوتی ہے۔ غربت اس وقت ہوتی ہے جب لوگوں کے پاس اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے ذرائع کی کمی ہوتی ہے۔ غربت دو اقسام کی ہے: مطلق غربت اور نسبتی غربت.

مطلق غربت (Absolute Poverty)

اس کا اظہار معاشی بہبود کی ایک مخصوص مطلق سطح کی نسبت میں کسی کی معاشی حیثیت کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ اس کی تعریف ایک ایسے فرد کی حیثیت سے کی جاتی ہے جس کی مادی خوش حالی اس کم از کم سطح سے نیچے ہو جسے معاشرے کے معیار کے مطابق مناسب سمجھا جاتا ہے۔ مادی خوش حالی کی سطح کو عام طور پر معیار زندگی کا پیمانہ تصور کیا جاتا ہے جس کی پیمائش فرد کے ذریعے مستعمل نجی اشیا اور

خدمات (بشمول عوامی اشیا) کی مجموعی بازار قدر سے کی جاتی ہے۔ اس پیمانے کا استعمال کرتے ہوئے معاشرے میں غربت کی پیمائش ان افراد کی تعداد کے لحاظ سے کی جاتی ہے جن کا معیار زندگی ایک خاص کم سے کم سطح سے کم ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی اس کم سے کم سطح سے دوری کتنی ہے کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

نسبتی غربت (Relative Poverty)

یہ نچلے 10% گھرانوں کو کل آمدنی کا کتنا فیصد حاصل ہوتا ہے اور ان کا معیار زندگی امیر لوگوں کے مقابلے میں کتنا ہے جیسے سوالات سے متعلق ہے۔ بعض اوقات لوگ اپنے آپ کو اس لیے غریب نہیں سمجھتے ہیں کیونکہ وہ بنیادی طور پر کسی چیز کی کمی محسوس کرتے ہیں، بلکہ اس وجہ سے خود کو غریب محسوس کرتے ہیں کہ ان کی آمدنی ان کے دوستوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی نسبت بہت کم ہے۔ نسبتی غربت اس بات کا اشارہ ہے کہ آپ اپنے آس پاس کے لوگوں کے مقرر کردہ فریم ورک میں کتنا فٹ نہیں بیٹھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آپ کے جاننے والوں کا حلقہ کافی مالدار رہے: آپ کی ایک بہن اور اس کا شوہر کینری جزیرے میں تفریح کے لیے گئے ہوئے ہیں، آپ کا ایک دوست پیرس میں خریداری کر رہا ہے۔ لیکن، آپ اپنی چھٹیوں کو صرف اپنے ملک ہندوستان کے کسی شہر میں ہی گزار پاتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ، آپ خود کا اپنے دوستوں سے موازنہ کرتے ہوئے، خود کو غریب کہیں۔ نسبتی غربت بنیادی طور پر آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات کا مسئلہ ہے۔ اس طرح، عدم مساوات اور غربت کا قوم کی نمو اور معاشرے کی بھلائی سے خاصا تعلق ہے۔ کلی معاشیات ان تمام مسائل سے نمٹتی ہے۔

1.6 کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود (Importance and Limitations of Macroeconomics)

1. کلی معاشیات کی اہمیت (Importance of Macroeconomics)

معاشی تجزیے کے طریقہ کار کے طور پر کلی معاشیات نظریاتی اور عملی اہمیت کی حامل ہے۔ کلی معاشیات کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آر جی ڈی ایلن کے مطابق کلی معاشیات گزشتہ تین دہائیوں میں اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ یہ معاشی نظریات کے ڈھانچے میں بڑی تبدیلیاں لائی ہے۔ پروفیسر جے کے مہتا کا خیال ہے کہ جب تک انسان معاشرے میں رہتے رہیں گے، ماہر معاشیات کلی معاشیات کے مطالعے کو نظر انداز کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ کلی معاشیات کی نظریاتی اور عملی اہمیت مندرجہ ذیل دلائل سے واضح ہو گی۔

- **معیشت کے عمل کو سمجھنا**

ہمیں معاشی نظام کے کام کاج کا اندازہ کروانے میں کلی معاشیاتی تجزیہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مجموعی متغیرات کے رویے کے مناسب اور درست علم کے لیے بہت ضروری ہے۔ معیشت کے کام کو سمجھنے کے لیے کلی معاشیاتی متغیرات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ ہمارے اہم معاشی مسائل کا تعلق مجموعی آمدنی، پیداوار، روزگار اور معیشت میں عام قیمتوں کی سطح کے طرز عمل سے ہے۔ یہ متغیرات اعداد و شمار کے لحاظ سے قابل پیمائش ہیں جس سے معیشت کے کام کاج پر اثرات کا تجزیہ کرنے کے امکانات کو آسان بنایا جا سکتا ہے۔

- **معاشی پالیسیوں میں**

کلی معاشیات معاشی پالیسی کے نقطہ نظر سے انتہائی مفید ہے۔ جدید حکومتوں خصوصاً غیر ترقی یافتہ معیشتوں کو بے شمار قومی مسائل کا سامنا ہے۔ یہ زیادہ آبادی، مہنگائی، ادائیگیوں کا توازن، عام کم پیداوار وغیرہ کے مسائل کا سامنا کر رہی ہیں۔ ان حکومتوں کی بنیادی ذمہ داری زیادہ آبادی، عام قیمتوں، تجارت کے عمومی حجم، عمومی پیداوار وغیرہ کے ضابطے اور کنٹرول سے متعلق ہوتی ہے۔ ٹنبر گن کہتے ہیں کلی معاشیاتی تصورات کے ساتھ کام کرنا ہمارے دور کے عظیم مسائل کے حل کے لیے بہت ضروری ہے۔ آیئے کچھ پیچیدہ معاشی مسائل کے حل میں کلی معاشیاتی مطالعے کے استعمال کا تجزیہ کریں۔

عام بے روزگاری میں: کینز کا نظریہ روزگار کلی معاشیات سے متعلق ہے۔ معیشت میں روزگار کی عمومی سطح کا انحصار موثر طلب پر ہوتا ہے جس کا انحصار مجموعی طلب تفاعل اور مجموعی رسد تفاعل پر ہوتا ہے۔ اس طرح بے روزگاری موثر طلب کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اسے ختم کرنے کے لیے مجموعی سرمایہ کاری، مجموعی پیداوار، مجموعی آمدنی اور مجموعی صَرف میں اضافہ کر کے موثر طلب کو بڑھایا جانا چاہیے۔ اس طرح کلی معاشیات کو عام بے روزگاری کی وجوہات، اثرات اور علاج کے مطالعے میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

قومی آمدنی کا مطالعہ: قومی آمدنی کے لحاظ سے معیشت کی مجموعی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ بہت اہم ہے۔ 1930 کی دہائی کے عظیم بحران کے آنے کے ساتھ ہی عام حد سے زیادہ پیداوار اور عام بے روزگاری کی وجوہات کا تجزیہ کرنا ضروری ہو گیا۔ اس سے قومی آمدنی سے متعلق اعداد و شمار جمع کرنے کے عمل کا آغاز ہوا۔ قومی آمدنی کے اعداد و شمار معاشی سرگرمی کی سطح کی پیش گوئی کرنے اور معیشت میں لوگوں کے مختلف گروہوں میں آمدنی کی تقسیم کو سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔ یہ کلی معاشیات کا مطالعہ ہے جو قومی آمدنی اور سماجی کھاتوں کے مطالعے کی بے پناہ اہمیت کو سامنے لایا۔ یہ قومی آمدنی کا مطالعہ ہے جو ہمیں یہ جاننے کے قابل بناتا ہے کہ دنیا کا تین چوتھائی حصہ انتہائی غربت میں کیوں زندگی گزار رہا ہے۔ کلی معاشیات میں قومی آمدنی کے مطالعے کے بغیر درست معاشی پالیسیاں وضع کرنا ممکن نہیں۔

معاشی نمو اور معاشی ترقی: نمو کی معاشیات بھی کلی معاشیات میں ایک مطالعہ ہے۔ کلی معاشیات کی بنیاد پر ہی معیشت کے وسائل اور صلاحیتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ قومی آمدنی، پیداوار اور روزگار میں مجموعی اضافے کے منصوبے وضع کیے جاتے ہیں اور ان پر عمل درآمد کیا جاتا ہے تاکہ مجموعی طور پر معیشت کی معاشی نمو کی سطح کو بلند کیا جا سکے۔ معیشت کی صلاحیت اور نمو کے ذرائع کا تجزیہ کلی معاشیات میں پایا جا سکتا ہے۔ معاشی نمو کو بڑھانے کے لیے پیداوار، آمدنی، سرمایہ کاری اور روزگار بڑھانے کی حکمت عملی مالیاتی اور زری پالیسیوں کی طرح ہو سکتی ہے۔ کلی معاشیات میں جدید مطالعے کے نتیجے میں غیر ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کے مسئلے پر زیادہ توجہ دینا ممکن ہو گیا ہے۔ کلی معاشیات کے مطالعے سے نہ صرف معیشت کے اندر دولت کی واضح عدم مساوات کا انکشاف ہوا ہے بلکہ مختلف ممالک میں لوگوں کے معیار زندگی میں وسیع فرق بھی ظاہر ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کی معاشی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے اہم اقدامات کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

زری مسائل میں: کلی معاشیات کے لحاظ سے ہی زری مسائل کا درست تجزیہ کیا جا سکتا ہے اور انہیں صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ پیسے یا زر کی قدر میں بار بار تبدیلیاں، مہنگائی یا افراط زر، معیشت کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ مجموعی طور پر معیشت کے لیے مالیاتی، زری اور براہ راست

کنٹرول اقدامات اپنا کر ان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

کاروباری چکر میں: معاشی مسائل کے نقطہ نظر کے طور پر کلی معاشیات کا آغاز عظیم بحران کے بعد ہوا۔ اس طرح اس کی اہمیت معاشی اتار چڑھاؤ کی وجوہات کا تجزیہ کرنے اور علاج فراہم کرنے میں ہے۔ تجارتی چکر معیشت کے پورے حصے کا احاطہ کرتا ہے۔ لہٰذا یہ کلی معاشیات کے دائرے میں آتا ہے۔

- **انفرادی اکائیوں کے طرز عمل کو سمجھنے کے لیے**

انفرادی اکائیوں کے طرز عمل کو سمجھنے کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ انفرادی مصنوعات کی طلب کا انحصار معیشت میں مجموعی طلب پر ہے۔ جب تک مجموعی طلب میں کمی کی وجوہات کا تجزیہ نہیں کیا جاتا، انفرادی مصنوعات کی طلب میں کمی کی وجوہات کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ پوری معیشت کی اوسط لاگت کے حالات کو جانے بغیر کسی خاص فرم یا صنعت کی لاگت میں اضافے کی وجوہات کا تجزیہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کلی معاشیات کے بغیر انفرادی اکائیوں کا مطالعہ ممکن نہیں ہے۔

- **عوامی پالیسی کی تشکیل**

کلی معاشیات عوامی پالیسیوں کی تشکیل اور نفاذ کے لیے مفید ہے۔ حکومت کو بنیادی فکر عوام کے مسائل سے متعلق ہوتی ہے۔ لہٰذا حکومت کی توجہ عام قیمتوں کی سطح، پیداوار کی سطح، تجارت کے حجم وغیرہ پر مرکوز ہوتی ہے۔ "laissez faire" کے دن ختم ہو چکے ہیں اور معاشی معاملات میں حکومت کی مداخلت ایک زندہ حقیقت ہے۔ حکومتیں افراد کے مسائل سے نہیں بلکہ افراد کے گروہوں اور عوام کے مسائل سے نمٹتی ہیں اور اس طرح کلی معاشیاتی مطالعے کی اہمیت قائم ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر بحران کے دوران جب مشینیں بے کار پڑی ہوتی ہیں اور افراد روزگار کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں تو کلی معاشیات ہمیں بحران اور بے روزگاری کی وجوہات کا تجزیہ کرنے اور ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لیے مناسب پالیسیوں کو اپنانے میں مدد کرتی ہے۔

- **معیشت کی کارکردگی کا جائزہ**

قومی آمدنی کی بنیاد پر معیشت کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کلی معاشیات مفید ہے۔ قومی آمدنی کے تجزیے کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ معیشت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے یا نہیں۔

- **سماجی فلاح و بہبود کا مطالعہ**

معاشیات کا مطالعہ پوری قوم کی فلاح و بہبود کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔ سماجی بہبود کا مطالعہ کلی معاشیاتی مسائل کا مطالعہ ہے۔ کسی قوم کی مادی بہبود کا انحصار قومی آمدنی اور روزگار پر ہوتا ہے۔

- **کاروباری فیصلہ سازی میں مفید**

کلی معاشیات کاروباری فیصلہ سازی میں بھی مفید ہے۔ مجموعی طلب اور رسد کا علم پیداوار اور قیمتوں سے متعلق فیصلوں میں مدد کرتا ہے۔ کلی معاشیاتی پالیسیاں جیسے زری پالیسی، مالیاتی پالیسی وغیرہ کاروباری سرگرمیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔

- **جزوی معاشیات کو سمجھنا**

جزوی معاشیات کی مناسب تفہیم کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ مجموعی متغیرات کے پیشگی مطالعے کے بغیر کسی جزوی معاشیاتی قانون کی تشکیل نہیں کی جاسکتی؛ مثال کے طور پر انفرادی فرم کا نظریہ کسی ایک فرم کے طرز عمل کے حوالے سے وضع نہیں کیا جاسکتا تھا، چاہے وہ کتنا ہی نمائندہ کیوں نہ ہو؛ یہ نظریہ اس وقت ہی ممکن ہوا جب متعدد فرموں کے طرز عمل کا جائزہ لیا گیا اور تجزیہ کیا گیا۔

2. **کلی معاشیات کی حدود** (Limitations of Macroeconomics)

تاہم کلی معاشیاتی تجزیے کی کچھ حدود ہیں۔ زیادہ تر یہ انفرادی تجربات سے کلی معاشیاتی تعمیم یا جنرلائزیشن کی کوششوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

مجموعوں کو ہم جنس قرار دینا: کلی تجزیے میں بنیادی نقص یہ ہے کہ یہ مجموعی متغیرات کو ان کی اندرونی ترکیب اور ساخت کی پرواہ کیے بغیر ہم جنس سمجھتا ہے۔ لیکن اس طرح کی سوچ کا اپنا نقصان ہے۔ مثال کے طور کسی ملک میں اوسط اجرت تمام پیشوں یعنی کلرکوں، ٹائپسٹوں، اساتذہ، نرسوں وغیرہ کی اجرت کا مجموعہ ہے۔ لیکن مجموعی روزگار کا حجم اوسط اجرت کی بجائے اجرت کے نسبتی ڈھانچے پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر اگر نرسوں کی اجرت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن ٹائپسٹوں کی اجرت میں کمی آتی ہے تو اوسط میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اگر نرسوں کی ملازمت میں تھوڑی سی کمی آتی ہے اور ٹائپسٹوں کی ملازمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو مجموعی روزگار میں اضافہ ہوگا۔

مجموعی متغیرات ضروری نہیں کہ اہم ہوں: مجموعی متغیرات جو معاشی نظام بناتے ہیں ہو سکتا ہو وہ زیادہ اہمیت کے حامل نہ ہوں۔ مثال کے طور پر، کسی ملک کی قومی آمدنی تمام انفرادی آمدنیوں کی کل ہوتی ہے۔ قومی آمدنی میں اضافے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انفرادی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔ قومی آمدنی میں اضافہ ملک کے چند امیر لوگوں کی آمدنی میں اضافے کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح اس قسم کی قومی آمدنی میں اضافے کی سماج کے نقطہ نظر سے بہت کم اہمیت ہے۔

کلی معاشیات کا اندھا استعمال گمراہ کن: حقیقی دنیا کے مسائل کا تجزیہ کرنے میں کلی معاشیات کا اندھا اور غیر تنقیدی استعمال اکثر گمراہ کن ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر معیشت میں مکمل روزگار کے حصول اور اسے برقرار رکھنے کے لیے درکار پالیسی اقدامات کا اطلاق انفرادی فرموں اور صنعتوں میں ڈھانچہ جاتی بے روزگاری پر کیا جائے تو وہ بے محل اقدامات ہوں گے۔ اسی طرح عام قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے مقصد سے کیے گئے اقدامات کا اطلاق انفرادی مصنوعات کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے کرنے سے زیادہ فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

شماریاتی اور تصوراتی مشکلات: کلی معاشیاتی تصورات کی پیمائش میں متعدد شماریاتی اور تصوراتی مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ مسائل انفرادی معاشی متغیرات کی جمع کاری سے متعلق ہیں۔ اگر انفرادی اکائیاں تقریباً ایک جیسی ہوں تو جمع کاری کرنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آتی۔ لیکن اگر کلی معاشی متغیرات کا تعلق مختلف انفرادی اکائیوں سے ہے تو ان کا ایک کلی معاشیاتی متغیر میں جمع ہونا غلط اور خطرناک ہو سکتا ہے۔

ضروری نہیں کہ مجموعی رجحان تمام شعبوں کو یکساں طور پر متاثر کرے: مثال کے طور پر، قیمت میں عام اضافہ سماج کے مختلف طبقات یا

معیشت کے مختلف شعبوں کو مختلف طور پر متاثر کرتا ہے۔ عام قیمت کی سطح میں اضافے سے پیداکاروں کو فائدہ ہوتا ہے لیکن صارفین کو نقصان ہوتا ہے۔

بعض اوقات اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے: مجموعوں کے مطالعے سے ہمیں بعض دفعہ یقین ہوتا ہے کہ معیشت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے چاہے حقیقت میں تبدیلی آئی ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے لگتا ہے کہ نئی پالیسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر زرعی اشیا کی قیمت میں 5 فیصد کمی اور صنعتی اشیا کی قیمتوں میں 5 فیصد اضافے سے قیمتوں کی سطح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

غیر ہم جنس عناصر: کلی معاشیات صَرف، بچت، سرمایہ کاری اور آمدنی جیسے مجموعوں سے بحث کرتی ہے جو کہ غیر ہم جنس مقداروں پر مشتمل ہیں۔ زر واحد پیمائش کی چھڑی ہے۔ لیکن زر کی قدر خود بدلتی رہتی ہے اور معاشی مجموعی کو حقیقی معنوں میں ناقابلِ پیمائش اور ناقابل موازنہ بناتی رہتی ہے۔ اس طرح، غیر ہم جنس انفرادی مقداروں کا مجموعہ یا اوسط درست معاشی پالیسی کے لیے اپنی اہمیت کھو دیتا ہے۔

مجموعوں کے اندر فرق: اس نقطہ نظر کے تحت، مجموعے کے اندر فرق کو نظر انداز کرنے کا امکان ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں منصوبہ بندی کے پہلے عشرے (1951-1961 تک) کے دوران قومی آمدنی میں 4.2 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام حلقوں یعنی اجرت کمانے والوں یا تنخواہ دار افراد کی آمدنی میں اتنا ہی اضافہ ہوا جتنا کاروباری افراد یا تاجروں کی آمدنی میں ہوا ہے۔ لہٰذا، یہ مجموعی طور پر افراد کی آمدنی میں فرق کا کوئی حساب نہیں لیتا ہے۔

لیکن ان حدود کو کلی معاشیاتی تجزیے کی بے پناہ اہمیت کو کالعدم قرار دینے والے عوامل کی بجائے بامعنی مجموعے وضع کرنے میں عملی مشکلات کی نوعیت کے طور پر زیادہ لیا جاسکتا ہے۔ کینز کے عمومی نظریے کے آغاز کے ساتھ ہی کلی معاشیات کے مطالعے میں دلچسپی مزید گہری ہوگئی۔ قومی آمدنی کے کھاتوں کی گنتی میں اہم کامیابیاں (جن کا مطالعہ کلی معاشیات کی بنیاد بناتا ہے) شک سے بالاتر ثابت کرتی ہیں کہ کلی معاشیاتی مطالعے کی حدود اتنی شدید نہیں کہ وہ کلی معاشیات کی اہمیت کو ختم کردیں۔

1.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد:

- طلبا کلی معاشیات کی تعریف، نوعیت اور دائرہ کار کی وضاحت کرسکتے ہیں۔
- طلبا جزوی معاشیات اور کلی معاشیات کے درمیان بنیادی فرق و مماثلت کا تجزیہ کرسکتے ہیں۔
- طلبا مختلف کلی معاشیاتی مسائل کی تفصیل سے درجہ بندی کرسکتے ہیں۔
- طلبا کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود کا تجزیہ کرسکتے ہیں۔

1.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. 1933 میں معاشیات میں micro اور macro کی اصطلاح استعمال کرنے والا پہلا شخص تھا:

(a) ایڈم اسمتھ (b) الفریڈ مارشل

(c) راگنار فریش (d) جے۔ایم۔کینز

2. طویل عرصے کے دوران ملک کی فی کس آمدنی میں اضافے کو کہا جاتا ہے:

(a) آمدنی ضارب (b) معاشی نمو

(c) مسرع (d) درج بالا سبھی

3. تجارتی چکر کہتے ہیں:

(a) افراطِ زر کو (b) تفریطِ زر کو

(c) بے روزگاری کو (d) معاشی اتار چڑھاؤ کو

4. کلی معاشیات میں مطالعہ کیا جاتا ہے:

(a) مجموعی معاشی متغیرات کا (b) انفرادی معاشی متغیرات کا

(c) انفرادی بازار کے توازن کا (d) درج بالا سبھی

5. کلی معاشیات مطالعہ ہے:

(a) پورے معاشی نظام کا (b) انفرادی معاشی نظام کا

(c) دستور ساز حصوں کا (d) مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں

6. کلی معاشیات ان عوامل کا جائزہ لیتا ہے جو۔۔۔۔۔۔ میں تبدیلیوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

(a) قیمت کی سطح (b) روزگار کی سطح

(c) قومی پیداوار (d) مندرجہ بالا سبھی

7. کلی معاشیات کے تحت نظریات میں شامل ہیں:

(a) معاشی نمو اور ترقی کا نظریہ (b) قومی آمدنی کا نظریہ

(c) قیمت کی عام سطح کا نظریہ (d) درج بالا سبھی

8. عام قیمت کی سطح کا نظریہ موضوع ہے:

(a) جزوی معاشیات کا　　(b) کلی معاشیات کا

(c) (a)اور(b) دونوں　　(d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔

9. عام قیمت کی سطح میں مستقل اضافے کے کو کہتے ہیں:

(a) معاشی نمو　　(b) افراط زر

(c) مکمل روز گار　　(d) بے روز گاری

10. ایک اکاؤنٹنگ سال میں ملک کے افراد اور باقی دنیا کے درمیان تمام معاشی لین دین کا منظم ریکارڈ کہلاتا ہے:

(a) ادائیگیوں کا توازن　　(b) تجارت کا توازن

(c) اشیا کا توازن　　(d) فروخت کا توازن

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	c	b	d	a	a	d	d	b	b	a

1.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کلی معاشیات کی وضاحت کریں۔
2. مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی کیا ہے؟
3. کلی معاشیات اور جزوی معاشیات میں فرق بیان کریں۔
4. کلی معاشیات کا موضوع کیا ہے؟
5. مطلق غربت اور نسبتی غربت میں فرق کریں۔

1.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کلی معاشیات کا مطلب کیا ہے؟ کلی معاشیات کے دائرہ کار کی وضاحت کریں۔
2. معیشت کے بڑے کلی معاشیاتی مسائل پر تبادلہ خیال کریں۔
3. کلی معاشیات کی اہمیت اور حدود بیان کریں۔

اکائی 2: قومی آمدنی اور متعلقہ مجموعات

(National Income and Related Aggregates)

اکائی کے اجزا:

2.0 تمہید(Introduction)

2.1 مقاصد(Objectives)

2.2 قومی آمدنی(National Income)

2.2.1 آمدنی کے ملکی اور قومی تصورات(Domestic and National Concepts of Income)

2.2.2 آمدنی کے خام اور خالص تصورات(Gross and Net Concepts of Income)

2.2.3 بازار قیمت پر اور عاملی لاگت پر آمدنی
(Income at Market Price and at Factor Cost)

2.2.4 قومی آمدنی سے متعلق مجموعات(Aggregates Related to National Income)

2.2.5 آمدنی کے دیگر تصورات(Other Concepts of Income)

2.3 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

2.4 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

2.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

2.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

2.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

2.0 تمہید (Introduction)

قومی آمدنی(National Income) کلی معاشیات کا ایک اہم موضوع ہے۔ قومی آمدنی کو معیشت کی صحت ماپنے کا اہم آلہ سمجھا جاتا ہے۔ ملک کی معاشی پالیسیوں مثلاً روزگار، آمدنی، صنعتی وزرعی پالیسیوں کی تشکیل کے لیے قومی آمدنی کا درست تخمینہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ترقیاتی منصوبوں کی تشکیل کے لیے بھی قومی آمدنی کی جانکاری بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کا استعمال ملک میں افراد کے مابین آمدنی کی تقسیم کا اندازہ کرنے، آمدنی کی غیر مساوی تقسیم کی حد کا جائزہ لینے اور آمدنی کی مساوی تقسیم کو فروغ دینے سے

متعلق پالیسیوں کی تشکیل میں بھی ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کی نمو کا تعین اس ملک کی قومی آمدنی میں اضافے سے کیا جاسکتا ہے۔ اس اکائی میں ہم قومی آمدنی اور اس سے متعلق تصورات و مجموعات کا مطالعہ کریں گے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- قومی آمدنی اور اس سے متعلق مختلف تصورات کی وضاحت کرنا۔
- قومی آمدنی کے تخمینے کے طریقے بیان کرنا۔

2.2 قومی آمدنی (National Income)

قومی آمدنی سے مراد کسی مالیاتی سال (Financial Year) کے دوران ملک میں تیار کردہ اشیا اور خدمات کی زری قدر (Money Value) ہے۔ یعنی یہ ایک سال کی مدت کے دوران کسی بھی ملک کی تمام معاشی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے اور پیسے یا زر کے لحاظ سے اس کی پیمائش کی جاتی ہے۔ قومی آمدنی کے لیے قومی منافع (National Dividend)، قومی پیداوار (National Product) اور قومی اخراجات (National Expenditure) کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ قومی آمدنی ایک مقررہ مدت (یعنی ایک سال) میں معاشی سرگرمیوں سے کسی ملک کو حاصل ہونے والی مجموعی آمدنی کی قدر ہے۔ اس میں اجرت، سود، لگان اور منافع کی شکل میں تمام وسائل کو ادا کی جانے والی ادائیگیاں شامل ہیں۔ قومی آمدنی سے متعلق اہم مجموعات کی وضاحت سے پہلے چند بنیادی نکات کی وضاحت بر محل ہوگی۔

1. عاملی آمدنی (Factor Income)

عاملی آمدنی وہ ادائیگیاں ہیں جو پیداواری اکائیوں (فرموں) کی طرف سے گھرانوں (پیداوار کے عوامل کے مالکان) کو ان کی عاملی خدمات کے استعمال کے عوض ادا کی جاتی ہیں۔ موٹے طور پر عاملی آمدنی یا عاملی ادائیگیوں (Factor Payments) کو درج ذیل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

i. اجرت و تنخواہ یا ملازمین کا معاوضہ (Wages and Salaries or Compensation of Employees)

یہ افراد کو پیداواری اکائیوں میں ملازمین کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔ ملازمین کے معاوضے میں ان تمام ادائیگیوں اور فوائد کو شامل کیا جاتا ہے جو ملازمین آجر سے بلاواسطہ یا بالواسطہ وصول کرتے ہیں۔ ملازمین کے معاوضے میں ذیل کو شامل کیا جاتا ہے:

نقد میں اجرت اور تنخواہ (Wages and Salaries in Cash): اس میں مالکان کی جانب سے ملازمین کو حاصل ہونے والے تمام مالیاتی معاوضے و فوائد شامل ہوتے ہیں۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ ملازمین کے ذریعے کیے گئے کاروباری اخراجات کی ادائیگی ملازمین کے معاوضے

میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ یہ ادائیگیاں درمیانی صرف (Intermediate Consumption) کا حصہ ہیں۔ ملازمین کی طرف سے اٹھائے جانے والے کاروباری اخراجات کی کسی بھی ادائیگی کو ملازمین کے معاوضے سے خارج کر دیا جائے گا کیونکہ ایسے اخراجات کاروباری اداروں کے درمیانی صرف کا حصہ ہیں۔ درمیانی صرف سے مراد ان اشیا اور خدمات کی قدر ہے جنہیں مالیاتی سال میں دیگر اشیا اور خدمات کی پیداوار کے عمل کے دوران استعمال کر لیا جاتا ہے۔ یہ اشیا حتمی پیداوار کا حصہ نہیں ہیں لیکن حتمی پیداوار کے لیے ضروری ہیں۔ مثالوں میں خام مال جیسے بیکری میں استعمال ہونے والا آٹا، فیکٹری میں استعمال ہونے والی بجلی، ایندھن وغیرہ شامل ہیں۔ اشیائے سرمایہ کے برعکس، جنہیں پیداواری عمل میں بار بار استعمال کیا جاتا ہے، درمیانی اشیا ایک ہی پیداواری عمل میں مکمل طور پر استعمال ہو جاتی ہیں۔ سادہ لفظوں میں، درمیانی صرف پیداواری مداخلات کے اس حصے کی نمائندگی کرتا ہے جو مکمل طور پر حتمی اشیا اور خدمات کی تیاری کے لیے پوری طرح استعمال کر لیا جاتا ہے۔

بالجنس اجرت اور تنخواہ(Wages & Salaries in Kind): اس میں وہ تمام غیر مالی ادائیگیاں اور فوائد شامل ہیں جو مالکان ملازمین کو ان کی خدمات کے عوض ادا کرتے ہیں جیسے مفت گھر، مفت کار، مفت طبی اور تعلیمی سہولیات وغیرہ۔ تاہم، اس میں کوئی ایسی سہولت شامل نہیں جو کام کے لیے ضروری ہو اور جس میں ملازمین کی اپنی کوئی صوابدید نہ ہو۔ مثال کے طور پر، صرف کام کے دوران پہنی جانے والی یونیفارم یا صرف کام کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیاں۔ اس طرح کی ادائیگیاں کاروباری اداروں کے درمیانی صرف کا حصہ ہیں۔

مالکان کی سماجی تحفظ کی اسکیموں میں حصہ داری(Employers' Contribution to Social Security Schemes): سماجی تحفظ کی اسکیمیں وہ اسکیمیں ہیں جنہیں حکومت سماج کے مخصوص افراد یا مخصوص طبقوں کے سماجی تحفظ کے لیے عائد کرتی ہے۔ ان میں عام طور پر ملازمین یا آجروں یا دونوں کی طرف سے لازمی تعاون شامل ہوتا ہے، اور وہ شرائط جن پر وصول کنندگان کو فوائد ادا کیے جاتے ہیں ان کا تعین حکومت کرتی ہے۔ یہ اسکیمیں بنیادی طور پر ملازمین کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کے تحفظ کے لیے ہے۔ ان اسکیموں میں لائف انشیورنس، حادثاتی انشیورنس، کنٹریبوٹری پروڈنٹ فنڈ اور پینشن اسکیمیں وغیرہ شامل ہیں۔ ان سماجی تحفظ کی اسکیموں میں مالکان کی حصہ داری ملازمین کے معاوضے کا حصہ ہیں۔ یہ محل نظر رہے کہ ان اسکیموں میں ملازمین کی حصہ داری ملازمین کے معاوضے کا حصہ نہیں ہوگی۔

نوٹ: ہندوستان میں قومی آمدنی کے تخمینے میں پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ کے ممبران، صدر ہندوستان، صوبائی گورنر، مرکزی اور صوبائی کابینے کے ممبران کی تنخواہ اور بھتے بھی ملازمین کے معاوضوں میں شامل کیے جاتے ہیں۔

ii. **کرایہ یا لگان اور رائلٹی** (Rent and Royalty)

کرایہ یا لگان افراد کو ان کی زمین کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔ یہ قومی آمدنی کا وہ حصہ ہے جو زمین اور عمارت کی ملکیت سے پیدا ہوتا ہے۔ لگان میں اصل لگان کے ساتھ ساتھ (خود کے قبضے میں زمین یا عمارت کے) مبینہ لگان دونوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ مالک کے زیرِ قبضہ مکانات کے واجب الادا کرایے کا حساب بازار کی رینٹل ویلیو (Rental Value) کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

رائلٹی قانونی طور پر پابند ادائیگی ہے جو کسی فرد یا کمپنی کو ان کے اثاثوں کے جاری استعمال کے لیے کی جاتی ہے۔ رائلٹی کی ادائیگیاں

عام طور پر جائیداد کے استعمال سے حاصل ہونے والی مجموعی یا خالص آمدنی کا فیصد ہوتی ہیں۔ رائلٹی کی کچھ مثالیں کاپی رائٹ کام (Copyright Work)، برانڈ استعمال کرنے کا حق (Franchise) اور قدرتی وسائل (Natural Resources) وغیرہ ہیں۔ اسی طرح موسیقاروں کو موصول ہونے والی ادائیگیاں بھی رائلٹی میں شامل ہیں جو انہیں ان کے گانوں کے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر چلائے جانے، فلموں میں استعمال ہونے، کنسرٹس اور ریستوراں وغیرہ میں پرفارم کیے جانے یا اسٹریمنگ سروسز (Streaming Services) کے ذریعے استعمال کیے جانے کے عوض وصول ہوتی ہیں۔

iii. سود (Interest)

سود افراد کو ان کے سرمائے کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔ یہ وہ رقم ہے جو پیداواری ادارے یا آجر سرمائے کے استعمال کے عوض ادا کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں سود وہ آمدنی ہے جو سرمایہ دار اپنے سرمائے کے استعمال کے عوض وصول کرتا ہے۔ قومی آمدنی کے حساب میں واضح سود اور مبینہ سود دونوں کی قدر کو شامل کیا جاتا ہے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ قومی آمدنی میں صرف اسی سود کو شامل کیا جاتا ہے جو پیداواری استعمال کے لیے ادھار دی گئی رقم کے عوض موصول ہوا ہو۔ اسی وجہ سے عوامی قرضوں پر حکومت کی طرف سے ادا کیے جانے والے سود اور صارفین کے ذریعے ادا کیے جانے والے سود کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ اس طرح کا سود صرفی مقاصد کے لیے حاصل کیے گئے قرضوں پر ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس سود کو بھی قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا جو ایک فرم دوسری فرم کو ادا کرتی ہے کیونکہ یہ سود پہلے ہی اس فرم کے منافع میں شامل ہوتا ہے جو اسے ادا کرتی ہے۔

iv. منافع (Profit)

منافع کاروباری شخص یا ادارے (آجر) کو اشیا اور خدمات کی پیداوار میں اس کے تعاون کے عوض ادا کی گئی ادائیگی کو کہتے ہیں۔ یہ وہ بقایا آمدنی ہے، جو آجر کے پاس پیداوار کے دیگر تمام عوامل کی ادائیگی کے بعد بچ جاتی ہے۔ منافع کی مد میں حاصل ہونے والی آمدنی کو تین مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے منافع کی تین درجوں میں درجہ بندی کی جاتی ہے۔

1. منقسمہ (Dividend): منقسمہ کمپنی کے منافع کا وہ حصہ ہے جو کمپنی کے حصہ داران کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔ منقسمہ کو تقسیم شدہ منافع (Distributed Profit) بھی کہتے ہیں۔
2. غیر منقسم منافع (Undistributed Profit): منافع کا وہ حصہ ہے جو کمپنی اپنے پاس رکھتی ہے اور بحیثیت منقسمہ حصص داران کے مابین تقسیم نہیں کرتی۔ عام طور پر کمپنی اس حصے کو مستقبل میں سرمایہ کاری اور مستقبل میں پیش آمدہ غیر متوقع حالات سے نپٹنے کے لیے استعمال کرتی ہے۔ غیر منقسم منافع کو بچت کردہ آمدنی (Retained Earnings) بھی کہتے ہیں۔
3. کارپوریٹ انکم ٹیکس (Corporate Income Tax): یہ کمپنی کے منافع کا وہ حصہ ہے جو کمپنی بحیثیت براہ راست ٹیکس حکومت کو ادا کرتی ہے۔ اسے منافع ٹیکس (Profit Tax) یا بزنس ٹیکس (Business Tax) بھی کہتے ہیں۔

اس طرح کل منافع ہو گا:

$$\text{Profit} = \text{Corporate Tax} + \text{Dividend} + \text{Retained Earnings} \qquad (2.1)$$

نوٹ: لگان اور رائلٹی، منافع اور سود کے مجموعے کو آپریٹنگ سرپلس بھی کہا جاتا ہے۔ علامتی زبان میں:

$$\text{Operating Surplus} = \text{Rent} \ \ \text{Royalty} + \text{Profit} + \text{Interest} \quad (2.2)$$

v. **مخلوط آمدنی** (Mixed Income)

آزاد پیشہ اور خود کا کاروبار کرنے والے افراد کی آمدنی مخلوط آمدنی کہلاتی ہے۔ مثلاً، ہندوستان میں ایک بڑی تعداد ایسے افراد کی ہے جو گھریلو صنعتوں، اپنے خود کے کھیتوں اور دیگر غیر منظم شعبوں میں کام کرتے ہیں۔ چونکہ یہ افراد خود کے کاروبار میں کام کرتے ہیں لہذا یہ تعین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ ان کی آمدنی کا کون سا حصہ اجرت ہے اور کون سا حصہ لگان یا سود کا ہے۔ لہذا، ان کی آمدنی اجرت، لگان، سود اور منافع کا مرکب ہوتی ہے۔ اس لیے ان کی آمدنی کو مخلوط آمدنی کہا جاتا ہے۔

2. **ملکی علاقہ** (Domestic Territory)

عام زبان میں ملکی علاقے سے مراد ملک کے دائرہ اختیار میں جغرافیائی علاقے کو لیا جاتا ہے۔ لیکن قومی آمدنی کے تخمینے میں اس کو معاشی علاقے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جس کا دائرہ کار ملکی علاقے سے کہیں وسیع ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق، "معاشی علاقہ ایسا جغرافیائی علاقہ ہے جو حکومت کے زیرِ انتظام ہوتا ہے اور جس میں افراد، اشیا اور سرمایہ آزادانہ طور پر نقل و حرکت کرتے ہیں۔"[1]

کسی علاقے کے لیے معاشی حدود میں شامل ہونے کے لیے افراد، اشیا اور سرمائے کی آزادانہ نقل و حرکت اہم شرط ہے۔ لہذا ملک کی سیاسی سرحدوں کے وہ حصے جن میں افراد، اشیا و خدمات اور سرمائے کو آزادانہ گردش کی آزادی نہیں ہوتی انہیں معاشی علاقے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ مثلاً، ہندوستان میں دوسرے ممالک کے سفارت خانے معاشی علاقے میں شامل نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ ہندوستانی حکومت کے زیر انتظام نہیں ہیں اور نہ ہی ہندوستانی افراد یا اشیا و خدمات کو ان میں آزادانہ نقل و حرکت کی سہولت حاصل ہے۔ ملکی علاقے میں درج ذیل کو شامل کیا جاتا ہے:

1. ملک کی سیاسی سرحدوں میں واقع علاقہ۔ اس میں سمندری حدود بھی شامل ہیں۔
2. ملک کے باشندوں کے زیر انتظام بحری جہاز اور ہوائی جہاز جو دو یا دو سے زیادہ ممالک کے درمیان کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستانی بحری جہاز جو برطانیہ اور پاکستان کے درمیان باقاعدگی سے چلتے ہیں یا روس اور جاپان کے درمیان ایئر انڈیا کے زیر انتظام مسافر طیارے ہندوستان کے ملکی علاقے کے حصے ہیں۔
3. بین الاقوامی پانیوں میں ماہی گیری کے جہاز، تیل اور قدرتی گیس نکالنے کے لیے نصب کیے گیے ڈھانچے وغیرہ جو ملک کے باشندوں کے زیر انتظام ہیں یا وہ علاقے جہاں ملک کو آپریشن کے خصوصی حقوق حاصل ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستانی ماہی گیروں کی بحر ہند کے بین الاقوامی پانیوں میں چلنے والی ماہی گیری کشتیاں ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ ہیں۔
4. بیرونِ ملک واقع ملک کے سفارت خانے، قونصل خانے اور فوجی ادارے۔ مثال کے طور پر، روس، امریکہ اور دیگر ممالک میں ہندوستانی سفارت خانے ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ ہیں۔ اسی طرح، ہندوستان میں واقع دوسرے ممالک جیسے جاپان، روس،

[1] https://unstats.un.org/unsd/nationalaccount/glossresults.asp?gID=126 (Accessed 16 September 2025)

امریکہ وغیرہ کے سفارت خانے ان ملکوں کے ملکی علاقوں کے حصے ہیں نہ کہ ہندوستان کے۔اس طرح غیر ملکی حکومتوں کے زیر استعمال / زیر انتظام علاقے (جیسے سفار تخانے) ملک کے ملکی علاقوں میں شامل نہیں ہوں گے۔ اسی طرح بین الاقوامی تنظیموں کے دفاتر جو ملک کی جغرافیائی حدود میں واقع ہیں وہ بین الاقوامی علاقے کا حصہ ہیں اور ملکی علاقوں میں ان کو شامل نہیں کیا جاتا۔

3. عام رہائشی (Normal Resident)

عام رہائشی ایسے شخص (یا ادارے) کو کہا جاتا ہے جو عام طور پر کسی ملک میں رہتا ہے اور جس کے معاشی مفاد کا مرکز اس ملک میں ہوتا ہے۔ اسے اس لیے عام رہائشی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے معاشی مفاد کے ملک میں رہتا ہے۔ملک کے رہائشی کے متعلق درج ذیل نکات اہم ہیں:

1. وہ شخص یا ادارہ ملک میں جس کے قیام کی مدت کم از کم ایک سال یا اس سے زیادہ ہو، ملک کا رہائشی کہلائے گا۔ یہ شخص یا ادارہ ملک کا شہری (Citizen) بھی ہو سکتا ہے اور غیر ملکی (Foreigner) بھی۔
2. اس کا معاشی مفاد ملک میں ہو گا جب وہ اپنی معاشی سرگرمیاں (جیسے پیداوار، کمائی، خرچ، بچت) وغیرہ ملک میں سرانجام دیتا ہو۔
3. عالمی بینک (World Bank)، عالمی ادارہ صحت (WHO) یا بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) جیسے بین الاقوامی ادارے اُس ملک کے باشندے نہیں مانے جاتے جس میں یہ تنظیمیں کام کرتی ہیں بلکہ انہیں بین الاقوامی علاقے کا رہائشی سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، اِن اداروں کے عملے کو اس ملک کا عام رہائشی سمجھا جاتا ہے جس میں بین الاقوامی ادارہ کام کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں واقع عالمی ادارہ صحت جیسا بین الاقوامی ادارہ ہندوستان کا عام رہائشی نہیں ہے لیکن ایک سال سے زیادہ عرصے سے اِس کے دفتر میں کام کرنے والے امریکیوں کو ہندوستان کا عام رہائشی کہا جائے گا۔
4. مقامی ملازمین جو اپنے ملک میں واقع غیر ملکی سفارت خانوں میں کام کرتے ہیں انہیں ملک کا عام رہائشی مانا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں واقع امریکی سفارت خانے میں کام کرنے والے ہندوستانی ہندوستان کے رہائشی ہوں گے۔
5. سرحد پار سے وہ مزدور جو صبح سرحد پار کر کے دوسرے ملک میں کام کرتے ہیں (جیسے ہندوستانی جو نیپال میں کام کرتے ہیں) اور شام کو واپس اپنے ملک آجاتے ہیں وہ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں جہاں وہ کام کرتے ہیں۔

2.2.1 آمدنی کے ملکی اور قومی تصورات (Domestic and National Concepts of Income)

معاشیات میں آمدنی کی دو اصطلاحات، ملکی آمدنی اور قومی آمدنی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ملک کی آمدنی کی تعریف ملک کے علاقے اور رہائشی افراد کے تناظر میں بیان کی جاتی ہے۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ملک کی مجموعی آمدنی تمام عوامل پیدائش کو ادا کیے گئے کل معاوضے یا کل عاملی آمدنی کے مساوی ہوتی ہے۔ یعنی ملک کی مجموعی آمدنی اجرت (Wage)، سود (Interest)، لگان (Rent) اور منافع (Profit) کا حاصلِ جمع ہوتی ہے۔ ملکی آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جسے ملک کے ملکی علاقے یا معاشی علاقے میں پیدا کیا گیا یا کمایا جاتا ہے۔ اس طرح، ملکی آمدنی ملک کے رہائشی اور غیر رہائشی دونوں پیدا کر سکتے ہیں یا کما سکتے ہیں۔ اس کے برعکس قومی آمدنی اس آمدنی کو

کہتے ہیں جو ملک کے عام رہائشی کماتے ہیں۔ اس طرح، قومی آمدنی کو ملک کے معاشی علاقے اور معاشی علاقے سے باہر دونوں جگہ سے کمایا جاسکتا ہے۔

1. **ملکی آمدنی** (Domestic Income)

جب ہم ملکی آمدنی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد ہوتی ہے ملک یا معیشت کے ملکی علاقے یا معاشی علاقے میں پیدا ہوئی کل آمدنی۔ یہ ایک مالیاتی سال کے دوران ملک کے معاشی علاقے میں واقع تمام پیداواری اکائیوں کی جانب سے پیدا شدہ کل عاملی آمدنی کی مجموعی مقدار ہے۔ ملکی آمدنی کے لیے اہم یہ ہے کہ عاملی آمدنی ملک کے معاشی علاقے میں پیدا ہونی چاہیے قطع نظر اس کے کہ اس آمدنی کے پیداکار ملک کے عام رہائشی ہیں یا غیر رہائشی۔ آپ جانتے ہیں کہ ملکی علاقے میں، رہائشی اور غیر رہائشی دونوں رہائش پذیر ہوتے ہیں لہٰذا ملکی آمدنی میں دونوں کی عاملی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کئی غیر رہائشی کمپنیاں اور غیر ملکی بینک ہندوستان کے معاشی علاقے میں کام کرتے ہیں۔ ان کی آمدنی ہندوستان کی ملکی آمدنی میں شامل ہوگی۔ اس طرح ملکی آمدنی ایک علاقائی تصور ہے کیونکہ اس کی وضاحت ملکی علاقے یا معاشی علاقے کے حوالے سے کی جاتی ہے۔

2. **قومی آمدنی** (National Income)

قومی آمدنی مالیاتی سال کے دوران ملک کے عام رہائشیوں کی کمائی گئی عاملی آمدنی کی مجموعی رقم ہے۔ واضح رہے کہ قومی آمدنی میں ملک کے اندر اور ملک کے باہر عام رہائشیوں کی کمائی گئی عاملی آمدنی شامل ہوتی ہے۔ قومی آمدنی قومی تصور ہے کیونکہ اس میں ملک کے عام رہائشی افراد کی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ آمدنی ملک کے ملکی علاقے میں کماتے ہیں یا بیرونِ ملک کماتے ہیں۔ دونوں قسم کی آمدنیوں میں مزید فرق واضح کرنے کے لیے درج ذیل مثالوں پر غور کریں۔

1. ہندوستان میں جاپانی سفارت خانے میں کام کرنے والے ہندوستانی ملازمین کی تنخواہ قومی آمدنی کا حصہ ہوگی، ملکی آمدنی میں اس کا شمار نہیں ہوگا۔ اس آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازمین ہندوستان کے رہائشی ہیں۔ تاہم، اس آمدنی کو ہندوستان کی ملکی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ جاپانی سفارت خانہ ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ نہیں ہے۔
2. انگلینڈ میں اسٹیٹ بینک آف انڈیا (ایس بی آئی) کی ایک شاخ کا منافع قومی آمدنی کا حصہ ہوگا، ملکی آمدنی میں اس منافع کو شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ بیرون ملک سے ہندوستان کے رہائشی کو ملنے والی عاملی آمدنی کا حصہ ہے۔ واضح رہے کہ انگلینڈ میں ایس بی آئی برانچ ہندوستان کے ملکی علاقے کا حصہ نہیں ہے۔
3. ہندوستان میں غیر رہائشی کی ملکیت والی کمپنی کو ملنے والا منافع ملکی آمدنی کا حصہ ہوگی کیونکہ یہ کمپنی ہندوستان کے ملکی علاقے میں ہے اور یہ منافع ہندوستان میں کمایا گیا ہے۔ یہ منافع قومی آمدنی میں شامل نہیں ہوگا کیونکہ اس آمدنی کو کمانے والا ہندوستان کا رہائشی نہیں ہے۔ اسے ملکی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ منافع ہندوستان کے ملکی علاقے میں وصول کیا جاتا ہے۔ تاہم، اسے قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ہندوستان کے غیر رہائشی کو ادا کی جانے والی عاملی آمدنی کا حصہ ہے۔

4. ہندوستان میں غیر ملکی بینک کی شاخ کو ملنے والا منافع ہندوستان کی ملکی آمدنی میں شامل ہوگا کیونکہ یہ منافع ہندوستان کے ملکی علاقے میں کمایا جاتا ہے۔ تاہم، اسے قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ہندوستان کے غیر رہائشی (غیر ملکی بینک ہندوستان کا رہائشی نہیں ہے) کو ادا کی جانے والی عالمی آمدنی کا حصہ ہے۔

3. ملکی آمدنی کو قومی آمدنی میں تبدیل کرنا (Conversion of Domestic Income to National Income)

اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ملکی آمدنی مالیاتی سال میں ملک کے ملکی علاقے میں کمائی گئی عالمی آمدنی ہے۔ اس میں رہائشی اور غیر رہائشی دونوں کی عالمی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ملکی آمدنی میں رہائشی اور غیر رہائشی دونوں کی عالمی آمدنی جسے ملک میں حاصل کیا گیا ہو کو شامل کیا جاتا ہے جبکہ ملک کے رہائشیوں کے ذریعے بیرونِ ملک میں کمائی گئی آمدنی کو شامل نہیں کیا جاتا۔ اس طرح، ملکی آمدنی کو قومی آمدنی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جب ہم ملکی آمدنی میں سے عالمی آمدنی کا وہ حصہ نکال دیں جسے ملک میں غیر رہائشی افراد نے کمایا ہے اور اس عالمی آمدنی کو جوڑ دیں جسے ملک کے رہائشی افراد نے ملک کے باہر کمایا ہے۔ ریاضیاتی طور پر:

$$\begin{aligned}\text{National Income} &= \text{Domestic Income} + \text{Factor Income from Abroad} \\ &\quad - \text{Factor Income to Abroad} \qquad (2.3)\end{aligned}$$

$$\text{National Income} = \text{Domestic Income} - \text{Net Factor Income from Abroad} \qquad (2.4)$$

درج بالا مساوات میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اصطلاح بیرون ملک سے خالص عالمی آمدنی (Net Factor Income from Abroad-NFI_A) قومی آمدنی اور ملکی آمدنی میں فرق کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ NFI_A بیرون ملک سے موصول ہونے والی عالمی آمدنی اور بیرون ملک کو ادا کی جانے والی عالمی آمدنی کے درمیان فرق ہے۔ دوسرے لفظوں میں بیرونِ ملک سے خالص عالمی آمدنی (NFI_A) ملک کے رہائشیوں کی بیرون ملک میں کمائی گئی عالمی آمدنی اور اس ملک کے ملکی علاقے میں غیر رہائشیوں کی کمائی گئی عالمی آمدنی کے درمیان فرق ہے۔ ریاضیاتی طور پر:

$$\begin{aligned}NFI_A &= \text{Factor income by residents from abroad} \\ &\quad - \text{Factor income by non residents in domestic territory} \qquad (2.5)\end{aligned}$$

ملک کے عام رہائشی نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک بھی عالمی آمدنی کماتے ہیں۔ اسی طرح غیر رہائشی بھی ملک میں عالمی آمدنی کماتے ہیں۔ ذیل میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔

اجرت و تنخواہ یا ملازمین کا معاوضہ (Wages & Salaries or Compensation of Employees): اجرت و تنخواہ (یا ملازمین کا معاوضہ) دوسرے ممالک کے ملکی علاقوں میں کام کر کے کمائی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر، فرض کریں کہ سال 21-2020 میں، ہندوستانی رہائشی سائنس دان، انجینئر، ڈاکٹر، ڈانسر، معمار، بڑھئی جو بیرون ملک ملازم تھے نے 50000 کروڑ روپے کی بطور اجرت عالمی آمدنی حاصل کی جبکہ ہندوستان کے اندرونی علاقے میں کام کرنے والے غیر رہائشی کارکنوں کو بھی اسی طرح 40000 کروڑ روپے کی ادائیگی کی گئی۔ 10000 کروڑ روپے بیرون ملک سے ہندوستانی ملازمین کا خالص معاوضہ ہوگا۔

کاروبار اور جائداد سے آمدنی (Income from Property and Entrepreneurship): بیرون ملک سے جائیداد (جیسے عمارتوں، دکانوں، فیکٹریوں، مالیاتی اثاثوں جیسے بانڈز اور بیرونی ممالک میں حصص) کی ملکیت سے عالمی آمدنی کمائی جاتی ہے جس سے لگان اور سود حاصل ہوتا ہے۔ نیز، اشیا و خدمات کی پیداوار میں آجرانہ عمل سے منافع کمایا جاتا ہے۔ مثلاً، فرض کریں کہ سال 21-2020 میں، ہندوستان کے رہائشی جو عارضی طور پر بیرون ملک رہتے ہیں، لگان، سود اور منافع کی مد میں 20000 کروڑ روپے کماتے ہیں جبکہ ہندوستان میں غیر رہائشی 15000 کروڑ روپے کماتے ہیں۔ اس طرح بیرونِ ملک سے جائداد و آجرانہ عمل سے خالص عالمی آمدنی 500 کروڑ روپے ہوگی۔

بچت کردہ آمدنی یا غیر تقسیم شدہ منافع (Retained Earnings or Undistributed Profit): غیر تقسیم شدہ منافع کمپنی کی آمدنی یا منافع کا وہ حصہ ہے جو مالیاتی سال میں حصہ داروں اور سرمایہ کاروں کو منافع کی صورت میں ادا نہیں کیا گیا ہو۔ اس کا مقصد کاروبار کو مزید فروغ دینا ہوتا ہے۔ کمپنی کو کاروبار کی توسیع کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے اور غیر تقسیم شدہ منافع سرمائے کا سستہ ذریعہ ہے۔ رہائشی کمپنیاں بیرونِ ملک سے کمایا گیا منافع کا کچھ حصہ غیر تقسیم شدہ منافع کی صورت میں رکھتی ہیں۔ اسی طرح غیر رہائشی فرمیں بھی ملک میں کمائے گئے منافع کا کچھ حصہ بچا کر رکھتی ہیں۔ مثلاً فرض کریں، سال 21-2020 میں بیرونِ ملک کام کرنے والی ہندوستانی فرموں نے 50000 کروڑ غیر تقسیم شدہ منافع رکھا۔ اسی طرح غیر رہائشی فرموں کا ہندوستان میں غیر تقسیم شدہ منافع 30000 کروڑ روپے تھا۔ اس طرح، بیرونِ ملک سے خالص بچت کردہ آمدنی 20000 کروڑ روپے ہوگی۔

لہٰذا، معیشت کو بیرونِ ملک سے حاصل ہونے والی کل خالص عالمی آمدنی 35000 (10000+5000+20000) ہوگی۔

2.2.2 آمدنی کے خام اور خالص تصورات (Gross and Net Concepts of Income)

آمدنی کو خام آمدنی اور خالص آمدنی کے تناظر میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔ خام آمدنی اور خالص آمدنی میں فرسودگی (Depreciation) کا فرق ہے۔ خام آمدنی میں سے فرسودگی کو نکال کر خالص آمدنی کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مقررہ اثاثے (جیسے پلانٹ اور مشینری) جب استعمال میں ہوتے ہیں تو عام ٹوٹ پھوٹ، اور حادثاتی نقصانات کی وجہ سے ان کی قدر میں کمی آتی جاتی ہے۔ اسی طرح، جب ٹیکنالوجی میں تبدیلی یا طلب میں تبدیلی کی وجہ سے ان اثاثوں کو ترک کرنا پڑتا ہے تو یہ اثاثے متروک (یا فرسودہ) ہو جاتے ہیں اور ان کی قدر میں کمی آجاتی ہے۔ فرسودگی ٹوٹ پھوٹ، حادثاتی نقصانات، یا متوقع متروک پن کی وجہ سے مستعمل مقررہ اثاثوں کی قدر کے نقصان یا قدر میں کمی کو کہتے ہیں۔ فرسودگی کے لیے مقررہ سرمائے کا صَرف (Consumption of Fixed Capital) کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ فرسودگی کی وجہ سے مقررہ اثاثوں کو کچھ مدت کے بعد تبدیل بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح، فرسودگی مجموعی آمدنی کا وہ حصہ جو موجودہ مقررہ سرمائے کے ذخیرے کو برقرار رکھنے کے لیے، ان کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کے لیے خرچ کیا جاتا ہے۔ خام آمدنی کو خالص آمدنی میں تبدیل کرنے کے لیے مجموعی آمدنی سے اس حصے کو منہا کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا:

$$\text{Net Income} = \text{Gross Income} - \text{Depreciation} \quad (2.6)$$

$$\text{Net Doemstic Income} = \text{Gross Domestic Income} - \text{Depreciation} \quad (2.7)$$

$$\text{Net National Income} = \text{Gross National Income} - \text{Depreciation} \quad (2.8)$$

اسی طرح

$$\text{Gross Income} = \text{Net Income} + \text{Depreciation} \quad (2.9)$$
$$\text{Gross Doemstic Income} = \text{Net Domestic Income} + \text{Depreciation} \quad (2.10)$$
$$\text{Gross National Income} = \text{Net National Income} + \text{Depreciation} \quad (2.11)$$

2.2.3 بازار قیمت پر اور عاملی لاگت پر آمدنی (Income at Market Price and at Factor Cost)

آمدنی کو بازار قیمت اور عاملی لاگت کے تناظر میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اشیا و خدمات کو جس قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے وہ ان کی بازار قیمت کہلاتی ہے۔ اس طرح جب بازار قیمت کے تناظر میں آمدنی کو بیان کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتی ہے ملک میں پیدا شدہ تمام اشیا و خدمات کی بازار قیمت میں قدر۔ مثلاً، فرض کریں ایک معیشت میں صرف دو اشیا X اور Y کو پیدا کیا جاتا ہے۔ X کی 10000 اکائی اور Y کی 2000 اکائیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ بازار میں X فی اکائی 5 روپے قیمت پر فروخت ہوتی ہے جبکہ Y فی اکائی 10 روپے پر فروخت ہوتی ہے۔ اس صورت میں ملک کی بازار قیمت پر آمدنی 70000 روپے ہوگی۔ عاملی لاگت پر آمدنی سے مراد ہے ملک کی کل اشیا و خدمات کی پیداوار میں استعمال کیے گئے عاملینِ پیدائش کو کی گئی ادائیگی۔ ایسی معیشت جس میں حکومت کا شعبہ نہیں ہوتا بازار قیمت پر آمدنی اور عاملی لاگت پر آمدنی یکساں اور ایک جیسی ہوتی ہے۔ حکومت کی موجودگی میں بازار قیمت پر آمدنی اور عاملی لاگت پر آمدنی میں فرق ہو سکتا ہے۔

فرض کریں کہ ایک معیشت ہے جس میں صرف دو شعبے ہیں؛ پیداواری شعبہ اور گھریلو شعبہ۔ پیداواری شعبہ مثلاً فرم اشیا و خدمات کو پیدا کرتا ہے۔ ان کی پیداوار کے لیے وہ گھریلو شعبے سے عواملِ پیدائش کو ملازمت دیتا ہے۔ پیداواری شعبہ ان عواملِ پیدائش کو استعمال کرکے X اور Y کی پیداوار کرتا ہے جنہیں وہ بازار میں فروخت کرکے 70000 روپے کے مساوی وصولی (Revenue) وصول کرتا ہے۔ نوٹ کریں کہ معیشت میں حکومت کا شعبہ نہیں ہے لہذا اشیا و خدمات پر کسی قسم کا ٹیکس نافذ نہیں ہوتا اور نہ ان کی پیداوار پر کسی قسم کی حکومتی رعایت ملتی ہے۔ 70000 روپے بازار قیمت پر ملک کی آمدنی ہے کیونکہ اس کا تخمینہ بازار قیمت پر کیا گیا ہے۔

پیداکار ان اشیا و خدمات کی پیداوار میں استعمال کیے گئے عواملِ پیدائش کو ادائیگی کرتا ہے۔ یعنی محنت کو اجرت، سرمائے کو سود، زمین کو لگان اور آجر کو منافع کی صورت میں ادائیگی کی جاتی ہے۔ اس طرح، 70000 روپے عواملِ پیدائش میں اجرت، سود، لگان اور منافع کی حیثیت سے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح، فرم یا پیداکار کے نقطہ نظر سے 70000 روپے عاملی لاگت ہیں۔ ملک کی عاملی لاگت پر آمدنی 7000 روپے ہوگی۔

اب فرض کریں کہ معیشت میں حکومت کا شعبہ بھی ہے۔ حکومت اشیا و خدمات کی پیداوار پر ٹیکس بھی عائد کرتی ہے اور رعایت یا سبسڈی بھی فراہم کرتی ہے۔ اشیا و خدمات پر عائد کردہ ٹیکس بالواسطہ محصول (Indirect Tax) کہلاتا ہے۔ اشیا پر ٹیکس عائد کرنے سے ان کی بازار قیمت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ سبسڈی بازار قیمت میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ اوپر مذکور مثال کو لیں۔ معیشت کی عاملی لاگت پر آمدنی 70000 روپے ہے۔ حکومت اس پر 10000 روپے کا ٹیکس عائد کرتی ہے۔ جس سے پیداکار اشیا کو بازار میں 80000 روپے پر فروخت کرے گا۔ ان کی فروخت سے اسے 80000 کی وصولی ہوگی جس میں سے 70000 روپے وہ عواملِ پیدائش کو عاملی لاگت کے طور پر ادا کرے گا اور

10000 روپے حکومت کو ٹیکس کی مد میں دے گا۔ اس طرح ملک کی بازار قیمت پر آمدنی 80000 روپے ہوگی جبکہ عاملی لاگت پر آمدنی 70000 روپے ہوگی۔

دوسری صورتِ حال فرض کریں۔ حکومت اشیا کی پیداوار پر 20000 روپے کی سبسڈی عطا کرتی ہے۔ جس سے پیداکار اشیا کی قیمت کم کرتا ہے اور یہ اشیا بازار میں 50000 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ غور کریں کہ ان اشیا کی پیداوار میں عاملی لاگت 70000 روپے تھی لیکن انہیں بازار میں 50000 روپے میں فروخت کیا گیا۔ بقایا 20000 روپے کی ادائیگی حکومت نے کی۔ اس صورت میں بھی ملک کی عاملی لاگت پر آمدنی 70000 روپے ہوگی جبکہ بازار قیمت پر آمدنی 50000 روپے ہوگی۔

اس طرح بازار قیمت پر آمدنی اور عاملی لاگت پر آمدنی کے مابین فرق بالواسطہ ٹیکس اور سبسڈی کا ہوگا۔ اگر بازار قیمت پر آمدنی سے بالواسطہ محصول کو نکال دیں اور سبسڈی کو جوڑ دیں تو ہمیں عاملی لاگت پر آمدنی حاصل ہوگی۔ اسی طرح اگر عاملی لاگت پر آمدنی سے سبسڈی کو منہا کر دیں اور بالواسطہ محصول کو جوڑ دیں تو ہمیں بازار قیمت پر آمدنی حاصل ہوگی۔ علامتی طور پر:

$$\text{Income at Factor Cost} = \text{Income at Market Price} - \text{Indirect Taxes} + \text{Subsidies} \quad (2.11)$$

$$\text{Income at Factor Cost} = \text{Income at Market Price} - \text{Net Indirect Taxes} \quad (2.12)$$

جہاں،

$$\text{Net Indirect Taxes} = \text{Indirect Taxes} - \text{Subsidies} \quad (2.13)$$

اسی طرح،

$$\text{Income at Market Price} = \text{Income at Factor Cost} + \text{Indirect Taxes} - \text{Subsidies} \quad (2.14)$$

$$\text{Income at Market Price} = \text{Income at Factor Cost} + \text{Net Indirect Taxes} \quad (2.15)$$

2.2.4 قومی آمدنی سے متعلق مجموعات (Aggregates Related to National Income)

درج بالا میں ہم نے دیکھا کہ آمدنی یا تو ملکی ہوگی، یا قومی، پھر وہ خام ہوگی یا خالص اور اس کا حساب بازار قیمت پر ہوگا یا عاملی لاگت پر۔ اس سے آمدنی کے 8 تصورات یا مجموعات حاصل کیے جاسکتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (Gross Domestic Product at Market Price – GDP_{MP})

GDP_{MP} کسی مالیاتی سال میں ملک کے ملکی علاقے میں پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر کو کہتے ہیں۔

2. بازار قیمت پر خالص ملکی پیداوار (Net Domestic Product at Market Price – NDP_{MP})

NDP_{MP} کسی مالیاتی سال میں ملک کے ملکی علاقے میں پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر مائنس فرسودگی کو کہتے ہیں۔

$$NDP_{MP} = GDP_{MP} - \text{Depreciation} \quad (2.16)$$

3. عاملی لاگت پر خام ملکی پیداوار (Gross Domestic Product at Factor Cost – GDP_{FC})

GDP_{FC} کسی مالیاتی سال کے دوران ملک کے ملکی علاقے میں عوامل پیدائش کو وصول ہوئی کل عاملی آمدنیوں (اجرت، سود،

لگان، منافع) مع فرسودگی کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

$$GDP_{FC} = \text{Wage} + \text{Rent} + \text{Interest} + \text{Profit} + \text{Depreciation} \quad (2.17)$$

4. عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار (Net Domestic Product at Factor Cost – NDP_{FC})

NDP_{FC} کسی مالیاتی سال کے دوران ملک کے ملکی علاقے میں عوامل پیدائش کو وصول ہوئی کل عاملی آمدنیوں (اجرت، سود، لگان، منافع) کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

$$NDP_{FC} = \text{Wage} + \text{Rent} + \text{Interest} + \text{Profit} \quad (2.18)$$

5. بازار قیمت پر خام قومی پیداوار (Gross National Product at Market Price – GNP_{MP})

GNP_{MP} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیداشدہ تمام حتمی اشیاو خدمات کی بازار قدر کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں GNP_{MP} بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کا مجموعہ ہے۔

$$GNP_{MP} = GDP_{MP} + NFI_A \quad (2.19)$$

6. بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار (Net National Product at Market Price – NNP_{MP})

NNP_{MP} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیداشدہ تمام حتمی اشیاو خدمات کی بازار قدر مائنس فرسودگی کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں NNP_{MP} بازار قیمت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{MP}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کا مجموعہ ہے۔

$$NNP_{MP} = NDP_{MP} + NFI_A \quad (2.20)$$

$$NNP_{MP} = GDP_{MP} - \text{Depreciation} + NFI_A \quad (2.21)$$

7. عاملی لاگت پر خام قومی پیداوار (Gross National Product at Factor Cost – GNP_{FC})

GNP_{FC} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیداشدہ تمام حتمی اشیاو خدمات کی عاملی لاگت پر قدر کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں GNP_{FC} عاملی لاگت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{FC}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کا مجموعہ ہے۔

$$GNP_{FC} = GDP_{FC} + NFI_A \quad (2.22)$$

8. عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار (Net National Product at Factor Cost – NNP_{FC})

NNP_{FC} ملک کے عام رہائشیوں کے ذریعے پیداشدہ تمام حتمی اشیاو خدمات کی عاملی لاگت پر قدر مائنس سرسودگی کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں NNP_{FC} عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{FC}) اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی (NFI_A) کا مجموعہ ہے۔

$$NNP_{FC} = NDP_{FC} + NFI_A \quad (2.23)$$

عام رواج یہ ہے کہ عاملی لاگت پر خالص قومی پیداوار (NNP_{FC}) کو قومی آمدنی کہا جاتا ہے۔ اس طرح قومی آمدنی ملک کے رہائشیوں کے ذریعے کمائی گئی کل عاملی آمدنی کو کہتے ہیں۔

تصویر 4.1 میں آمدنی کے مختلف تصورات کے مابین تعلقات کی وضاحت کی گئی ہے۔ تصویر میں تیر کے نشان کی طرف جاتے

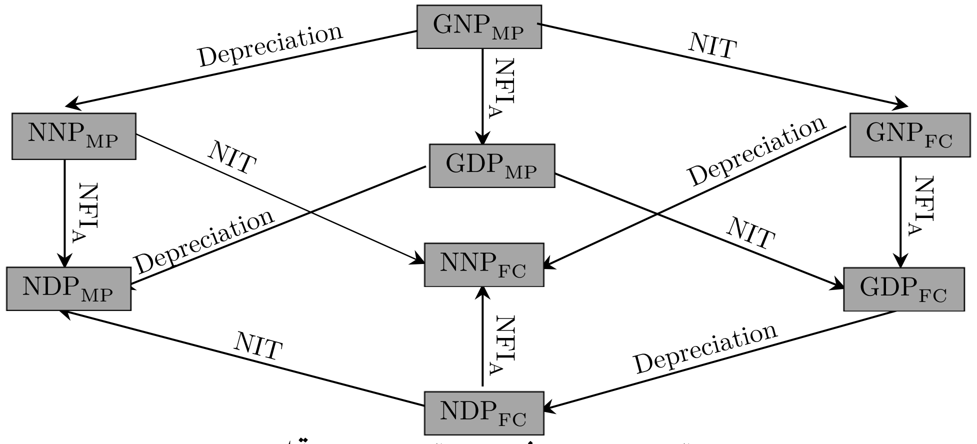

تصویر 1.4: قومی آمدنی کے مختلف تصورات کے مابین تعلق

ہوئے تیر پر بنے تصور کو منہا کریں گے۔ تیر کی الٹی سمت جانے کے لیے تیر پر بنے تصور کو جوڑیں گے۔ مثال کے طور پر GNP_{MP} کو GNP_{FC} میں تبدیل کرنے کے لیے خالص بالواسطہ محصول (Net Indirect Taxes-NIT) کو منہا کریں گے۔ اس کے برعکس GNP_{FC} کو GNP_{MP} میں تبدیل کرنے کے لیے NIT کو جوڑا جائے گا۔ NDP_{FC} کو GNP_{MP} میں تبدیل کرنے کے لیے اس میں فرسودگی کو جوڑیں گے (جس سے GDP_{FC} حاصل ہو گا)، NFI_A کو جوڑیں گے (جس سے GNP_{FC} حاصل ہو گا) اور خالص بالواسطہ محصول (NIT) کو جوڑیں گے۔ اس طرح ہمیں GNP_{MP} حاصل ہو گا۔ اسی طرح آپ ایک مجموعے سے دیگر مجموعات اخذ کر سکتے ہیں۔

2.2.5 آمدنی کے دیگر تصورات (Other Concepts of Income)

درج بالا کے علاوہ بھی آمدنی کے کچھ تصورات ہیں جن ہیں ذیل میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

1. ذاتی آمدنی (Personal Income)

ذاتی آمدنی تمام ذرائع سے تمام افراد کو ملنے والی کل آمدنی ہے۔ یہ ایک مخصوص مدت مثلاً مالیاتی سال کے دوران تمام افراد یا خاندانوں کو ملنے والی تمام آمدنیوں کا مجموعہ ہے۔ ذاتی آمدنی میں اجرت و تنخواہ، سود، لگان اور منافع شامل ہوتا ہے جو افراد حاصل کرتے ہیں۔ اس میں خود ملازم (Self Employed) افراد جیسے کسانوں، دکانداروں وغیرہ کی مخلوط آمدنی، اور سرکاری حکام سے افراد کو موصول ہونے والی انتقالی آمدنی مثلاً پنشن، بے روزگاری بھتہ وغیرہ شامل ہیں۔ ذاتی آمدنی میں وہ آمدنی شامل نہیں ہوتی جسے افراد کماتے تو ہیں لیکن وصول نہیں کرتے۔ مثلاً کمپنی کے غیر تقسیم شدہ منافع (Undistributed Profit) اور کارپوریٹ ٹیکس (Corporate Tax) کو ذاتی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیوں کہ افراد یہ آمدنی کماتے تو ہیں لیکن وصول نہیں کرتے۔ علامتی طور پر:

$$\begin{aligned}\text{Personal income} = {} & \text{National income} - \text{Income of govt sector} - \text{Corporate tax} \\ & - \text{Undistributed profit} + \text{transfer incomes}\end{aligned} \tag{2.24}$$

$$\begin{aligned}\text{Personal income} = {} & \text{Domestic income} - NDP_{FC} \text{ to government} \\ & - \text{Corporate tax} - \text{Undistributed profit} + NFI_A \\ & + \text{transfer incomes}\end{aligned} \tag{2.25}$$

2. نجی آمدنی (Private Income)

نجی شعبے کو حاصل ہونے والی کل عاملی آمدنی اور انتقالی آمدنی کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ نجی شعبے میں کاروباری شعبہ اور گھریلو شعبہ شامل ہیں۔ اس طرح نجی آمدنی میں نجی شعبے کو حاصل ہونے والی کل عاملی آمدنی اور انتقالی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ نجی آمدنی میں نجی شعبے کو بیرونِ ملک سے وصول ہونے والی آمدنی بھی شامل ہو گی۔ علامتی طور پر:

$$\text{Private income} = \text{Income from } NDP_{FC} \text{ to private sector} + NFI_A + \text{All types of transfer incomes} \quad (2.26)$$

$$\text{Private income} = NNP_{FC} - NDP_{FC} \text{ to Government} + \text{Transfer incomes} \quad (2.27)$$

$$\text{Private income} = \text{Personal income} + \text{corporate tax} + \text{Undistributed profit} \quad (2.28)$$

3. قابلِ تصرف آمدنی (Disposable Income)

قابل تصرف آمدنی وہ آمدنی ہے جسے فرد کو اپنی مرضی سے جس طرح چاہے استعمال کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ فرد اپنی ذاتی آمدنی کو مکمل طور پر اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتا۔ اسے آمدنی کا کچھ حصہ انکم ٹیکس، نیشنل انشیورنس وغیرہ کے لیے دینا پڑتا ہے۔ جب ذاتی آمدنی میں سے تمام قسم کے لازمی واجبات نکال دیے جاتے ہیں تو ذاتی قابل تصرف آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

4. زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی (Nominal GDP and Real GDP)

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ خام ملکی پیداوار (Gross Domestic Product) ملک میں پیدا کی گئیں تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر ہے۔ غور کریں کہ GDP کا حساب کرنے کے لیے اشیا و خدمات کی بازار قیمت کو استعمال کیا جاتا ہے۔ فرض کریں کہ اگر معیشت میں اشیا و خدمات کی Q مقدار پیدا کی جاتی ہے اور ان کی قیمت P ہے تو معیشت کی GDP ہو گی۔

$$GDP = P \times Q \quad (2.29)$$

جب ہم زری GDP کی بات کرتے ہیں تو اس میں اشیا و خدمات کی موجودہ قیمت کو لیا جاتا ہے۔ زری GDP کا حساب کرنے کے لیے اشیا و خدمات کی اس سال کی قیمت کو استعمال کیا جاتا ہے جس سال میں ان اشیا و خدمات کو پیدا کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب ہم سال 2019-20 کی زری GDP کا تخمینہ کریں گے تو اس کے لیے اس سال میں پیدا کی گئی تمام اشیا و خدمات کو اس سال میں ان اشیا و خدمات کی قیمت سے ضرب دیں گے۔ لہٰذا، زری GDP ملک میں پیدا کی گئیں تمام اشیا و خدمات کی قدر ہے جسے موجودہ قیمت میں ماپا گیا ہو۔ زری GDP کو موجودہ قیمت پر GDP بھی کہتے ہیں۔

ایسی صورت میں ملک کی GDP میں دو طرح سے تبدیلی ہو سکتی ہے یعنی اشیا و خدمات کی قیمت میں تبدیلی سے اور اشیا و خدمات کی مقدار میں تبدیلی سے۔ درج بالا مساوات میں اگر Q میں اضافہ ہو گا تو GDP میں بھی اضافہ ہو گا۔ جس کا مطلب ہو گا کہ معیشت میں اشیا و خدمات کے جریان میں اضافہ ہوا ہے۔ معیشت میں افراد کو اشیا و خدمات کی زیادہ مقدار صرف کے لیے میسر ہے۔ لیکن اگر Q میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ P میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھی ملک کی GDP میں اضافہ ہو گا۔ غور کریں کہ یہ اضافہ صرف ظاہری ہے۔

معیشت میں اشیا و خدمات کی مقدار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا[2]۔

حقیقی جی ڈی پی تمام حتمی اشیا اور خدمات کی بازار قدر ہے جو کہ معیشت مالیاتی سال کے دوران پیدا کرتی ہے، جس کا تخمینہ منتخب کردہ بنیادی سال (Base Year) کی قیمتوں کا استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ بنیادی سال وہ سال ہوتا ہے جسے مختلف سالوں کی آمدنی کے موازنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ حقیقی جی ڈی پی کا حساب لگانے کے لیے، ہم اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ بنیادی سال کے بعد سے افراطِ زر کے ذریعے جی ڈی پی میں کتنی تبدیلی آئی ہے، اور اس تبدیلی کو جی ڈی پی سے نکال دیتے ہیں۔ حقیقی جی ڈی پی کو مستقل قیمت پر جی ڈی پی (GDP at Constant Prices) بھی کہتے ہیں۔ علامتی طور پر حقیقی جی ڈی پی کو ہم لکھ سکتے ہیں:

$$\text{GDP} = P_0 \times Q \tag{2.30}$$

جہاں، P_0 اشیا و خدمات کی بنیادی سال میں قیمت ہے اور Q موجودہ سال میں اشیا و خدمات کی مقدار ہے۔ مساوات 2.30 میں دیکھا جا سکتا ہے کہ GDP میں اضافہ صرف مقدارِ پیداوار میں اضافے سے ہی ممکن ہوگا کیونکہ P_0 بنیادی سال کی قیمت ہے لہٰذا وہ متعین ہے۔

اس کی وضاحت کے لیے فرض کریں ایک ایسی معیشت ہے جو صرف دو اشیا کپڑا اور گیہوں پیدا کرتی ہے۔ جدول 4.2 میں مسلسل تین سالوں (2019، 2020 اور 2021) میں دونوں اشیا کی پیداوار کی مقدار اور قیمتوں کو دکھایا گیا ہے۔ ان اعداد و شمار کے مطابق سال 2019 میں جی ڈی پی 4000 روپے ہوگی، سال 2020 میں 7400 ہوگی اور سال 2021 میں 11400 ہوگی۔

جدول 4.1: زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی

سال	کپڑا		گیہوں	
	مقدار	قیمت	مقدار	قیمت
2019-20	200	10	100	20
2020-21	220	20	120	25
2021-22	230	30	150	30

اسی طرح ہم حقیقی جی ڈی پی کا بھی حساب کر سکتے ہیں۔ ہماری مثال میں، ہم سال 2019 کو بنیادی سال مانتے ہیں۔ اس طرح، کپڑے اور گیہوں کی قیمتیں بالترتیب 10 روپے اور 20 روپے رکھیں گے۔ ان قیمتوں کے ساتھ ہم حقیقی جی ڈی پی کا حساب کر سکتے ہیں۔ سال 2019 میں حقیقی جی ڈی پی 4000 روپے ہوگی۔ یہاں واضح رہے کہ بنیادی سال میں زری اور حقیقی جی ڈی پی ہمیشہ مساوی ہوتی ہیں۔ 2020 میں حقیقی جی ڈی پی 4600 روپے ہوگی $(20 \times 120 + 10 \times 220)$۔ اسی طرح سال 2021 میں حقیقی جی ڈی پی 5300 ہوگی $(20 \times 150 + 10 \times 230)$۔ زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی کا موازنہ کرنے پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ حقیقی جی ڈی پی زری جی ڈی پی کی

---

[2] اس صورت میں بعض اوقات فریب زر کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ فریب زر افراد کا وہم ہے جس کے مطابق وہ یہ سمجھتے ہیں کہ زر کی قدر معین ہوتی ہے اور افراطِ زر کے اثرات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لوگ فریبِ زر کی وجہ سے افراطِ زر کی صورت میں زری آمدنی یا اجرت میں اضافے کو فلاح و بہبود میں اضافہ تصور کرتے ہیں جبکہ حقیقت میں ان کی فلاح و بہبود میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کو ایک سادہ مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر مزدوروں کی آمدنی میں 5 فیصد کا اضافہ ہوتا ہے تو وہ سوچ سکتے ہیں کہ ان کے معیار زندگی میں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم، اگر افراط زر 7 فیصد ہے تو اشیا کی قیمتیں آمدنی کے مقابلے میں تیزی سے بڑھیں گی جس سے درحقیقت ان کے معیار زندگی میں کمی آئے گی (کیونکہ ان کی حقیقی آمدنی میں 2 فیصد کی کمی آئی ہے)۔ اس کے برعکس اگر مزدوروں کی آمدنی میں 1 فیصد کی کٹوتی جاتی ہے تو مزدور سوچ سکتے ہیں کہ ان کے معیار زندگی میں کمی آئی ہے۔ تاہم، اگر اشیا کی قیمتوں میں اصل میں 2 فیصد کی کمی ہوتی ہے تو ان کی زری آمدنی میں کمی کے باوجود بھی ان کی حقیقی آمدنی میں 1 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ زری آمدنی میں کمی کے باوجود بھی وہ پہلے کے مقابلے زیادہ اشیا و خدمات خرید سکتے ہیں۔ تاہم، یہ فوری طور پر افراد پر ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ پہلی نظر میں، لوگ تنخواہ میں 5 فیصد کے ظاہری اضافے کو 1 فیصد کی تنخواہ میں ظاہری کٹوتی کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

طرح زیادہ نہیں بڑھتی ہے۔

زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی سے ہم ضریبِ تعدیل جی ڈی پی (GDP Deflator) کا حساب کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہم زری جی ڈی پی کو حقیقی جی ڈی پی سے تقسیم کریں گے اور نتیجے کو 100 سے ضرب دیں گے۔

$$\text{GDP Deflator} = \frac{\text{Nominal GDP}}{\text{Real GDP}} \times 100 \tag{2.31}$$

ہماری سابقہ مثال میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سال 2019 میں ضریب تعدیل 100 ہے، سال 2020 کا ضریب تعدیل 161 ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ سال 2019 کے مقابلے سال 2020 میں قیمتوں میں 61 فیصد کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح، سال 2021 میں ضریب تعدیل 215 ہے یعنی سال 2019 کے مقابلے سال 2021 میں اشیا کی قیمتوں میں 115 فیصد کا اضافہ ہوا۔

$$\text{GDP Deflator } (2019-20): \quad \frac{4000}{4000} \times 100 = 100$$

$$\text{GDP Deflator } (2020-21): \quad \frac{7400}{4600} \times 100 \approx 161$$

$$\text{GDP Deflator } (2021-22): \quad \frac{400}{5300} \times 100 \approx 215$$

5. **ممکنہ جی ڈی پی** (Potential GDP)

ممکنہ جی ڈی پی سے مراد وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار ہے جو معیشت اپنے موجودہ معاشی وسائل کا مکمل استعمال کرتے ہوئے پیدا کر سکتی ہے۔ یہ معیشت کی طویل مدتی مجموعی رسد کی نمائندگی کرتی ہے۔ پیداوار کی اس سطح پر معیشت اپنے تمام وسائل کو مکمل طور پر بروئے کار لائے گی اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت ہوگی۔ حقیقی جی ڈی پی کی طرح، ممکنہ جی ڈی پی اشیا اور خدمات کی بازار قدر کی نمائندگی کرتی ہے، لیکن کسی ملک کی معاشی سرگرمی کی موجودہ حالت کی نمائندگی کرنے کے بجائے، ممکنہ جی ڈی پی پیداوار کی اُس اعلیٰ ترین سطح کا تخمینہ کرنے کی کوشش کرتی ہے جو معیشت ایک مدت کے دوران برقرار رکھ سکتی ہے۔ پیداواری عوامل اور ٹیکنالوجی کی مقدار اور معیار میں اضافے سے ممکنہ جی ڈی پی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ممکنہ جی ڈی پی کے لیے ممکنہ پیداوار (Potential Output)، پوری صلاحیت پر مجموعی پیداوار (Total Output at Full Capacity)، طویل مدتی پیداوار (Long-run Output)، یا مکمل روزگار پر پیداوار (Output at Full Employment) وغیرہ اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ حقیقی جی ڈی پی اور ممکنہ جی ڈی پی میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ممکنہ جی ڈی پی موجودہ معاشی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ممکنہ پیداوار کی قدر کی پیمائش کرتی ہے جبکہ حقیقی جی ڈی پی ایک مدت (ایک سہ ماہی یا ایک سال) میں پیدا ہونے والی اصل پیداوار کی قدر ہے۔

ممکنہ پیداوار ایک اہم تصور ہے۔ یہ اس کی پیمائش کرنے کے میں بہت مفید ہے کہ ایک معیشت کتنی اشیا اور خدمات پیدا کر سکتی ہے۔ حقیقی جی ڈی پی اور ممکنہ پیداوار کا موازنہ کرنے سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا موجودہ جی ڈی پی میں اضافہ ممکن ہے اور اس اضافے کا مہنگائی اور بے روزگاری پر کیا ممکنہ اثر پڑے گا۔ کساد بازاری کے دوران، حقیقی پیداوار پوری صلاحیت کی پیداوار سے کم ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ معیشت میں غیر مستعمل صلاحیت موجود ہوتی ہے جو عموماً کمزور طلب کی وجہ ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں، مرکزی

بینک عام طور پر معاشی نمو کو تیز کرنے کے لیے توسیعی زری پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت مالیاتی پالیسی اقدام (مثلاً ٹیکس میں کمی اور اخراجات میں اضافہ) بھی استعمال کرتی ہے۔

اس کے برعکس، معاشی تیزی کے دوران، حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ مہنگائی کی صورت میں نکلتا ہے۔ قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور افراطِ زر میں اضافہ آمدنی میں اضافے سے زیادہ ہوتا ہے تو صارفین کی قوتِ خرید پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اس صورتِ حال میں مرکزی بینک سخت زری پالیسی اپناتے ہیں۔ حکومت ٹیکس میں اضافہ اور اخراجات میں کمی کرتی ہے۔

حقیقی جی ڈی پی اور ممکنہ جی ڈی پی کا فرق شگافِ پیداوار (Output Gap) کہلاتا ہے۔ اس طرح:

$$\text{Output Gap} = \text{Actual GDP} - \text{Potential GDP} \tag{2.32}$$

اس کی پیمائش عموماً فیصد میں کی جاتی ہے جس کا فارمولا درج ذیل ہے۔

$$\text{Percentage Output Gap} = \frac{\text{Actual GDP} - \text{Potential GDP}}{\text{Potential GDP}} \times 100 \tag{2.33}$$

اگر شگافِ پیداوار منفی ہو یعنی حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی سے کم ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اشیا اور خدمات کی طلب کم ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ معیشت مکمل روزگار پر نہیں ہے۔ اگر شگافِ پیداوار مثبت ہو یعنی حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی سے زیادہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ معیشت اپنی پائیدار حد سے زیادہ پیداوار کر رہی ہے، اور مجموعی طلب مجموعی رسد سے زیادہ ہے۔ اس صورت میں مہنگائی اور قیمتوں میں اضافے کا امکان ہوگا۔

2.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- قومی آمدنی اور اس سے متعلق مختلف تصورات کی وضاحت کر سکیں۔
- قومی آمدنی کے تخمینے کے طریقے بیان کر سکیں۔

2.4 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

2.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. عموماً اس کے لیے قومی آمدنی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے:

(a) NDP_{FC} (b) NNP_{FC}
(c) NDP_{MP} (d) NNP_{MP}

2. ملکی پیداوار مساوی ہوتی ہے:

(a) $\text{National Income} + NFI_A$ (b) $\text{National Income} - NFI_A$
(c) $\text{National Income} \div NFI_A$ (d) $\text{National Income} \times NFI_A$

3. عالمی لاگت پر آمدنی اور بازار قیمت پر آمدنی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا فرق ہوتا ہے۔ (خالص بالواسطہ ٹیکس / فرسودگی)

4. قومی آمدنی اور ملکی آمدنی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا فرق ہے۔ (فرسودگی / NFI_A)

5. ۔۔۔۔۔۔۔۔ اشیا کی بازار قیمت میں اضافہ کرتا / کرتی ہے۔ (ٹیکس / سبسڈی)

6. جب بیرونِ ملک سے خالص عالمی آمدنی منفی ہوتی ہے تو ملکی آمدنی قومی آمدنی کے مقابلے ۔۔۔۔۔ ہوتی ہے۔ (کم / زیادہ)

7. قومی آمدنی میں صِرف رہائشی افراد کی عالمی آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

8. انتقالی ادائیگیوں کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

9. عالمی ادارہ صحت کے ہندوستان میں واقع دفتر میں کام کرنے والا ہندوستانی ہندوستان کا رہائشی ہے۔ (صحیح / غلط)

10. GDP Deflator افراط زر کی وجہ سے جی ڈی پی میں ہونے والے اضافے کو دکھاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	
صحیح	صحیح	غلط	صحیح	زیادہ	ٹیکس	NFI_A	خالص بالواسطہ ٹیکس	b	b	**جوابات**

2.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ہندوستان میں غیر ملکی بینک کی شاخ میں کام کرنے والے غیر ملکیوں کی آمدنی ہندوستان کی ملکی عالمی آمدنی کا حصہ کیوں ہے؟
2. ہندوستان میں امریکی سفارت خانے میں ایک سفیر اپنی ملازمت میں ایک سال سے زائد عرصے تک رہتا ہے۔ کیا اسے ہندوستان کا رہائشی مانا جائے گا؟
3. قومی آمدنی اور ملکی آمدنی میں فرق واضح کریں
4. اگر زری جی ڈی پی 3000 ہے اور جی ڈی پی ضریبِ تعدیل 125 ہے۔ حقیقی جی ڈی پی کا حساب کریں۔
5. ہندوستان میں ایک غیر رہائشی کمپنی کا کمایا منافع ہندوستان کی قومی آمدنی میں شامل ہوتا ہے۔ حق میں یا خلاف میں دلیل دیں۔

2.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار اور عالمی لاگت پر خالص قومی پیداوار کی وضاحت کریں۔ ان کے درمیان فرق واضح کریں۔
2. زری جی ڈی پی اور حقیقی جی ڈی پی کے مابین فرق کریں۔
3. ملک کے رہائشی اور غیر رہائشی کی وضاحت کریں۔ ان کے درمیان فرق بیان کریں۔

اکائی 3: قومی آمدنی ماپنے کے طریقے

(Methods of Measuring National Income)

اکائی کے اجزا:

3.0 تمہید(Introduction)

3.1 مقاصد(Objectives)

3.2 پیداوار طریقہ(Output Method)

3.2.1 طریقۂ پیداوار سے متعلق احتیاطی تدابیر(Precautions of Output Method)

3.2.2 مسئلہ شمارِ مضاعف(Problem of Double Counting)

3.3 آمدنی کا طریقہ(Income Method)

3.3.1 عاملی آمدنی کے اجزا(Components of Factor Income)

3.3.2 آمدنی کے طریقہ کار کے اقدامات(Steps of Income Method)

3.3.3 طریقۂ آمدنی سے متعلق احتیاطی تدابیر(Precautions of Income Method)

3.4 اخراجات کا طریقہ(Expenditure Method)

3.4.1 اخراجات کے طریقہ کار کے اقدامات(Steps of Expenditure Method)

3.4.2 اخراجات کے طریقے سے متعلق احتیاطی تدابیر(Precautions of Income Method)

3.5 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

3.6 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

3.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

3.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

3.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

3.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی کے لیے قومی پیداوار (National Product) اور قومی اخراجات (National Expenditure) کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں قومی آمدنی، قومی پیداوار اور قومی اخراجات مساوی ہوتے ہیں۔ اس کو ایک آسان مثال سے سمجھنے کے لیے فرض کریں کہ ایک سادہ معیشت میں دو شعبے ہیں؛ پیداواری شعبہ اور گھریلو شعبہ۔ پیداواری شعبہ اشیا و خدمات کو پیدا کرتا ہے اور گھریلو شعبے کو فروخت کرتا ہے۔ گھریلو شعبہ عاملی خدمات پیداواری شعبے کو فراہم کرتا ہے اور اس سے اشیا و خدمات خریدتا ہے۔ فرض کریں کہ پیداواری شعبہ گھریلو شعبے سے عاملی خدمات حاصل کرتا ہے اور 100 روپے کی اشیا پیدا کرتا ہے۔ یہ 100 روپے، معیشت کی مجموعی پیداوار ہوگی۔ چونکہ پیداواری شعبے نے گھریلو شعبے سے عوامل کی خدمات کو حاصل کیا لہٰذا اس کے عوض اسے ادائیگی کرنی ہوگی۔ پیداواری شعبہ گھریلو شعبے کو 100 روپے کی ادائیگی کرے گا۔ یہ ادائیگیاں پیداواری شعبے کے اخراجات اور گھریلو شعبے کی آمدنی ہوں گی۔ اس طرح معیشت کی آمدنی بھی 100 روپے ہوگی۔ گھریلو شعبہ 100 روپے کی اس آمدنی کو پیداواری شعبے کی پیدا کردہ اشیا کی خرید پر خرچ کرے گا جو پیداواری شعبے کی آمدنی ہوگی اور گھریلو شعبے کے اخراجات ہوں گے۔ اس طرح معیشت کے اخراجات بھی 100 روپے ہوں گے۔ اس مثال سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ معیشت کی قومی پیداوار، قومی آمدنی اور قومی اخراجات مساوی ہوتے ہیں۔ علامتی زبان میں:

$$\text{National Income} = \text{National Product} = \text{National Expenditure} \qquad (3.1)$$

اس طرح، قومی آمدنی کو تین مختلف زاویوں سے دیکھا جاسکتا ہے؛ معیشت میں پیداوار کی قدر کا حاصل جمع، معیشت میں کمائی گئی کل آمدنی کا حاصل جمع اور حتمی اشیا و خدمات پر کیے گئے کل اخراجات۔ اسی مناسبت سے قومی آمدنی کو ماپنے کے بھی تین اہم طریقے ہیں۔ اس اکائی میں ان طریقوں پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- قومی آمدنی ماپنے کے مختلف طریقوں کی وضاحت کرنا۔
- قومی آمدنی کے تخمینے میں ضروری احتیاط بیان کرنا۔

3.2 پیداوار طریقہ (Output Method)

اس طریقے میں ایک سال کی مدت میں ملک میں پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی قدر کا حساب کیا جاتا ہے۔ پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کو ماپنے کے دو طریقے ہیں؛ حتمی پیداوار کا طریقہ اور قدر افزودہ کا طریقہ۔ حتمی پیداوار کا طریقہ ایک سال کے دوران معیشت میں پیدا حتمی اشیا اور خدمات کی قدر جوڑ کر کے قومی آمدنی کی پیمائش کرتا ہے۔ اس میں صرف حتمی اشیا و خدمات کو شامل کیا جاتا ہے۔ درمیانی اشیا

وخدمات کی قدر کو شامل نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ ان کی قدر پہلے سے ہی حتمی مصنوعات میں شامل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، قدر افزودہ کے طریقے میں معیشت کے تمام شعبوں میں پیداوار کے ہر مرحلے پر اضافی قدر کو جمع کرکے قومی آمدنی کی پیمائش کی جاتی ہے۔

نوٹ: حتمی اشیا وہ اشیا اور خدمات ہیں جو حتمی صرف، سرمایہ کاری، یا برآمد کے لیے خریدی جاتی ہیں، مزید پیداوار کے لیے نہیں۔ یہ اشیا پیداوار کے مرحلے سے باہر ہو چکی ہوتی ہیں اور براہ راست انسانی خواہشات کو پورا کرتی ہیں یا اشیائے سرمایہ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر افراد کی ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی کار، کھانے کے لیے خریدی گئی روٹی، یا فیکٹری میں استعمال کے لیے خریدی گئی مشین حتمی اشیا ہیں کیونکہ وہ پیداواری عمل میں مزید تبدیلی سے نہیں گزریں گی۔ ان اشیا کو قومی آمدنی کے حساب میں شامل کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ حتمی استعمال کے لیے دستیاب پیداوار کی قدر کو ظاہر کرتی ہیں۔ دوسری طرف درمیانی اشیا وہ اشیا اور خدمات ہیں جو دیگر اشیا اور خدمات کی تیاری میں بطور مادا خل استعمال ہوتی ہیں۔ انہیں قومی آمدنی میں الگ سے شمار نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ ان کی قدر پہلے سے ہی حتمی اشیا کی قیمت میں شامل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، روٹی بنانے کے لیے بیکری کے ذریعے خریدی گئی گندم، کاریں بنانے کے لیے استعمال ہونے والا اسٹیل، یا خام مال کی فراہمی کے لیے کسی کمپنی کی خدمات حاصل کی گئی ٹرانسپورٹ خدمات درمیانی اشیا اور خدمات ہیں۔ کوئی شے حتمی ہے یا نہیں اس کا اس کا انحصار اس کے استعمال کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جب آٹا گھر میں استعمال کے لیے خریدا جاتا ہے تو یہ حتمی شے ہے لیکن جب یہی آٹا ایک ہوٹل روٹی بنانے کے لیے خریدتا ہے تو یہ درمیانی شے ہے۔ گھر میں استعمال ہونے والی بجلی حتمی شے ہے جب کہ کمپنی میں استعمال ہونے والی بجلی درمیانی شے ہے۔

1. **حتمی پیداوار کا طریقہ** (Final Output Method)

اس طریقے میں ایک مالیاتی سال کے دوران میں ملک میں پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی قدر کا بازار قیمت پر حساب کیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں ملک میں تمام پیداواری شعبوں کی پیدا شدہ تمام حتمی اشیا و خدمات کی مقدار کو ان کی بازار قیمت سے ضرب دے کر حاصل کیا جاتا ہے جس سے بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) حاصل ہوتی ہے۔ یہ محل نظر رہے کہ خام تصور ہونے کی وجہ سے اس میں فرسودگی شامل ہوتی ہے، ملکی تصور ہونے کی وجہ سے اس میں اندرون ملک پیدا کی گئی اشیا و خدمات شامل ہوتی ہیں اور بازار قیمت پر ہونے کی وجہ سے اس میں خالص بالواسطہ ٹیکس شامل ہوتا ہے۔ خام ملکی پیداوار سے پھر آپ قومی آمدنی کے دیگر مجموعات حاصل کرسکتے ہیں۔

2. **قدر افزودہ کا طریقہ** (Value Added Method)

قدر از فزودہ کسی شے کی اصل قدر میں پیدا کی گئی اضافی قدر کو کہتے ہیں۔ یہ وہ اضافہ ہے جو فرم صارفین کو فروخت کرنے سے پہلے اشیا و خدمات میں کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ فرم کی پیداوار اور درمیانی اشیا کے مابین فرق ہے۔ مثلا ایک درزی 200 روپے کا کپڑا خریدتا ہے اور اس سے قمیص بناتا ہے جسے وہ 500 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ اس صورت میں درزی نے کپڑے میں 300 روپے کے مساوی قدر کا اضافہ کیا۔ علامتی زبان میں:

$$\text{Value Added} = \text{Value of Output} - \text{Intermediate Consumption} \quad (3.2)$$

فرم کی پیداوار کی قدر (Value of Output) سال میں اس کے ذریعے پیدا کی گئی تمام حتمی اشیا و خدمات کی قدر ہے۔ فرم تمام

حتمی اشیا و خدمات کو فروخت کر دیتی ہے یا کچھ حصہ اس کے پاس بحیثیت اسٹاک بچ جاتا ہے۔ اس طرح پیداوار کی قدر ہو گی:

$$\text{Value of Output} = \text{Sales} + \Delta K \qquad (3.3)$$

جہاں، ΔK اسٹاک میں تبدیلی ہے۔ اسٹاک میں تبدیلی سال کے اختتام پر اسٹاک اور سال کی ابتدا میں اسٹاک کا فرق ہے۔

$$\Delta K = \text{Closing Stock} - \text{Opening Stock} \qquad (3.4)$$

قدر افزودہ سے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنے کے لیے درج ذیل مراحل ہوں گے:

1. معیشت میں تمام پیداواری اکائیوں کی نشاندہی کرنا اور سرگرمیوں کی مماثلت کی بنیاد پر ان کو صنعتی شعبوں جیسے زرعی، معدنی، صنعتی خدمات یا بنیادی، ثانوی، ثالثی شعبوں میں درجہ بندی کرنا۔
2. ہر پیداواری اکائی کی پیداوار کی قدر سے درمیانی صرف، فرسودگی اور خالص بالواسطہ ٹیکسوں کی کٹوتی کرکے عاملی لاگت پر خالص قدر افزودہ (Net Value Added at Factor Cost-NVA_{FC}) کا تخمینہ کرنا۔
3. ہر شعبے میں تمام پیداواری اکائیوں کی NVA_{FC} کو جوڑنا۔
4. تمام شعبوں کی NVA_{FC} کا میزان کرکے ملکی آمدنی کا حساب لگانا۔
5. بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی کا تخمینہ لگانا اور اسے ملکی آمدنی میں جوڑ کر خام قومی آمدنی کا حساب کرنا۔
6. خام قومی آمدنی سے فرسودگی کی کٹوتی کرکے قومی آمدنی کا حساب کرنا۔

جدول 3.1 میں قدر افزودہ سے قومی آمدنی کے تخمینے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

جدول 3.1: قدرِ افزودہ طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ

پیدائش کا مرحلہ	درمیانی اشیا کی قدر	پیداوار کی قدر	قدر افزودہ
کسان	-	4000	4000
آٹا چکی	4000	8000	4000
نان بائی	8000	10000	2000
دکان دار	10000	12000	2000
کل			**12000**

فرض کریں کہ بنا درمیانی شے استعمال کیے کسان اپنے کھیت میں گیہوں اگاتا ہے اور اسے 4000 میں فروخت کرتا ہے۔ اس طرح کسان نے 4000 کی قدر پیدا کی۔ آٹا چکی اس گیہوں کو پیس کر آٹا بناتی ہے اور اسے 8000 میں فروخت کرتی ہے۔ چونکہ آٹا چکی نے گیہوں 4000 کا خریدا تھا جو اس کے لیے درمانی شے ہے، لہذا آٹا چکی نے 4000 کے بقدر مزید قدر میں اضافہ کیا۔ آٹا چکی سے نان بائی نے آٹا 8000 روپے میں خریدا اور اس کی روٹیاں بنا کر 10000 میں فروخت کی۔ اس طرح نان بائی نے قدر میں 2000 کا اضافہ کیا۔ نان بائی سے دکان دار نے روٹیاں خریدی اور انہیں 12000 میں صارفین کو فروخت کیا۔ اس طرح، دکان دار نے 2000 کی قدر کا اضافہ کیا۔ چاروں کی کل قدر افزودہ 12000 روپے ہو گی۔ غور کریں کہ ہم نے اس میں سے فرسودگی اور خالص بالواسطہ ٹیکس کو منہا نہیں کیا۔ لہذا، 12000 روپے خام

قدر افزودہ ہو گی جو خام ملکی پیداوار (GDP_{MP}) کے مساوی ہے۔ اس سے ہم قومی آمدنی کا حساب کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے خام ملکی پیداوار سے فرسودگی اور بالواسطہ ٹیکس کی کٹوتی کرنی ہو گی اور بیرون ملک سے خالص عالمی آمدنی (NFI_A) کو جوڑنا ہو گا۔ اس طرح:

$$NNP_{FC} = GDP_{MP} - \text{Depreciation} - \text{NIT} + NFI_A \tag{3.5}$$

3.2.1 طریقۂ پیداوار سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Output Method)

پیداوار طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں درج ذیل احتیاط رہنی چاہیے۔

1. ملک میں روزانہ ہزاروں پرانی کاروں، گھروں، موبائلوں وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ لیکن ان اشیا کی خرید و فروخت کی قدر کو قومی آمدنی کے تخمینے میں نہیں جوڑا جاتا کیونکہ ان اشیا کی قدر کو اس سال کی قومی آمدنی میں جوڑا جا چکا ہے جس سال انہیں پیدا کیا گیا تھا۔ اگر ہر خرید و فروخت پر ان کی قدر کا شمار کیا جائے گا تو قومی آمدنی کی قدر کئی گنا نکل کر آئے گی۔ اسی طرح، پرانے مالی اثاثوں مثلاً، پرانے اسٹاک، حصص، بونڈ وغیرہ کی خرید و فروخت کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ان کی قدر قومی آمدنی میں تب شامل کی جا چکی تھی جب فرم نے کاروبار شروع کیا تھا۔ یہ خرید و فروخت محض ملکیت کا تبادلہ ہے اور کوئی نئی شے یا خدمت پیدا نہیں کی گئی۔
2. لیکن ان پرانی اشیا اور مالی اثاثوں کی خرید و فروخت میں کمائے گئے کمیشن کا قومی آمدنی میں شمار کیا جائے گا کیونکہ یہ کمیشن دلالی کی خدمات کا معاوضہ ہے۔
3. پیداکار اکائیوں کے ذریعے خود کے استعمال کے لیے پیدا شدہ اشیا کی قدر کو آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ اشیا بھی ان اشیا کی ہی طرح ہے جنہیں بازار میں فروخت کے لیے پیدا کیا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پیداکار انہیں فروخت کرنے کی بجائے ذاتی استعمال میں لاتا ہے۔ مثال کے طور کار بنانے والی کمپنی کی کاریں جو اس کے ملازمین کی نقل و حمل کے لیے استعمال ہوتی ہیں، ان کی قدر کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ اسی طرح، ذاتی استعمال کے لیے پیدا شدہ اشیا کی عائد قدر (Imputed Value) کو بھی شامل کیا جائے گا۔ مثلاً، درزی کے بنائے وہ کپڑے جو اس نے اپنے لیے یا اپنے اہلِ خانہ کے لیے بنائے ہوں، یا کسان نے جو چاول اپنے اور اپنے اہل و عیال کے استعمال کے لیے پیدا کیا ہو۔ اسی طرح، وہ زمین یا مکانات جس میں مالک خود رہتا ہو یا اس میں خود کا کاروبار ہو، ان کا عائد لگان بھی قومی آمدنی میں شامل ہو گا۔
4. زیرِ زمین سرگرمیوں اور غیر قانونی سرگرمیوں مثلاً، غیر قانونی جوا، اسمگلنگ، غیر قانونی شراب کشی، غیر قانونی قحبہ گری وغیرہ کی اشیا و خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کا درست حساب کرنا مشکل کام ہے اور ان کا کوئی باضابطہ سرکاری ڈاٹا موجود نہیں۔ جن ممالک میں یہ غیر قانونی نہیں ہیں وہاں کی قومی آمدنی میں ان کا شمار ہو گا۔ مثلاً، بعض ممالک میں قحبہ گری یا جوا غیر قانونی نہیں ہے۔ ان ممالک کی قومی آمدنی میں ان سرگرمیوں کی زری قدر کو شامل کیا جائے گا۔
5. معیشت میں ایسے افراد کثیر تعداد میں ہیں جو صارفین کو مختلف خدمات فراہم کرتے ہیں لیکن کوئی ٹھوس شے پیدا نہیں کرتے، مثلاً، ڈاکٹر، وکیل، استاد، ڈانسر، گلوکار وغیرہ۔ ان کی خدمات قومی آمدنی میں شامل ہو گی۔
6. حاصلاتِ سرمایہ کو قومی آمدنی میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ حاصلات سرمایہ اس منافع کو کہتے ہیں جو اثاثاتِ سرمایہ مثلاً گھر، اسٹاک،

حصص وغیرہ کو جس قیمت پر خرید اگیا اس سے زائد قیمت پر فروخت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس منافع کو قومی آمدنی میں شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کی خرید و فروخت سے کوئی شے پیدا نہیں ہوتی۔

7. انوینٹری میں آئی تبدیلی کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ انوینٹری میں مثبت تبدیلی بھی ممکن ہے اور منفی تبدیلی بھی۔ اسی حساب سے قومی آمدنی پر انوینٹری میں تبدیلی کا مثبت یا منفی اثر ہو گا۔ یہ محلِ نظر رہے کہ قومی آمدنی میں کل انوینٹری میں تبدیلی کا شمار کیا جائے گا نہ کہ کل انوینٹری کا۔ انوینٹری سے مراد اشیا اور مواد کا وہ ذخیرہ ہے جو فرم پیداوار، دوبارہ فروخت، یا روزمرہ کے کاموں کے مقصد کے لیے رکھتی ہے۔ اس میں خام مال نیم تیار شدہ اشیا اور تیار اشیا کا ذخیرہ شامل ہے۔

8. خاتون خانہ کی بلا معاوضہ خدمات کو قومی آمدنی کے تخمینے میں نہیں شامل کیا جائے گا کیونکہ ان کی خدمات اور ان خدمات کی قدر کا درست حساب نہیں کیا جاسکتا۔ خاتونِ خانہ بہت سی مفید خدمات سرانجام دیتی ہے جیسے کھانا بنانا، صفائی کرنا، سلائی، دھلائی، بچوں کی پرورش وغیرہ۔ لیکن اسے ان خدمات کا کچھ معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا۔ اس کی خدمات کو قومی آمدنی میں اس لیے شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ یہ خدمات اپنے اہل خانہ کی محبت میں سرانجام دیتی ہے اور ان کو زری قدر میں ماپا نہیں جاسکتا۔ اسی وجہ سے جب فرم کا مالک اپنی سیکریٹری سے شادی کرلیتا ہے اور وہ خاتونِ خانہ بن جاتی ہے اور سیکریٹری نہیں رہتی تو اس کی خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح، جب استاد اپنے بچوں کو گھر میں تعلیم دیتا ہے تو اس خدمت کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح، ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی خدمات کو بھی قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اور بھی ایسی خدمات ہیں جن کی قدر کو زر میں ماپنا نہایت مشکل کام ہے مثلاً بعض افراد شوقیہ مصوری، مجسمہ سازی وغیرہ کرتے ہیں۔ ان کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

9. درمیانی اشیا کی قدر کو شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کی قدر کو پہلے ہی حتمی اشیا کی قدر میں شامل کیا جاچکا ہے۔ دوبارہ ان کی قدر کا حساب کرنے کا نتیجہ شمار مضاعف (Double Counting) کی صورت میں نکلے گا۔

3.2.2 مسئلہ شمارِ مضاعف (Problem of Double Counting)

شمار مضاعف ایسی صورت حال ہے جس میں کسی شے کی قدر کو ایک سے زیادہ بار جوڑا جاتا ہے۔ شمارِ مضاعف کا مسئلہ خاص طور پر حتمی پیداوار کے طریقے میں زیادہ پیش آتا ہے۔ اوپر ہم ذکر کرچکے ہیں کہ اس طریقے میں مالیاتی سال میں پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی قدر کا حساب کیا جاتا ہے۔ درمیانی اشیا و خدمات کی قدر کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب درمیانی اشیا کی قدر کو بھی قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ یہ عموماً اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شے کا پیدا کار شے کو حتمی شے مانتا ہے حالانکہ وہ حتمی شے نہیں ہوتی۔ اس طرح، بعض اشیا کی قدر کو ایک سے زائد مرتبہ شمار کرلیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں قومی آمدنی حقیقی آمدنی سے زیادہ نکل کر آتی ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے جدول 3.1 پر دوبارہ غور کریں۔

ہم نے فرض کیا تھا کہ کسان کاشت کاری میں کوئی درمیانی شے استعمال نہیں کرتا۔ اس مفروضے کو یہاں بھی قائم رکھتے ہیں۔

کسان 4000 روپے کا گیہوں پیدا کرتا ہے۔ اور اسے آٹا چکی کے مالک کو 4000 میں فروخت کر دیتا ہے۔ آٹا چکی کا مالک گیہوں کو پیس کر آٹا بناتا ہے اور اسے نان بائی کو 8000 میں فروخت کرتا ہے۔ نان بائی آٹے کی روٹیاں بنا کر دکان دار کو 10000 میں فروخت کرتا ہے۔ اور دکاندار ان روٹیوں کو 12000 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ اس سلسلہ خرید و فروخت میں اگر ہم یہ بات نظر انداز کر دیں کہ ایک پیداکار کی مصنوع دوسرے پیداکار کے لیے خام مال یا درمیانی شے ہے تو قومی آمدنی بہت زیادہ نکل کر آئے گی۔ قومی آمدنی کی قدر 34000 روپے نکل کر آئے گی $(34000 = 12000 + 10000 + 8000 + 4000)$۔ اس میں گیہوں کی قدر کو چار بار، آٹے کی قدر کو تین بار اور روٹی کی قدر کو دوبار شمار کیا گیا ہے جبکہ حتمی شے (روٹی) کی قدر محض 12000 روپے تھی اور اس 12000 روپے میں گیہوں، آٹے وغیرہ کی قدر شامل تھی۔

شمارِ مضاعف سے بچنے کے لیے دو طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ صرف حتمی اشیا کی قدر کو ہی قومی آمدنی کے تخمینے میں شمار کیا جائے اور اور درمیانی اشیا کی قدر کو شمار نہ کیا جائے۔ آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ شے درمیانی ہے یا حتمی اس کا انحصار اس کے آخری استعمال پر ہوتا ہے۔ حتمی اشیا وہ اشیا ہیں جو مرحلہ پیداوار سے گزر چکی ہوں اور حتمی استعمال کرنے والوں کے استعمال کے لیے تیار ہوں۔ درمیانی اشیا پیداوار کے مرحلے میں ہوتی ہیں اور حتمی استعمال کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ اوپر کی مثال میں دکان دار نے جو روٹی فروخت کی وہ حتمی شے ہے کیونکہ وہ حتمی استعمال کے لیے تیار ہے۔ گیہوں حتمی شے نہیں ہوگا کیونکہ ابھی وہ پیداوار کے تمام مراحل سے نہیں گزرا ہے۔ آٹا چکی نے اس کا استعمال درمیانی شے کی حیثیت سے کرنا ہے۔ شمارِ مضاعف سے بچنے کا دوسرا طریقہ قدر افزودہ کا استعمال ہے جسے ہم بالتفصیل اوپر بیان کر چکے ہیں۔

3.3 آمدنی کا طریقہ (Income Method)

آمدنی کا طریقہ قومی آمدنی کی پیمائش تقسیم کے زاویہ نظر سے کرتا ہے۔ یعنی یہ طریقہ قومی آمدنی کی پیمائش اس کی تقسیم کے مرحلے میں کرتا ہے۔ اس طریقہ کار میں قومی آمدنی کی پیمائش عواملِ پیدائش کو ان کی پیداواری خدمات کے عوض ادا کی گئی عاملی ادائیگیوں سے کی جاتی ہے۔ اس طرح، اس طریقے میں، قومی آمدنی کا حساب ملک کے تمام عام رہائشی افراد اور اداروں کی کمائی گئی عاملی آمدنی کے حاصلِ جمع سے کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ عوامل کی کمائی گئی آمدنی عاملی لاگت پر قدر افزودہ (Value Added) ہے جسے عوامل میں زری آمدنی کی حیثیت سے تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اگر ملک کے معاشی علاقے میں تمام پیداواری اکائیوں کے ذریعے کمائی گئی عاملی آمدنی کو جوڑ دیا جائے تو ہمیں عاملی لاگت پر خالص ملکی آمدنی (NDP_{FC}) حاصل ہوگی۔ NDP_{FC} میں بیرونِ ملک سے عاملی آمدنی (NFI_A) کو جوڑ کر عاملی لاگت پر خالص قومی آمدنی (NNP_{FC}) حاصل کی جاسکتی ہے۔

معاشی نظریات میں پیداوار کے چار عوامل ہیں؛ محنت، زمین، سرمایہ اور آجر۔ ان عوامل میں سے ہر ایک عامل کو پیداواری خدمات فراہم کرنے کے عوض معاوضہ ملتا ہے۔ اس معاوضے کو عاملی آمدنی کہتے ہیں۔ مزدور اپنی اجرت وصول کرتے ہیں (ملازمین کا معاوضہ)، مالکِ مکان زمین پر کرایہ یا لگان وصول کرتا ہے، سرمائے کا مالک (شیئر ہولڈر یا قرض دہندہ) سود (سرمایہ کاری کی آمدنی) وصول کرتا ہے اور باقی آجر کو جاتا ہے۔

افراد عاملی آمدنی پیداواری عمل میں خود کی خدمات فراہم کرکے یا اپنی جائداد و اثاثوں کی خدمات فراہم کرکے کماسکتے ہیں۔ اس طرح، قومی آمدنی کی پیمائش محنت کی اجرت، زمین کے لگان، سرمائے کے سود اور آجر کے منافع کو جوڑ کر کی جاسکتی ہے۔ قومی آمدنی کی پیمائش کے اس طریقے کی خاص اہمیت اس میں مضمر ہے کہ یہ قومی آمدنی کی سماج کے مختلف طبقات کے مابین تقسیم کو دکھاتا ہے۔ مثلاً، محنت کش طبقے کو قومی آمدنی کا کتنا حصہ ملتا ہے، زمین دار کتنا کماتے ہیں، سرمایہ دار طبقہ قومی آمدنی کا کتنا حصہ پاتا ہے وغیرہ۔

3.3.1 عاملی آمدنی کے اجزا (Components of Factor Income)

ملک میں کمائی گئی تمام عاملی آمدنیوں کو جوڑ کر ہمیں عاملی لاگت پر خالص ملکی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ اقوام متحدہ (United Nations) اور عالمی بینک (World Bank) کی مشترکہ اشاعت سسٹم آف نیشنل اکاؤنٹس (System of National Accounts-1993) نے آمدنی کو درج ذیل میں تقسیم کیا ہے۔

1. اجرت و تنخواہ یا ملازمین کا معاوضہ (Wages and Salaries or Compensation of Employees): یہ افراد کو پیداواری اکائیوں میں ملازمین کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔
2. لگان اور رایلٹی (Rent and Royalty): افراد کو ان کی زمین کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔
3. سود (Interest): افراد کو ان کے سرمائے کے استعمال کے عوض ادا کیا جاتا ہے۔
4. منافع (Profit): آجر کو اس کی آجرانہ صلاحیت کے استعمال کے عوض ادا کیا تاہے۔
5. مخلوط آمدنی (Mixed Income): آزاد پیشہ اور خود کا کاروبار کرنے والے افراد کی آمدنی مخلوط آمدنی کہلاتی ہے۔

ان تمام کی تفصیل آپ سابقہ اکائی میں پڑھ چکے ہیں۔

3.3.2 آمدنی کے طریقہ کار کے اقدامات (Steps of Income Method)

آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کی پیمائش کے درج ذیل مراحل ہیں:

1. عوامل پیدائش کو استعمال کرنے والے تمام پیداواری اکائیوں کی شناخت کرنا اور ان کی مختلف صنعتی شعبوں میں درجہ بندی کرنا مثلاً، زراعت، ماہی گیری، صنعت کاری، کامرس اور بینکنگ وغیرہ۔
2. عوامل پیدائش کو ادا کیے گئے معاوضوں کی درجہ بندی کرنا مثلاً، سود، منافع، لگان اور مخلوط آمدنی وغیرہ۔
3. مختلف شعبوں کے ذریعے کی گئی عاملی ادائیگی کا تخمینہ کرنا۔ مختلف شعبوں میں ہر عامل کی جتنی اکائیوں کو ملازمت ملی اور ان کو ادا کی گئی آمدنی کے حاصل ضرب سے اس کا تخمینہ کیا جاسکتا ہے۔
4. تمام صنعتوں کے ذریعے ادا کی گئی آمدنی کے حاصل جمع سے عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار (NDP_{FC}) حاصل ہوگی۔

$$NDP_{FC} = \text{Compensation of Employees} + \text{Operating Surplus} + \text{Mixde Income} \quad (3.6)$$

5. عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار میں غیر ممالک سے عاملی آمدنی (NFIA) کو جوڑ کر قومی آمدنی حاصل ہو گی۔

$$NNP_{FC} = NDP_{FC} + \text{Net Factor Income From Abroad } (NFI_A) \quad (2.23)$$

تصویر 3.1 میں آمدنی کے طریقہ کار سے قومی آمدنی کے مختلف تصورات کے حساب کے طریقہ کار کو دکھایا گیا ہے۔

GDP_{MP}	GDP_{FC}	NNP_{FC}	NDP_{FC}
خالص بالواسطہ ٹیکس +			
فرسودگی سرمایہ +	فرسودگی سرمایہ +	بیرون سے خالص عاملی آمدنی +	
ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی	ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی	ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی	ملازمین کا معاوضہ + آپریٹنگ سرپلس + مخلوط آمدنی

تصویر 3.1: آمدنی کا طریقہ

3.3.3 طریقۂ آمدنی سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Income Method)

آمدنی طریقے سے قومی آمدنی کا حساب کرتے ہوئے درج ذیل احتیاط مد نظر رہنی چاہیے۔

1. انتقالی آمدنیوں کو اس طریقے سے آمدنی کا حساب کرنے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ انتقالی آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جس کے عوض اشیا یا خدمات کا جریان نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر بے روزگاری بھتہ، اسکالرشپ، ضعیف العمری بھتہ، جیب خرچ وغیرہ۔ ان آمدنیوں کو قومی آمدنی میں اس لیے شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان آمدنیوں کے عوض معیشت میں کوئی حقیقی قدر پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض ملکیت تبدیل ہوتی ہے۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ رٹائرمنٹ پنشن کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازمین کی ملازمت کا معاوضہ ہے۔
2. غیر قانونی سرگرمیوں سے کمائی گئی آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح، چوری سے کمائی گئی آمدنی، اسمگلنگ (Smuggling) سے کمائی گئی آمدنی، حوالہ آمدنی وغیرہ قومی آمدنی میں شامل نہیں ہوگی۔ ان کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا کوئی باقاعدہ سرکاری رکارڈ نہیں ہوتا اور ان کا درست حساب کرنا مشکل کام ہے۔
3. اگر کوئی فرد اپنی زمین کو کرائے پر دیتا ہے تو وہ اس کے عوض کرایہ یا لگان وصول کرتا ہے جسے قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر فرد خود اس زمین پر رہتا ہے یا خود کا کارخانہ لگاتا ہے تو اس زمین کا مبینہ لگان بھی قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جائے گا۔
4. استعمال شدہ / پرانی اشیا کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان اشیا کی فروخت سے اشیا و خدمات کا موجودہ سال میں جریان نہیں ہوتا۔ ان اشیا کی فروخت سے حاصل آمدنی کو اس سال کی آمدنی میں جوڑا جا چکا تھا جس سال انہیں پیدا کیا گیا تھا۔

5. لیکن پرانی اشیا کی خرید و فروخت سے کمائے گئے کمیشن کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا کیونکہ یہ عاملی خدمات کے عوض حاصل کی گئی آمدنی ہے۔

6. اسی طرح، شئیر یا بانڈ کی فروخت سے حاصل آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ محض ملکیت کا تبادلہ ہے اور اس کے عوض اشیا و خدمات کی پیداوار نہیں ہوتی۔ لیکن ان کی خرید و فروخت سے کمائی گئی دلالی قومی آمدنی میں شامل ہو گی۔

7. غیر متوقع آمدنی مثلاً لاٹری سے آمدنی وغیرہ کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح حاصلاتِ سرمایہ (Capital Gains) کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کے عوض اشیا و خدمات کا جریان نہیں ہوتا۔ حاصلاتِ سرمایہ وہ فائدہ یا نقصان ہے جو اثاثے کی قدر میں کمی یا اضافے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس طرح، حاصلاتِ سرمایہ سے ہوا فائدہ وہ فائدہ ہے جو اثاثے کی قدر میں اضافے سے ہوتا ہے۔ اسی طرح، حاصلاتِ سرمایہ سے ہوا نقصان وہ نقصان ہے جو اثاثے کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ حاصلاتِ سرمایہ کا ادراک اس وقت ہوتا ہے جب اثاثے کو فروخت کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپنے اپنے کارخانے کے لیے ایک مشین 10000 میں خریدی۔ ایک سال کے بعد جب آپنے اس مشین کو فروخت کیا تو 11000 روپے آپ کو اس کی فروخت سے وصول ہوئے۔ اس صورت میں آپ کو 1000 روپے کا حاصلِ سرمایہ ہو گا۔ اس کے برعکس آپ نے جو موبائل 2 سال پہلے 50000 روپے میں خریدا تھا اسے آپ نے 30000 روپے میں فروخت کیا کیونکہ اس موبائل کی قدر بازار میں کم ہو گئی ہے۔ 20000 روپے آپ کا حاصلاتِ سرمایہ سے ہوا نقصان ہے۔ مزید واضح رہے کہ حاصلاتِ سرمایہ کسی بھی قسم کے اثاثے سے حاصل ہو سکتا ہے بشمول سرمایہ اور ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی اشیا۔

8. ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی اشیا کی قدر کے مساوی آمدنی کو قومی آمدنی کے حساب میں شامل کیا جائے گا۔

9. ترکہ ٹیکس (Death Duties)، محصول عطیہ (Gift Tax)، دولت ٹیکس، لاٹری پر ٹیکس (Lottery Tax) ماضی میں کی گئی بچت یا دولت پر عائد کی جاتی ہے نہ کہ موجودہ آمدنی پر۔ لہذا، ان کو قومی آمدنی کے حساب میں شامل نہیں کیا جاتا۔

10. کارپوریٹ ٹیکس (Corporate Tax) منقسمہ (Dividend) اور غیر تقسیم شدہ منافع، منافع کا حصہ ہے۔ اگر قومی آمدنی میں منافع کو شامل کر لیا گیا تو ان تینوں حصوں کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ایسا کرنے کا نتیجہ شمار مضاعف (Double Counting) کی صورت میں نکلے گا۔

11. انکم ٹیکس کی ادائیگی ملازمین کے معاوضے سے کی جاتی ہے۔ لہذا، ان کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

12. نقد اور بالجنس اجرت و تنخواہ، مالکان کی سماجی تحفظ میں حصہ داری، ملازمین کے معاوضے کا حصہ ہیں۔ ایک بار ملازمین کا معاوضہ قومی آمدنی میں شامل کر لیا جائے تو ان کو الگ سے شامل نہیں کیا جائے گا۔

3.4 اخراجات کا طریقہ (Expenditure Method)

اخراجات کا طریقہ قومی آمدنی کی پیائش اس کے خرچ کے زاویہ نظر سے کرتا ہے۔ یعنی یہ طریقہ قومی آمدنی کی پیائش آمدنی سے

اشیا و خدمات کی خرید کے مرحلے میں کرتا ہے۔ اس طرح، اس طریقے میں، قومی آمدنی کا تخمینہ اشیا و خدمات پر کیے گئے تمام حتمی اخراجات کو جوڑ کر کیا جاتا ہے۔ حتمی اخراجات وہ اخراجات ہیں جو حتمی اشیا و خدمات کی خرید پر کیے جاتے ہیں۔

معیشت میں پیدا مجموعی آمدنی یا تو اشیائے صرف کی خرید پر یا اشیائے سرمایہ کی خرید پر خرچ کی جا سکتی ہے۔ پھر یہ اخراجات، گھریلو شعبہ کرتا ہے، پیداواری شعبہ کرتا ہے اور حکومت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ غیر ممالک کے افراد بھی ملک میں پیدا کی گئی اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح، ملک کے افراد غیر ممالک کی اشیا و خدمات کی خرید پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ قومی آمدنی کو حاصل کرنے کے لیے درج ذیل اخراجات کو جوڑا جائے گا۔

1. نجی (یا ذاتی) صرفی اخراجات (Private Consumption Expenditure) جسے C سے ظاہر کرتے ہیں۔
2. پیداواری شعبے کے اشیائے سرمایہ پر کیے گئے اخراجات یا سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure) جسے I سے ظاہر کرتے ہیں۔
3. حکومت کے ذریعے کیے گیے اخراجات (Government Expenditure) جسے G سے ظاہر کرتے ہیں۔
4. غیر ممالک کے افراد کے ذریعے ملکی اشیا و خدمات کی خرید پر کیے گئے خالص اخراجات جسے خالص بر آمد (Net Exports) کہتے ہیں اور $X - M$ سے ظاہر کرتے ہیں۔

آیئے اخراجات کے طریقہ کار میں استعمال ہونے والے اجزا کو تھوڑا تفصیل سے سمجھتے ہیں۔

1. نجی (یا ذاتی) صرفی اخراجات (C)

مجموعی اخراجات کے C جزو میں صرفی حتمی اشیا اور خدمات پر کیے جانے والے تمام قسم کے اخراجات شامل ہوتے ہیں، بشمول ان اشیا و خدمات پر کیے گئے اخراجات جو ملک کے افراد یا اداروں کے ذریعے بیرونِ ملک پیدا کیے گئے ہیں۔ اس میں درج ذیل اخراجات شامل ہیں:

1. پائیدار اشیا جیسے ٹیلویژن، موبائل، فرنیچر، کار وغیرہ پر کیے گئے اخراجات۔ یہ محلِ نظر رہے کہ رہائشی مکانات پر کیے گئے اخراجات کو نجی صرفی اخراجات میں شامل نہیں کیا جاتا بلکہ سرمایہ کاری کے اخراجات میں شامل کیا جاتا ہے۔
2. غیر پائیدار اشیا جیسے دودھ، مکھن، چاول، کپڑوں وغیرہ پر کیے گئے اخراجات اور
3. ہر قسم کی صارفین کی خدمات پر کیے گئے اخراجات جیسے ڈاکٹروں اور وکلا کو ادا کی جانے والی فیس، اور ٹرانسپورٹ اور مواصلات کے لیے ادا کیے گئے بل وغیرہ۔

2. سرمایہ کاری کے اخراجات (I)

مجموعی اخراجات کے اس I جزو میں نجی پیداواری فرموں یا کاروباری اداروں کی جانب سے نئی سرمایہ کاری، پرانے سرمائے کی تبدیلی اور انوینٹری سرمایہ کاری پر کیے جانے والے اخراجات شامل ہوتے ہیں۔

غیر رہائشی سرمایہ کاری: کاروباری فرموں کی طرف سے مشینوں، اوزاروں، پلانٹس، گاڑیوں، فرنیچر وغیرہ پر کیے جانے والے تمام قسم کے اخراجات غیر رہائشی سرمایہ کاری میں آتے ہیں۔

رہائشی سرمایہ کاری: فیکٹریوں، گوداموں، کاروباری کمپلیکس، دفتری عمارتوں، اور نئے مکانات اور اپارٹمنٹس پر کیے جانے والے ہر قسم کے اخراجات رہائشی سرمایہ کاری میں آتے ہیں۔ نئے مکانات اور اپارٹمنٹس پر کیے گئے اخراجات کو سرمایہ کاری کے اخرجات میں شامل کیا جاتا ہے کیوں کہ یہ اشیائے سرمایہ ہیں اور گوداموں اور فیکٹریوں کی طرح آمدنی کمانے والے اثاثے ہیں۔

انوینٹری میں سرمایہ کاری: انوینٹری میں سرمایہ کاری انوینٹری اسٹاک میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔ اسٹاک میں تبدیلی، سال کے آخر میں اسٹاک سے سال کے شروع میں اسٹاک کو منہا کرکے حاصل کی جاسکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسٹاک میں تبدیلی کلوزنگ اسٹاک اور اوپننگ اسٹاک کے درمیان فرق کو کہتے ہیں۔

3. حکومتی یا عوامی اخراجات (G)

حکومت عوام کو بہت سی خدمات فراہم کرتی ہے جیسے دفاع، امن وامان، نظم ونسق، صحت عامہ، تعلیم وغیرہ۔ ان خدمات کو فراہم کرنے کے لیے حکومت اخراجات برداشت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت مختلف اشیا و خدمات کی خرید پر اخراجات کرتی ہے۔ مزید حکومت مختلف افراد جیسے فوجی، وکیل، پولیس، ڈاکٹر اور دیگر سرکاری ملازمین کو ملازمت دیتی ہے اور انہیں اجرت و تنخواہ کی ادائیگی کے اخراجات برداشت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت اثاثوں پر سرمایہ کاری بھی کرتی ہے۔ یہ تمام اخراجات عوامی اخراجات میں شامل کیے جاتے ہیں۔

یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ حکومت انتقالی دائیگیوں کی صورت میں بھی اخراجات کرتی ہے لیکن انہیں قومی آمدنی کے تخمینے کے لیے حکومتی اخراجات میں شامل نہیں کیا جاتا۔ انتقالی ادائیگیوں کی مثال میں بے روزگاری بھتہ، ضعیف العمری بھتہ، عوامی قرض پر سود کی ادائیگی وغیرہ شامل ہیں۔ ان اخراجات کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جاتا کیوں کہ ان کی ادائیگی کے عوض کوئی شے یا خدمت پیدا نہیں ہوتی۔ ان ادائیگیوں سے صِرف ملکیت کا تبادلہ ہوتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ ملکی تشکیلِ سرمایہ (Domestic Capital Formation) یا ملکی سرمایہ کاری کی اصطلاح میں صرف نجی فرموں کی سرمایہ کاری ہی نہیں بلکہ حکومت کی جانب سے کی گئی سرمایہ کاری بھی شامل ہوتی ہے۔ اس طرح، تشکیلِ سرمایہ نجی سرمایہ کاری اور حکومتی سرمایہ کاری کا حاصلِ جمع ہوگی۔ ایسی صورت میں آپ قومی آمدنی کے کھاتوں میں حکومتی صرفی اخراجات کا علاحدہ اندراج دیکھیں گے۔ ایسی صورت میں حتمی صرفی اخراجات میں نجی صَرفی اخراجات اور حکومت کے صَرفی اخراجات دونوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

4. خالص برآمدات $(NX \text{ or } X - M)$

خالص برآمدات ایک سال کی مدت کے دوران ملک کی برآمدات اور درآمدات کے درمیان فرق $(X - M)$ کو کہتے ہیں۔ اس کے دو اجزا ہیں:

برآمدات (X): ملک کی مصنوعات کی خریداری پر غیر ملکیوں کے اخراجات کو کہتے ہیں۔ برآمد شدہ اشیا ملک کے معاشی علاقے میں تیار کی جاتی ہیں لہٰذا انہیں ملکی پیداوار میں شامل کیا جاتا ہے۔

درآمدات (M): غیر ملکی مصنوعات پر ملک کے رہائشیوں کے اخراجات کو کہتے ہیں۔ ملکی پیداوار حاصل کرنے کے لیے درآمدات کو منہا کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اشیا ملکی علاقے میں نہیں پیدا ہوتیں۔

آمدنی کے تخمینے کے لیے برآمدات اور درآمدات کو الگ الگ شامل نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے درمیان فرق کو خالص برآمدات کی صورت میں دکھایا جاتا ہے۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ خالص برآمدات اور بیرونِ ملک سے خالص عاملی آمدنی میں فرق ہے۔ طلبا کو چاہیے کہ ان دونوں تصورات کے مابین فرق کو مستحضر کرلیں۔ دونوں تصورات کے مابین فرق درج ذیل ہیں:

1. خالص برآمدات کسی ملک کی برآمدات اور درآمدات کے درمیان فرق کو کہتے ہیں جبکہ بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی ملک کے عام رہائشیوں کی بیرون ملک سے حاصل کی جانے والی عاملی آمدنی اور اندرونِ ملک غیر رہائشیوں کی کمائی جانے والی عاملی آمدنی کے درمیان فرق ہے۔
2. خالص برآمدات ملکی آمدنی (Domestic Income) کا حصہ ہیں جبکہ بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی قومی آمدنی کا حصہ ہے۔ اس طرح، بیرونِ ملک سے خالص عامل آمدنی کو ملکی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔
3. خالص برآمدات کے اجزا میں اشیا کی اور غیر عاملی خدمات کی درآمد و برآمد کو شامل کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک سے خالص عاملی آمدنی کے اجزا میں عاملی خدمات کے معاوضوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

3.4.1 اخراجات کے طریقہ کار کے اقدامات (Steps of Expenditure Method)

قومی آمدنی کی اخراجات کے طریقے سے پیمائش کے درج ذیل مراحل ہیں:

1. معیشت کے تمام شعبوں کے حتمی اشیا و خدمات پر کیے گئے اخراجات یعنی نجی صرفی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات، حکومتی اخراجات اور خالص برآمدات کا تخمینہ کرنا۔ ان تمام اخراجات کا حاصلِ جمع بازار قیمت پر خام ملکی پیداوار ($\mathrm{GDP_{MP}}$) ہو گا۔ یعنی:

$$\mathrm{GDP_{MP}} = C + I + G + (X - M) \tag{3.7}$$

2. $\mathrm{GDP_{MP}}$ سے فرسودگی کو منہا کر کے بازار قیمت پر خالص ملکی پیداوار ($\mathrm{NDP_{MP}}$) حاصل ہو گی۔

$$\mathrm{NDP_{MP}} = \mathrm{GDP_{MP}} - \text{Depreciation} \tag{2.16}$$

1. $\mathrm{NDP_{MP}}$ سے خالص بالواسطہ ٹیکس کو منہا کر کے عاملی لاگت پر خالص ملکی پیداوار ($\mathrm{NDP_{FC}}$) حاصل کی جاسکتی ہے۔

$$\mathrm{NDP_{FC}} = \mathrm{NDP_{MP}} - \text{Net Indirect Taxes} \tag{3.10}$$

3. $\mathrm{NDP_{FC}}$ میں $\mathrm{NFI_A}$ کو جوڑ کر عاملی لاگت پر خالص قومی آمدنی ($\mathrm{NNP_{FC}}$) حاصل کی جاسکتی ہے۔

$$\mathrm{NNP_{FC}} = \mathrm{NDP_{FC}} + \mathrm{NFI_A} \tag{2.23}$$

تصویر 3.2 میں آمدنی کے طریقہ کار سے قومی آمدنی کے حساب کے طریقہ کار کو دکھایا گیا ہے۔

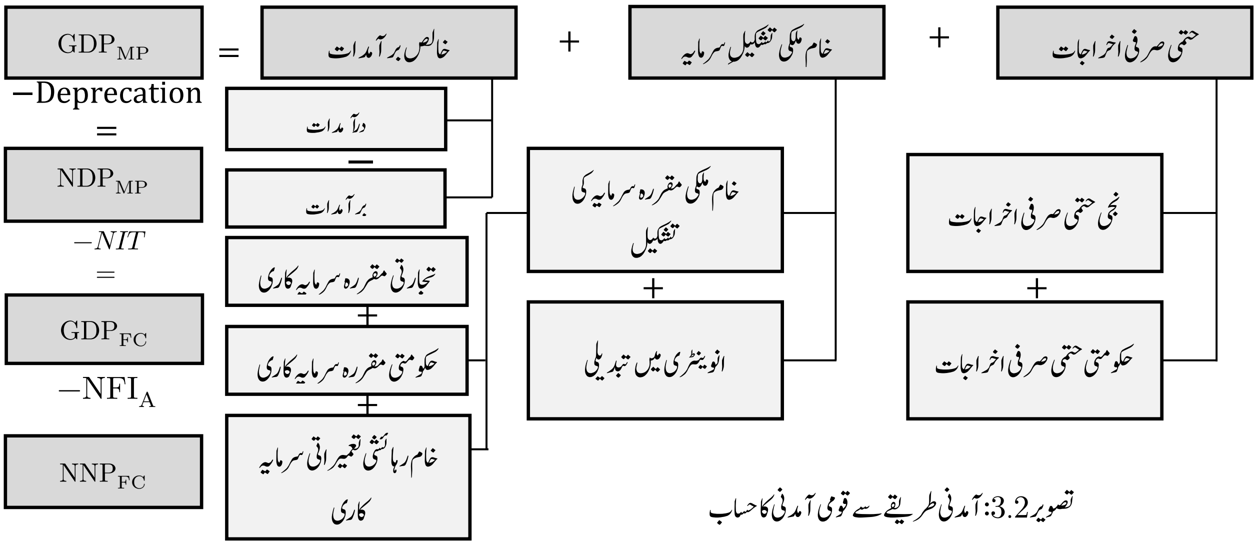

تصویر3.2: آمدنی طریقے سے قومی آمدنی کا حساب

3.4.2 اخراجات کے طریقے سے متعلق احتیاطی تدابیر (Precautions of Income Method)

اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں درج ذیل احتیاط مدِ نظر رہنی چاہیے۔

1. پرانی اشیا کی خرید پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ان اشیا کو اس سال کی آمدنی میں شامل کیا جا چکا ہے جس سال انہیں پیدا کیا گیا اور موجودہ سال میں یہ آمدنی میں کوئی قدر نہیں جوڑتیں۔ لیکن اگر ان اشیا کی خرید و فروخت میں کمیشن ادا کیا گیا ہو تو اسے قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ یہ کمیشن دلالی کی خدمت کا عوض ہے جسے موجودہ سال میں پیدا کیا گیا ہے۔
2. مالیاتی اثاثوں جیسے بانڈ، شئیر وغیرہ کی خرید پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ان کی خرید و فروخت سے محض ملکیت میں تبدیلی ہوتی ہے نئی اشیا یا خدمات کی پیداوار نہیں ہوتی۔ لیکن ان کی خرید و فروخت میں اگر کمیشن ادا کیا گیا ہو تو اسے قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔
3. انتقالی ادائیگیوں پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان سے محض ملکیت کی تبدیلی ہوتی ہے۔ ان کے تبادلے میں کوئی شے یا خدمت پیدا نہیں ہوتی۔
4. شمار مضاعف سے بچنے کے لیے، تمام درمیانی اشیا اور خدمات پر کیے گئے اخراجات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ مثال کے طور پر، ریسٹورنٹ کے ذریعے سبزیوں کی خریداری، فیکٹری کی طرف سے بجلی کے اخراجات وغیرہ قومی آمدنی میں شامل نہیں کیے جاتے کیونکہ یہ درمیانی استعمال کی اشیا و خدمات ہیں۔
5. حکومت اور غیر انتفاعی تنظیموں کی طرف سے فراہم کردہ اشیا اور خدمات کی مبینہ قدر کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ اسی طرح، ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی اشیا کی مبینہ قدر کو بھی قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔

3.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- قومی آمدنی کے تخمینے کے پیداوار طریقے کی وضاحت کر سکیں۔
- قومی آمدنی کے تخمینے کے آمدنی طریقے کی وضاحت کر سکیں۔
- قومی آمدنی کے تخمینے کے اخراجات کے طریقے کی وضاحت کر سکیں۔
- قومی آمدنی کے تخمینے میں ضروری احتیاط بیان کر سکیں۔

3.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

3.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. درج ذیل میں حتمی شے ہے:

(a) خاتون خانہ کی سلائی مشین (b) کارخانے میں مستعمل بجلی

(c) آئس کی پیداوار کے لیے برف (d) درج بالا سبھی

2. ایک نان بائی 100 روپے کا آٹا خریدتا ہے اور اس سے بنی روٹیاں 150 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ قدر افزودہ ہوگی:

(a) 250 روپے (b) 150 روپے

(c) 50 روپے (d) 100 روپے

3. درج ذیل میں سے کسے قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جاتا ہے؟

(a) ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی اشیا (b) ذاتی استعمال کے لیے پیدا کی گئی خدمات

(c) (a) اور (b) دونوں (d) درج بالا میں کوئی نہیں

4. ہندوستان میں غیر قانونی اشیا کی پیداوار کو قومی آمدنی میں نہیں شامل کیا جاتا کیونکہ:

(a) ان کا تخمینہ کرنا تقریباً ناممکن ہے (b) ان کی پیداوار ہندوستانی تہذیب کے خلاف ہے

(c) ان کی پیداوار سے معاشی افادہ نہیں ہوتا (d) درج بالا سبھی

5. بیرون ملک کام کرنے والے رشتہ داروں کی جانب سے ترسیلات (Remittances):

(a) کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا (b) کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا

(c) انتقالی ادائیگی ہے (d) (a) اور (c) دونوں

6. درج ذیل میں کسے ملازمین کے معاوضے میں شامل نہیں کیا جائے گا؟

(a) اسکول کے مہتمم کو دی گئی مفت رہائش

(b) ان طلبا کی مفت تعلیم جن کے والدین اسکول میں کام کرتے ہیں

(c) بالجنس ادا کی گئی اجرت و تنخواہ

(d) ضعیف العمری بھتہ

7. آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کے حساب میں اس کو شامل نہیں کیا جاتا:

(a) لگان (b) مخلوط آمدنی

(c) غیر تقسیم شدہ منافع (d) سرمایہ کاری

8. درج ذیل میں سے کون حتمی صرفی اخراجات کا حصہ نہیں ہے؟

(a) اشیائے خوردونوش پر گھریلو اخراجات (b) حکومت کے حتمی صَرفی اخراجات

(c) تعلیم پر گھرانوں کے اخراجات (d) خام مال کی خرید پر کیے گئے اخراجات

9. درج ذیل میں درست مساوات ہے:

(a) $\text{GDP}_{\text{MP}} = C + I + G + X_n$ (b) $\text{GDP}_{\text{FP}} = C + I + G + X_n$

(c) $\text{NDP}_{\text{MP}} = C + I + G + X_n$ (d) $\text{NNP}_{\text{MP}} = C + I + G + X_n$

10. اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے میں اس کو شامل نہیں کیا جاتا:

(a) نجی شعبے کی سرمایہ کاری (b) حکومت کی سرمایہ کاری

(c) صَرفی اخراجات (d) پرانی کار کی خرید کے اخراجات

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	a	c	a	a	d	d	d	d	a	d

3.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. خالص برآمدت غیر ممالک سے خالص عاملی آمدنی سے کس طرح مختلف ہوتی ہے؟
2. قدر افزودہ کیا ہے؟ مع مثال واضح کریں۔
3. ملازمین کے معاوضے کے اجزا بیان کریں۔
4. اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنے میں کن احتیاط کو مد نظر رکھنا چاہیے؟
5. فرم منافع کو کن مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے؟ مقاصد کی بنا پر منافع کی تقسیم کریں۔

3.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. قدر افزودہ طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے کے مراحل بیان کریں۔
2. آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کے حساب کے مراحل کیا ہیں؟ اس طریقے میں کن احتیاط کو مد نظر رکھنا چاہیے؟
3. اخراجات کے نقطہ نظر سے قومی آمدنی کے اجزا بیان کریں۔ اخراجات کے طریقے سے قومی آمدنی کے تخمینے کے کیا مراحل ہیں؟

اکائی 4: قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات

(Difficulties in Measurement of National Income)

اکائی کے اجزا:

4.0 تمہید(Introduction)

4.1 مقاصد(Objectives)

4.2 قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات

(Difficulties in Measurement of National Income)

4.2.1 تصوراتی مشکلات(Conceptual Difficulties)

4.2.2 شماریاتی یا عملی مشکلات(Statistical Difficulties)

4.3 قومی آمدنی کے تخمینے کے استعمال(Uses of National Income Estimates)

4.4 قومی آمدنی اور سماجی فلاح وبہبود(National Income and Economic Welfare)

4.5 سبز خام ملکی پیداوار(Green Gross Domestic Product)

4.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

4.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

4.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

4.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

4.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

4.0 تمہید (Introduction)

اس بلاک کی سابقہ 2 اکائیوں میں آپ نے قومی آمدنی اور اس سے متعلق مختلف تصورات کا مطالعہ کیا۔ آپ نے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنے کے 3 طریقوں کا بھی مطالعہ کیا۔ قومی آمدنی سے متعلق اس آخری اکائی میں ہم قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش رکاوٹوں، قومی آمدنی سے متعلق بعض مسائل اور قومی آمدنی اور معاشی فلاح کے تعلق کا مطالعہ کریں گے۔

4.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش رکاوٹوں کی وضاحت کرنا۔
- قومی آمدنی اور سماجی فلاح کے مابین تعلق کی وضاحت کرنا۔
- سبز خام ملکی پیداوار کی وضاحت کرنا۔

4.2 قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات (Difficulties in Measurement of National Income)

کسی بھی ملک کی قومی آمدنی کے درست تخمینے میں بہت سی رکاوٹیں اور مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ مشکلات تصوراتی یا نظریاتی بھی ہوتی ہیں اور عملی یا شماریاتی بھی۔ بعض مشکلات اور رکاوٹوں کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

4.2.1 تصوراتی مشکلات (Conceptual Difficulties)

تصوراتی مشکلات کا تعلق ان مسائل سے ہے جو قومی آمدنی کی تعریف اور اس کے تصورات سے متعلق ہے۔ مثال کے طور پر تمام ماہرینِ معاشیات کا اس پر اتفاق نہیں کہ قومی آمدنی کیا ہوتی ہے یعنی اس کے تخمینے میں کن اجزا کو شامل کیا جاتا ہے۔ بعض تصوراتی مشکلات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. خدمات کی شمولیت (Inclusion of Services)

قومی آمدنی کے تخمینے کا ایک بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ قومی پیداوار اور قومی آمدنی میں کیا شامل کیا جانا چاہیے۔ خدمات کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے یا نہیں اس پر ماہرین معاشیات کا اتفاق نہیں۔ بعض ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے، جب کہ دیگر ماہرین معاشیات کہتے ہیں کہ خدمات کو قومی آمدنی میں شامل کیا جانا چاہیے۔ حقیقی دنیا میں دونوں نظریات کے مطابق قومی آمدنی کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اشتراکیت پسند ممالک (Communist Countries) میں، تمام خدمات کو قومی آمدنی کے حساب سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ دارانہ معیشتوں (Capitalist Economies) میں خدمات کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔

2. درمیانی اشیا اور حتمی اشیا کی شناخت (Identification of Intermediate and Final Goods)

قومی آمدنی کے حساب میں صرف حتمی اشیا اور خدمات کو شامل کیا جاتا ہے۔ تاہم، عملی طور پر، درمیانی اشیا اور حتمی اشیا کے درمیان واضح فرق کرنا مشکل ہے۔ بہت سی اشیا ان کے استعمال کی بنا پر درمیانی اشیا اور حتمی اشیا دونوں ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، بیکری میں استعمال ہونے والا آٹا درمیانی شے ہے، جبکہ وہی آٹا گھر میں استعمال ہوتا ہے تو وہ حتمی شے ہو گا۔ اسی طرح گھر سے دفتر جانے کا سفری خرچ درمیانی خرچ ہے لیکن وہی خرچ اپنے اہل خانہ کو پکنک پر لے جانے کے لیے کیا جاتا ہے تو یہ خرچ حتمی شے پر کیا گیا خرچ ہو گا۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے

کہ سفری اخراجات کا کیا حصہ درمیانی لاگت ہے اور کتنا حصہ حتمی اخراجات کی نوعیت کا ہے۔ لاگت کی نشاندہی کرنے میں کوئی بھی غلطی قومی آمدنی کے کم یا زیادہ آنکے جانے کا باعث بن سکتی ہے۔

3. **عاملی آمدنی کی شناخت** (Identification of Factor Income)

قومی آمدنی کے تخمینے میں ایک مشکل عاملی آمدنی کی شناخت کی بھی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی عاملی آمدنی پر مشتمل ہوتی ہے۔ یعنی قومی آمدنی عاملی خدمات کے عوض حاصل ہونے والی آمدنی مثلاً اجرت، سود، لگان اور منافع پر مشتمل ہوتی ہے۔ غیر عاملی آمدنیوں کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ مثال کے طور پر، صرفی اخراجات کے لیے لیے گئے قرضوں پر سود کی ادائیگی، پرانے مکانات، پرانی کاروں، حصص کی فروخت وغیرہ کی فروخت سے حاصل ہونے والی ادائیگیاں غیر عاملی آمدنیاں ہیں اور انہیں قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ افراد اور کاروباری ادارے دونوں قسم کی آمدنی حاصل کرتے ہیں اور دونوں کو عملی طور پر الگ کرنا مشکل کام ہے۔

4. **خاتونِ خانہ کی خدمات** (Services of Housewife)

قومی آمدنی کا بڑا حصہ ان اشیا اور خدمات پر مشتمل ہوتا ہے جن کے عوض زر کی شکل میں ادائیگی کی جاتی ہے۔ لیکن بہت سی خدمات ایسی بھی ہیں جن کے عوض زر کی شکل میں کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ مثال کے طور پر خاتونِ خانہ کی اپنے گھر میں انجام دی گئی خدمات جیسے کھانا پکانا، گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی پرورش وغیرہ کے عوض کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ اسی طرح مرد حضرات بھی اپنے یا اپنے اہلِ خانہ کے لیے بہت سی خدمات انجام دیتے ہیں جیسے باغبانی، بچوں کو تعلیم دینا، بازار سے سودا سلف لانا وغیرہ۔ ان کے عوض بھی کوئی معاوضہ انہیں ادا نہیں کیا جاتا۔ اس لیے ان خدمات کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان خدمات کی مالیاتی قدر کا اندازہ لگانا مشکل کام ہے کیونکہ ان کی قدر کا تخمینہ کرنے کا کوئی درست شماریاتی طریقہ موجود نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان خدمات کو پیار، محبت، احترام، شفقت وغیرہ جیسے جذبات کی وجہ سے انجام دیا جاتا ہے جو ان کی قدر کا تخمینہ ناممکن بنا دیتا ہے۔ لہٰذا، آسان راہ یہ اختیار کی گئی کہ قومی آمدنی میں ان خدمات کی قدر کو شامل نہیں کیا جاتا۔ اس آسان راہ اختیار کرنے سے دوسرے مسائل پیدا ہوئے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام خدمات بامعاوضہ بھی انجام دی جا سکتی ہیں۔ جیسے نوکر، باغبان، ٹیوٹر وغیرہ بھی یہ خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ اگر یہ خدمات نوکر، باغبان، ٹیوٹر وغیرہ بامعاوضہ انجام دیتے ہیں تو قومی آمدنی میں اضافہ ہو گا، حالانکہ اصل پیداوار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے پسماندہ ممالک کی قومی آمدنی کو کم آنکا جاتا ہے کیونکہ ان ممالک میں یہ بلامعاوضہ خدمات نسبتاً زیادہ ہوتی ہیں۔

5. **بلامعاوضہ خدمات** (Unpaid Services)

بعض اشیا اور اور خدمات ایسی بھی ہیں جو بغیر کسی ادائیگی کے انجام دی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، حکومت لوگوں کو مختلف مفت خدمات فراہم کرتی ہے، جیسے کہ عام انتظامیہ، پولیس وغیرہ، تاہم ایسی مفت خدمات کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا۔ ان خدمات کی قدر کے تعین کا کوئی معیاری طریقہ اختیار کر لیا جاتا ہے۔ عملی طور پر ایسے معیاری طریقے کے اختیار کرنے کا کوئی مناسب جواز نہیں ہوتا۔

6. غیر ملکی کمپنیوں کی آمدنی (Income of Foreign Companies)

ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا غیر ملکی کمپنی کی آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل کیا جائے یا نہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے (IMF) کے مطابق ان کمپنیوں کی پیداوار اور آمدنی کے اس حصے کو قومی آمدنی میں شامل کیا جانا چاہیے جو وہ ملک میں پیدا کرتی یا کماتی ہیں۔ لیکن جو آمدنی یا منافع وہ اپنے وطن بھیج دیتی ہیں اسے قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا۔

7. انوینٹری کا تعین قدر (Evaluation of Inventories)

آپ پڑھ چکے ہیں کہ انوینٹری سرمایہ کاری کے اخراجات میں آتی ہے اور لہذا ان کی قدر کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن انوینٹری کی قدر کا تعین کافی مشکل کام ہے۔ انوینٹری کی قدر کے تعین میں ایک مسئلہ یہ در پیش آتا ہے کہ انوینٹری میں اشیا کے ذخیرے کی قدر کا تعین کس قیمت پر کیا جائے؟ انوینٹری کی قدر کا تعین اصل لاگت سے کیا جائے یا ان کی موجودہ قیمت سے کیا جائے۔ رواج یہ ہے ان کی قدر کا تعین موجودہ قیمتوں پر کیا جاتا ہے۔

8. فرسودگی کا تخمینہ (Estimation of Depreciation)

انوینٹری کی قدر کے تعین کی ہی طرح فرسودگی کا تخمینہ بھی بہت مشکل کام ہے۔ سرمائے کی قدر میں کمی یا فرسودگی کا تخمینہ اس کی اصل لاگت (جسے تاریخی لاگت (Historical Cost) بھی کہتے ہیں) سے بھی کیا جا سکتا ہے اور بدلی لاگت سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ فرمیں عموماً فرسودگی کا تخمینہ اصل لاگت پر کرتی ہیں۔

4.2.2 شماریاتی یا عملی مشکلات (Statistical Difficulties)

قومی آمدنی کی پیمائش میں بعض عملی مشکلات ملک کے غیر ترقی یافتہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور بعض مشکلات شماریاتی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ چند اہم عملی مشکلات درج ذیل ہیں:

1. پیشہ ورانہ مہارت کا فقدان (Lack of Occupational Specialization)

قومی آمدنی کے تخمینے کا ایک اہم مرحلہ پیداکاروں کی مختلف مخصوص پیشوں، شعبوں یا سیکٹروں میں درجہ بندی کرنا ہے۔ لیکن تمام ممالک بالخصوص ترقی پذیر ممالک میں ایسی درجہ بندی کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کام کرنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد ایک سال کے دوران ایک سے زیادہ ملازمت کرتی ہے۔ اس سے قومی آمدنی کا تخمینہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک چھوٹا کاشتکار سال کے کچھ مہینے زرعی شعبے میں کام کر سکتا ہے۔ باقی مہینوں میں وہ دوسری صنعتوں میں کام کر سکتا ہے یا ملازمت کی تلاش میں شہری علاقوں میں جا سکتا ہے جہاں وہ وقتی ملازمت کر سکتا ہے یا رکشہ چلا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کاشت کار کو کسی خاص پیشے سے منسلک کرنا اور اس کی آمدنی کو کسی خاص پیشے سے مختص کرنا بہت مشکل ثابت ہوتا ہے۔

2. غیر نقدی سیکٹر (Non-Monetary Sector)

معیشت میں غیر نقدی سیکٹر قومی آمدنی کے تخمینے میں بڑی مشکلات پیدا کرتا ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں غیر منظم اور

غیر نقدی سیکٹر نسبتاً زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ غیر نقدی سیکٹر معیشت کا وہ حصہ ہے جس میں اشیا و خدمات کا لین دین زر کے بنا ہوتا ہے۔ ہندوستان کی مثال لیں۔ ہندوستان کی بڑی آبادی زراعت کے پیشے سے منسلک ہے۔ چھوٹے کاشت کار اپنی کاشت کا بڑا حصہ ذاتی استعمال کے لیے رکھتے ہیں اور کچھ حصے کا دوسری اشیا سے تبادلہ کر لیتے ہیں۔

ترقی پذیر معیشت میں، زراعت کو بقا کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ پیداوار کا بہت بڑا حصہ فروخت کے لیے بازار میں نہیں آپاتا۔ حالانکہ ان کاشت کاروں کی پیداوار نقدی بازار میں نہیں آپاتی لیکن قومی آمدنی کے تخمینے میں ان کا شامل کرنا ضروری ہے۔ فی الحال ایسی اشیا کا جو نقدی بازار میں نہیں آپاتی ان کی قدر کا اندازہ لگانے کا کوئی معروضی طریقہ موجود نہیں۔ لہذا، ان اشیا کے اعداد و شمار کی عدم موجودگی قومی آمدنی کے تخمینے کو مشکل بنا دیتی ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے لیے ان اشیا کی قدر کا حساب قیاس آرائی سے کیا جاتا ہے جو قومی آمدنی کے تخمینے کے درست ہونے پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔

3. **ناکافی معلومات** (Inadequate Information)

آمدنی اور پیداوار کے حوالے سے، ایک اور مشکل جو خاص طور پر پسماندہ ممالک میں زیادہ ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ پیداکاروں کی ایک بڑی تعداد کو اس کا یقینی علم نہیں ہوتا کہ وہ کتنی مقدار میں پیدا کرتے ہیں اور پیداوار کی قدر کیا ہے۔ ان ممالک میں پیداواری سرگرمیوں کا ایک بہت بڑا حصہ چھوٹے کسان، دکاندار، کاریگر وغیرہ سرانجام دیتے ہیں۔ چھوٹے پیداکار زیادہ تر اپنی پیداوار اور آمدنی کا باقاعدہ حساب نہیں رکھتے۔ ایسی صورت میں پیداوار اور آمدنی کے تخمینے میں قیاس آرائی سے کام لیا جاتا ہے۔

4. **غیر رپورٹ شدہ یا غیر قانونی آمدنی** (Unreported or Illegal Income)

بعض اوقات لوگ انکم ٹیکس اور دولت ٹیکس سے بچنے کے لیے اپنی آمدنی سے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر غلط معلومات فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک پیداکار 10000 روپے کی مصنوعات فروخت کرتا ہے لیکن ٹیکس حکام کو صرف 6000 کی فروخت دکھاتا ہے۔ اس سے غیر محسوب آمدنی یا کالا دھن پیدا ہوتا ہے۔ آسان لفظوں میں کالا دھن اس پیسے کو کہتے ہیں جسے ٹیکس حکام سے چھپایا گیا ہو۔ کالا دھن غیر قانونی سرگرمیوں سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستانی معیشت کا ایک بڑا حصہ متوازی معیشت یا پوشیدہ معیشت یا غیر قانونی معیشت کے طور پر کام کرتا ہے، اور وہاں پیدا ہونے والی آمدنی غیر رپورٹ شدہ آمدنی ہوتی ہے۔ حکومت کیسے اس آمدنی کا تخمینہ کرے جو اس سے چھپائی گئی ہو؟ لہذا، زیادہ تر ممالک میں اس آمدنی کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا اور قومی آمدنی کا تخمینہ اصل آمدنی سے کم ہوتا ہے۔ جن ممالک میں اس آمدنی کو شامل کیا جاتا ہے وہاں بھی اس آمدنی کا درست حساب کرنے کا کوئی طریقہ موجود نہیں۔

5. **ڈیٹا کی عدم دستیابی** (Unreliability of Data)

قومی آمدنی کے تخمینے میں سب سے بڑی مشکل قابل اعتماد ڈیٹا کی عدم دستیابی ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں یہ مشکل اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ قابلِ اعتماد ڈیٹا کی عدم دستیابی کی کئی وجوہات ہیں۔ اول، قومی آمدنی کا ڈیٹا اکٹھا کرنے والی ایجنسیوں اور شماریاتی اداروں کی کمی قومی آمدنی کے تخمینے میں مشکلات پیدا کرتی ہے۔ دوم، قومی آمدنی کا ایک بڑا حصہ گاؤں دیہات میں پیدا ہوتا ہے۔ گاؤں کی سطح پر ڈیٹا اکٹھا

کرنے کا کام کرنے والے شمار کنندگان کی ایک بڑی تعداد نیم ناخواندہ ہوتی ہے اور ڈیٹا اکٹھا کرنے کی مناسب تربیت نہیں رکھتی۔ ان کے پاس ڈیٹا اکٹھا کرنے، اس کی درجہ بندی کرنے اور تجزیہ کرنے کا مطلوبہ علم نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ افراد ڈیٹا اکٹھا کرنے والوں سے تعاون نہیں کرتے اور بعض اوقات آمدنی سے متعلق غلط معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ڈیٹا اکٹھے کرنے والے پیداکاروں سے رابطہ کیے بنا ہی من گھڑت ڈیٹا بنالیتے ہیں۔ اگر اس ڈیٹا سے قومی آمدنی کا حساب کیا جائے تو قومی آمدنی کا تخمینہ غلط نکل کر آئے گا۔

4.3 قومی آمدنی کے تخمینے کے استعمال (Uses of National Income Estimates)

قومی آمدنی کے تخمینے ماہرینِ معاشیات، حکومت، پالیسی سازوں وغیرہ کے لیے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ قومی آمدنی کے تخمینے اور اس تخمینے کے لیے جمع کیے گئے ڈیٹا دونوں معیشت کے مختلف شعبوں کی کارکردگی، معیشت میں ہونے والی ساختی تبدیلیوں، معیشت کی ترقی وغیرہ کا مطالعہ کرنے میں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ معاشی پالیسیوں اور ترقیاتی منصوبوں کی تشکیل میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ قومی آمدنی کے ڈیٹا کے کچھ اہم استعمال درج ذیل ہیں:

1. معاشی نمو کی پیمائش (Measurement of Economic Growth)

جدول 8.1: معاشی نمو کی پیمائش

سال	GDP	GDP کی شرح نمو
2012-13	9213017	5.46
2013-14	9801370	6.39
2014-15	10527674	7.41
2015-16	11369493	8.00
2016-17	12308193	8.26

ملک کی معاشی نمو کی پیمائش کے لیے قومی آمدنی کے تخمینے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ معاشی نمو کی شرح کو مستقل قیمتوں پر قومی آمدنی کی شرح سے ماپا جاتا ہے۔ قومی آمدنی کی شرحِ نمو بتاتی ہے کہ معیشت کس رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ مثال کے طور پر جدول 8.1 میں ہندوستان کی 5 سال کی GDP اور GDP کی شرح نمو کو پیش کیا گیا۔ GDP کی پیمائش 05-2004 کی قیمتوں پر کی گئی ہے۔ سال 16-2015 کے دوران ہندوستان میں مستقل قیمتوں پر GDP کی شرح نمو 8.00 فیصد تھی جبکہ سال 17-2016 کے دوران 8.26 تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ مستقل قیمتوں پر 17-2016 میں قومی آمدنی 16-2015 میں مستقل قیمتوں پر قومی آمدنی کے مقابلے میں 8.26 فیصد زیادہ تھی۔ موٹے طور پر معاشی نمو اشیا و خدمات کی مادی پیداوار میں اضافے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

2. معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning)

قومی آمدنی اور اس کا ڈیٹا معاشی منصوبہ بندی میں بھی مدد کرتے ہیں۔ مثال کے طور قومی آمدنی کے شعبہ وار ڈیٹا سے منصوبہ ساز کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس شعبے نے کیسی کارکردگی کی ہے اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ پالیسیاں مرتب کرے گا۔ اسی طرح، قومی آمدنی سے متعلق ڈیٹا سے آمدنی کی تقسیم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور اسی کی مناسبت سے منصوبہ ساز پالیساں مرتب کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ قومی آمدنی کے تخمینے منصوبہ بندی کی کامیابی یا ناکامی کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ ان کا استعمال منصوبہ بندی کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں پیداوار اور معاشی نمو کے اہداف مقرر کیے جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے وسائل مختص کیے جاتے ہیں۔ آیا یہ اہداف حاصل ہوتے ہیں یا نہیں اس کی نشاندہی مختلف شعبوں کی پیداوار کی شرح نمو اور

قومی آمدنی سے کی جاتی ہے۔ اس طرح قومی آمدنی کے ڈیٹا سے معاشی منصوبوں کی کامیابیوں کا اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہے۔ اگر اہداف حاصل نہیں ہوتے ہیں تو حکومت صورت حال کا جائزہ لیتی ہے اور اسے درست کرنے کے لیے اقدامات اٹھاتی ہے۔

3. فی کس آمدنی کا تخمینہ (Estimation of Per Capita Income)

فی کس آمدنی قومی آمدنی کو ملک کی کل آبادی سے تقسیم کرکے حاصل کی جاتی ہے۔ فی کس آمدنی ایک سال کے دوران لوگوں کو اشیا اور خدمات کی اوسط دستیابی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ فی کس آمدنی جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی زیادہ اوسطاً اشیا اور خدمات کی دستیابی زیادہ ہوگی اور لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہوگا۔

4. پیداواری شعبوں کی کارکردگی (Productivity of Production Sectors)

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی کے تخمینے میں پیداواری اکائیوں کو مختلف شعبوں میں درجہ بند کیا جاتا ہے۔ موٹے طور پر پیداواری اکائیوں کی پرائمری، ثانوی اور ثالثی شعبوں میں درجہ بندی کی جاتی ہے۔ پرائمری شعبے میں وہ پیداواری اکائیاں آتی ہیں جو قدرتی وسائل کا استعمال کرکے پیداوار کرتی ہیں مثلاً زراعت، ماہی گیری، کان کنی وغیرہ۔ ثانوی شعبے میں وہ پیداواری اکائیاں آتی ہیں جو بنیادی شعبوں کے ذریعے فراہم کردہ خام مال کا استعمال کرکے مصنوعات پیدا کرتی ہیں۔ ثالثی شعبے میں وہ پیداواری اکائیاں شامل ہیں جو خدمات مثلاً بینکنگ، انشورنس وغیرہ کی پیداوار کرتی ہیں۔ ان تمام شعبوں میں عاملی آمدنی پیدا ہوتی ہے۔ ان شعبوں کی عاملی آمدنی کے ڈیٹا کو قومی آمدنی میں ان کی شراکت کی پیمائش کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر جدول 8.2 میں ہندوستان کے تینوں شعبوں کی قومی آمدنی میں شراکت کو دکھایا گیا ہے۔

جدول 8.2: جی ڈی پی میں شعبہ جاتی شراکت (1999-2000 Prices)

سال	زراعت اور متعلقہ شعبہ	صنعت	خدمات
1950-51	55.9	14.9	29.2
1970-71	45.2	21.7	33.1
1980-81	38.1	25.9	36.0
1990-91	33.2	25.2	41.6
2006-07	20.5	24.7	66.7

جدول 8.2 کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدمات کے شعبے کی قومی آمدنی میں سب سے بڑی شراکت ہے۔ پرائمری سیکٹر اور ثانوی سیکٹر دوسرے اور تیسرے نمبر پر آتے ہیں۔ اگر ہم سال 2006-07 ڈیٹا کا موازنہ سال 1950-51 کے ڈیٹا سے کریں، تو ہم گزشتہ سالوں میں مختلف شعبوں کی نسبتی شراکت میں تبدیلی بھی دیکھ سکتے ہیں۔ جدول 8.2 کے اعداد و شمار کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ 1950-51 سے 2006-07 تک کے عرصے میں قومی آمدنی میں پرائمری سیکٹر کی حصہ داری کم ہوئی ہے اور ثانوی اور ترتیری شعبوں کی حصہ داری میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستانی معیشت میں زراعت کی نسبتی اہمیت کم ہو رہی ہے اور صنعت و خدمات کے شعبوں کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ہندوستانی معیشت میں اہم ساختی تبدیلی ہے کیونکہ زراعت سے صنعت اور خدمات کی طرف منتقلی کو عموماً ملک کی معاشی ترقی کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرح قومی آمدنی کے اعداد و شمار کو دی گئی مدت کے دوران معیشت میں رونما ہونے والی ساختی

تبدیلیوں کا پتہ لگانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

5. تقسیمِ آمدنی میں عدمِ مساوات (Inequalities in Income Distribution)

معیشت میں تمام افراد یکساں آمدنی نہیں کماتے۔ بعض افراد کی آمدنی بعض سے زیادہ ہوتی ہے۔ کچھ افراد امیر ہیں تو کچھ غریب۔ افراد کے مابین قومی آمدنی کی تقسیم غیر مساوی ہوتی ہے۔ ایک حد تک اس عدم مساوات کا جواز پیش کیا جاسکتا ہے۔ معیشت کے تمام افراد یکساں نہیں ہوتے۔ ان کی عمر، جنس، قابلیت، تجربے، جسمانی قوت وغیرہ میں فرق ہوتا ہے جس سے ان کی آمدنی بھی مختلف ہوتی ہے۔ بعض ماہرین معاشیات کا یہ بھی ماننا ہے کہ معیشت کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں عدم مساوات کا ہونا معیشت کی ترقی کے لیے بہتر ہے۔ لیکن جب عدم مساوات کی شدت بہت زیادہ ہو جائے اور قدرتی عوامل کی بنا پر اس کا جواز نہ پیش کیا جاسکے تو یہ ناپسندیدہ ہو جاتی ہے اور اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ملک میں عدم مساوات کی شدت کو آمدنی کے طریقے (Income Method) کے ذریعے جمع کیے گئے قومی آمدنی کے اعداد و شمار سے ماپا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، ان اعداد و شمار سے ہم محنت کش طبقے (Labour Class) کی آمدنی (یعنی اجرت وغیرہ) اور جاگیر دار طبقے (Property Class) کی آمدنی (یعنی کرایہ، سود وغیرہ) کی نسبتی شراکت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ اگر حکومت کو پتہ چلتا ہے کہ عدم مساوات کی سطح زیادہ ہے تو وہ اسے کم کرنے کے لیے اصلاحی اقدامات کرسکتی ہے۔ آمدنی کی تقسیم سے متعلق اعداد و شمار کا استعمال اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے کیے گئے اقدامات کی تاثیر کا اندازہ لگانے کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے۔

6. معیارِ زندگی کی پیمائش (Measurement of Standard of Living)

معیارِ زندگی سے مراد کسی مخصوص آبادی کو دستیاب مادی اشیا اور خدمات کی مقدار اور معیار ہے۔ اس کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ اشیا اور خدمات جیسے خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور دیگر ضروریات اور آسائشوں پر کیا خرچ کرتے ہیں۔ عموماً صَرفی اخراجات جتنے زیادہ ہوں گے اتنا ہی زیادہ آبادی کا معیارِ زندگی ہوگا۔ معیارِ زندگی کو عام طور پر جغرافیائی علاقوں کا موازنہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے ہندوستان کا معیارِ زندگی امریکہ کے معیارِ زندگی کے مقابلے کم ہے اور نیپال کے معیارِ زندگی سے بہتر ہے۔ اس کا استعمال وقت کے مختلف نکات کا موازنہ کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، آزادی کے وقت معیارِ زندگی کے مقابلے سال 2021 میں ہندوستان کا معیارِ زندگی بہت بہتر ہوا ہے۔

معیارِ زندگی کی پیمائش عام طور پر فی کس جی ڈی پی سے کی جاتی ہے۔ فی کس جی ڈی پی کو خام ملکی پیداوار کو آبادی سے تقسیم کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ معیارِ زندگی کی پیمائش فی کس صَرفی اخراجات سے بھی کی جاسکتی ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے ایک طریقے اخراجات کے طریقے کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس طریقہ کار میں قومی آمدنی کا تخمینہ مجموعی اخراجات سے کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کے لیے جمع کیا گیا قومی آمدنی کا ڈیٹا صَرفی اخراجات کو دکھاتا ہے۔ اگر مجموعی صَرفی اخراجات کو کل آبادی سے تقسیم کیا جائے تو ہمیں فی کس صَرفی اخراجات حاصل ہوتے ہیں۔ یہ فی کس صَرفی اخراجات معیشت کے اوسط معیارِ زندگی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

صَرفی اخراجات کے ڈیٹا سے لوگوں کے صَرفی پیٹرن کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر آزادی کے وقت ہندوستان کے صَرفی اخراجات کا بڑا حصہ اشیائے خوردونوش پر لگتا تھا جبکہ تعلیم پر اخراجات نہ کے برابر تھے۔ اس کے مقابلے آج اشیائے خوردونوش پر صَرفی اخراجات کے تناسب میں کمی آئی ہے۔

7. سرمایہ کاری (Investment)

قومی آمدنی کے تخمینے سے معیشت کی پیداواری صلاحیت کا اعشاریہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ سرمایہ کاری معیشت کی پیداواری صلاحیت کا تعین کرتی ہے۔ پیداواری صلاحیت نتیجے میں معیشت کی معاشی نمو کا تعین کرتی ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے اخراجات کے طریقے سے سرمایہ کاری کا ڈیٹا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس ڈیٹا سے سرمایہ کاری کے نمونے کا بھی تخمینہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ پتا کیا جاسکتا ہے کہ زراعت، صنعت اور خدمات کے شعبے میں مجموعی سرمایہ کاری کا کتنا حصہ لگایا جاتا ہے۔

8. معاشی پیش گوئی (Economic Forecasting)

قومی آمدنی کے تخمینوں کو معاشی پیش گوئی کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ حکومت اور کاروباری فرمیں دونوں ہی مستقبل سے متعلق پیش گوئی کے لیے قومی آمدنی کے تخمینوں کا استعمال کرتی ہیں۔

9. بین الاقوامی موازنہ (International Comparison)

موجودہ دور کی معیشتیں کھلی معیشتیں ہیں۔ قومی آمدنی کے تخمینوں سے ایک ملک کی قومی آمدنی کا موازنہ دوسرے ملک کی قومی آمدنی سے کیا جاسکتا ہے اور ایک ملک کی نمو کا تقابل دوسرے ملک کی نمو سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک میں صَرفی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات وغیرہ کی سطح اور نمونے کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

4.4 قومی آمدنی اور سماجی فلاح و بہبود (National Income and Economic Welfare)

فلاح و بہبود کی تعریف خوش حالی سے کی جاسکتی ہے۔ یہ افراد یا افراد کے گروپ یا معاشرے کی مخصوص کیفیت کو بیان کرتی ہے۔ مقدمین ماہرینِ معاشیات کے مطابق قومی آمدنی یا مجموعی پیداوار اور معاشرے کی معاشی بہبود کے درمیان کچھ نہ کچھ مثبت تعلق پایا جاتا ہے۔ اگر ہم دو سماج کے مابین موازنہ کریں جس میں ایک کی فی کس آمدنی 50000 روپے ہو اور دوسرے کی فی کس آمدنی 30000 روپے ہو تو ہم کافی اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اول الذکر معاشرہ مؤخر الذکر سے بہتر ہے۔ ماہر معاشیات پیگو کے مطابق قومی آمدنی اور سماج کی مادی یا معاشی بہبود میں اس قدر گہرا رشتہ ہے کہ اول الذکر میں اضافہ موخر الذکر میں بہتری کا سبب بنتا ہے بشرطیکہ قومی آمدنی کی تقسیم غریبوں کے خلاف تبدیل نہ ہو۔ اس طرح، یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلاح و بہبود حتمی اشیا اور خدمات کی مقدار اور معیار، ان اشیا اور خدمات کی مقدار اور معیار میں تبدیلی اور معاشرے میں ان کی تقسیم کے طرز کا تفاعل ہے۔ دوسرے لفظوں میں قومی آمدنی میں اضافہ سماج کی مادی فلاح و بہبود میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ تاہم، اس کی کچھ حدود ہیں۔

اول، حالانکہ مجموعی پیداوار اور سماج کی فلاح و بہبود کے مابین کسی حد مثبت تعلق ہے لیکن فلاح و بہبود کو براہ راست ماپنے کا کوئی

طریقہ موجود نہیں۔ دوم یہ کہ قومی پیداوار یا قومی آمدنی میں اس طرح اضافہ نہ ہو کہ اس کی تقسیم غربا کے خلاف ہو جائے۔ اگر قومی آمدنی کی تقسیم اس طرح ہو کہ غربا کا حصہ کم ہو جائے اور امرا کے حصے میں اضافہ ہو جائے تو آمدنی میں ایسا اضافہ سماج کی فلاح و بہبود کا سبب نہیں بنے گا۔ اس کے برعکس سماج کی فلاح و بہبود میں کمی کا سبب ہو گا۔

سوم، قومی پیداوار میں اضافہ لوگوں کو خواہش سے زیادہ کام کرنے پر مجبور کر کے نہیں ہونا چاہیے۔ کسی بھی سماج کی مادی بہبود صِرف میسر قومی آمدنی پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ اس پر بھی منحصر ہوتی ہے کہ سماج کو آرام و تفریح کا کتنا وقت میسر ہے۔ کام سے آمدنی تو ہوتی ہے لیکن کام عدمِ آرام کا سبب بنتا ہے۔ آرام و فرصت سے آمدنی تو نہیں ہوتی لیکن یہ آرام اطمینان فراہم کرتا ہے۔ سماج کی فلاح بہبود اشیا کے استعمال سے ہونے والے اطمینان اور ان کے پیدا کرنے میں ہونے والی بے اطمینانی کے توازن پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آرام (تفریح، فراغت، فرصت) وغیرہ سے آمدنی تو نہیں ہوتی لیکن اس سے بھی اطمینان ہوتا ہے۔ اس لیے سماجی فلاح و بہبود کے لیے کام اور آرام (تفریح، فرصت وغیرہ) دونوں کے مابین توازن ہونا چاہیے۔ اس لیے اگر قومی آمدنی میں اضافہ اعتدال سے زیادہ کام کر کے ہوتا ہے تو بہت ممکن ہے کہ اضافی پیداوار کو پیدا کرنے میں اٹھائی گئی تکلیف یا بے اطمینانی اس کے استعمال سے حاصل اطمینان سے زیادہ ہو۔ مثال کے طور پر لوگوں کو سخت اور صبر آزما حالات میں 18 گھنٹے یومیہ کام کرنے پر مجبور کر کے قومی آمدنی میں اضافہ کیا جاتا ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ اس اضافی پیداوار کے صَرف سے ہوا افادہ پر مشقت حالات میں 18 گھنٹے کام کرنے سے ہوئی بے اطمینانی سے بہت کم ہو گا۔

چہارم، مجموعی فلاح و بہبود لوگوں کی یا سماج کی مخصوص کیفیت کو بیان کرتی ہے۔ مجموعی پیداوار یا مجموعی صَرف کو فلاح و بہبود کا پیمانہ اس پیشگی مفروضے کی بنا پر سمجھا جاتا ہے کہ اعلی فلاح و بہبود زیادہ صَرف کے بغیر ممکن نہیں اور زیادہ صَرف زیادہ پیداوار کے بنا ممکن نہیں۔ لیکن جیسا کہ کینتھ ای بولڈنگ (Kenneth E. Boulding) نے کہا ہے، ”صَرف اپنے آپ میں شاذ و نادر ہی اچھا ہوتا ہے۔ یہ کچھ کیفیات کو برقرار رکھنے کی لاگت ہے، اور پیداوار وہ ہے جو اس لاگت کو پورا کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ لہٰذا، اس بنا پر پیداوار یا صَرف فلاح و بہبود کی پیمائش کرنے میں آسانی سے ناکام ہو سکتے ہیں۔“[1] اس نکتے کو سرد ممالک جیسے ریاستہائے متحدہ امریکہ یا کینیڈا کی مثال سے واضح کیا جا سکتا ہے جہاں شدید سردی سے بچنے کے لیے عمارتوں کی گرمائش کے لیے ایندھن پیدا کرنا اور استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ان ممالک میں ایندھن کی پیداوار اور استعمال کو ان ممالک کی قومی پیداوار میں شامل کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، ان ممالک کی قومی پیداوار معتدل آب و ہوا والے ممالک جیسے ہندوستان کی قومی پیداوار کے مقابلے میں زیادہ ہو گی جہاں فطرت کی موسمی سختیوں کا تجربہ نہ تو شدید سردی کی صورت میں ہوتا ہے اور نہ ہی شدید گرمی کی صورت میں۔ کیا ایندھن کی اعلی پیداوار اور صَرف کی وجہ سے سرد ممالک کی اعلیٰ قومی پیداوار کا مطلب یہ ہو گا کہ وہاں کے لوگ صحت مند معتدل آب و ہوا والے ممالک میں رہنے والے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ مادی فلاح و بہبود سے لطف اندوز ہوتے ہیں جہاں قومی پیداوار نسبتاً کم ہوتی ہے کیونکہ ان ممالک میں گرمائش کے لیے ایندھن پیدا نہیں کیا جاتا؟ جواب واضح طور پر نفی میں ہے۔ درحقیقت ایندھن کی اضافی پیداوار سرد ممالک کی خوش حالی کی نہیں بلکہ ان کی خستہ حالی کی علامت ہے۔

---

[1] Boulding, K. E. (1941). *Economic Analysis.* New York: Harper and Brothers.

پنجم، قومی پیداوار سماج کی فلاح و بہبود کا بے چوک پیمانہ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ملک میں مادی اشیا اور خدمات کی اضافی پیداوار کے نتیجے میں ماحول کے بڑھتے ہوئے بگاڑ پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔ صنعت کاری کی بڑھتی رفتار نے سنگین ماحولیاتی مسائل کو جنم دیا ہے جس کی وجہ سے جدید زندگی میں سماجی تناؤ اور صحت کو خطرات لاحق ہوئے ہیں۔ گندھک کے تیزاب کی پیداوار کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو پیدا کرنے والا کارخانہ زہریلا دھواں خارج کر کے ماحول کو آلودہ بھی کرتا ہے۔ اسی طرح، دباغت خانے میں پیدا کیے گئے چمڑے کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دریا کے اس پانی کو بھی آلودہ کرتا ہے جسے لوگ پیتے ہیں۔ کیڑے مار دوا کی پیداوار کو قومی آمدنی میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن کیڑے مار دوا پیدا کرنے والا کارخانہ زمین کی آلودگی کا سبب بھی بنتا ہے۔ بڑے پیمانے پر آٹوموبائل کی پیداوار اور صَرف نے سڑک حادثات، ایندھن کے دھوئیں کے اخراج کے ذریعے فضائی آلودگی اور ٹریفک جام جیسے مسائل پیدا کیے ہیں جن پر قابو پانے کے لیے انسداد آلودگی آلات اور ٹریفک سگنلز اور لائٹس تیار کرنا پڑتی ہیں۔ ان کی پیداوار ایک مخصوص کیفیت کو برقرار رکھنے کی سماجی لاگت کی نمائندگی کرتی ہے۔ قومی پیداوار کو معاشی بہبود کے قابل اعتماد پیمانے کے طور پر استعمال کرنے کے لیے اس سماجی لاگت کو کارخانوں کی مصنوعات کی قدر سے منہا کیا جانا چاہیے جنہیں قومی پیداوار میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سماجی لاگت کا تخمینہ کرنا قومی آمدنی کی پیمائش کرنے والوں کے لیے بہت مشکل کام ہے۔ اس کی پیمائش کی بھی جاتی ہے تو اس میں بہت سے موضوعی عوامل کو شامل کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، مجموعی قومی پیداوار سماجی بہبود کی درست پیمائش نہیں کرتی۔ یہ صِرف پیداواری صلاحیت فراہم کرنے میں معیشت کی کامیابی کی حد کی پیمائش کرتی ہے جس سے سماجی بہبود حاصل کی جاسکتی ہے۔

قومی آمدنی کے کھاتوں کے بارے میں شاید سب سے مشہور غلط فہمی یہ ہے کہ یہ سماجی بہبود کی پیمائش کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ مجموعی قومی پیداوار اور سماجی بہبود کے درمیان کچھ تعلق موجود ہے، یہ تعلق اتنا گہرا اور قطعی نہیں ہے۔ قومی آمدنی اور پیداوار کے کھاتے در حقیقت مجموعی معاشی سرگرمیوں کی سطح میں تبدیلیوں کی پیمائش کے لیے وضع کیے گئے ہیں نہ کہ معیارِ زندگی میں تبدیلی کی پیمائش کے لیے۔ ایک عام مثال سے اس کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ جیسے جیسے قومی آمدنی اور اس کی وجہ سے ذاتی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، فی کس کاروں، بسوں اور اسکوٹروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم سڑکوں پر گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ شہروں میں فضائی آلودگی کا سبب بنتا ہے جس سے سانس کی بیماریوں کے واقعات میں اضافہ ہوتا ہے۔ بیماریوں کے واقعات میں اضافے سے ہسپتالوں، ڈاکٹروں، نرسوں، ادویات کی کمپنیوں وغیرہ کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان سب کو قومی پیداوار میں اضافے کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔

تاہم، قومی پیداوار میں اس اضافے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سماجی بہبود میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جس طرح ایک امیر آدمی ہر طرح سے ہمیشہ خوش آدمی نہیں ہوتا ہے، اسی طرح ایک مادی طور پر امیر اور خوش حال قوم بھی، یعنی ایک متمول معاشرہ ہمیشہ خوش قوم کی علامت نہیں ہوتا کیونکہ مادیت کبھی بھی خالص نعمت نہیں ہوتی۔ اس سے بعض زحمتیں بھی جڑی ہوتی ہیں۔ یہ کہنا معقول ہوگا کہ معاشی خوش حالی ان مادی آسائشوں کو بڑھاتی ہے جو خوشی کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ تاہم، ایک خاص مرحلے کے بعد، بڑھتی ہوئی مادی خوش حالی کے ساتھ معاشرتی ماحول میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس کے سماج کی فلاح و بہبود پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ششم، قومی مصنوعات کے تخمینے آرام و تفریح کی طلب کو مد نظر نہیں رکھتے۔ سوئٹزرلینڈ جیسے ملک یا ہندوستانی ریاستوں کشمیر اور ہماچل پردیش میں، سادہ لوگ آباد ہیں جو خوبصورت قدرتی ماحول میں رہتے ہیں اور خوشگوار آب و ہوا سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان کی مجموعی پیداوار کم ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ مادی پیداوار اور اس کے صَرف کو کم ترجیح دیتے ہیں اور فطرت کے قدرتی حسن کے ساتھ لمبے عرصے تک قریبی رابطے سے لطف اندوز ہونا پسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ قدرتی حسن اور خوب صورت ماحول میں رہ کر زیادہ اطمینان حاصل کرتے ہیں اس صورت کے مقابلے جس میں انہیں زیادہ مادی اشیا تو میسر ہوں لیکن خوبصورت قدرتی ماحول سے انہیں منقطع کر دیا جائے۔ معتدل آب و ہوا میں رہنے والے لوگ زیادہ مفت اشیا استعمال کرتے ہیں حالانکہ انہیں کم معاشی اشیا میسر ہوتی ہیں۔

ایسا ملک جسے فطرت نے قدرتی جھیلوں، جنگلات اور دوسرے قدرتی مناظر جیسی نعمتوں سے نہیں نوازا اس میں ان کو مصنوعی طور پر تخلیق کرنا پڑتا ہے۔ نتیجتاً، ایسے ملک میں تفریح کی بھی قیمت ہو گی اور اس لیے اسے ملک کی قومی آمدنی میں شامل کیا جائے گا۔ اس کے برعکس، ایسے ملک کے لوگ جسے خوبصورت جھیلوں اور بلند و بالا پہاڑوں کے درمیان قدرت نے بھرپور نباتات اور حیوانات فراہم کیے ہیں، مفت شے کے طور پر کشتی رانی اور کوہ پیمائی جیسی سرگرمیوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ چنانچہ اس ملک کے لوگوں کی مجموعی فلاح و بہبود اس ملک کے لوگوں کی مجموعی فلاح و بہبود سے زیادہ ہو گی جسے قدرت نے ان نعمتوں سے نہیں نوازا۔ ایسی صورت میں مجموعی پیداوار کا تصور مسخ ہو جاتا ہے کیونکہ مفت اشیا کی قدر مجموعی پیداوار میں شامل نہیں ہوتی حالانکہ وہ فلاح و بہبود میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔

ہفتم، قومی آمدنی میں اضافہ معاشرے کے تمام لوگوں کے لیے ہمیشہ خوشی نہیں لاتا۔ دولت کی کثرت لاپرواہی اور فضول خرچی کو جنم دیتی ہے۔ دولت کی بہتات سے تحائف اپنا اثر کھو دیتے ہیں۔ متمول معاشرے میں لوگوں کا اطمینان نہ صرف اشیا کی افادیت پر منحصر کرتا ہے بلکہ ان اشیا کی حیثیتی قدر پر بھی منحصر کرتا ہے۔ جیسا کہ آپ آگے مطالعہ کریں گے اعلیٰ آمدنی اور صَرف والے معاشرے میں فرد کے لیے، اس کی مطلق حقیقی آمدنی نہیں بلکہ اس کی نسبتی آمدنی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ نتیجتاً، اگر دوسروں کی آمدنی میں 30 فیصد اضافہ ہوتا ہے تو وہ اپنی آمدنی میں 15 فیصد اضافے سے خوشی محسوس نہیں کرے گا۔ یہ رویہ جتنا زیادہ غالب ہوتا ہے مجموعی طور پر معاشرے کے لیے زیادہ آمدنی حاصل کرنا اتنا ہی بے معنی ہو جاتا ہے۔

4.5 سبز خام ملکی پیداوار (Green Gross Domestic Product)

جی ڈی پی ایک قدیم تصور ہے۔ اس کا پہلا بنیادی تصور 18ویں صدی کے آخر میں وجود میں آیا۔ جدید تصور کو امریکی ماہر معاشیات سائمن کزنٹس نے 1934 میں پیش کیا اور اسے 1944 میں بریٹن ووڈز کانفرنس (Bretton Woods Conference) میں ملک کی معیشت کے بنیادی پیمانے کے طور پر اپنایا گیا۔ اقوام متحدہ کے تقریباً تمام ممبر ممالک اپنے ملک کی جی ڈی پی کے تخمینے تیار کرتے ہیں۔ لیکن جی ڈی پی کی خامیوں کو ابتدا سے ہی تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ جی ڈی پی معاشی کارکردگی کا ایک اچھا پیمانہ ہے، لیکن فلاح و بہبود کے پیمانے کے طور پر اس کے غلط استعمال سے کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق ماحول سے ہے۔

1970 کی دہائی سے جی ڈی پی پر سب سے بڑی تنقید یہ کی جاتی رہی ہے کہ یہ ماحول کی تنزلی اور انحطاط کو مکمل طور پر نظر انداز کرتا

ہے۔ ایک برساتی جنگل کو کاٹنے اور اس کی لکڑیاں بیچنے سے جی ڈی پی میں اضافہ تو ہو گا لیکن طویل مدتی فلاح و بہبود اور معاشی نمو پر اس کے تباہ کن اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ جی ڈی پی جنگل کے کٹنے سے ہونے والے نقصانات کو یا لاگت کو آمدنی میں شامل نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ، جی ڈی پی سے اس بات کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ ملک میں پیدا ہونے والی آمدنی دائمی و پائدار ہے یا نہیں۔

حالیہ برسوں میں اس کا ادراک کیا گیا کہ اگر جی ڈی پی کو فلاح کے پیمانے کے طور پر استعمال کرنا ہے تو اس میں دو قسم کی لاگتوں کو شامل کرنا ہو گا۔ اول یہ کہ اشیا کی پیداوار کے دوران فرمیں و کارخانے ماحول کو آلودہ کرتی ہیں جس کا لوگوں کی فلاح پر منفی اثر پڑتا ہے۔ کارخانے فضلات کو دریا میں بہا دیتے ہیں یا زمین میں پھینک دیتے ہیں جو پانی اور مٹی کی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ کارخانوں کی چمنی سے نکلنے والے دھویں سے فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا قومی آمدنی کے تخمینے میں زمینی، آبی، فضائی اور دیگر آلودگیوں کی لاگت کو شامل کیا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ قومی آمدنی کی پیداوار کے عمل میں قدرتی وسائل جیسے تیل، جنگلات، کوئلہ وغیرہ کا خاتمہ بھی ہوتا ہے۔ قومی آمدنی کے تخمینے کے روایتی طریقے قدرتی وسائل کے خاتمے کو مدِ نظر نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کوئلے کی کان سے کوئلہ نکالنے سے ناقابلِ تجدید قدرتی وسیلے (کوئلے) کی کمی ہوتی جاتی ہے۔ لیکن قومی آمدنی کے تخمینے میں کوئلے کے ذخائر میں کمی کی کٹوتی نہیں کی جاتی۔ قدرتی ذخائر کی کمی کو منفی سرمایہ کاری کے طور پر قومی آمدنی کے تخمینے میں شامل کیا جانا چاہیے۔

ان وجوہات کی بنا پر قومی آمدنی کے تخمینے کے متبادل پیمانوں کی تلاش میں تیزی آئی۔ ایسا ہی ایک متبادل پیمانہ سبز خام ملکی پیداوار یا گرین جی ڈی پی ہے۔ گرین جی ڈی پی، معاشی نمو کا ایسا مظہر ہے جس میں ملک کی جی ڈی پی کے ساتھ ماحولیاتی عوامل کو بھی مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ گرین جی ڈی پی قومی مجموعی آمدنی سے حیاتیاتی تنوع کے نقصانات اور موسمیاتی تبدیلی سے منسوب اخراجات کو منہا کرتی ہے۔ گرین جی ڈی پی کے تخمینے کے لیے خالص قدرتی سرمائے کا صرف، بشمول وسائل کی کمی، ماحولیاتی انحطاط، اور ماحولیات کی حفاظت اور بحالی کے لیے اقدامات کے اخراجات کو روایتی جی ڈی پی سے منہا کیا جاتا ہے۔ گرین جی ڈی پی کے حق میں درج ذیل اہم دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

بازار اور فطرت کے درمیان باہمی تعلق: گرین جی ڈی پی کے نقطہ نظر کا مرکز اس یقین پر ہے کہ فطرت اور بازار متنافی متغیرات نہیں ہیں۔ درحقیقت ان دونوں کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔ قدرتی وسائل بازار کے فروغ کو تحریک دیتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ بازار کا فروغ قدرتی وسائل کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا، ان متغیرات کے درمیان اس تعلق کی فعال طور پر تعدیل کی ضرورت ہے۔ نیز، چونکہ پیمائش نظم و نسق کی طرف پہلا قدم ہے، اس لیے ایک ایسے پیمانے کی فوری ضرورت ہے جو ان کے درمیان تعلق کی پیمائش کر سکے اور اس کا خلاصہ کر سکے۔

موازنہ: گرین جی ڈی پی کا استعمال مختلف سالوں میں ایک ہی ملک کے لیے موازنہ کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے یا اسے کسی ملک کی ماحولیاتی حیثیت کا کسی دوسرے ملک کے ساتھ موازنہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ تجزیہ کاروں کو اور بھی درست انداز میں پیش گوئی کرنے کے قابل بنائے گا کہ مستقبل میں ان معیشتوں کی ترقی کس طرح متاثر ہو گی۔

احتساب: یہ دنیا بھر میں حکومتوں کے لیے کچھ احتساب لائے گا۔ یہ ایک عام رواج بن گیا ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ بازار کا نظام ترقی

کرے چاہے اس سے ماحولیاتی نظام فنا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی ملک اشیا و خدمات کی پیداوار میں اضافہ ماحولیاتی نظام کے نقصان پر کرے گا تو اس کی گرین جی ڈی پی میں اضافہ ہونے کے بجائے کمی ہو گی۔ گرین جی ڈی پی کا تصور حکومتوں کو مجبور کرے گا کہ وہ ماحولیات کا بھی خیال رکھیں اور معاشی ترقی کی دوڑ میں اس کے بگاڑ کا سبب نہ بنیں۔

جس طرح کمپنیوں کے پاس مشینوں اور کارخانوں جیسے اثاثے ہوتے ہیں، اسی طرح قوموں کے پاس پہاڑ، جنگل، دریا اور سمندر جیسے اثاثے ہوتے ہیں۔ تاہم، کمپنی کے اثاثے عام طور پر نجی ملکیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی قدر ہوتی ہے۔ نجی ملکیت کی غیر موجودگی میں، یہ اثاثے دوسرے لوگوں کو منتقل نہیں کیے جاسکتے اور اس لیے ان کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ سمندروں، پہاڑوں اور جنگلات جیسے معاشی اثاثے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتے۔ یہ وہ عوامی اشیا ہیں جن سے ہر کوئی بغیر کسی قیمت کی ادائیگی کے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ لہذا، ان اثاثوں کی قدر کا تعین کرنا اور انہیں قومی بیلنس شیٹ میں شامل کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نیز، حقیقت پسندانہ سطح پر ہر اثاثے کو شمار کرنا اور اس کے ساتھ مالیاتی قدر منسلک کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔ لہذا ان اثاثوں کو گرین جی ڈی پی کے تخمینے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس میں وہ خدمات شامل کی جاتی ہیں جو ماحولیات کے ذریعے فراہم کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر کسی جغرافیائی خطے میں پانی کا معیار دوسرے خطوں سے بہتر ہے، تو یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس خطے کے لوگ زیادہ صحت مند اور زیادہ پیداواری زندگی بسر کریں گے۔ خراب پانی یا آلودہ ہوا سے منسلک طبی اخراجات کے ساتھ ایک ٹھوس اور قابل پیمائش لاگت منسلک ہوتی ہے۔ اس طرح یہ ممکن ہے کہ ماحول میں دستیاب قدرتی وسائل کے معیار اور بچت کی صورت میں ان سے ملنے والے فوائد کا تخمینہ کیا جاسکے۔

گرین جی ڈی پی کو درپیش سب سے بڑا چیلنج حقیقت پسندانہ حساب کتاب ہے۔ چونکہ ہم بنیادی طور پر غیر محسوس کی پیمائش کر رہے ہیں، اس لیے ان سے منسلک مالیاتی اقدار کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ گرین جی ڈی پی سسٹم کامل نہیں ہے۔ تاہم، یہ ترقی کر رہا ہے۔ بہت سے اسکالرز اور محققین ایک ایسے حل کی تلاش کے لیے کام کر رہے ہیں جس سے گرین جی ڈی پی زیادہ عملی اور حقیقت پسند بن سکے۔ گرین جی ڈی پی کے حامی اسکالرز کا موقف یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جی ڈی پی کے نظام کی خامیوں کو کسی اور ناقص نظام سے تبدیل نہ کیا جائے۔ ان کے مطابق اس عمل میں وقت تو لگ سکتا ہے لیکن اس شعبے میں ہو رہی تحقیقات سے لگتا ہے کہ یہ صحیح راہ پر جا رہی ہے۔

گرین جی ڈی پی کے ناقدین کا کہنا ہے کہ بعض مصنوعات کی قدر متعین کرنا مشکل عمل ہے۔ یہ مشکل خاص طور اس صورت میں زیادہ پیدا ہوتی ہے جہاں ماحولیاتی اثاثوں اور قدرتی وسائل کا روایتی بازار موجود نہیں اور اس وجہ سے یہ اثاثے اور وسائل ناقابل تجارت ہوتے ہیں۔ ماحولی نظام کی خدمات اس قسم کے وسائل کی ایک مثال ہے۔ اس صورت میں ان کی قدر کا تخمینہ بالواسطہ طور پر کیا جاتا ہے جس میں اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ یہ تخمینے قیاس آرائیوں یا مفروضوں پر مبنی ہوں۔

گرین جی ڈی پی کے حامی اس اعتراض کا جواب دو طریقوں سے دیتے ہیں۔ اولاً، جیسے جیسے ہماری تکنیکی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا رہا ہے، تخمینے کے زیادہ درست طریقے دریافت ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ثانیاً، اگرچہ یہ بات درست ہے کہ غیر بازار قدرتی اثاثوں کی سو فیصد درست پیمائش نہیں کی جاسکتی لیکن پھر بھی یہ روایتی جی ڈی پی کے مقابلے بہتر متبادل ہے۔

4.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس کے اہل ہیں کہ:

- قومی آمدنی کے تخمینے میں درپیش مشکلات بیان کر سکیں۔
- قومی آمدنی اور فلاح و بہبود کے مابین تعلقات کی وضاحت کر سکیں۔
- سبز خام ملکی پیداوار کے تصور کی وضاحت کر سکیں۔

4.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. قومی آمدنی کے تخمینے میں ایک بڑی مشکل ہے:

(a) اشیا و خدمات کا شمار مضاعف (b) بینکنگ ڈیٹا کی دستیابی

(c) قیمتوں کا استحکام (d) درج بالا سبھی

2. قومی آمدنی کو آبادی سے تقسیم کرکے ۔۔۔۔۔۔ کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(a) فی کس قومی آمدنی (b) فی کس قومی صرف

(c) مجموعی طلب (d) مجموعی رسد

3. وہ سیکٹر جس میں اشیا کا تبادلہ زر کے بنا ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔ کہلاتا ہے۔

(a) مالیاتی شعبہ (b) زری شعبہ

(c) غیر نقدی شعبہ (d) درج بالا سبھی

4. خام ملکی پیداوار کے جدید تصور کو سب سے پہلے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے پیش کیا۔

(a) واسلے لیونٹیف (b) ایڈم اسمتھ

(c) ڈیوڈ ریکارڈو (d) سائمن کزنٹس

5. زیادہ تر ممالک میں کالے دھن کو قومی آمدنی میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ:

(a) اس کی پیمائش مشکل ہے (b) یہ غیر قانونی ہے

(c) کیونکہ اس کا حاشیائی افادہ صفر ہے (d) درج بالا سبھی

6. فی کس آمدنی اور فلاح کے مابین:

(a) مثبت تعلق ہے (b) منفی تعلق ہے

(c) کوئی تعلق نہیں ہے
(d) (a)اور(b) دونوں ممکن ہیں۔

7. قومی آمدنی فلاح و بہبود کی مکمل عکاسی نہیں کر سکتی کیونکہ:
(a) یہ آمدنی کی تقسیم کو نظر انداز کرتی ہے
(b) یہ فرصت جیسے غیر معاشی عوامل کو نظر انداز کرتی ہے
(c) یہ ماحولیاتی معیار کو نظر انداز کرتی ہے
(d) درج بالا سبھی

8. گرین جی ڈی پی کے تخمینے کے لیے روایتی جی ڈی پی میں:
(a) ماحولیاتی وسائل کو شامل کیا جاتا ہے
(b) ماحولیاتی خدمات کو شامل کیا جاتا ہے
(c) ماحولیاتی لاگت کو منہا کیا جاتا ہے
(d) (b)اور (c) دونوں

9. گرین جی ڈی پی کا بنیادی مقصد ہے:
(a) جی ڈی کی شرح نمو میں اضافہ کرنا
(b) مستدام نمو کی پیمائش کرنا
(c) صنعتی پیداوار کا تخمینہ کرنا
(d) عوامی اخراجات کو کم کرنا

10. فی کس آمدنی میں اضافہ ہمیشہ معاشی فلاح و بہبود میں:
(a) اضافے کا سبب بنے گا
(b) کمی کا سبب بنے گا
(c) معاشی فلاح سے اس کا کوئی تعلق نہیں
(d) (a)اور(b) دونوں ممکن ہیں

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	a	a	c	d	a	d	d	c	b	d

4.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش کچھ تصوراتی مشکلات بیان کریں۔
2. قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش کچھ شماریاتی مشکلات بیان کریں۔
3. کیا قومی آمدنی اور معاشی فلاح کے مابین مثبت تعلق ہے؟ مثال سے واضح کریں۔
4. سبز خام ملکی پیداوار کسے کہتے ہیں؟ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
5. سماجی لاگت کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

4.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. قومی آمدنی کو فلاح و بہبود کے پیمانے کے طور پر استعمال کرنے میں درپیش مسائل بیان کریں۔
2. قومی آمدنی کے تخمینے میں پیش مشکلات بیان کریں۔
3. قومی آمدنی کے تخمینے کے استعمال تفصیل سے بیان کریں۔

بلاک II: صَرف اور سرمایہ کاری کے نظریات

اکائی 5: تفاعل صرف

(Consumption Function)

اکائی کے اجزا:

5.0 تمہید(Introduction)

5.1 مقاصد(Objectives)

5.2 تفاعل صرف(Consumption Function)

5.3 بچت تفاعل(Saving Function)

5.4 میلان صرف اور میلان بچت میں تعلق
(Relationship Between Propensity to Save and Propensity to Consume)

5.5 کینز کا تفاعلِ صرف(Keynes's Consumption Function)

5.6 صَرف کو متاثر کرنے والے عوامل(Factors Affecting Consume)

5.6.1 موضوعی عوامل(Subjective Factors)

5.6.2 معروضی عوامل(Objective Factors)

5.7 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

5.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

5.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

5.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

5.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

5.0 تمہید (Introduction)

کلی معاشیات میں آمدنی و روزگار سے متعلق دو اہم نظریات ہیں؛ کلاسیکی نظریہ اور کینزی نظریہ۔ اس اکائی میں اور اس سے ملحقہ

اکائیوں میں کینز کے نظریے کے بنیادی تصورات سے تفصیلی بحث کی جائے گی۔ کینز کے مطابق قومی آمدنی اور روزگار کی سطح کا تعین مجموعی رسد (Aggregate Supply) اور مجموعی طلب (Aggregate Demand) سے ہوتا ہے۔ لیکن کینز چونکہ مدتِ قلیل میں مجموعی رسد کو متعین فرض کرتے ہیں لہذا متعینہ مجموعی رسد کے ساتھ کینز کے نظریے میں قومی آمدنی وروزگار کی سطح کا تعین مجموعی طلب کی سطح سے ہوتا ہے؛ مجموعی طلب جتنی زیادہ ہوگی، قومی آمدنی اور روزگار کی سطح اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اس اکائی میں مجموعی طلب کا تعین کرنے والے عوامل میں سے ایک یعنی صرف یا کھپت (Consumption) سے متعلق بحث کی جائے گی۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- تفاعل صرف اور تفاعلِ بچت کی وضاحت کرنا۔
- میلانِ صرف اور میلانِ بچت کی وضاحت کرنا۔
- کینز کے نفسیاتی قانونِ صرف کی وضاحت کرنا۔
- صَرف کو متاثر کرنے والے موضوعی و معروضی عوامل کو بیان کرنا۔

5.2 تفاعل صرف (Consumption Function)

تفاعلِ صَرف ایسا تفاعل ہے جو صَرف (Consumption) اور اس کا تعین کرنے والے عوامل کے مابین نسبت یا تعلق کو دکھاتا ہے۔ صرف بہت سے عوامل پر منحصر ہوتا ہے جن میں سب سے اہم عامل قومی آمدنی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ صَرف معیشت کی قومی آمدنی پر منحصر ہوتا ہے۔ لہذا، تفاعلِ صرف سے مراد ایسا تفاعل ہے جو صَرف اور آمدنی کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ صَرف آمدنی کا تفاعل ہے اور یہ دکھاتا ہے کہ آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف کی کیا سطح ہوگی۔ عموماً، جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو صرف کی سطح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ صَرف اور آمدنی کے مابین نسبت سے متعلق درج ذیل نکات قابل ذکر ہیں۔

1. صرف کی ایک ایسی مقدار ہوتی ہے صَرف جس سے کم نہیں ہو سکتا۔ یعنی آمدنی صفر ہونے کی صورت میں بھی صَرف کی ایک مقدار گھریلو شعبہ استعمال کرے گا۔ اس کم از کم مقدار کو مستقل صَرف یا آزاد صَرف (Autonomous Consumption) کہتے ہیں۔
2. صَرف اور آمدنی کے مابین مثبت تعلق ہے۔ آمدنی میں اضافے سے صَرف میں اضافہ ہوگا اور آمدنی میں کمی سے صَرف میں کمی ہوگی۔
3. آمدنی میں ہوا کل اضافہ صَرف میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ کچھ حصے کی بچت کر لی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں آمدنی میں جتنا اضافہ ہوتا ہے صَرف میں اتنا اضافہ نہیں ہوتا۔

درج بالا نکات کی وضاحت کے لیے جدول 5.1 پر غور کریں۔ جدول میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جب آمدنی کی سطح 0 روپے ہوگی تب

صرف 70 کروڑ روپے ہو گا۔ 70 کروڑ کی یہ مقدار مستقل صرف کو دکھاتی ہے۔ اگر قومی آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً آمدنی 200 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو صرف کی مقدار بھی بڑھ کر 140 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ اس طرح جدول 5.1 آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف کی مختلف سطحوں کو دکھاتا ہے۔ اگر آپ جدول 5.1 پر مزید غور کریں تو دیکھیں گے کہ آمدنی میں جتنا اضافہ ہوتا ہے صرف میں اُتنا اضافہ نہیں ہوتا۔ مثلاً جب آمدنی کی مقدار 400 کروڑ روپے سے بڑھ کر 500 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو صرف کی مقدار 350 کروڑ روپے سے بڑھ کر 420 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ یعنی آمدنی میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے صَرف میں 70 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ صرف میں اضافے کے آمدنی میں اضافے سے کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ معیشت اپنی پوری آمدنی صَرف پر خرچ نہیں کرتی بلکہ کچھ حصے کی بچت بھی کرتی ہے۔ اس طرح بقیہ 30 کروڑ پس انداز کر لیے جاتے ہیں۔

جدول 5.1: تفاعلِ صرف

آمدنی (کروڑ)	صرف (کروڑ)
0	70
100	140
200	210
300	280
400	350
500	420
600	490
700	560

جدول 5.1 میں درج آمدنی اور صَرف کے ڈیٹا کو اگر ہم گراف پر پلاٹ کریں تو ہمیں تصویر 5.1 حاصل ہوتی ہے۔ جہاں محور X پر آمدنی اور محور Y پر صرف کو دکھایا گیا ہے۔ CC خط صرف اور آمدنی کے مابین تعلق کی نمائندگی کرتا ہے۔ غور کریں کہ صَرف خط محور Y پر 70 سے شروع ہوتا ہے یا محور Y کو 70 پر قطع کرتا ہے۔ یہ مستقل صَرف ہے یعنی صرف کی وہ مقدار جب آمدنی صفر ہو۔ خط CC کا ڈھلان مثبت ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے سے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔

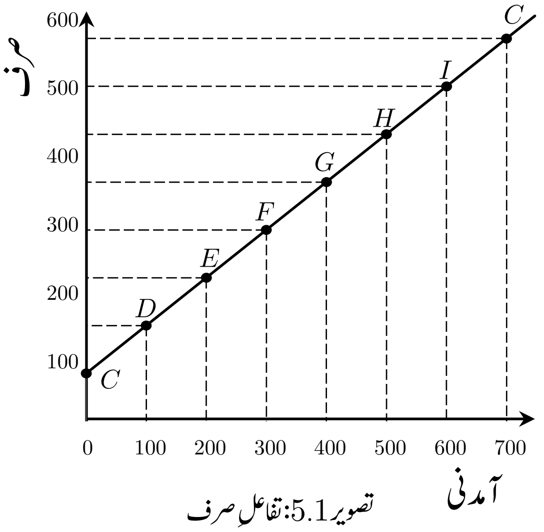

تصویر 5.1: تفاعلِ صرف

صرف خط کے ڈھلان کو حاشیائی میلانِ صَرف (Marginal Propensity to Consume-MPC) کہا جاتا ہے۔ میلانِ صرف کئی عوامل سے متعین ہوتا ہے جن میں قیمت کی سطح، شرح سود، ذخیرۂ دولت وغیرہ شامل ہیں۔ واضح رہے کہ درج بالا تفاعلِ صرف قلیل مدتی تفاعل ہے اور لہٰذا میلانِ صرف کا تعین کرنے والے عوامل کو معین فرض کیا جاتا ہے۔ اس طرح تفاعلِ صرف کو ریاضیاتی طور پر درج ذیل مساوات سے دکھایا جا سکتا ہے:

$$C = f(Y)$$

جہاں C صرف اور Y قومی آمدنی ہے۔ مخصوص شکل میں، تفاعل صرف کو اس طرح لکھا جا سکتا ہے:

$$C = a + bY \qquad (5.1)$$

جہاں a اور b مستقل ہیں۔ a تفاعلِ صرف کا نقطہ تقاطع (Intercept) ہے اور مستقل صرف کو دکھاتا ہے جب کہ b تفاعل صرف کا ڈھلان ہے جو حاشیائی میلان صرف کو دکھاتا ہے۔

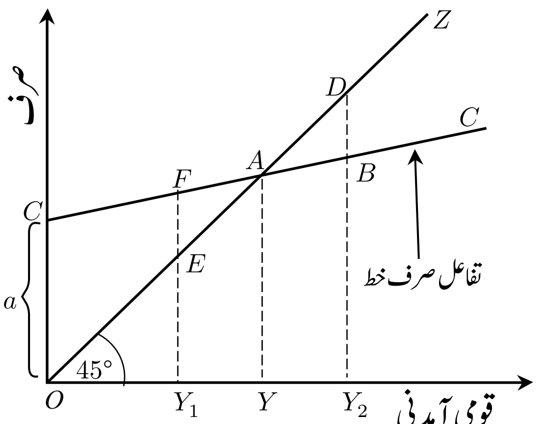

تصویر 5.2: تفاعل صرف خط

مساوات (5.1) کے تفاعل صرف کو تصویر 5.2 میں خط CC سے دکھایا گیا ہے۔ X محور پر قومی آمدنی کی پیمائش کی گئی ہے جب کہ Y محور پر مقدار صرف کی پیمائش کی گئی ہے۔ تصویر میں °45 کا زاویہ بنانے والا خط OZ بھی کھینچا گیا ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ اس خط کے ہر نقطے پر X محور اور Y محور کی مقدار مساوی ہوں گی۔ یعنی اس خط کے ہر نقطے پر قومی آمدنی اور صرف کی مقدار مساوی ہوگی۔

چونکہ ،صرف میں اضافہ عموماً آمدنی میں اضافے سے کم ہوتا ہے لہذا، تفاعل صرف کو دکھانے والا خط یعنی صرف خط °45 خط کے مساوی نہیں ہوگا۔ تصویر 5.2 میں دیکھا جا سکتا ہے کہ صرف خط 45 ڈگری خط سے مختلف ہے۔ صرف خط آمدنی کی اعلی سطحوں پر یعنی نقطہ A کے داہنی جانب OZ خط سے اوپر ہے۔ صرف خط کے OZ خط کے اوپر ہونے کا مطلب ہے کہ صرف کی مقدار قومی آمدنی سے کم ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی OY_2 پر صرف کی مقدار Y_2B ہے جو آمدنی $OY_2 = Y_2D$ سے کم ہے۔ آمدنی کی کم سطحوں پر یعنی نقطہ A کے بائیں جانب صرف خط OZ خط سے اوپر ہے یعنی نقطہ A کے بائیں جانب آمدنی صرف کے مقابلے کم ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی OY_1 پر صرف کی مقدار Y_1F ہے جو آمدنی $OY_1 = Y_1E$ سے زیادہ ہے۔ نقطہ A پر قومی آمدنی اور صرف مساوی ہیں۔ OC یا a مستقل صرف کو دکھاتا ہے جب کہ خط CC کا ڈھلان حاشیائی میلانِ صرف کی وضاحت کرتا ہے۔ مستقل صرف وہ صرف ہے جو 0 آمدنی پر بھی معیشت کرتی ہے۔

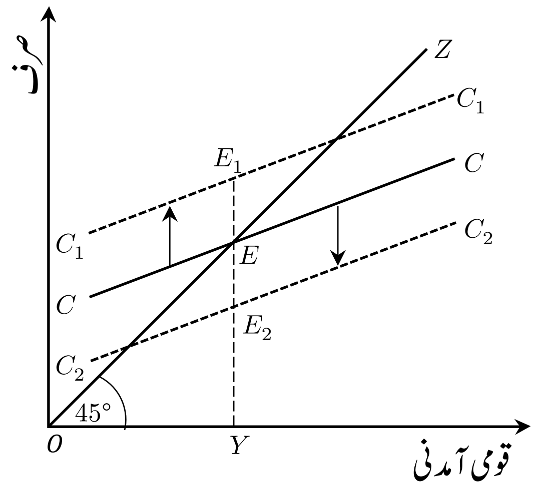

تصویر 5.3: تفاعل صرف میں تبدیلی

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ نقطہ A کے بائیں جانب صرف کی سطح قومی آمدنی سے زیادہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صرف کی سطح آمدنی سے زیادہ ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آمدنی کی نچلی سطحوں پر، معیشت اپنی جمع شدہ بچت کو اپنے صرف کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے استعمال کر سکتی ہے یا وہ دوسروں سے قرض لے سکتی ہے۔

جیسے جیسے آمدنی بڑھتی ہے، صرف میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تصویر 5.2 میں آمدنی کی سطح OY پر آمدنی اور صرف دونوں کی مقدار مساوی ہے۔ تصویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ OZ خط اور CC خط میں OY آمدنی کے بعد فاصلہ مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ فاصلہ یا فرق بچت کی سطح کو دکھاتا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ جب کسی معیشت کا تفاعلِ صرف تبدیل ہوتا ہے تو صرف خط منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ تصویر 5.3 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں ابتدائی خطِ صرف CC ہے۔ اگر صرف خط منتقل ہو کر C_1C_1 ہو جاتا ہے تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ خط CC کے مقابلے خط

C_1C_1 پر آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف کی زیادہ مقدار ہو گی۔ اس کے برعکس، خط C_2C_2 دکھاتا ہے کہ آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف CC خط کے مقابلے صرف کی مقدار کم ہو گی۔

حاشیائی میلانِ صرف اور اوسط میلانِ صرف

(Marginal Propensity to Consume (MPC) and Average Propensity to Consume (APC))

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ میلانِ صَرف، صَرف کے تعین کا ایک اہم عامل ہے۔ میلانِ صرف کے دو اہم تصورات ہیں؛ حاشیائی میلانِ صرف اور اوسط میلانِ صرف۔ حاشیائی میلان صرف وہ شرح ہے جس شرح سے آمدنی میں دی گئی تبدیلی سے صرف میں تبدیلی آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں حاشیائی میلانِ صرف صرف میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کا تناسب ہے۔ واضح رہے کہ حاشیائی میلانِ صَرف خطِ صرف کا ڈھلان ہوتا ہے۔ اگر صرف میں تبدیلی ΔC ہے اور آمدنی میں تبدیلی ΔY ہے تو حاشیائی میلان صرف ہو گا:

$$MPC = \frac{\Delta C}{\Delta Y} \tag{5.2}$$

جدول 5.2: حاشیائی میلانِ صرف اور اوسط میلانِ صَرف

آمدنی (کروڑ)	صرف (کروڑ)	حاشیائی میلانِ صرف	اوسط میلان صرف
1000	700	-	0.70
1100	770	0.70	0.70
1200	840	0.70	0.70
1300	910	0.70	0.70
1400	980	0.70	0.70
1500	1050	0.70	0.70

اوسط میلانِ صَرف، صَرف اور آمدنی کا تناسب ہے۔ صَرف کو آمدنی سے تقسیم کرکے اوسط میلانِ صَرف کی قدر معلوم کی جا سکتی ہے۔ اگر C صرف ہے اور Y آمدنی ہے تو اوسط میلان صرف یا APC ہو گا:

$$APC = \frac{C}{Y} \tag{5.3}$$

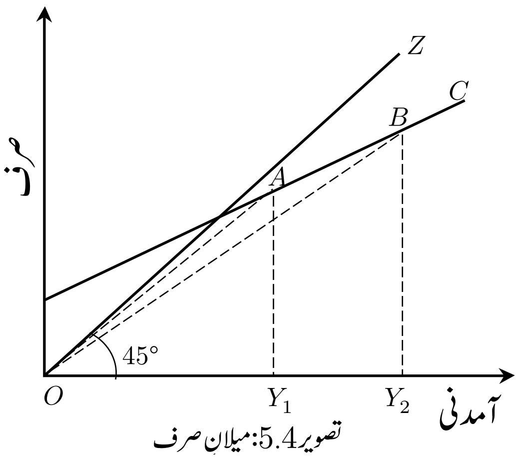

تصویر 5.4: میلانِ صرف

MPC اور APC کی وضاحت جدول 5.2 اور تصویر 5.4 میں کی گئی ہے۔ جدول 5.2 میں دیکھا جا سکتا ہے کہ آمدنی کی سطح 1000 کروڑ روپے پر صرف 700 کروڑ روپے کے برابر ہے۔ لہذا، اوسط میلانِ صرف $\frac{700}{1000}$، یعنی 0.70 کے مساوی ہو گا۔ اسی طرح، جب آمدنی 1000 کروڑ روپے سے بڑھ کر 1100 روپے کروڑ ہو جاتی ہے تو صرف بھی 700 کروڑ روپے سے بڑھ کر 770 کروڑ روپے ہو جاتا ہے۔ یعنی آمدنی میں 100 کروڑ کی اور صرف میں 70 کروڑ کی تبدیلی ہوتی ہے۔ لہذا، حاشیائی میلانِ صرف $0.70 = \frac{70}{100}$ ہو گا۔ واضح رہے کہ حالانکہ جدول 5.2 میں APC اور MPC کی قدر آمدنی کی ہر سطح پر مساوی اور مستقل ہیں۔ لیکن ان کا مساوی ہونا اور مستقل ہونا ضروری نہیں ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب تصویر 5.4 پر غور کریں۔ تصویر میں C خط صرف خط ہے۔ اس خط کا ڈھلان (Slope) حاشیائی میلانِ صرف ہو گا۔ چونکہ صرف خط خطِ مستقیم ہے لہذا اس کے ہر نقطے پر حاشیائی میلان صرف مساوی ہو گا۔ صرف خط کے کسی بھی نقطے پر APC مبدا سے اس نقطے تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان کے مساوی ہوتا ہے۔ لہذا تصویر میں نقطہ A پر اوسط میلانِ صرف خط OA کے ڈھلان

$\left(\frac{AY_1}{OY_1}\right)$ کے مساوی ہو گا۔ اسی طرح نقطہ B پر اوسط میلان صرف خط OB کے ڈھلان $\left(\frac{BY_2}{OY_2}\right)$ کے مساوی ہو گا۔

اگر صرف خط مبدا سے گزرتا ہوا خطِ مستقیم ہو تو APC اور MPC کی قدر ہمیشہ مساوی ہو گی۔ اگر صرف خط Y محور کو قطع کرتے ہوئے گزرتا ہے جیسا کہ تصویر 5.4 میں ہے تو APC کی قدر ہمیشہ MPC سے زیادہ ہو گی۔ MPC کی مقدر مستقل ہو گی لیکن APC کی قدر بتدریج کم ہوتی جائے گی۔ الجبرا سے ہم اسے ثابت کر سکتے ہیں۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ صرف خط کی مساوات ہوتی ہے۔

$$C = a + bY \tag{5.1}$$

مساوات (5.1) خط مستقیم کی مساوات ہے جس میں a مستقل صرف ہے اور b حاشیائی میلانِ صرف ہے۔ چونکہ اوسط میلانِ صرف، صرف اور آمدنی کا تناسب ہوتا ہے۔ لہذا

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a + bY}{Y}$$

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a}{Y} + \frac{bY}{Y}$$

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{a}{Y} + b = \frac{a}{Y} + MPC \tag{5.4}$$

مساوات (5.4) کے مطابق اگر صرف خط مبدا سے گزرتا خط مستقیم ہو گا تو a کی قدر صفر ہو گی۔ لہذا، APC اور MPC آمدنی کی تمام سطحوں پر مستقل اور مساوی ہوں گے۔ اگر صرف خط Y محور سے گزرتا خط مستقیم ہو گا تو APC کی قدر MPC سے زیادہ ہو گی۔ نیز، چونکہ مساوات میں Y نسب نما (Denominator) ہے، لہذا، جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہو گا APC کی قدر کم ہوتی جائے گی۔

تصویر 5.4 میں دکھائے گئے تفاعلِ صرف خط میں حالانکہ APC کی قدر بتدریج کم ہوتی جاتی ہے لیکن MPC ہمیشہ مستقل رہتا ہے۔ لیکن اگر تفاعل صرف خط غیر مستقیم خط ہو تو اس صورت میں MPC کی قدر مستقل نہیں ہو گی۔

یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ MPC کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہوتی ہے۔ اگر MPC کی قدر صفر ہو تو اس کا مطلب ہو گا کہ آمدنی میں ہوئے اضافے کی مکمل طور پر بچت کر لی جاتی ہے اور کوئی مقدار خرچ نہیں کی جاتی۔ اس کے برعکس اگر MPC کی قدر ایک ہو گی تو اس کا مطلب ہو گا کہ اضافی آمدنی کا سو فیصد صرف میں لگا دیا جاتا ہے۔ حقیقی زندگی میں نہ تو اضافی آمدنی کو پوری طرح محفوظ کیا جاتا ہے اور نہ ہی پورا خرچ کیا جاتا ہے۔ اس لیے MPC کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہوتی ہے۔

5.3 بچت تفاعل (Saving Function)

بچت آمدنی کے اس حصے کو کہتے ہیں جسے صرف نہ کیا گیا ہو۔ اس طرح بچت تفاعل بچت اور آمدنی کے مابین نسبت یا تعلق دکھاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں بچت تفاعل دکھاتا ہے کہ آمدنی کی مختلف سطحوں پر بچت کی کیا سطح ہو گی۔ عموماً، جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو بچت کی سطح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ بچت تفاعل آمدنی کی دی گئی سطح پر گھریلو شعبے کی بچت کرنے کی خواہش یا میلان یا رجحان کو دکھاتا ہے۔

لہذا بچت (Saving) آمدنی (Income) کی تفاعل (f) ہے۔ علامتی زبان میں:

$$S = f(Y)$$

جہاں، S بچت اور Y آمدنی ہے۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بچت آمدنی کا وہ حصہ ہے جسے موجودہ صرف پر خرچ نہ کیا گیا ہو۔ یعنی آمدنی صرف اور بچت کا حاصل جمع ہے۔ لہٰذا

$$Y = C + S \qquad (5.5)$$

$$S = Y - C \qquad 5.6)$$

$$C = a + bY \qquad (5.1)$$

$$S = Y - (a + bY)$$

$$S = -a + (1 - b)Y \qquad (5.7)$$

غور کریں کہ درج بالا مساوات میں $(1 - b)$ حاشیائی میلانِ بچت (Marginal Propensity to Save) ہے اور b حاشیائی میلانِ صرف ہے جبکہ $a-$ منفی بچت ہے۔ s کو $(1 - b)$ کی جگہ رکھنے پر

$$S = -a + sY \qquad (5.8)$$

مساوات (5.8) سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

اول، بچت اور آمدنی کے مابین مثبت تعلق ہے۔ جب آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو بچت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن آمدنی میں اضافے سے بچت میں اتنا اضافہ نہیں ہوتا جتنا آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آمدنی میں 10 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو بچت میں 10 کروڑ سے کم کا اضافہ ہوتا ہے۔ دوم، آمدنی کی ادنی سطح پر بچت منفی ہوتی ہے۔ ابتدائی مرحلے میں جب آمدنی، صفر یا بہت کم ہوتی ہے تب صَرف آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے جس کا نتیجہ منفی بچت کی صورت میں نکلتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر آمدنی 10000 روپے ہے اور صَرف 15000 روپے ہے تو 5000 روپے کی منفی بچت ہوگی۔

جدول 5.3: آمدنی، بچت اور صرف

آمدنی (کروڑ)	صرف (کروڑ)	بچت (کروڑ)
0	70	-70
100	140	-40
200	210	-10
300	280	20
400	350	50
500	420	80
600	490	110
700	560	140

بچت اور آمدنی کے مابین تعلق کی مزید وضاحت کے لیے جدول 5.3 دیکھیں جس میں آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرف اور بچت کو دکھایا گیا ہے۔ جب معیشت کی آمدنی کی سطح 0 روپے تھی تب بچت کی قدر منفی میں 70 کروڑ روپے تھی۔ ظاہر ہے کہ آمدنی صفر ہو تب بھی انسان کو صرفی اخراجات کے لیے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ منفی بچت کا مطلب ہے کہ معیشت اپنی آمدنی سے زائد مقدار میں صرف کر رہی ہے۔ جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے منفی بچت کی قدر کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آمدنی کی ایک سطح کے بعد وہ مثبت ہو جاتی ہے۔ اس صورت کے پہنچنے پر معیشت کا صرف اس کی آمدنی سے کم ہو جاتا ہے۔ جدول میں 200 کروڑ کی آمدنی کی سطح تک معیشت کی بچت منفی ہے کیوں کہ اس کا صرف آمدنی سے زیادہ ہے۔ آمدنی جب بڑھ کر 300 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو معیشت کی بچت مثبت ہو جاتی ہے۔ اس کا صرف آمدنی سے کم ہو جاتا ہے۔

اگر آپ جدول پر مزید غور کریں تو دیکھیں گے کہ آمدنی میں جتنا اضافہ ہوتا ہے بچت میں اضافہ اتنا نہیں ہوتا۔ مثلاً جدول میں جب آمدنی کی مقدار 400 کروڑ روپے سے بڑھ کر 500 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو بچت کی مقدار 50 کروڑ روپے سے بڑھ کر 80 کروڑ روپے

ہو جاتی ہے۔ اس طرح آمدنی میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے بچت میں 30 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ بچت میں اضافہ آمدنی میں اضافے سے کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ معیشت اپنی پوری آمدنی پس انداز نہیں کرتی بلکہ اس کا ایک قابل قدر حصہ صرف میں لگاتی ہے۔

تصویر 5.5 میں ہم نے بچت تفاعل کو خط SS سے دکھایا ہے۔ غور کریں کہ بچت خط محور Y کو منفی قدر یا محور X سے نیچے (نقطہ S) قطع کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آمدنی صفر ہونے پر بچت منفی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صفر آمدنی پر بھی معیشت کچھ نہ کچھ صرف کرتی ہے۔ صرف کی یہ مقدار منفی بچت ہوگی کیوں کہ صرف آمدنی سے زیادہ ہے۔ تصویر میں آمدنی کی سطح OY_0 آمدنی تک بچت منفی ہوگی کیوں کہ اس سطح تک صرف آمدنی کی سطح سے زیادہ ہوگا۔ اسی لیے تصویر میں SS خط OY_0 آمدنی سے پہلے محور X سے نیچے ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی کی سطح OY پر منفی بچت Y_1A ہے۔ OY_0 آمدنی پر بچت خط محور X کو قطع کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آمدنی کی اس سطح پر بچت صفر ہوتی ہے۔ صفر بچت کا مطلب ہے کہ صرف کی مقدار اور آمدنی مساوی ہوتی ہیں۔ آمدنی OY_0 کے بعد بچت خط محور X سے اوپر ہے جو دکھاتا ہے کہ اس سطح کے بعد بچت مثبت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی OY_2 پر بچت کی مقدار Y_2B ہوگی۔ مزید غور کریں کہ صرف خط کی ہی طرح بچت خط SS کا ڈھلان بھی مثبت ہے۔ جو دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے سے بچت میں اضافہ ہوتا ہے۔

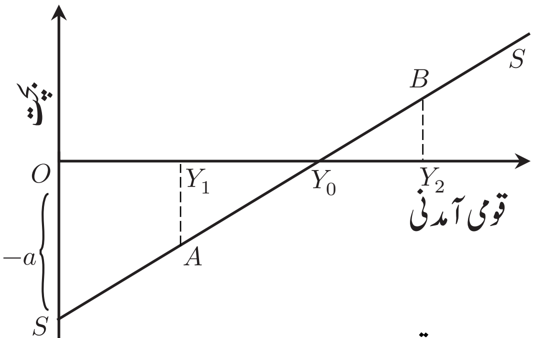

تصویر 5.5: صرف خط اور بچت خط

حاشیائی میلانِ بچت اور اوسط میلانِ بچت

آمدنی اور بچت کے مابین تعلق کو میلانِ بچت کہتے ہیں۔ میلانِ بچت کے دو اہم تصورات ہیں؛ حاشیائی میلانِ بچت یا Marginal Propensity to Save (MPS) اور اوسط میلانِ بچت یا Average Propensity to Save (APS)۔ حاشیائی میلان بچت وہ شرح ہے جس شرح سے آمدنی میں دی گئی تبدیلی سے بچت میں تبدیلی آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں حاشیائی میلانِ بچت بچت میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کا تناسب ہے۔ حاشیائی میلانِ بچت کی قدر بتاتی ہے کہ آمدنی میں دی گئی تبدیلی سے بچت میں کتنی تبدیلی ہوگی۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ حاشیائی میلان بچت، خطِ بچت کا ڈھلان ہوتا ہے۔ علامتی زبان میں حاشیائی میلانِ بچت ہوگا:

$$MPS = \frac{\Delta S}{\Delta Y} \tag{5.9}$$

جہاں، MPS حاشیائی میلانِ بچت ہے، ΔY آمدنی میں تبدیلی ہے اور ΔS بچت میں تبدیلی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک معیشت کی آمدنی 40000 کروڑ روپے سے بڑھ کر 50000 کروڑ روپے ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کی بچت 8000 کروڑ روپے سے بڑھ کر 11000 کروڑ روپے ہو جاتی ہے تو حاشیائی میلانِ بچت ہوگا:

$$MPS = \frac{\Delta S}{\Delta Y} = \frac{S_2 - S_1}{Y_2 - Y_1}$$

$$MPS = \frac{11000 - 8000}{50000 - 40000}\frac{3000}{10000} = 0.3 \text{ or } 30\%$$

اوسط میلان بچت، بچت اور آمدنی کا تناسب ہے۔ بچت کو آمدنی سے تقسیم کر کے اوسط میلان بچت کی قدر معلوم کی جا سکتی ہے۔ اگر S بچت ہے اور Y آمدنی ہے تو اوسط میلان بچت یا APS ہو گا:

$$APS = \frac{S}{Y} \tag{5.10}$$

مثال کے طور پر اگر معیشت کی آمدنی 40000 کروڑ روپے ہے اور بچت 8000 کروڑ روپے ہے تو اوسط میلانِ بچت ہو گا:

$$APS = \frac{S}{Y} = \frac{8000}{40000} = 0.2$$

اوسط میلان بچت کی قدر 0.2 یا 20% ہے یعنی معیشت آمدنی کا 20 فیصد حصہ پس انداز کرتی ہے۔ بچت خط کے کسی بھی نقطے پر APS مبدا سے اُس نقطے تک کھینچے گئے خط کا ڈھلان ہوتا ہے۔ MPS اور APS کی مزید وضاحت تصویر 5.6 میں کی گئی ہے۔

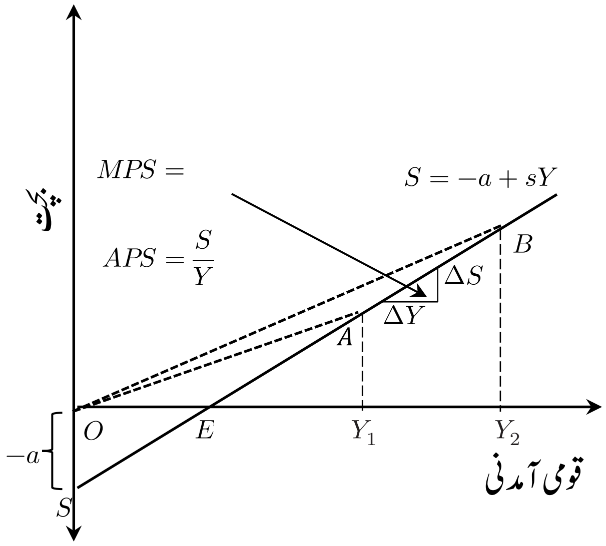

تصویر میں SS خط بچت خط ہے۔ اس خط کا ڈھلان حاشیائی میلانِ بچت ہو گا۔ چونکہ بچت خط خطِ مستقیم ہے لہذا اس کے ہر نقطے پر حاشیائی میلان بچت مساوی ہو گا۔ بچت خط کے کسی بھی نقطے پر APS یا اوسط میلان بچت مبدا سے اس نقطے تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان کے مساوی ہوتا ہے۔ لہذا تصویر میں نقطہ A پر اوسط میلانِ بچت خط OA کے ڈھلان $\left(\frac{AY_1}{OY_1}\right)$ کے مساوی ہو گا۔ اسی طرح نقطہ B پر اوسط میلان بچت خط OB کے ڈھلان $\left(\frac{BY_2}{OY_2}\right)$ کے مساوی ہو گا۔ نوٹ کریں کہ نقطہ E بریک ایون نقطہ ہے۔ اس نقطے پر بچت کی قدر صفر ہے یعنی اس نقطے پر آمدنی اور صرف مساوی ہیں۔

اگر بچت خط مبدا سے گزرتا ہوا خطِ مستقیم ہو تو APS اور MPS کی قدر ہمیشہ مساوی ہو گی۔ اگر بچت خط X محور کو قطع کرتے ہوئے گزرتا ہے جیسا کہ تصویر 5.6 میں ہے تو APS کی قدر ہمیشہ MPS سے کم ہو گی۔ MPS کی قدر مستقل ہو گی لیکن APS کی قدر میں بتدریج اضافہ ہوتا جائے گا۔ الجبرا سے ہم اسے ثابت کر سکتے ہیں۔ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بچت خط کی مساوات ہوتی ہے۔

$$S = \ -a + sY \tag{5.8}$$

درج بالا مساوات خط مستقیم کی مساوات ہے جس میں $a-$ منفی بچت ہے اور s حاشیائی میلانِ بچت ہے۔ اوسط میلانِ بچت بچت اور آمدنی کا تناسب ہوتا ہے۔ لہذا:

$$APS = \frac{S}{Y} = \frac{-a}{Y} + s = \frac{-a}{Y} + MPS \tag{5.11}$$

اگر بچت خط مبدا سے گزرتا خط مستقیم ہو گا تو a کی قدر صفر ہو گی۔ لہذا، APS اور MPS مساوی ہوں گے۔

اگر بچت خط X محور سے گزرتا خط مستقیم ہو تو a منفی ہو گا اور لہذا APS کی قدر MPS سے کم ہو گی۔ نیز، چونکہ مساوات (5.11)

میں Y نسب نما (Denominator) ہے، لہٰذا، جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہو گا APS کی قدر میں اضافہ ہو تا جائے گا۔

تصویر 5.6 میں دکھائے گئے تفاعلِ بچت خط میں حالانکہ APS کی قدر میں بتدریج اضافہ ہو تا جاتا ہے لیکن MPS ہمیشہ مستقل رہتا ہے۔ لیکن اگر تفاعل صرف خط غیر مستقیم خط ہو تو اس صورت میں MPS کی قدر مستقل نہیں ہو گی۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ MPS کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہو گی۔ اگر MPS کی قدر صفر ہو تو اس کا مطلب ہو گا کہ آمدنی میں ہوئے اضافے کو مکمل طور پر صرف کر لیا جاتا ہے اور کچھ بھی پس انداز نہیں کیا جاتا۔ اس کے برعکس اگر MPS کی قدر ایک ہو گی تو اس کا مطلب ہو گا کہ اضافی آمدنی کا سو فیصد حصہ پس انداز کر لیا جاتا ہے۔ حقیقی زندگی میں نہ تو آمدنی میں ہوئے اضافے کو پوری طرح پس انداز کیا جاتا ہے اور نہ ہی پورا صرف کیا جاتا ہے۔ اس لیے MPS کی قدر ایک اور صفر کے درمیان ہوتی ہے۔

5.4 میلان صرف اور میلان بچت میں تعلق

(Relationship Between Propensity to Save and Propensity to Consume)

میلانِ صرف اور میلانِ بچت کے مابین تعلق کی وضاحت درج ذیل دو مساواتوں سے کی جا سکتی ہے۔

$$APC + APS = 1 \tag{5.12}$$

$$MPC + MPS = 1 \tag{5.13}$$

مساوات (5.12) دکھاتی ہے کہ اوسط میلانِ صرف اور اوسط میلانِ بچت کا حاصل جمع ایک کے مساوی ہو تا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر آمدنی کا نصف صرف کر لیا جاتا ہے تو ظاہر ہے باقی نصف کو پس انداز کیا جائے گا۔ اگر تین چوتھائی صرف کیا جاتا ہے تو ایک چوتھائی کو پس انداز کیا جائے گا۔ اسی طرح مساوات (5.13) کہتی ہے کہ حاشیائی میلانِ صرف اور حاشیائی میلانِ بچت کا حاصل جمع بھی ہمیشہ 1 ہو تا ہے۔ اگر اضافی آمدنی کا نصف صرف میں لگایا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ باقی نصف پس انداز کیا جائے گا۔ اسی طرح، اگر اضافی آمدنی کا تین چوتھائی صرف کر لیا جاتا ہے تو ایک چوتھائی پس انداز کیا جائے گا۔

5.5 کینز کا تفاعلِ صرف (Keynes's Consumption Function)

جے ایم کینز نے اپنی 1936 میں شائع کردہ کتاب عام نظریے[1] میں تفاعلِ صرف کو آمدنی کے تعین کے ماڈل میں ایک اہم عنصر کے طور پر متعارف کرایا۔ کینز کے مطابق صرف بہت سے معروضی اور موضوعی عوامل پر منحصر ہو تا ہے لیکن موجودہ (تصرفی) آمدنی صرف کا تعین کرنے والا سب سے اہم عامل ہے۔ کینز کا تفاعلِ صرف، صرف اور آمدنی کے مابین تعلق بیان کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ صَرفی اخراجات حقیقی قومی آمدنی کا تفاعل ہے یعنی $C = f(Y)$۔ کینز کے نظریہ صرف کو صرف کا نظریۂ مطلق آمدنی (Absolute Income Hypothesis) یا صرف کا فریضۂ مطلق آمدنی (Absolute Income Hypothesis of Consumption) بھی کہتے ہیں۔ کینز

[1] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money.* Macmillan Cambridge University Press.

کے تفاعلِ صرف کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1. مجموعی حقیقی صرفی اخراجات حقیقی آمدنی کا مستحکم تفاعل (Stable Function) ہے۔
2. حاشیائی میلانِ صرف کی قدر صفر اور ایک کے درمیان ہوتی ہے یعنی:

$$0 < MPC < 1$$

3. اوسط میلانِ صرف یا صرف پر خرچ کیا گیا آمدنی کا تناسب $(\frac{C}{Y})$ آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتا جاتا ہے۔ حاشیائی اور اوسط قدروں کے مابین تعلق کے مطابق جب اوسط گرتا ہے حاشیائی قدر اوسط قدر سے کم ہوتی ہے۔ اس طرح، جب اوسط میلانِ صرف گرے گا تو حاشیائی میلانِ صرف اوسط میلانِ صرف سے کم ہو گا۔
4. حاشیائی میلانِ صرف (آمدنی میں اضافے کے ساتھ) کم و بیش مستقل رہتا ہے۔ یعنی آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

یہ چار خصوصیات کینز کے تفاعلِ صرف کی شکل واضح کرتی ہیں۔ تصویر 5.7 میں دکھایا گیا CC خط ان چاروں خصوصیات پر پورا اترتا ہے۔ تصویر میں X محور پر آمدنی اور Y محور پر صرف کو دکھایا گیا ہے۔ OZ خط مبدا سے 45 ڈگری کا زاویہ بناتا خط ہے جو تفاعل صرف خط CC کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے۔

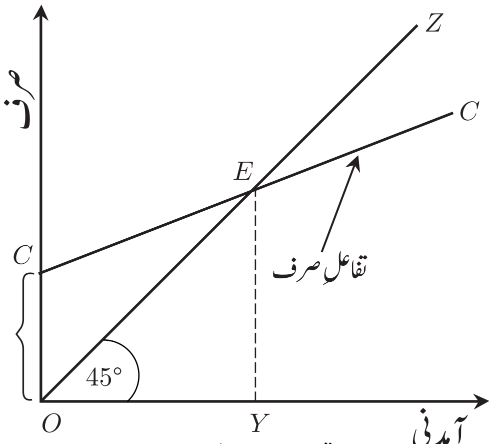

تصویر 5.7 تفاعلِ صرف خط

CC خط صرف (C) اور آمدنی (Y) کے درمیان مستحکم تعلق دکھاتا ہے۔ صَرف اور آمدنی کے مابین یہ تعلق مستحکم اس لیے ہے کیونکہ کینز کے تفاعلِ صرف میں آمدنی کے علاوہ صرف پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل میں تبدیلی نہیں آتی اور لہذا صرف خط منتقل نہیں ہوتا۔

خط CC کا ڈھلان جو حاشیائی میلانِ صرف کو دکھاتا ہے مثبت ہے یعنی اس کی قدر صفر سے زیادہ ہے $(MPC > 0)$۔ اسی طرح تفاعل صرف خط OZ خط کو اوپر سے قطع کرتا ہے جو دکھاتا ہے کہ CC خط OZ خط سے زیادہ مسطح ہے یعنی CC خط کا ڈھلان OZ خط کے ڈھلان سے کم ہے۔ OZ خط کا ڈھلان 1 ہے $(\text{Slope of } OZ = \tan 45° = 1)$۔ لہذا صرف خط کا ڈھلان ایک سے کم ہو گا $(MPC < 1)$۔ اس طرح خط CC دوسری خاصیت کو پورا کرتا ہے یعنی خط CC کا ڈھلان صفر اور ایک کے درمیان ہوتا ہے۔

$$0 < MPC < 1$$

تفاعل صرف کے مختلف نقاط پر اوسط میلانِ صرف کی قدر مختلف ہو گی۔ مثال کے طور پر نقطہ C پر صرف OC ہو گا جبکہ آمدنی 0 ہو گی۔ لہذا اوسط میلانِ صرف ہو گا:

$$APC = \frac{C}{Y} = \frac{OC}{0} = \infty$$

یعنی نقطہ C پر اوسط میلانِ صرف کی قدر لامحدود (Infinity) ہے۔ اسی طرح نقطہ E پر صرف YE ہے جبکہ آمدنی OY ہے۔

لہذا اس نقطے پر اوسط میلان صرف کی قدر ہو گی:

$$APC = \frac{YE}{OY} = \text{Slope of } OZ = 1$$

اس طرح نقطہ E پر اوسط میلان صرف 1 ہے۔ اسی طرح تفاعل صرف کے دیگر نقاط پر اوسط میلان صرف کی قدر مبدا سے اس نقطے تک کھینچے گئے خط کے ڈھلان سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ غور کریں کہ نقطہ E کے داہنی طرف اوسط میلانِ صرف کی قدر ایک سے زیادہ ہو گی $(APC = \frac{C}{Y} > 1)$۔ اوسط میلانِ صرف کی قدر ایک سے زیادہ ہونے کا مطلب ہے کہ آمدنی صرف سے زیادہ ہو گی۔ نقطہ E کے بائیں طرف اوسط میلانِ صرف کی قدر ایک سے کم $(APC = \frac{C}{Y} < 1)$ ہو گی جس کا مطلب ہے کہ صرف آمدنی سے زیادہ ہو گا۔ اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جیسے جیسے ہم تفاعلِ صرف پر بائیں سے دائیں طرف حرکت کریں گے اوسط میلانِ صرف کی قدر کم ہوتی جائے گی۔ چونکہ آمدنی میں اضافے کے ساتھ اوسط میلانِ صرف کی قدر میں کمی ہوتی ہے لہذا حاشیائی میلانِ صرف لازماً اوسط میلانِ صرف سے کم ہو گا۔ اس طرح، خط مستقیم والے تفاعل صرف سے کینز کے تفاعلِ صرف کی تیسری خصوصیت بھی پوری ہوتی ہے۔

چونکہ تفاعل صرف خط مستقیم والا تفاعل ہے لہذا اس کے ہر نقطے پر ڈھلان (Slope) یعنی حاشیائی میلانِ صرف مستقل ہو گا۔ اس طرح، تصویر 5.7 میں دکھائے گئے خط سے کینز کے تفاعل صرف کی چوتھی خاصیت بھی پوری ہوتی ہے۔ ان چار خصوصیات والے تفاعل صرف کو علامتی زبان میں ذیل کی طرح لکھا سکتا ہے۔

$$C = a + bY \tag{5.1}$$

جہاں، a اور b مستقل ہیں۔ اور

$$a > 0 \text{ and } 0 < b < 1$$

نوٹ کریں کہ یہ کینز کا یہ تفاعل صرف اوپر مذکور تفاعل صرف کی ہی طرح ہے۔ دونوں یکساں ہیں۔

کینز نے درج بالا خصوصیات والے تفاعل صرف کو نظریاتی تجزیے یا تجرباتی شواہد کی بنا پر اخذ نہیں کیا بلکہ وجدان سے اخذ کیا۔ کینز نے اسے بنیادی نفسیاتی قانون کہا۔ کینز کے خود کے لفظوں میں:

"The amount of aggregate consumption depends mainly on the amount of aggregate income. The fundamental psychological law, upon which we are entitled to depend on with great confidence both a priori from our knowledge of human nature and from the detailed facts of experience is that and (women, too) are disposed, as a rule and on an average to increase their consumption as their income increases, but not by as the increase in their income"[2]

مجموعی صرف کی مقدار بنیادی طور پر مجموعی آمدنی کی مقدار پر منحصر کرتی ہے۔ بنیادی نفسیاتی قانون، جس پر ہم انسانی فطرت کے اپنے علم اور تجربات پر مبنی تفصیلی حقائق کے نتیجے کی بنا پر انحصار کرسکتے ہیں، یہ ہے کہ مرد (اور خواتین بھی)، اوسطاً اپنی آمدنی میں اضافے

[2] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money.* Macmillan Cambridge University Press.

سے اپنے صرف میں اضافہ کرنے پر مائل ہوتے ہیں لیکن اتنا نہیں جتنا آمدنی میں اضافہ ہوا۔

5.6 صَرف کو متاثر کرنے والے عوامل (Factors Affecting Consume)

کینز کے مطابق دوسرے عوامل کے یکساں رہنے کی صورت میں موجودہ حقیقی آمدنی حقیقی صرفی اخراجات کو متاثر کرنے والا سب سے اہم عامل ہے۔ آمدنی کے علاوہ صرف کو متاثر کرنے والے بہت سے معروضی اور موضوعی عوامل ہیں۔ ذیل میں ہم بعض عوامل کو مختصراً بیان کریں گے۔

5.6.1 موضوعی عوامل (Subjective Factors)

موضوعی عوامل وہ نفسیاتی عوامل ہیں جن کی مقداری پیائش نہیں کی جاسکتی۔ یہ وہ عوامل ہیں جو لوگوں کو کفایت شعاری اور پس اندازی کی ترغیب دیتے ہیں۔ موضوعی عوامل بنیادی اقدار، دماغی حالت، رویوں وغیرہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ کینز نے صرف اور بچت دونوں پر اثر انداز ہونے والے محرکات بیان کیے۔ مثلاً جہاں احتیاط، دور اندیشی وغیرہ صرف کو کم کرنے والے عوامل ہیں وہیں لطف اندوزی کی خواہش، کم نگاہی، سخاوت، دکھاوا اور اسراف وغیرہ صرف میں اضافہ کرنے والے محرکات ہیں۔

1. بعض افراد اس لیے بچت کرتے ہیں تاکہ مستقبل میں پیش آنے والے ناگہانی حادثات مثلاً بیماری، بے روزگاری وغیرہ سے نپٹا جاسکے۔
2. بعض افراد مستقبل میں پیش آنے والے متوقع اخراجات مثلاً، بچوں کی تعلیم، ان کی شادی وغیرہ کے لیے بچت کرتے ہیں۔
3. بعض افراد اس لیے بھی بچت کرتے ہیں تاکہ جمع شدہ بچت سے مستقبل میں سرمایہ کاری کرسکیں۔ وہ توقع کرتے ہیں کہ اس سرمایہ کاری سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔
4. بعض افراد اس لیے بچت کرتے ہیں تاکہ وہ دولت جمع کرسکیں۔ زیادہ دولت سے ان کی سماجی حیثیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دولت جمع ہونے پر وہ معاشی طور پر خود کو زیادہ خود کفیل سمجھتے ہیں۔
5. بعض افراد تخمینی مقاصد (Speculative Purposes) کے لیے بھی بچت کرتے ہیں۔
6. بعض افراد اس لیے بچت کاری کرتے ہیں تاکہ اپنے بچوں کے لیے گراں قدر اثاثہ چھوڑ کر جائیں۔
7. بعض افراد فطرتاً بخیل ہوتے ہیں۔ ان افراد کو دولت جمع کرنے پر بڑا نفسیاتی سکون حاصل ہوتا ہے۔

درج بالا تمام عوامل سے صرف میں کمی ہوتی ہے۔ بعض موضوعی عوامل ایسے بھی ہیں جو صرف میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً خود نمائی اور نمود و نمائش کی خواہش بعض افراد کو زیادہ خرچ کرنے پر ابھارتی ہے۔ اس کے علاوہ انسان کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے صرف کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک کم آمدنی والا شخص جو امیروں کے علاقے میں رہتا ہے وہ امیروں کی نقل کرنے کی خواہش میں زیادہ خرچ کرتا ہے۔ ڈیوسن بیری (Duesenberry) نے اسے اثر تظاہر یا نمائشی اثر (Demonstration Effect) کا نام دیا۔

بعض موضوعی عوامل کی وجہ سے فرم بھی اپنے صرف میں اضافہ کرتی ہے۔ مثال کے طور پر:

1. بہت سی کاروباری فرمیں اپنی موجودہ آمدنی میں سے بچت کرتی ہیں تاکہ وہ نئے کاروباری مواقع میں سرمایہ کاری کر سکیں اور مستقبل میں فرم کی توسیع کر سکیں۔ کاروباری ادارے اپنی آمدنی کا ایک قابل قدر حصہ اپنی توسیع کے لیے بچاتے ہیں۔
2. بہت سی فرمیں اس لیے بچت کرتی ہیں تاکہ مستقبل میں پیش آنے والی ہنگامی صورت حال کا سامنا کر سکیں۔ اگر ان کے پاس اچھی مقدار میں سیال دولت (Liquid Wealth) ہوگی تو وہ ہنگامی حالات کا زیادہ کامیابی سے مقابلہ کر سکیں گی۔ زیادہ محتاط اور دور اندیش فرمیں دوسری فرموں کے مقابلے زیادہ بچت کرتی ہیں۔
3. کاروباری فرموں کے بہت سے منیجر زیادہ بچت اس لیے کرتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو کامیاب مینیجر ثابت کر سکیں۔ محفوظ شدہ رقم کی سرمایہ کاری سے فرم کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً فرم کے منیجر کامیاب مانے جاتے ہیں۔
4. کاروباری فرمیں پلانٹ اور مشینری کی فرسودگی (Depreciation) کی بھرپائی کرنے کے لیے بھی بچت کرتی ہیں۔ چونکہ فرموں کو اپنے پلانٹ اور مشینری کو ہر کچھ سالوں بعد تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ لہذا، ان کے لیے موجودہ آمدنی میں سے بچت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ بچت نہیں کریں گی اور کچھ سالوں بعد جب انہیں اپنے پلانٹ اور مشینری کو تبدیل کرنا ہوگا تو ان کے پاس پلانٹ اور مشینری وغیرہ کو تبدیل کرنے کے لیے وافر سرمایہ نہیں ہوگا۔
5. بعض فرمیں اس لیے بچت کرتی ہیں تاکہ اپنا پرانا قرض بے باق کر سکیں۔

5.6.2 معروضی عوامل (Objective Factors)

صرف پر اثر انداز ہونے والے اہم معروضی عوامل درج ذیل ہیں:

1. عام قیمت کی سطح (General Price Level)

عام قیمت کی سطح میلانِ صرف کو متاثر کرنے والا اہم عامل ہے۔ جب قیمت کی عمومی سطح بڑھ جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں جب مہنگائی ہوتی ہے تو تفاعلِ صرف نیچے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام قیمت کی سطح میں اضافہ، لوگوں کے پیسوں اور دیگر مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر (یعنی قوت خرید) میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح جب عام قیمتوں میں کمی ہوتی ہے تو لوگوں کے زر اور دیگر مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوتا ہے جو لوگوں کو زیادہ خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس سے تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہوتا ہے۔

2. مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)

حکومت کی مالیاتی پالیسی، خاص طور پر ٹیکس کی پالیسی ملک کے صرف کے رجحان کو متاثر کرتی ہے۔ مثلاً جی ایس ٹی عائد ہونے سے لوگوں کی زری آمدنی کی قوت خرید میں کمی آتی ہے۔ ٹیکس میں اضافہ لوگوں کو اپنا صرف کم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح، جب حکومت ٹیکس کم کرتی ہے یا زیادہ منتقلی ادائیگیاں کرتی ہے، تو لوگوں کے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے میلان صرف بڑھ جاتا ہے۔ حکومت کی راشننگ (Rationing) اور پرائس کنٹرول (Price Control) جیسی پالیسیاں بھی صرف کے رجحان کو متاثر کرتی ہیں۔

جدید دور میں، بہت سی حکومتیں فلاحی ریاست کی پالیسی (Welfare State Policy) پر عمل پیرا ہیں جس کے تحت امیر لوگوں پر متزائد ٹیکس لگائے جاتے ہیں اور ان ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی غریب لوگوں کو بہت سے سماجی تحفظ سے متعلق فوائد اور سہولیات فراہم کرنے کے لیے خرچ کی جاتی ہے۔ حکومت کی یہ پالیسیاں صرف کے رجحان کو متاثر کرتی ہیں۔

3. شرحِ سود (Rate of Interest)

شرحِ سود بھی صرف اور بچت کے رجحان کو متاثر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ عام طور پر سود کی زیادہ شرح لوگوں کو زیادہ بچت پر اکساتی ہے اور اس کے نتیجے میں ان کے صرف میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جب شرح سود میں کمی ہوتی ہے تو یہ لوگوں کو زیادہ صرف کرنے اور کم بچت کرنے پر راغب کرتی ہے۔

4. ذخیرہ دولت (Stock of Wealth)

لوگوں کی دولت کی ملکیت کی سطح بھی صرف کے رجحان کو متاثر کرنے والا اہم عامل ہے۔ دولت میں حقیقی اثاثے جیسے زمین، گھر، آٹوموبائل اور مالی اثاثے جیسے نقد بیلنس، بچت اور فکسڈ ڈپازٹ وغیرہ دونوں شامل ہیں۔ گھرانوں کے پاس دولت جتنی زیادہ ہوتی ہے، عام طور پر صرف کا رجحان اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ لوگ عام طور پر بچت کاری دولت جمع کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ دیگر عوامل یکساں رہتے ہوئے، افراد کے پاس جتنی زیادہ دولت ہوگی، اتنی ہی ان کی پس اندازی کی خواہش کم ہوگی۔ مثال کے طور پر، اگر دو افراد کی ضروریات، ذوق اور آمدنی یکساں ہوں، لیکن ایک کے پاس بہت زیادہ دولت ہو، تو اس کی پس اندازی کی خواہش دوسرے شخص کے مقابلے کم ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس پہلے سے ہی بہت زیادہ دولت موجود ہو تو اس کا میلانِ صرف نسبتاً زیادہ ہوگا۔ یہ اصول پوری معیشت پر بھی صادق آتا ہے۔ معیشت میں دولت کا حجم جتنا زیادہ ہوگا صرفی اخراجات اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔

5. قرض اور صارفین کی مقروضیت (Credit and Consumer Indebtedness)

قرض کی سستی اور سہل دستیابی صرف میں اضافے کا سبب بنتی ہے اور خط صرف کو اوپر کی طرف منتقل کرتی ہے۔ ہندوستان میں حالیہ برسوں کے تجربات سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حالیہ برسوں میں گھروں، کاروں، کمپیوٹرز اور دیگر پائیدار اشیائے صَرف کے لیے قرضوں پر سود کی شرح کم ہونے سے گھرانوں کے صرف میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے اور خط صرف کی اوپر کی جانب منتقلی کا سبب بنا ہے۔ مزید برآں، کریڈٹ کارڈز کی سہولیات میں حالیہ اضافہ اور ان کی قبولیتِ عام بھی تفاعل صرف کی اوپر کی جانب منتقلی کا سبب بنے ہیں۔ دوسری طرف، قرض کی حصولیابی سے متعلق حالات کو مشکل اور مہنگا کرنا برعکس اثر پیدا کرتا ہے، یعنی تفاعل صرف میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

اسی طرح، صارفین کی مقروضیت کی سطح بھی لوگوں کے صرف کے رجحان کو بہت متاثر کرتی ہے۔ اگر صارفین بہت زیادہ مقروض ہوتے ہیں، تو وہ اپنے صرف میں کمی کر دیتے ہیں تاکہ اپنا قرضہ بے باق کر سکیں۔

6. آمدنی کی تقسیم (Income Distribution)

معاشرے میں آمدنی کی تقسیم بھی صرف کی سطح کا تعین کرتی ہے۔ اگر معیشت کی قومی آمدنی کی تقسیم زیادہ غیر مساوی ہوتی ہے تو

ملک کا صَرف کا رجحان کم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غریبوں کے مقابلے میں امیروں کا میلانِ صرف نسبتاً کم ہوتا ہے۔ لہذا، اگر آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ صرف کو کم کر دیتا ہے اور اس طرح تفاعل صرف میں نیچے کی جانب منتقلی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح، اگر امیر افراد سے غریب افراد میں آمدنی کی باز تقسیم ہو تو معیشت کے صرفی اخراجات میں اضافہ ہو گا چاہے آمدنی کی سطح میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امیر لوگوں کے صرف میں ہوئی کمی کی تلافی غریبوں کے صرف میں ہوئے اضافے سے ہو جائے گی کیونکہ غریبوں کا میلانِ صرف امیروں کے مقابلے زیادہ ہوتا ہے۔

7. غیر متوقع فوائد اور نقصانات (Windfall Gain or Loss)

غیر متوقع فوائد اور نقصانات میلانِ صرف کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب شیئرز کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو شیئر ہولڈرز خود کو مالی طور پر بہتر سمجھنے لگتے ہیں اور اس سے ان کا صرف بڑھ جاتا ہے۔ دوسری طرف جب شیئرز کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں تو شیئر ہولڈرز کو اچانک نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور وہ اپنے آپ کو پہلے کے مقابلے میں نسبتاً غریب سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ انہیں اپنے صرف کو کم کرنے پر اکساتا ہے۔

8. توقعات میں تبدیلی (Change in Expectations)

لوگوں کی توقعات میں تبدیلی بھی میلانِ صرف کو متاثر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر جب لوگ توقع کرتے ہیں کہ مستقبل قریب میں جنگ چھڑ جائے گی اور اس بنا پر قیمتیں بڑھ جائیں گی تو وہ اشیا پر زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مستقبل کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت جب پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کرتی ہے تو آپ پیٹرول پمپ پر لوگوں کی بھیڑ دیکھتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ پیٹرول کی قیمت میں اضافے سے پہلے ہی وہ پیٹرول خرید لیں تاکہ قیمت بڑھنے کے بعد انہیں زیادہ خرچ نہ کرنا پڑے۔ اس سے حال کے تفاعل صرف میں اضافہ ہو گا۔ اس کے برعکس، جب لوگ قیمتوں میں کمی کی توقع کرتے ہیں تو وہ اپنے موجودہ صرف کو کم کر دیتے ہیں تاکہ جب قیمتیں کم ہو جائیں تو وہ زیادہ صرف کر سکیں۔

9. آبادیاتی عوامل (Demographic Factors)

کسی بھی دی گئی آمدنی کی سطح پر مختلف خاندانوں کے صرفی اخراجات میں نمایاں فرق دیکھا جاسکتا ہے۔ ان اختلافات کی وضاحت کم از کم جزوی طور پر، آبادیاتی عوامل جیسے خاندان کی جسامت، مقامِ رہائش، گھر کی ملکیت وغیرہ سے کی جاسکتی ہے۔ بڑے گھرانوں کے صرفی اخراجات چھوٹے گھرانوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح، دیہی گھرانے شہری گھرانوں کی بنسبت کم صرف کرتے ہیں۔ جن گھرانوں میں چھوٹے بچے ہوتے ہیں ان کے صرفی اخراجات اُن گھرانوں کے مقابلے زیادہ ہوتے ہیں جن میں چھوٹے بچے نہیں ہوتے۔

5.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- تفاعل صرف اور بچت تفاعل کی وضاحت کر سکیں۔
- میلانِ صرف اور میلانِ بچت کی وضاحت کر سکیں۔

- کینز کے نفسیاتی قانونِ صرف کی وضاحت کر سکیں۔
- صرف کو متاثر کرنے والے موضوعی و معروضی عوامل بیان کر سکیں۔

5.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

5.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. تفاعل صرف دکھاتا ہے:

(a) قیمت اور صرف میں نسبت (b) صرف اور آمدنی میں نسبت

(c) صرف اور شرح سود میں نسبت (d) صرف اور میلان صرف میں نسبت

2. تفاعل بچت کا ڈھلان کہلاتا ہے:

(a) حاشیائی میلان بچت (b) اوسط میلان بچت

3. آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتا:

(a) مستقل صرف (b) اوسط میلان صرف

(c) حاشیائی میلان صرف (d) درج بالا میں کوئی نہیں

4. اگر میلانِ صرف 0.5 ہے تو ΔC کتنا ہوگا اگر آمدنی میں 100 کروڑ روپے کی تبدیلی ہو؟

(a) 100 کروڑ (b) 50 کروڑ

(c) 80 کروڑ (d) 90 کروڑ

5. اگر آمدنی 1000 کروڑ روپے اور صرف 750 کروڑ روپے ہو تو اوسط میلان بچت ہوگا؟

(a) 250 (b) 750

(c) 0.75 (d) 0.25

6. حاشیائی میلان صرف ہے:

(a) $\frac{\Delta C}{\Delta Y}$ (b) $\frac{\Delta Y}{\Delta C}$

7. حاشیائی میلانِ صرف پر اثر انداز ہونے والے عوامل ہیں:

(a) دولت کا ذخیرہ (b) توقعات میں تبدیلی

(c) شرحِ سود (d) درج بالا سبھی

8. تفاعل صرف $C = a + bY$ میں a دکھاتا ہے:

(a) صرف کی قدر جب آمدنی صفر ہو (b) صرف کی قدر جب آمدنی اور صرف مساوی ہوں

(c) صرف کی قدر جب آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہو　　(d) درج بالا میں کوئی نہیں

9. درج ذیل میں سے درست مساوات **نہیں** ہے:

(a) $MPC + MPS = 1$　　(b) $APC + APS = 1$

(c) $C + S = Y$　　(d) $APC + MPC = 1$

10. کینز کے تفاعل صرف کا ڈھلان:

(a) آمدنی میں اضافے کے ساتھ کم ہوتا ہے　　(b) آمدنی میں اضافے کے ساتھ بڑھتا ہے

(c) آمدنی کی تمام سطحوں پر یکساں رہتا ہے　　(d) آمدنی میں اضافے کے ساتھ پہلے بڑھتا ہے پھر گھٹتا ہے

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	b	a	a	b	d	a	d	a	d	c

5.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. تفاعل صرف کیا ہے؟
2. اوسط میلان صرف اور حاشیائی میلان صرف کی تعریف بیان کریں۔
3. اوسط میلان بچت اور حاشیائی میلان بچت کی تعریف بیان کریں؟
4. صرف کو متاثر کرنے والے موضوعی عوامل کیا ہیں؟ تین وجوہات بتائیں۔
5. کینز کا نفسیاتی قانون صرف کیا ہے؟

5.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. تفاعل صرف کی وضاحت مع جدول اور تصویر کریں۔
2. صرف پر اثر انداز ہونے والے معروضی عوامل بیان کریں۔
3. کینز کے تفاعل صرف کی خصوصیات بیان کریں۔

اکائی 6: سرمایہ کاری تفاعل

(Investment Function)

اکائی کے اجزا:

6.0 تمہید(Introduction)

6.1 مقاصد(Objectives)

6.2 سرمایہ کاری کا معنی(Meaning of Investment)

6.3 سرمایہ کاری کی اقسام(Types of Investment)

6.4 سرمایہ کاری سے متوقع منافع(Expected Profit from Investment)

6.5 کینز کا نظریۂ سرمایہ کاری(Keynes's Theory of Investment)

6.5.1 سرمائے کی حاشیائی استعداد(Marginal Efficiency of Capital)

6.5.2 سرمائے کی حاشیائی استعداد کے عوامل(Factors of Marginal Efficiency of Capital)

6.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

6.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

6.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

6.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

6.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

6.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائیوں میں کینز کے نظریے میں مجموعی طلب کے ایک جز صرف اور اس کے متعلق تصورات کا آپ نے مطالعہ کیا۔ اس اکائی میں اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے مجموعی طلب کے دوسرے جز سرمایہ کاری پر تفصیلی تبصرہ کیا جائے گا۔

6.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- سرمایہ کاری کے معنی اور اس کی اقسام بیان کرنا۔
- سرمایہ کاری کے عوامل کو بیان کرنا۔
- کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کو بیان کرنا۔

6.2 سرمایہ کاری کا معنی (Meaning of Investment)

آپ نے سرمایہ کاری کی اصطلاح سنی ہوگی۔ عام زبان میں سرمایہ کاری کے جو معنی ہیں اور معاشیات میں سرمایہ کاری کے جو معنی ہیں، دونوں میں فرق ہے۔ اس کی وضاحت سے پہلے آیئے ایک مثال پر غور کرتے ہیں۔

شہر کے ایک پر ازدحام چوراہے پر حامد کا آئس کریم پارلر ہے جہاں وہ مختلف اقسام کی آئس کریم فروخت کرتا ہے۔ اپریل کے مہینے میں اسے آئس کریم کی فروخت سے جو آمدنی ہوتی ہے اس کا کچھ حصہ وہ حصص بازار میں لگانے کا فیصلہ کرتا ہے اور ٹاٹا کمپنی کے 100 حصص خرید لیتا ہے۔ عام زبان میں اس کے لیے سرمایہ کاری کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ہم کہیں گے کہ حامد نے ٹاٹا کمپنی میں سرمایہ کاری کی۔ اگلے مہینوں میں حامد دیکھتا ہے کہ اس کی آئس کریم کی طلب میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اضافی طلب کو پورا کرنے کے لیے حامد آئس کریم بنانے کی ایک اور مشین خریدتا ہے۔ حامد کے مشین کی خرید پر کیے گئے اخراجات کے لیے بھی سرمایہ کاری کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ہم کہیں گے کہ حامد نے اپنے کاروبار میں سرمایہ کاری کی۔

غور کریں کہ دونوں صورتوں کے لیے ہم نے سرمایہ کاری کا لفظ استعمال کیا۔ عام زبان میں دونوں طرح کے اخراجات سرمایہ کاری کے اخراجات ہوں گے۔ لیکن ماہرینِ معاشیات پہلی صورت کو سرمایہ کاری نہیں کہتے۔ جب حامد نے ٹاٹا کمپنی کے شئیر خریدے تو کسی دوسرے فرد نے ان شئیر کو فروخت کیا۔ اس لین دین سے کوئی نیا اثاثہ پیدا نہیں ہوا بلکہ صرف اثاثے کی ملکیت میں تبدیلی ہوئی۔ یہ محض مالیاتی سرمایہ کاری (Financial Investment) ہے۔ دوسری صورت میں جس میں حامد نے نئی آئس کریم مشین لگائی، نئے اثاثے کی پیدائش ہوئی۔ معاشیات میں یہ حقیقی سرمایہ کاری ہے۔ حقیقی سرمایہ کاری سے مراد ہے مادی سرمائے کے ذخیرے میں اضافہ کرنا۔ اس طرح، معاشیات میں سرمایہ کاری، سرمائے کے ذخیرے مثلاً، مشین، آلات، عمارات وغیرہ میں اضافے کے لیے کیے گئے نئے اخراجات کو کہتے ہیں۔ سرمایہ کاری ان اشیا (اشیائے سرمایہ) کی خرید پر کیا گیا خرچ ہے جن ہیں مزید اشیا کی پیداوار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ سرمایہ کاری کے لیے رقم نجی افراد، فرموں اور حکومت کی کی گئی بچت سے آتی ہے۔ بیرون ملک سے بھی سرمایہ کاری کے لیے رقم حاصل کی جاسکتی ہے۔

6.3 سرمایہ کاری کی اقسام (Types of Investment)

کلی معاشیات میں سرمایہ کاری کو تین قسموں میں درجہ بند کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ان کی مختصر وضاحت پیش کی گئی ہے۔

1. **کاروباری مقررہ سرمایہ کاری** (Business Fixed Investment)

کاروباری مقررہ سرمایہ کاری مزید اشیا و خدمات کی پیداوار کے لیے نئے مقررہ کاروباری سرمائے مثلاً مشین، آلات وغیرہ کی خرید پر

کیے گئے اخراجات کو کہتے ہیں۔ ان مشینوں اور آلات کے ذخیرے کو مقررہ سرمایہ کہتے ہیں۔ یہاں اصطلاح ''مقررہ'' سے مراد یہ ہے کہ ان مشینوں اور آلات کو نسبتاً طویل مدت تک استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً، آئس کریم بنانے کی مشین ایک بار خریدنے کے بعد طویل مدت تک اسے آئس کریم بنانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کینز کے نظریے میں کاروباری مقررہ سرمایہ کاری اس وجہ سے اہمیت کی حامل ہے کہ یہ مجموعی طلب کا ایک اہم جز ہے اور اس لیے آمدنی اور روزگار کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کے مطابق کاروباری مقررہ سرمایہ کاری متوقع شرح منافع (Expected Rate of Profit) (جسے کینز نے سرمائے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کہا) اور شرحِ سود سے متعین ہوتی ہے۔ چونکہ کینز کے نظریے میں شرحِ سود قلیل مدت میں نسبتاً متعین (Fixed) ہوتی ہے، اس لیے مستقبل میں منافع کمانے کی توقعات میں تبدیلی ہی کاروباری مقررہ سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ کا زیادہ سبب بنتی ہے۔

اس کے برعکس، نیو کلاسیکی نظریے کے مطابق، کاروباری مقررہ سرمایہ کاری کا تعین سرمائے کی حاشیائی پیداواریت (Marginal Productivity) اور سرمائے کی صارف لاگت (User Cost of Capital) سے ہوتا ہے۔ سرمائے کی صارف لاگت دی گئی مدت کے دوران اثاثۂ سرمایہ کے استعمال کی لاگت ہے۔ یہ سرمائے کے استعمال کی موقع لاگت دکھاتی ہے۔ صارف لاگت کا انحصار اشیائے سرمایہ کی قیمت، شرح سود اور فرسودگی (Depreciation) کی شرح پر ہوتا ہے۔ نو کلاسیکی ماڈل کے مطابق، اگر سرمائے کی حاشیائی پیداواریت سرمائے کی صارف لاگت سے زیادہ ہو تو فرموں کے لیے مقررہ سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہوگا۔ اس ماڈل میں، شرحِ سود، جو کہ سرمائے کی صارف لاگت کا ایک اہم جز ہے، اور منافع ٹیکس کاروباری مقررہ سرمایہ کاری کے تعین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

2. **رہائشی سرمایہ کاری** (Residential Investment)

رہائشی سرمایہ کاری سے مراد وہ اخراجات ہیں جو افراد رہنے یا کرائے پر دینے کے لیے نئے مکانات یا رہائشی عمارتیں بنانے یا خریدنے پر کرتے ہیں۔ رہائشی سرمایہ کاری موجودہ رہائشی اکائیوں کی قیمت پر منحصر ہوتی ہے۔ موجودہ اکائیوں کی قیمت جتنی زیادہ ہوگی، نئی اکائیوں کی تعمیر اور خرید میں سرمایہ کاری اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ رہائشی اکائیوں کی قیمت کا تعین ان کی طلب اور رسد سے ہوتا ہے۔ جہاں ان کا خط طلب مائل بنشیب ہوتا ہے، وہیں موجودہ اکائیوں کا خط رسد محور X کے متوازی ہوتا ہے۔

مدتِ طویل میں رہائش کی طلب کا تعین آبادی میں اضافے اور نئے گھرانوں کی تشکیل سے ہوتا ہے۔ آبادی میں اضافے کی بلند شرح رہائشی اکائیوں کی طلب میں اضافے کا باعث بنے گی۔ دو رکنی گھرانوں کے رجحان نے بھی رہائشی اکائیوں کی طلب میں اضافہ کیا ہے۔ آمدنی مکانات کی طلب کا تعین کرنے والا ایک اور اہم عنصر ہے۔ چونکہ نسبتاً طویل مدت میں آمدنی کی سطح میں کافی اتار چڑھاؤ آتا ہے، اس لیے رہائشی تعمیرات میں سرمایہ کاری کا مضبوط چکراتی نمونہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ سود بھی ایک اور اہم عنصر ہے جو رہائشی اکائیوں کی طلب کا تعین کرتا ہے۔ زیادہ تر مکانات، خاص طور پر شہروں میں، 20 سے 25 سال کے عرصے کے لیے بینکوں سے قرض لے کر خریدے جاتے

ہیں۔ عام طور پر، خریدے گئے مکانات بینکوں یا دیگر مالیاتی اداروں کے پاس رہن رکھے جاتے ہیں جو اس مقصد کے لیے رقم فراہم کرتے ہیں۔ وہ افراد جو رہن پر مکان خریدتے ہیں وہ اصل رقم کے علاوہ سود کی ماہانہ قسط ادا کرتے ہیں۔ اس لیے رہائشی اکائیوں کی طلب شرحِ سود میں تبدیلی کے متعلق انتہائی حساس ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے زری پالیسی کا رہائشی سرمایہ کاری پر کافی اثر پڑتا ہے۔

3. موجودات میں سرمایہ کاری (Inventory Investment)

فرمیں اپنے پاس خام مال، نیم تیار شدہ مصنوعات اور تیار شدہ مصنوعات کا ذخیرہ رکھتی ہیں۔ اس ذخیرے کو موجودات یا انوینٹری (Inventory) کہتے ہیں۔ انونٹری یا موجودات میں آئی تبدیلی کو موجودات میں سرمایہ کاری کہتے ہیں۔ موجودات کا ذخیرہ رکھنے کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں۔ اولاً، فرم پیداوار کی سطح کو ہموار رکھنے کے لیے یہ ذخیرہ رکھتی ہے۔ فرموں کی مصنوعات کی فروخت میں عارضی اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ فروخت میں ان تبدیلیوں کے ساتھ مصنوعات کی پیداوار میں تبدیلی کے بجائے فرم کے لیے موجودات میں تبدیلی کرنا آسان اور سستا ہوتا ہے۔ فرم ایک مستحکم شرح پر مصنوعات تیار کرتی ہے اور فروخت میں اتار چڑھاؤ کے حساب سے اپنی موجودات کو ہم آہنگ کرتی ہے۔ مثلاً، جب فروخت میں عارضی اضافہ ہوتا ہے تو فرم پیداوار بڑھانے کے بجائے اپنی موجودات میں سے فروخت کرتی ہے۔ اسی طرح فروخت میں عارضی کمی کی صورت میں فرم پیداوار کم کرنے کے بجائے اضافی پیداوار کو موجودات میں جوڑ دیتی ہے۔ موجودات رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ فرم کے لیے خام مال اور دیگر مادا خلات کو تھوڑی تھوڑی مقدار میں خریدنے کے بجائے بڑی مقدار میں خریدنا سستا سودا ہوتا ہے۔ لہذا، فرم کو موجودات کا ذخیرہ قائم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ موجودات کا ذخیرہ رکھنے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ جب فرم کی مصنوعات کی فروخت زیادہ ہو رہی ہو تو موجودات کا ذخیرہ ختم ہونے کے امکانات سے بچنے میں مدد کرتا ہے۔

موجودات کی سطح کا انحصار پیداوار کی اس سطح پر منحصر ہوتا ہے جسے فرم پیدا کرنا چاہتی ہے۔ موجودات کی وضاحت کا ایک اہم ماڈل اسراع ماڈل (Acceleration Model) ہے۔ اس ماڈل کے مطابق فرم خام مال اور مصنوعات کا ذخیرہ پیداوار کے مخصوص تناسب میں رکھتی ہے۔ جب فرم کی پیداوار کی سطح زیادہ ہوتی ہے تو اسے خام مال اور نیم تیار شدہ مصنوعات کا زیادہ ذخیرہ رکھنا پڑتا ہے۔ جب معیشت عروج پر ہوتی ہے تو فرمیں موجودات کی زیادہ مقدار رکھنا چاہتی ہیں تاکہ جو مصنوعات وہ فروخت کر رہی ہیں ان کا اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ علامتی زبان میں، اگر N موجودات کی سطح ہے اور Y پیداوار کی سطح ہے اور β پیداوار کا تناسب ہے جسے فرم موجودات کی صورت میں رکھنا چاہتی ہے تو اسراع ماڈل کے مطابق

$$N = \beta Y \tag{6.1}$$

آپ جانتے ہیں کہ موجودات میں سرمایہ کاری کا مطلب موجودات کے ذخیرے میں تبدیلی ہے۔ لہذا،

$$I = \Delta N = \beta \Delta Y \tag{6.2}$$

اسراع ماڈل کے مطابق β کی دی گئی قدر کے پیش نظر جب فرموں کی پیداوار بڑھے گی تو موجودات میں سرمایہ کاری بڑھے گی اور جب پیداوار میں کمی ہوگی تو موجودات میں سرمایہ کاری کم ہوگی۔ درحقیقت، جب طلب میں گراوٹ کی وجہ سے مصنوعات کی پیداوار میں کمی آتی ہے تو موجودات کا ذخیرہ بھی کم ہونے لگتا ہے یعنی سرمایہ کاری منفی ہونے لگتی ہے۔

کینز نے سرمایہ کاری کی ایک اور تقسیم کی ہے؛ مستقل یا آزاد سرمایہ کاری اور تابع سرمایہ کاری۔

1. مستقل سرمایہ کاری (Autonomous Investment)

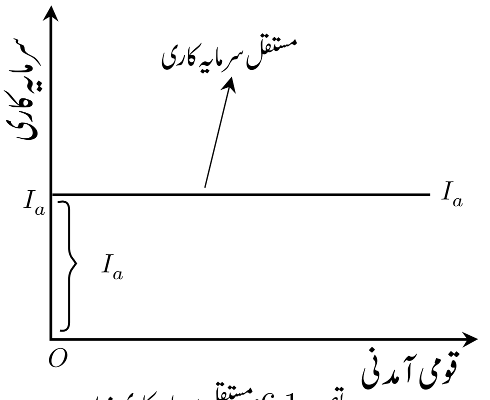

تصویر 6.1: مستقل سرمایہ کاری خط

مستقل سرمایہ کاری یا آزاد سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتی اور لہٰذا آمدنی میں تبدیلی آنے پر اس سرمایہ کاری کی سطح میں تبدیلی نہیں آتی۔ کینز کا ماننا تھا کہ (مدتِ قلیل میں) سرمایہ کاری کا انحصار سرمائے کی حاشیائی استعداد اور شرحِ سود پر ہوتا ہے لہٰذا آمدنی کی سطح کا سرمایہ کاری پر اثر نہیں پڑتا۔ کینز کے مطابق آمدنی سرمایہ کاری کو صرف مدتِ طویل میں متاثر کرتی ہے۔ اس طرح، مدتِ قلیل میں سرمایہ کاری آمدنی کی سطح سے آزاد ہوتی ہے۔

مستقل سرمایہ کاری عام طور پر گھروں، سڑکوں، عوامی اداروں اور دیگر معاشیاتی ڈھانچوں جیسے بجلی، ٹرانسپورٹ اور مواصلات میں ہوتی ہے۔ یہ سرمایہ کاری آمدنی کی سطح کے مقابلے آبادی اور تکنیکی پیش رفت پر زیادہ منحصر کرتی ہے۔ اسی طرح، حکومت کی جانب سے کی جانے والی سرمایہ کاری بھی مستقل نوعیت کی ہوتی ہے۔ تصویر 6.1 میں مستقل سرمایہ کاری کے خط کو دکھایا گیا ہے۔

2. تابع سرمایہ کاری (Induced Investment)

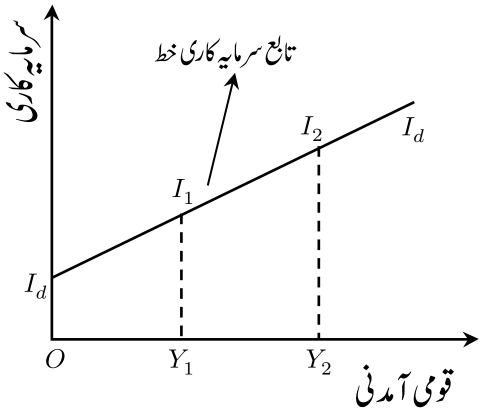

تصویر 6.2: تابع سرمایہ کاری خط

تابع سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی کی سطح میں تبدیلی سے متاثر ہوتی ہے۔ آمدنی کی سطح جتنی زیادہ ہوگی تابع سرمایہ کاری اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ وجہ ظاہر ہے، آمدنی کی سطح جتنی زیادہ ہوگی سماج کا صَرف بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا یعنی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اس طلب کو پورا کرنے کے لیے زیادہ اشیائے صرف پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی جس کے لیے اشیائے سرمایہ میں سرمایہ کرنی ہوگی تاکہ ان اشیائے صرف کی زیادہ مقدار پیدا کرنا ممکن ہو۔

حالانکہ کینز کے مطابق شرحِ سود سرمایہ کاری کے تعین کرنے والا اہم عامل ہے لیکن مشاہداتی تجربات کے مطابق سرمایہ کاری کا انحصار شرحِ سود سے زیادہ آمدنی پر ہوتا ہے۔ تابع سرمایہ کاری کے خط کو تصویر 6.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آمدنی میں اضافے کے ساتھ تابع سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر آمدنی کی سطح OY_1 پر سرمایہ کاری کی سطح Y_1I_1 ہوگی اور آمدنی کی سطح OY_2 پر سرمایہ کاری کی سطح Y_2I_2 ہوگی۔

کاروباری افراد سرمایہ کاری منافع کمانے کی غرض سے کرتے ہیں۔ وہ یہ سرمایہ کاری یا تو اپنے فرسودہ پلانٹ کو تبدیل کرنے یا پلانٹ کی صلاحیت کو بڑھانے یا اشیائے سرمایہ کو خریدنے کے لیے کرتے ہیں اور ایسا کرکے وہ منافع کمانے کی توقع رکھتے ہیں۔ اسی طرح پلانٹ کی اضافی صلاحیت کی موجودگی، فرم کی پیداوار کی طلب، ٹیکس کے قوانین، سرمایہ کاری کے لیے درکار رقم کے حصول کی لاگت، تکنیکی تبدیلیاں

واختراعات، بازار پر گرفت کی خواہش، اپنے خود کے مالیاتی ذخائر وغیرہ بھی فرم کے سرمایہ کاری کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

6.4 سرمایہ کاری سے متوقع منافع (Expected Profit from Investment)

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ سرمایہ کاری کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد منافع کمانا ہے۔ فرم اس لیے سرمایہ کرتی ہے کیوں کہ اس سے اسے منافع حاصل کرنے کی توقع ہوتی ہے۔ اس متوقع منافع کے حساب کے لیے تین عوامل اہم ہیں۔ اول، سرمائے کے دورِ حیات میں اس سے حاصل ہونے والی کل متوقع آمدنی یا رسیدیں، دوم، سرمائے کی قیمتِ خرید (Purchase Price) اور سوم، بازار شرحِ سود یا سرمائے کی رسد لاگت۔ چونکہ سرمائے سے متوقع آمدنی مستقبل میں ہوتی ہے لہٰذا اس کا حساب کرنے کے لیے منافع کی پیش گوئی کرنا ناگریز ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً، سرمایہ کاری سے ہونے والے کل منافع کے تخمینے میں سرمائے کے دورِ حیات میں اس سے متوقع آمدنی کا بہاؤ اہم عنصر ہے۔ سرمائے سے حاصل ہونے والی سالانہ متوقع سالانہ آمدنی اور سرمائے کے دورِ حیات کے تخمینے کے لیے مستقبل سے متعلق پیشین گوئی کرنا ہوتا ہے لہٰذا یہ دونوں غیر یقینی ہوتے ہیں۔

مستقبل کی پیش گوئی کے مسئلے کو فی الحال کے لیے بھول کر، آیئے فرض کریں کہ فرم مشین کی کارآمد زندگی کا اندازہ 5 سال لگاتی ہے جس کے بعد مشین کی قدر صفر ہو جائے گی۔ اس مشین کی مادی پیداواریت (Physical Productivity) اس مشین سے کل پیداوار میں سالانہ اضافے کے مساوی ہوگی۔ مادی پیداواریت کو مشین سے پیدا شدہ مصنوعات کی متوقع قیمت سے ضرب دے کر اس مشین سے متوقع خام آمدنی یا کل وصولی کا حساب کیا جاسکتا ہے۔ آسانی کے لیے فرض کریں کہ فرم توقع کرتی ہے کہ 5 سال کی زندگی کے دوران یہ مشین مصنوع کی 100 اکائی سالانہ پیدا کرے گی اور 5 روپے فی اکائی پر فروخت کرے گی۔ 5 سال میں مشین سے کل متوقع پیداوار 500 اکائی ہوگی اور کل متوقع خام آمدنی 25000 روپے ہوگی۔ اس متوقع خام آمدنی یا ہر سال ہونے والی کل وصولی سے مصنوع کی پیداوار کے لیے خام مال، مزدوری، بجلی وغیرہ کی خرید پر ہونے والی کل لاگت کو گھٹا کر متوقع خالص آمدنی کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ آیئے 5 سالوں میں سے ہر ایک سال کے دوران متوقع سالانہ خالص آمدنی کو R_1، R_2، R_3، R_4 اور R_5 سے ظاہر کریں، جہاں R سے مراد متوقع سالانہ خالص آمدنی کا بہاؤ ہے اور عدد 1، 2، 3، 4 اور 5 بالترتیب پہلے، دوسرے، تیسرے، چوتھے اور پانچویں سال کو دکھاتے ہیں۔

کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مشین سے سالانہ متوقع آمدنی کا جوڑ مشین کی قیمتِ خرید یا لاگت سے زیادہ ہو تو ان دونوں کا فرق مشین سے 5 سال کے دوران حاصل متوقع منافع ہوگا؟ کیا اس فرق کو 5 سے تقسیم کر کے سالانہ اوسط متوقع منافع حاصل کیا جاسکتا ہے؟ کیا اس فرق کو مشین کی لاگت سے تقسیم کر کے منافع کی سالانہ شرح حاصل کی جاسکتی ہے؟ ان تمام سوالوں کا جواب نفی میں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشین کی لاگت سے زیادہ حاصل آمدنی منافع نہیں ہے کیونکہ جہاں متوقع آمدنی سالانہ قسطوں میں حاصل ہوتی ہے وہیں مشین کی کل لاگت مشین خریدتے وقت یک مشت ادا کی جاتی ہے۔

آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ افراد کی نظروں میں آج کا ایک روپیہ مستقبل کے ایک روپے سے زیادہ قدر رکھتا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔ فرض کریں کہ شرح سود 10 فیصد سالانہ ہے۔ اگر آج ایک روپے کی سرمایہ کاری کی جائے تو ایک سال بعد 10 پیسے سود کی

مد میں حاصل ہوں گے۔ یعنی ایک سال بعد ایک روپے کی قدر ایک روپیہ 10 پیسے ہو جائے گی۔ اس صورت میں آج کی ایک روپے کی آمدنی ایک سال کے بعد ایک روپے کی آمدنی سے زیادہ قدر کی حامل ہو گی۔ آپ کو آج موصول ایک روپے کی سرمایہ کر کے اس پر 10 فیصد کا سود کما جاسکتے ہیں جو ایک سال بعد ملنے والی آمدنی پر کمانا ممکن نہیں ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں اگر آج کے بجائے آپ کو ایک سال بعد ایک روپیہ ادا کیا جائے تو آپ کو دس پیسے کا نقصان ہو گا۔ مستقل میں ملنے والا ایک روپیہ آپ کے لیے آج کے ایک روپے سے کم قدر کا حامل ہو گا۔ 10 فیصد شرح سود کی صورت میں مستقل کا ایک روپیہ آپ کے لیے آج کے 90.91 روپے کے برابر ہو گا۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ اگر روپے پر مثبت شرح سود وصول کیا جاسکتا ہے تو مستقل میں وصول کردہ ایک روپیہ موجودہ وقت میں وصول کردہ ایک روپے سے کم کی قدر کا حامل ہو گا۔

زر کی قدر زمن (Time Value of Money)

یہ ایک بنیادی مالیاتی اصول ہے جو کہتا ہے کہ آج کی زر کی کوئی بھی مقدار بعض وجوہات کی بنا پر مستقبل کے مساوی زر سے زیادہ قدر کی حامل ہوتی ہے۔ ان وجوہات میں زر کی آمدنی حاصل کرنے کی صلاحیت، مہنگائی، مستقبل کے غیر متوقع حالات وغیرہ شامل ہیں۔ سرمایہ کاری کا فیصلہ کرتے وقت زر کی قدر زمن اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ زر کی قدر زمن کے حساب کے لیے دو اہم تصورات موجودہ قدر اور مستقبل کی قدر ہیں۔ ان کا استعمال کر کے وقت کے مختلف مقامات پر موصول ہونے والی یا ادا کی جانے والی زر کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

مستقبل کی قدر (Future Value)

مستقبل کی قدر زر کی وہ مقدار ہے جو شرح سود کمانے کے بعد آج کی زر مستقبل میں ہو جائے گی۔ آج کی مخصوص رقم مستقبل میں کیا ہو گی اس کا فارمولا ہے:

$$FV = PV \times (1 + r)^n$$

PV موجودہ قدر (آج کی سرمایہ کاری کی رقم) ہے r فی مدت سود کی شرح ہے اور n مدتوں کی تعداد ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی سرمایہ کار 3 سال کے لیے 5% کی سالانہ شرح سود پر 1000 روپے بینک میں جمع کرتا ہے تو 3 سال بعد کی اس کی رقم ہو جائے گی:

$$FV = 1000 \times (1 + 0.05)^3 = 1000 \times 1.1576 = 1157.63$$

اس طرح، اس سرمایہ کاری سے تین سال کے بعد 1000 روپے 1157.63 روپے ہو جائیں گے۔

موجودہ قدر (Present Value)

موجودہ قدر مستقبل کی رقم کی موجودہ قدر ہے، جس کی کسی خاص سود کی شرح پر کٹوتی کی جاتی ہے۔ اس کا فارمولا ہے:

$$PV = \frac{FV}{(1 + r)^n}$$

یہ فارمولا مستقبل کی رقم کی اس شرح سود پر کٹوتی کرتا ہے جو موجودہ وقت میں سرمایہ کاری کر کے حاصل کی جاسکتی تھی۔ مثال کے طور پر اگر آپ کو تین سال بعد 1157.63 روپے کی ادائیگی کی جاتی ہے اور شرح کٹوتی 5 فیصد ہے تو اس رقم کی موجودہ قدر ہو گی:

$$PV = \frac{1157.63}{(1 + 0.05)^3} = \frac{1157.63}{1.1576} = 1000$$

اس طرح، تین سال کے بعد موصول ہونے والے 1157.63 آج 1000 روپے کے برابر ہیں۔

ایک اور مثال دیکھیں۔ آپ کو دو انتخاب دیے جاتے ہیں۔ 1. آج آپ کو 1000 روپے دیے جائیں یا 2. دو سال بعد آپ کو 1100 روپے کی ادائیگی کی جائے۔ اگر شرح سود 10 فیصد ہو تو آپ کس کا انتخاب کریں گے؟ اس کے جواب کے لیے آپ کو مستقبل کے 1100 کی شرح سود سے کٹوتی کر کے موجودہ قدر کا حساب کرنا ہو گا۔ 10 فیصد شرح سود پر مستقبل کے 1100 کی موجودہ قدر ہو گی:

$$PV = \frac{1100}{(1+0.1)^2} = 909.09$$

یعنی10 فیصد شرح کٹوتی پر آپ کے لیے آج کے 1000 کی قدر دو سال کے بعد کے 1100 سے زیادہ قدر کے حامل ہوں گے اور لہذا آپ آج کے 1000 کو مستقبل کے 1100 پر فوقیت دیں گے۔

اسی طرح سرمایہ کاری سے ہونے والی مستقبل کی متوقع آمدنی کا ایک روپیہ آج کے ایک روپے سے کم قدر کا حامل ہو گا۔ لہذا ہماری درج بالا مثال میں مشین سے ہونے والی متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ کا مشین کی لاگت یا قیمت خرید سے موازنہ کرنے کے لیے پہلے ان متوقع آمدنی کے بہاؤ کی موجودہ قدر کا حساب کرنا ہو گا۔

مستقبل کی قدر کی موجودہ قدر پتہ کرنے کے لیے مستقبل کی قدر کی مناسب شرح سود پر کٹوتی کی جاتی ہے۔ اس طرح، مستقبل میں متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ کی موجودہ قدر کا پتہ لگانے کے لیے، ان بہاؤ کی کسی مناسب شرح پر کٹوتی کی جائے گی۔ لہذا، مستقبل کی سالانہ آمدنی کے بہاؤ کی موجودہ قدر اس شرح پر منحصر ہو گی جس پر ان بہاؤ کی کٹوتی کی جاتی ہے۔ کسی بھی مستقبل کی آمدنی کے بہاؤ کی اگر کم شرح پر کٹوتی کی جائے تو اس کی موجودہ قدر نسبتاً زیادہ ہو گی اور اگر زیادہ شرح پر کٹوتی کی جائے تو اس کی موجودہ قدر نسبتاً کم ہو گی۔ کٹوتی کا عمل جس کے ذریعے مستقبل کی رقم کو اس کی موجودہ قدر میں تبدیل کرنے کے لیے کم کیا جاتا ہے، اس عمل کا الٹ ہے جس کے ذریعے موجودہ رقم مستقبل میں بڑھتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ایک سال بعد وصول ہونے والے 100 روپے کی 10 فیصد شرح کٹوتی پر موجودہ قدر 90.91 روپے ہے تو آج کے 90.91 روپے دس فیصد شرح سود پر ایک سال بعد 100 روپے ہو جائیں گے۔

متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ کی قدروں $(R_1, R_2, R_3, R_4, R_5)$ کی موجودہ قدر پر شرحِ کٹوتی کا اثر پڑے گا۔ شرحِ کٹوتی میں اضافے سے ان کی موجودہ قدر میں کمی ہو گی اور شرحِ کٹوتی میں اضافے سے ان کی موجودہ قدر میں اضافہ ہو گا۔ جدول 6.1 میں مختلف شرح کٹوتی کے ساتھ متوقع سالانہ آمدنی کی موجودہ قدر کو دکھایا گیا ہے۔ جدول میں ہر سال مشین سے حاصل ہونے والی متوقع آمدنی کو دکھایا گیا ہے۔ فرض کریں کہ مشین ہر سال 100 روپے کی آمدنی دیتی ہے۔ ان سالانہ آمدنیوں کی مختلف شرحِ کٹوتی پر کٹوتی کرنے پر مختلف موجودہ قدر حاصل ہوتی ہیں۔ غور کریں کہ شرح کٹوتی جتنی زیادہ ہو گی اتنی ہی کم موجودہ قدر ہو گی۔ مثال کے طور پر 3 فیصد شرح کٹوتی پر پہلے سال کی آمدنی کی موجودہ قدر 97.09 ہو گی جبکہ 7 فیصد شرح کٹوتی پر موجودہ آمدنی 93.46 ہو گی۔

$$PV = \frac{100}{1+0.03} = 97.09 \text{ when } r = 3\%$$
$$PV = \frac{100}{1+0.07} = 93.46 \text{ when } r = 7\%$$

اسی طرح، دی گئی شرح کٹوتی پر مستقل بعید کی موجودہ قدر مستقل قریب کے مقابلے کم ہو گی۔ مثال کے طور پر 5 فیصد شرح کٹوتی پر سال اول کے 100 روپے کی قدر 95.24 ہو گی جبکہ سال پنجم کے 100 روپے کی موجودہ قدر 78.35 ہو گی۔

$$PV = \frac{100}{1+0.05} = 95.24 \text{ (}PV\text{ of Rs 100 recieved after 1}^{\text{st}}\text{ year)}$$
$$PV = \frac{100}{(1+0.05)^5} = 78.35 \text{ (}PV\text{ of Rs 100 recieved after 5}^{\text{th}}\text{ year)}$$

جدول کی نچلی قطار میں مشین کی زندگی کے دوران کل حاصل آمدنی کی موجودہ قدر کو دکھایا گیا ہے۔

جدول 6.1: شرحِ کٹوتی اور متوقع آمدنی کی موجودہ قدر

آمدنی کی متوقع سالانہ قسطیں	شرح کٹوتی پر موجودہ قدر				
	3%	4%	5%	6%	7%
$R_1 = 100$ روپے سال 1 کے اختتام پر	97.09	96.15	95.24	94.34	93.46
$R_2 = 100$ روپے سال 2 کے اختتام پر	94.26	92.46	90.70	89.00	87.34
$R_3 = 100$ روپے سال 3 کے اختتام پر	91.51	88.90	86.38	83.96	81.63
$R_4 = 100$ روپے سال 4 کے اختتام پر	88.85	85.48	82.27	79.21	76.29
$R_5 = 100$ روپے سال 5 کے اختتام پر	86.26	82.19	78.35	74.73	71.30
کل آمدنی	**457.97**	**445.18**	**432.95**	**421.24**	**410.02**

فرض کریں کہ وہ مشین جس سے 5 سال کے لیے سالانہ 100 روپے کی آمدنی متوقع ہے کی ابتدائی سال میں لاگت 432.95 روپے ہے۔ ایسی صورت میں کیا اس مشین میں سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہوگا؟ متوقع سالانہ آمدنی کے بہاؤ اور مشین کی موجودہ لاگت کے بارے میں معلومات سے، ہم مشین کی موجودہ قدر پر منافع کی متوقع شرح حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر فرم ایسی مشین پر 432.94 روپے کی سرمایہ کرتی ہے جس سے اسے 5 سال تک سالانہ 100 روپے منافع ملنے کی توقع ہے تو 5 فیصد شرح کٹوتی پر ان سالانہ آمدنیوں کی قسطوں کی موجودہ قدر مشین کی لاگت کے مساوی یعنی 432.95 روپے ہوگی۔ اس طرح، اس مشین پر کی گئی سرمایہ کاری سے 5 فیصد متوقع منافع ہوگا۔ کیا یہ 5 فیصد متوقع شرحِ منافع فرم کو سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ کرے گی؟

دوسرے لفظوں میں اُس مشین پر جس کی لاگت 432.95 روپے ہے اور جس سے سرمایہ کار کو 5 سال کے لیے 100 روپے سالانہ آمدنی کی توقع ہے پر سرمایہ کاری کرنا فائدہ مند ہوگا اس طرح کہ 5 سال کی مدت میں مشین میں لگائی گئی رقم 5 فیصد متوقع شرح منافع دیتی ہے؟ کیا آمدنی کی یہ 5 فیصد شرح فرم کو مشین میں سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ کرے گی؟ اس سوال کا جواب سرمایہ کاری کے لیے رقم ادھار لینے کی لاگت یعنی مشین کی خریداری کے لیے سرمایہ کاری کے لیے بازار شرح سود کو جاننے کے بعد ہی دیا جا سکتا ہے۔ اگر سود کی شرح جس پر فرم رقم ادھار لیتی ہے اُس شرح منافع سے زیادہ ہے جس کی فرم کو سرمایہ کاری سے توقع ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مشین خریدنا فرم کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں، اگر بازار کی شرح سود 5 فیصد سے زیادہ ہے، تو فرم کو مشین کی خریداری پر کی جانے والی سرمایہ کاری پر خالص نقصان اٹھانا پڑے گا۔ نتیجتاً، فرم مشین نہیں خریدے گی۔

دوسری طرف، اگر بازار شرحِ سود 5 فیصد سے کم ہے، تو سرمایہ کاری منافع بخش ہوگی، اور فرم مشین خریدے گی۔ اس طرح، سرمایہ کاری کا فیصلہ کرتے وقت فرم بازار شرح سود کو بھی مد نظر رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ فرم اگر خود کی رقم سے مشین خریدتی ہے اور قرض نہیں لیتی تب بھی وہ سرمایہ کے فیصلے کے وقت بازار شرح سود کو مد نظر رکھے گی۔ اس صورت میں، فرم سود کی شرح جس پر وہ بازار میں اپنی رقم کو قرض پر دے سکتی ہے کا موازنہ سرمایہ کاری کی متوقع شرح منافع سے کرے گی۔ اس لیے اصول کے طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ فرم کو

مشین میں سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہو گا اگر اس کی متوقع پیداواری زندگی کے دوران اس پر کی گئی سرمایہ کاری پر منافع کی متوقع شرح بازار شرحِ سود سے زیادہ ہو۔

6.5 کینز کا نظریۂ سرمایہ کاری (Keynes's Theory of Investment)

اوپر کی وضاحت کے بعد آیئے کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کی وضاحت کریں۔ کینز کے مطابق سرمایہ کاری کی طلب دو عوامل پر منحصر ہوتی ہے؛ منافع کی متوقع شرح (جسے کینز نے سرمائے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کا نام دیا) اور شرح سود۔ مثال کے طور پر وہ شخص جس کے پاس بچت کردہ رقم ہے وہ اس رقم کو یا تو مشین، آلات اور دیگر اشیائے سرمایہ میں سرمایہ کاری میں لگا سکتا ہے یا دوسروں کو سود پر قرض کے طور پر دے سکتا ہے۔ فرض کریں کہ سرمایہ کاری سے اسے 15 فیصد منافع کی توقع ہے جب کہ بازار شرح سود 10 فیصد ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ یہ شخص قرض پر رقم دینے کے بجائے سرمایہ کاری کو ترجیح دے گا۔ اس مثال سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ سرمایہ کاری تب ہی منافع بخش ہو گی جب متوقع شرح منافع بازار شرح سود سے زیادہ ہو۔ اگر متوقع شرح منافع بازار شرح سود سے زیادہ ہو گی تو معیشت میں نئی سرمایہ کاری ہو گی۔ اس کو دوسری مثال سے سمجھتے ہیں۔ مان لیں کہ یہ شخص سرمایہ کاری کے لیے رقم قرض پر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تب ہی سرمایہ کاری کرے گا جب متوقع منافع شرح سود سے زیادہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر شرح سود 10 فیصد ہے تو یہ شخص تب ہی سرمایہ کاری کے لیے قرض لے گا جب اسے سرمایہ کاری سے ہونے والا متوقع منافع 10 فیصد سے زیادہ ہو گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ سرمایہ کاری متوقع شرح منافع اور شرح سود پر منحصر ہوتی ہے۔ جب تک متوقع شرح منافع شرح سود سے زیادہ ہو گی آجر سرمایہ کاری کرتا رہے گا۔ آجر کا توازن سرمایہ کاری کی اس سطح پر قائم ہو گا جس پر سرمائے کی متوقع استعداد اور بازار شرح سود مساوی ہوں۔

کینز کے نظریے کے مطابق سرمائے کی حاشیائی استعداد یا منافع کی متوقع شرح سرمائے کی سطح کے تعین میں شرح سود سے زیادہ اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مدت قلیل میں شرح سود کافی حد تک مستحکم ہوتی ہے لیکن آجرین کی منافع سے متعلق توقعات کافی غیر مستحکم ہوتی ہیں۔ منافع کی توقعات میں اس غیر استحکامیت کی وجہ سے سرمائے کی حاشیائی استعداد میں عدم استحکام ہوتا ہے جس کا نتیجہ معاشی اتار چڑھاؤ کی صورت میں نکلتا ہے جسے کاروباری چکر کہتے ہیں۔ جب تاجرین بہتر منافع کی توقع کرتے ہیں تو زیادہ سرمایہ کاری کرتے ہیں جس سے مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور معیشت میں گرم بازاری اور خوش حالی آتی ہے۔ اس کے برعکس، جب تاجرین کی منافع سے متعلق اچھی توقعات نہیں ہوتی تو سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے جس سے مجموعی طلب میں کمی ہوتی ہے اور معیشت میں سرد بازاری، بے روزگاری اور زائد پیداواری گنجائش کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سرمائے کی حاشیائی استعداد سرمایہ کاری اور معاشی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

کینز کے مطابق شرح سود کا تعین ترجیح سیالیت (Liquidity Preference) اور زر کی رسد سے ہوتا ہے۔ ترجیح سیالیت جتنی زیادہ ہو گی اتنی ہی زیادہ شرح سود ہو گی۔ اسی طرح، دی گئی ترجیح سیالیت کے ساتھ جتنی زر کی رسد ہو گی شرح سود اتنی ہی کم ہو گی۔ ترجیح

سیالیت افراد کی اپنے پاس زر رکھنے کی خواہش کو کہتے ہیں۔

6.5.1 سرمائے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital)

سرمائے کی حاشیائی استعداد (MEC) منافع کی وہ شرح ہے جس کی توقع کسی اثاثے یا سرمائے میں سرمایہ کاری سے ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں سرمائے کی ایک اضافی اکائی سے منافع کی متوقع شرح کو سرمائے کی حاشیائی استعداد کہتے ہیں۔ کینز کے خود کے لفظوں میں:

"I define the marginal efficiency of capital as being equal to the rate of discount which would make the present value of the series of annuities given by the returns expected from the capital asset during its life just equal its supply price."[1]

"میں سرمائے کی حاشیائی استعداد کو اس شرح کٹوتی کے مساوی قرار دیتا ہوں جو اثاثہ سرمایہ کی زندگی کے دوران اس سے متوقع منافع کی سالانہ قسطوں کی موجودہ قدر کو اس کی رسد قیمت کے مساوی کرتی ہو۔"

کینز کی درج بالا تعریف کو سمجھنے کے لیے ایک کاروباری پر غور کریں جو کسی اثاثہ سرمایہ میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔ سرمایہ کاری سے پہلے تاجر یہ مد نظر رکھے گا کہ اثاثے کے لیے اسے کتنی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اسے رسد قیمت (Supply Price) یا سرمائے کی لاگت (Cost of Capital) کہتے ہیں۔ فرض کریں کہ سرمائے کی رسد قیمت C ہے۔ دوسری طرف وہ اس پر نظر رکھے گا کہ اثاثے سے کتنی آمدنی متوقع ہے۔ اثاثہ سرمایہ کئی سالوں تک مصنوعات پیدا کرتا ہے۔ لہذا، تاجر دیکھے گا کہ اثاثے کی پوری زندگی کے دوران اس سے کتنی آمدنی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ فرض کریں کہ ہر سال R آمدنی متوقع ہے۔ لہذا، سرمائے کی حاشیائی استعداد وہ شرح ہوگی جس سے سرمائے کی رسد قیمت اور سرمائے سے متوقع کٹوتی شدہ آمدنی (یا متوقع آمدنی کی موجودہ قدر) مساوی ہو جاتی ہوں۔ یعنی MEC وہ شرح ہوگی جس شرح پر درج ذیل مساوات درست ہوتی ہو۔

$$\text{Supply Price} = \text{Discounted Prospective Yield}$$

$$C = \frac{R_1}{1+r} + \frac{R_2}{(1+r)^2} + \frac{R_3}{(1+r)^3} \dots + \frac{R_n}{(1+r)^n} \tag{6.3}$$

$$C = \sum_{i=1}^{n} \frac{R_i}{(1+r)^i} \tag{6.4}$$

جہاں، C سرمائے کی رسد قیمت اور $R_1, R_2, R_3, \dots R_n$ وغیرہ سرمائے سے حاصل شدہ سالانہ آمدنی ہے اور r وہ شرح کٹوتی ہے جو سرمائے سے متوقع سالانہ آمدنی کے حاصل جمع کو رسد قیمت کے مساوی کرتی ہو۔ لہذا، r سرمائے سے متوقع منافع یا سرمائے کی حاشیائی استعداد ہے۔ درج بالا مساوات سے درج ذیل مشاہدات سامنے آتے ہیں:

1. کسی بھی سرمائے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کا تخمینہ کیا جاسکتا ہے اگر ہمیں سرمائے کی رسد

[1] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money.* Macmillan Cambridge University Press.

قیمت اوراس کے پیداواری دورحیات کی متوقع سالانہ آمدنی کی قسطوں کا علم ہو۔

2. سرمائے کی حاشیائی استعداد کی قدر کا بازار شرح سود سے موازنہ کر کے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سرمایہ کاری کرنا منافع بخش ہوگا یا نہیں۔

3. سرمائے کی حاشیائی استعداد اور بازار شرحِ سود کے فرق سے ہمیں خالص متوقع شرحِ آمدنی (Net Expected Rate of Return) حاصل ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر سرمائے کی حاشیائی استعداد 10 فیصد ہو اور بازار شرحِ سود 6 فیصد ہو تو خالص متوقع شرحِ آمدنی 4 فیصد ہوگی۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے ایک مثال پر غور کریں۔ فرض کریں کہ ایک مشین پر سرمایہ کاری میں 3000 روپے لگتے ہیں اور یہ مشین دو سال کے لیے کارآمد ہے اس کے بعد مشین بے کار ہو جاتی ہے۔ فرض کریں کہ مشین سے پہلے سال میں 1100 روپے کی آمدنی ہوتی ہے اور دوسرے سال میں 2420 روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ ان قدروں کو درج بالا مساوات میں رکھنے پر:

$$C = \frac{R_1}{1+r} + \frac{R_2}{(1+r)^2}$$

$$3000 = \frac{1100}{1+r} + \frac{2420}{(1+r)^2}$$

درج بالا مساوات کو حل کرنے پر r کی قدر 10 فیصد آتی ہے۔ یعنی سرمائے کی حاشیائی استعداد 10 فیصد ہے۔ اگر r کی قدر کو درج بالا مساوات میں رکھیں تو رسد قیمت اور کٹوتی شدہ متوقع آمدنی مساوی ہوتی ہیں۔

$$3000 = \frac{1100}{1+0.10} + \frac{2420}{(1+0.10)^2}$$

$$3000 = \frac{1100}{1.10} + \frac{2420}{(1.10)^2}$$

$$3000 = 1000 + 2000 = 3000$$

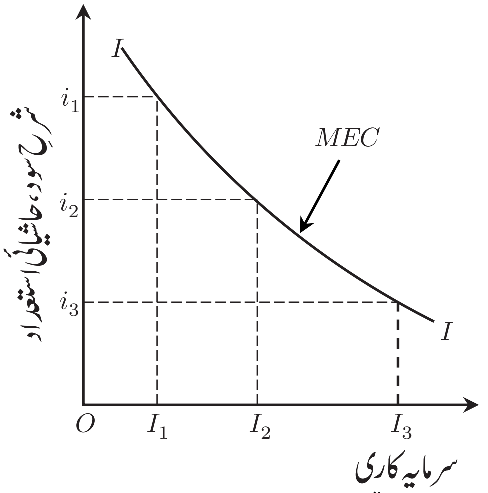

تصویر6.3: MEC اور سرمایہ کاری خط

اگر کسی معیشت میں تمام ممکنہ منصوبوں کو ان کی MEC کی نزولی ترتیب میں ترتیب دیا جائے تو سرمایہ کار ان منصوبوں پر سرمایہ کاری کریں گے جن کی حاشیائی استعداد شرح سود سے زیادہ ہو۔

سرمایہ کاری کی مقدار بڑھنے سے سرمائے کی حاشیائی استعداد میں کمی آتی ہے (جیسا کہ تصویر 6.3 میں دکھایا گیا ہے)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی سرمایہ کاری بہترین مواقع پر مرکوز ہوتی ہے اور آمدنی کی اعلیٰ شرح دیتی ہے۔ بعد کی سرمایہ کاری کم پیداواریت کی حامل ہوتی ہے اور بتدریج کم اور کم منافع دیتی ہے۔

کتنی مقدار میں سرمایہ کاری کی جائے گی اس کا انحصار نہ صرف متوقع منافع پر ہوتا ہے بلکہ سرمائے کی لاگت، یعنی شرح سود پر بھی ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری اس نقطے تک منافع بخش ہوگی جہاں سرمائے کی حاشیائی استعداد سرمائے کی لاگت کے برابر ہو۔ تصویر 6.3 دیکھا جاسکتا ہے کہ جب سرمایہ کاری OI_1 کے مساوی ہوگی تو حاشیائی استعداد i_1 ہوگی۔ جب سرمایہ کاری بڑھ کر OI_2 ہو جاتی ہے تو حاشیائی استعداد کم

ہو کر i_2 ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سرمایہ کاری کی OI_3 مقدار کی صورت میں حاشیائی استعداد i_3 ہو گی۔ توازنی سرمایہ کاری اس حاشیائی استعداد پر ہو گی جو شرح سود کے مساوی ہو۔ اس طرح اگر بازار شرح سود i_1 ہو گی تو ازنی سرمایہ کاری OI_1 ہو گی۔ اسی طرح اگر شرح سود i_2 ہو گی تو توازنی سرمایہ کاری OI_2 ہو گی۔ اگر بازار شرحِ سود کم ہو کر i_3 ہو جاتی ہے تو سرمایہ کاری بڑھ کر OI_3 ہو جاتی ہے۔ اس طرح، حاشیائی استعداد خط سرمایہ کاری خط کو دکھاتا ہے۔ سرمایہ کاری خط دکھاتا ہے کہ مختلف شرح سود پر سرمایہ کاری کی کیا مقدار ہو گی۔

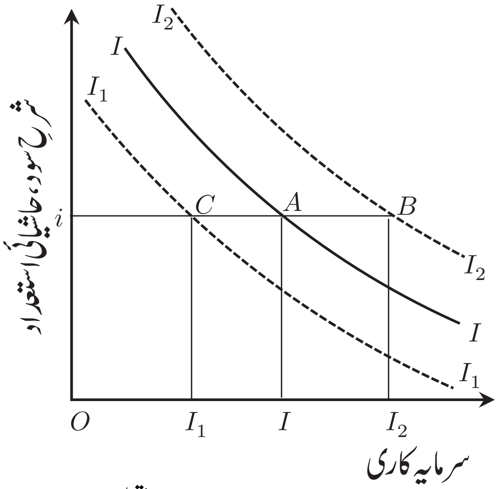

تصویر 6.4: سرمایہ کاری خط میں منتقلی

منافع سے متعلق توقعات میں تبدیلی سے سرمائے کی حاشیائی استعداد میں تبدیلی آتی ہے اور لہذا سرمایہ کاری خط میں منتقلی ہوتی ہے۔ اگر توقعات میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمایہ کاری خط داہنی جانب منتقل ہوتا ہے۔ یعنی دی گئی شرحِ سود پر پہلے کے مقابلے زیادہ سرمایہ کاری ہو گی۔ اس کے برعکس، اگر توقعات میں کمی آتی ہے تو سرمائے کی حاشیائی استعداد میں کمی ہو گی اور لہذا سرمایہ کاری خط بائیں جانب منتقل ہو گا۔ اس کو تصویر 6.4 میں دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں سرمایہ کاری خط II تھا اور OI مقدار میں سرمایہ کاری کی جارہی تھی۔ کیونکہ سرمایہ کاری کی اس مقدار پر حاشیائی استعداد اور شرح سود مساوی تھیں۔ اب اگر سرمایہ کار کی مستقبل میں منافع سے متعلق توقعات میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمائے کی حاشیائی استعداد میں اضافہ ہو گا یعنی شرحِ سود i پر سرمایہ کاری OI کی صورت میں حاشیائی استعداد بازار شرح سود سے زیادہ ہو گی۔ چونکہ حاشیائی استعداد شرحِ سود سے زیادہ ہو گی لہذا سرمایہ کار سرمایہ کاری میں اضافہ کرے گا اور سرمایہ کاری خط منتقل ہو کر I_2I_2 ہو جائے گا۔ اس خط پر شرح سود i پر سرمایہ کار نقطہ B پر توازن میں ہو گا اور OI_2 مقدار میں سرمایہ کاری کرے گا۔ اس کے برعکس، منافع سے متعلق توقعات میں کمی ہونے کی صورت میں حاشیائی استعداد میں کمی ہو گی اور سرمایہ کاری خط منتقل ہو کر I_1I_1 ہو جائے گا۔ اس صورت میں شرحِ سود i پر سرمایہ کار OI_1 مقدار میں سرمایہ کاری کرے گا۔

6.5.2 سرمائے کی حاشیائی استعداد کے عوامل (Factors of Marginal Efficiency of Capital)

سرمائے کی حاشیائی استعداد پر قلیل مدتی عوامل اور طویل مدتی عوامل دونوں اثر انداز ہوتے ہیں۔ قلیل مدتی وہ عارضی عوامل اور تجارتی چکر کے اثرات ہیں جو منافع کی موجودہ متوقع شرح کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کے برعکس طویل مدتی عوامل وہ بنیادی یا ساختیاتی عوامل ہیں جو معیشت کی مجموعی پیداواری صلاحیت اور منافع کو متاثر کرتے ہیں۔

قلیل مدتی عوامل

1. **متوقع طلب:** اگر مستقبل میں مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہونے کی امید ہو گی تو حاشیائی استعداد میں اضافہ ہو گا اور اگر مستقبل میں مصنوعات کی طلب میں کمی متوقع ہو گی تو حاشیائی استعداد کم ہو گی۔

2. **لاگت اور قیمتیں:** اگر لاگتوں میں کمی کی توقع ہوتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ متوقع ہوتا ہے تو سرمائے کی حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر لاگتوں میں اضافے اور قیمتوں میں کمی کی توقع ہوتی ہے تو حاشیائی استعداد میں کمی ہوتی ہے۔

3. **حاشیائی میلانِ صرف:** حاشیائی میلانِ صرف جتنا زیادہ ہوگا سرمایہ کاری اتنی زیادہ ہوگی۔

4. **آمدنی میں تبدیلی:** آمدنی کی سطح میں اضافے سے حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوگا جبکہ آمدنی کی سطح میں کمی سے حاشیائی استعداد میں کمی ہوگی۔

5. **اعتماد کی سطح:** رجائیت کے دور میں سرمایہ کار زیادہ منافع کی توقع کرتے ہیں اور لہذا حاشیائی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس قنوطیت کے دور میں سرمایہ کار منافع کی کم امید رکھتے ہیں اور لہذا حاشیائی استعداد کم ہوتی ہے۔

طویل مدتی عوامل

1. **آبادی میں اضافہ:** تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کا مطلب ہے تمام قسم کی اشیا و خدمات کی طلب میں اضافہ۔ جس کا نتیجہ سرمائے کی حاشیائی استعداد میں اضافے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس کے برعکس، آبادی میں کمی سے اشیا و خدمات کی طلب میں کمی آتی ہے اور لہذا حاشیائی استعداد میں کمی آتی ہے۔

2. **نئے علاقوں کی ترقی:** جب کوئی نیا علاقہ بنتا ہے تو تمام شعبوں جیسے زراعت، صنعت، بجلی، مکان وغیرہ میں بھاری سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔

3. **تکنیکی عوامل:** نئی ایجاد یا دریافت صنعتی اداروں میں نئی مشینری کی تنصیب کی ضرورت پیدا کرتی ہے اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

4. **صنعت کی پیداواری صلاحیت:** اگر موجودہ صلاحیت کو مکمل طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو پھر طلب میں مزید اضافے کو نئے سرمائے کے آلات پر نئی سرمایہ کاری کرکے پورا کیا جائے گا۔

5. **موجودہ سرمایہ کاری کی سطح:** اگر سرمایہ کاری کی موجودہ سطح پہلے سے ہی زیادہ ہے تو مزید سرمایہ کاری کی گنجائش کم ہوگی۔

6.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- سرمایہ کاری کے معنی بیان کرسکیں۔
- سرمایہ کاری کی قسمیں بیان کرسکیں۔
- سرمایہ کاری کے عوامل کو بیان کرسکیں۔
- کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کی وضاحت کرسکیں۔

6.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

6.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. سرمایہ کاری کا تعین کرنے والا عامل کون سا ہے؟

(a) سرمائے کی حاشیائی استعداد
(b) شرحِ سود
(c) (a) اور (b) دونوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں

2. ان میں سے کون سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنے گا؟

(a) سود کی کم شرح
(b) کم قومی آمدنی کی توقعات
(c) حاشیائی میلانِ صرف میں کمی
(d) درج بالا سبھی

3. شرح سود میں اضافے سے:

(a) پس اندازی میں کمی ہو گی
(b) کرنسی کی بیرونی قدر میں کمی ہو گی
(c) سرمایہ کاری خط میں منتقلی ہو گی
(d) سرمایہ کاری خط پر حرکت ہو گی

4. منافع بیش ترین کرنے والی فرم اس مقدار میں سرمایہ کاری کرے گی جس پر:

(a) قرض لینے کی لاگت سرمائے کی حاشیائی استعداد کے برابر ہو
(b) قرض لینے کی لاگت سرمائے کی حاشیائی استعداد سے کم ہو
(c) قرض لینے کی لاگت سرمائے کی حاشیائی استعداد سے زیادہ ہو
(d) قرض لینے کی لاگت حاشیائی میلانِ صرف کے مساوی ہو

5. تابع سرمایہ کاری منحصر ہوتی ہے:

(a) قیمت کی سطح اور شرح سود پر
(b) آمدنی کی سطح اور شرح سود پر
(c) روزگار کی سطح اور اجرت کی شرح پر
(d) قیمت کی سطح اور اجرت کی شرح پر

6. سرمایہ کاری میں اضافے سے سرمائے کی حاشیائی استعداد:

(a) زیادہ ہوتی ہے
(b) کم ہوتی ہے
(c) مستقل رہتی ہے
(d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

7. مندرجہ ذیل میں سے کون حقیقی سرمایہ کاری ہے؟

(a) شیئر کی خریداری
(b) پرانی فیکٹری کی خریداری
(c) عمارتوں کی تعمیر
(d) بینک میں ڈپازٹ اکاؤنٹ کھولنا

8. اگر بازار شرحِ سود 8 فیصد ہے جبکہ سرمائے کی حاشیائی استعداد 6 فیصد ہے۔ سرمائے کی خالص حاشیائی استعداد ہو گی:

(a) 2 فیصد (b) 14 فیصد

(c) -2 فیصد (d) 6 فیصد

9. درج ذیل میں کون سرمائے کی حاشیائی استعداد میں اضافے کا سبب بنے گا؟

(a) تکنیکی پیش رفت (b) اشیا و خدمات کی طلب میں اضافہ

(c) آبادی میں اضافہ (d) درج بالا سبھی

10. سرمائے کی حاشیائی استعداد میں اضافے سے:

(a) سرمایہ کاری خط داہنی جانب منتقل ہو گا (b) سرمایہ کاری خط بائیں جانب منتقل ہو گا

(c) سرمایہ کاری خط پر اوپر کو حرکت ہو گی (d) سرمایہ کاری خط پر نیچے کو حرکت ہو گی

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	c	a	d	a	b	b	c	c	d	a

6.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. سرمایہ کاری کسے کہتے ہیں؟ مالیاتی سرمایہ کاری اور حقیقی سرمایہ کاری میں کیا فرق ہے؟
2. مقررہ سرمایہ کاری کسے کہتے ہیں؟
3. موجودات میں سرمایہ کاری کی وضاحت کریں۔
4. سرمایہ کاری اور بازار شرحِ سود کے مابین تعلق کی وضاحت کریں۔
5. ایک سرمائے کی قیمت خرید 427.02 روپے ہے۔ اس سے پانچ سال تک سالانہ 100 روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ سرمائے کی حاشیائی استعداد کا حساب کریں۔

6.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. سرمایہ کاری کی مختلف اقسام کی وضاحت کریں
2. سرمائے کی حاشیائی استعداد کو تفصیل سے بیان کریں۔
3. کینز کے سرمایہ کاری کے نظریے کو بیان کریں۔

اکائی 7: ضارب کا تصور

(Concept of Multiplier)

اکائی کے اجزا:

7.0 تمہید(Introduction)

7.1 مقاصد(Objectives)

7.2 ضارب سرمایہ کاری(Investment Multiplier)

7.2.1 ضارب کا اشتقاق(Derivation of Multiplier)

7.2.2 ضارب کے مفروضات(Assumptions of Multiplier)

7.2.3 ضارب کا طریق کار(Working of the Multiplier)

7.2.4 ضارب کی اہمیت(Importance of Multiplier)

7.2.5 ضارب کے اثر میں رساؤ(Leakages in Multiplier Effect)

7.2.6 نظریہ ضارب پر تنقید(Criticism of Theory of Multiplier)

7.3 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

7.4 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

7.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

7.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

7.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

7.0 تمہید (Introduction)

ضارب ایسا عامل ہے جو کسی اور شے یا متغیر کی بنیادی قدر کو بڑھاتا ہے۔ مثال کے طور پر ضارب 2 بنیادی عدد کی قدر کو دوگنا کرتا ہے، ضارب 3 بنیادی عدد کی قدر تین گنا کرتا ہے اور ضارب 0.5 بنیادی عدد کی قدر نصف کرتا ہے۔ جب ہم معاشیات میں ضارب کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد ایسا معاشی عامل ہوتا ہے جس کے بڑھنے / گھٹنے پر یا اس میں تبدیلی آنے پر متعلقہ معاشی متغیرات میں اضافہ / کمی یا تبدیلی ہوتی ہے۔ معاشیات میں ضارب کا تصور سب سے پہلے ایف۔ اے۔ کاہن (A. F. Kahn) نے استعمال کیا تھا۔ کاہن

نے ضارب کا تصور سرمایہ کاری اور روز گار کے حوالے سے استعمال کیا اور دکھایا کہ کیسے سرمایہ کاری میں تبدیلی سے روز گار میں تبدیلی آتی ہے۔ کاہن نے اسے ضاربِ ملازمت (Employment Multiplier) کا نام دیا۔ بعد میں کینز نے اس تصور کو سرمایہ کاری اور آمدنی کے حوالے سے استعمال کیا اور اسے ضاربِ سرمایہ کاری (Investment Multiplier) یا ضاربِ آمدنی (Income Multiplier) کا نام دیا۔ ضارب کے اور بھی کئی تصورات ہیں لیکن اس اکائی میں ہم کینز کے دیے گئے ضارب کے تصور پر تبصرہ کریں گے۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینز کے نظریہ ضارب کی وضاحت کرنا۔
- کینز کے نظریہ ضارب کے اشتقاق کی وضاحت کرنا۔
- ضارب کے تصور کی اہمیت بیان کرنا۔
- ضارب کے عمل میں مختلف رساؤ کو بیان کرنا۔

7.2 ضارب سرمایہ کاری (Investment Multiplier)

کینز کے آمدنی اور روز گار کے نظریے میں ضارب بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کینز کے مطابق سرمایہ کاری میں اضافہ قومی آمدنی میں تناسب سے زیادہ (یعنی کئی گنا) اضافے کا سبب بنتا ہے۔ ضارب کی قدر جتنی زیادہ ہوگی، سرمایہ کاری میں اضافہ اتنا ہی زیادہ معیشت کی آمدنی میں اضافے کا سبب بنے گا۔ مثال کے طور پر اگر معیشت میں 1000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوتی ہے تو ضارب کے مطابق معیشت کی آمدنی صرف 1000 کروڑ روپے سے نہیں بڑھے گی بلکہ ضارب کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے آمدنی میں 1000 کروڑ کا کئی گنا اضافہ ہوگا۔ اگر ضارب 4 ہے تو 1000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری سے آمدنی میں 4000 کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا ($4000 = 1000 \times 4$)۔ اسی طرح، اگر سرمایہ کاری میں 100 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں 300 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو ضارب 3 ہوگا ($3 = \frac{300}{100}$)۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے فرض کریں کہ حکومت پبلک لائبریری بنانے کے لیے 100 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کرتی ہے۔ اس کے لیے حکومت اس پروجیکٹ میں کام کرنے والے مزدوروں، معماروں، ٹھیکہ داروں یا سازوسامان فراہم کرنے والوں کو 100 کروڑ روپے کے برابر معاوضے ادا کرے گی جو ان افراد کی آمدنی ہوگی۔ یہ افراد اس اضافی آمدنی کا بڑا حصہ اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کریں گے۔ فرض کریں کہ ان افراد کی MPC کی قدر 0.8 یا 80 فیصد ہے۔ لہذا، یہ افراد 100 کروڑ اضافی آمدنی کا 80 فیصد یعنی 80 کروڑ روپے اشیا و خدمات کی فروخت میں لگادیں گے۔ جن افراد سے یہ اشیا و خدمات خریدیں گے ان کو 80 کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔ یہ افراد بھی اپنی اس آمدنی کو ان کی MPC کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کریں گے۔ مان لیں کہ ان کی MPC کی قدر بھی 80 فیصد ہے، لہذا وہ 80 کروڑ اضافی آمدنی کا 80 فیصد یعنی 64 کروڑ روپے اشیا و خدمات کی خرید میں لگادیں گے۔ جن سے یہ اشیا خریدیں گے ان کی آمدنی میں 64 کروڑ کا اضافہ ہوگا۔ وہ بھی

اپنی MPC پر منحصر ہوتے ہوئے اس آمدنی کا کچھ حصہ اشیا کی خرید پر لگائیں گے جس سے دوسروں کی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ اس طرح کا سلسلہ چلتا رہے گا اور لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن آمدنی میں ہر اضافی اضافہ بتدریج کم ہوتا جائے گا کیونکہ ہر مرحلے میں آمدنی کے ایک حصے کو پس انداز کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح، ہم دیکھتے ہیں کہ آمدنی میں صِرف 100 کروڑ روپے کا اضافہ نہیں ہو گا بلکہ 100 کروڑ کا کئی گنا اضافہ ہو گا۔

اوپر کی تفصیل کے بعد ضارب کی تعریف سمجھنا آسان ہو گا۔ کینز کے مطابق "... جب سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا تو آمدنی میں اس مقدار میں اضافہ ہو گا جو سرمائے میں اضافے کا K گنا ہو گا"[1] یعنی $\Delta Y = K.\Delta I$۔ دوسرے لفظوں میں ضاربِ سرمایہ کاری ایسا ضریب (Coefficient) ہے جو سرمایہ کاری میں اضافے اور آمدنی میں اضافے کے مابین نسبت دکھاتا ہے۔ اگر K ضارب ہے، ΔY آمدنی Y میں تبدیلی اور ΔI سرمایہ کاری I میں تبدیلی ہے تو علامتی زبان میں ضارب K ہو گا:

$$K = \frac{\Delta Y}{\Delta I} \tag{7.1}$$

7.2.1 ضارب کا اشتقاق (Derivation of Multiplier)

اوپر کی مثال سے آپ اندازہ کر چکے ہوں گے کہ ضارب کی قدر میں حاشیائی میلانِ صرف اہم کردار ادا کرتا ہے۔ آیئے اب ضارب کے الجبرائی فارمولے کا اشتقاق کریں۔ ایک سادہ معیشت جس میں صِرف دو سیکٹر یا شعبے ہوں (صارفین اور فرم)، اس کی آمدنی Y کو یا تو اشیائے صَرف (C) میں لگایا جائے گا یا سرمایہ کاری (I) میں اس طرح کہ مجموعی اخراجات (Aggregate Expenditure) مجموعی قومی آمدنی (National Income) کے مساوی ہوں گے۔ یعنی

$$Y = C + I \tag{7.2}$$

تبدیلی کے ساتھ درج بالا مساوات کو لکھا جا سکتا ہے:

$$\Delta Y = \Delta C + \Delta I \tag{7.3}$$

کینز کے دو سیکٹر نمونے میں سرمایہ کاری کو مستقل فرض کیا جاتا ہے یعنی آمدنی میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں تبدیلی نہیں ہوتی جبکہ صَرف کو آمدنی کا تفاعل فرض کیا جاتا ہے یعنی آمدنی میں تبدیلی سے صَرف میں تبدیلی آتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کینز کے تفاعلِ صَرف کی مساوات ($C = a + bY$) ہوتی ہے جس میں a مستقلہ یا مستقل صرف ہے اور b تفاعل صرف کا ڈھلان یا حاشیائی میلانِ صرف ہے۔ اس طرح

$$\Delta C = \Delta(a + bY)$$
$$\Delta C = +\Delta bY$$

چونکہ a اور b دونوں مستقل ہیں لہذا ان میں تبدیلی صفر ہو گی۔ لہذا Δa صفر ہو گا اور اس طرح درج بالا مساوات ہو گی:

$$\Delta C = b\Delta Y$$

[1] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money.* London: Macmillan, Page: 115

ΔC کو مساوات (7.3) میں رکھنے پر

$$\Delta Y = b\Delta Y + \Delta I$$
$$\Delta Y - b\Delta Y = \Delta I$$
$$\Delta Y(1-b) = \Delta I$$
$$\Delta Y = \frac{1}{1-b}\Delta I \tag{7.4}$$

یہ مساوات کہتی ہے کہ سرمایہ کاری میں ΔI کی تبدیلی سے آمدنی میں $\frac{1}{1-b}$ اور ΔI کے حاصل ضرب کے مساوی ہو گی۔ جانبین کو ΔI سے تقسیم کرنے پر:

$$\frac{\Delta Y}{\Delta I} = \frac{1}{1-b} \tag{7.5}$$

چونکہ b حاشیائی میلان صرف (MPC) ہے، اور $(1 - MPC)$ حاشیائی میلان بچت (MPS) کے مساوی ہوتا ہے، لہذا:

$$\frac{\Delta Y}{\Delta I} = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{MPS} \tag{7.6}$$

اگر آمدنی (ΔY) میں تبدیلی اور سرمایہ کاری میں تبدیلی (ΔI) کے تناسب $(\frac{\Delta Y}{\Delta I})$ کو K کہیں تو:

$$K = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{MPS} \tag{7.7}$$

متبادلاً، ضارب کا اشتقاق درج ذیل طریقے سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

ایک سادہ معیشت جس میں صرف دو سیکٹر ہوں (صارفین اور فرم)، اس کی آمدنی Y کو یا تو اشیائے صرف میں لگایا جائے گا یا سرمایہ کاری میں اس طرح کہ مجموعی اخراجات مجموعی آمدنی کے مساوی ہوں گے۔ یعنی:

$$Y = C + I \tag{7.2}$$

مساوات (7.2) میں سرمایہ کاری مستقل ہے اور صَرف آمدنی پر منحصر ہوتا ہے جس کی مساوات ہے:

$$C = a + bY \tag{5.1}$$

مساوات (5.1) کو مساوات (7.2) میں رکھنے پر۔

$$Y = (a + bY) + I$$
$$Y - bY = a + I$$
$$Y(1-b) = a + I$$
$$Y = \frac{a+I}{1-b} \tag{7.8}$$

اگر مستقل سرمایہ کاری I میں ΔI مقدار میں اضافہ ہو گا تو مجموعی سرمایہ کاری $I + \Delta I$ کے مساوی ہو جائے گی۔ نتیجے میں آمدنی بھی تبدیل ہو کر $Y + \Delta Y$ ہو جائے گی۔ لہذا

$$Y + \Delta Y = a + b(Y + \Delta Y) + I + \Delta I$$
$$Y + \Delta Y = a + bY + b\Delta Y + I + \Delta I$$

$$Y - bY + \Delta Y - b\Delta Y = a + I + \Delta I$$
$$Y(1-b) + \Delta Y(1-b) = a + I + \Delta I$$
$$(Y + \Delta Y)(1-b) = a + I + \Delta I$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + I + \Delta I}{1-b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a + I}{1-b} + \frac{\Delta I}{1-b} \tag{7.9}$$

مساوات (7.8) کو مساوات (7.9) سے منہا کرنے پر:

$$Y + \Delta Y - Y = \left[\frac{a+I}{1-b} + \frac{\Delta I}{1-b}\right] - \left[\frac{a+I}{1-b}\right]$$
$$\Delta Y = \frac{\Delta I}{1-b}$$
$$\frac{\Delta Y}{\Delta I} = \frac{1}{1-b} = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{MPS}$$

ضارب کی قدر بتاتی ہے کہ مستقل سرمایہ کاری میں ایک اکائی (مثلاً 1 روپے کی) تبدیلی آنے پر آمدنی میں کتنی اکائیوں (روپوں) کی تبدیلی آئے گی۔ ضارب کی قدر $\frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{MPS}$ کے مساوی ہوگی۔ اس مساوات سے دیکھا جاسکتا ہے کہ اگر حاشیائی میلان صرف یا حاشیائی میلان بچت کسی ایک کی بھی قدر معلوم ہو تو ضارب کی قدر کا حساب کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر MPC کی قدر 0.5 ہو تو ضارب 2 ہوگا۔ اگر MPS کی قدر 0.25 ہو تو ضارب 4 ہوگا۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ MPC اور MPS کی قدر ہمیشہ ایک اور صفر کے درمیان ہوتی ہے۔ MPC کی قدر 1 ہونے کا مطلب ہوگا کہ اضافی آمدنی کا سو فیصد حصہ خرچ کر دیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ضارب لامحدود ہوگا یعنی سرمایہ کاری میں ایک اکائی کے اضافے سے آمدنی میں لامحدود اضافہ ہوگا ($K = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{1-1} = \frac{1}{0} = \infty$)۔ اس کے برعکس اگر MPC کی قدر صفر ہو، یعنی اضافی آمدنی کا سو فیصد حصہ پس انداز کر لیا جاتا ہو تو ضارب کی قدر 1 ہوگی ($K = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{1-0} = \frac{1}{1} = 1$)۔ حقیقی دنیا میں MPC کی قدر نہ تو 1 ہوتی ہے اور نہ صفر ہوتی ہے۔ لہٰذا، ضارب کی قدر 1 اور لامحدود (∞) کے درمیان ہوتی ہے ($1 < K < \infty$)۔

7.2.2 ضارب کے مفروضات (Assumptions of Multiplier)

ضارِب سرمایہ کاری کا نظریہ درج ذیل مفروضات پر مبنی ہے۔

1. مستقل سرمایہ کاری میں تبدیلی آتی ہے اور تابع سرمایہ کاری صفر ہے۔
2. آمدنی اور صرف میں اضافے کے اس عمل میں MPC کی قدر میں تبدیلی نہیں آتی۔
3. صَرف آمدنی کا تفاعل ہے۔ یعنی آمدنی میں تبدیلی سے صَرف میں تبدیلی آتی ہے۔
4. ضارب کے عمل میں وقت کا وقفہ نہیں ہوتا یعنی سرمایہ کاری میں اضافے سے آمدنی اور صرف میں فوراً اضافہ ہوتا ہے۔
5. پیداوار بازار میں اضافی گنجائش موجود (Excess Capacity) ہے اس طرح کہ مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہونے پر ان کی

پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اگر پیداوار بازار میں اضافی گنجائش نہیں ہوگی تو سرمایہ کاری میں اضافے سے قیمتوں میں اضافہ ہوگا افراد کی حقیقی آمدنی میں اضافہ نہیں ہوگا۔

6. معیشت، بند معیشت ہے یعنی برآمد و درآمد کا وجود نہیں۔ اگر معیشت بند معیشت نہیں ہوگی تو اضافی آمدنی کا کچھ حصہ بیرون ملک کی اشیا پر خرچ ہوگا جس سے بیرون ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ اس سے ضارب کی قدر میں کمی آئے گی۔

7. ضارب کے عمل سے نہ صرف زری آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ حقیقی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، سرمایہ کاری میں اضافے سے نہ صرف لوگوں کی زری آمدنی بڑھتی ہے بلکہ معیشت میں اشیا و خدمات کی پیداوار بھی بڑھتی ہے۔ زری آمدنی میں جتنا اضافہ ہوا اسی کے بقدر اشیا و خدمات کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے جس سے قیمتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

7.2.3 ضارب کا طریق کار (Working of the Multiplier)

ضارب کا آمدنی پر اثر مثبت اور منفی دونوں ہوتا ہے۔ مثبت اثر میں سرمایہ کاری میں اضافے سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے جس سے آمدنی پیدا ہوتی ہے اور نتیجۃً صرف میں اضافہ ہوتا۔ یہ عمل ایک گھٹتے ہوئے سلسلے میں جاری رہتا ہے یہاں تک کہ آمدنی اور صرف میں کوئی اضافہ ممکن نہیں ہوتا۔ فرض کریں کہ معیشت کا حاشیائی میلان صرف 0.8 ہے اور سرمایہ کاری میں 1000 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس اضافے سے پہلے مرحلے میں آمدنی میں بھی 1000 کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا۔ اس اضافی آمدنی کا 80 فیصد یعنی 800 کروڑ روپوں کو اشیا و خدمات پر خرچ کر دیا جائے گا اور 20 فیصد یعنی 200 کروڑ روپے پس انداز کر لیے جائیں گے۔ 800 کروڑ روپے کا صرف ان افراد کی آمدنی میں 800 کروڑ روپے کے اضافے کا باعث بنے گا جن سے اشیا و خدمات خریدی گئی تھیں۔ وہ بھی اپنی آمدنی کا 80 فیصد یعنی 640 کروڑ روپے خرچ کریں گے اور 20 فیصد یعنی 160 کروڑ روپے پس انداز کریں گے۔ جدول 7.1 میں اس سلسلے کو دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ ہر اگلے مرحلے میں آمدنی اور صرف میں اضافے کی مقدار کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ عمل تب تک جاری رہے گا جب تک آمدنی اور صرف میں اضافہ صفر نہ ہو جائے۔

جدول 7.1: ضارب کا طریقہ کار

مرحلہ	سرمایہ کاری میں اضافہ (I)	آمدنی میں اضافہ (ΔY)	صرف میں اضافہ (ΔC)	بچت میں اضافہ (ΔS)
1	1000	1000	800	200
2	1000	800	640	160
3	1000	640	512	128
4	1000	512	409.6	102.4
5	1000	409.6	327.68	81.92
دیگر تمام مراحل	1000	1638.4	1310.72	327.68
کل	**1000**	**5000**	**4000**	**1000**

آمدنی میں کل اضافہ $K\Delta I$ کے مساوی ہوگا جہاں K کی قدر 5 ہے: $K = \frac{1}{1-MPC} = \frac{1}{1-0.8} = 5$

اس طرح آمدنی میں کل اضافہ ہوگا: $\Delta Y = K.\Delta I = 5 \times 1000 = 5000$

اسی طرح صرف میں کل اضافہ ہوگا: $MPC.\,\Delta Y = 0.8 \times 5000 = 4000$

بچت میں اضافہ ہوگا: $\Delta Y - \Delta C = 5000 - 4000 = 1000$

مندرجہ بالا مثال میں ضارب کا مثبت اثر دکھایا گیا ہے۔ تاہم، اگر سرمایہ کاری میں اضافے کے بجائے کمی ہوتی ہے، تو ضارب کا آمدنی اور صرف پر منفی اثر پڑتا۔ سرمایہ کاری میں کمی آمدنی اور صرف میں کمی کا باعث بنے گی۔ آمدنی میں کمی ضارب کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے سرمایہ کاری میں کمی کا کئی گنا ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر MPC کی قدر 0.8 ہے اور سرمایہ کاری میں 1000 کروڑ روپے کی کمی ہوتی ہے تو آمدنی 5000 کروڑ روپے کم ہو جائے گی اور صرف 4000 کروڑ روپے کم ہو جائے گا۔

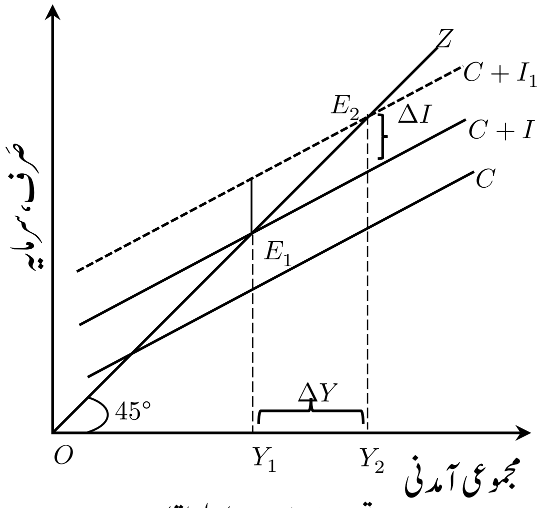

تصویر 7.2: ضارب کا طریق کار

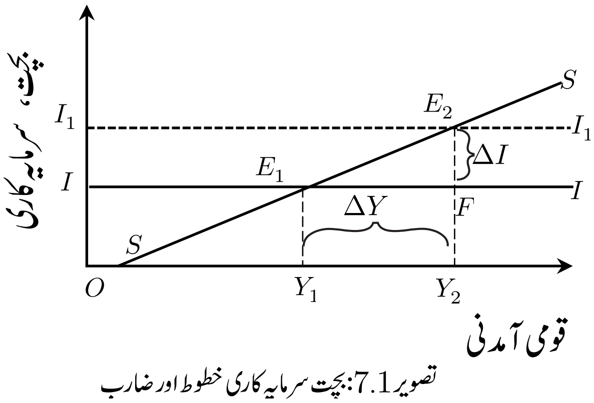

تصویر 7.1: بچت سرمایہ کاری خطوط اور ضارب

ضارب کے عمل کو تصویر 7.1 کی مدد سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ آگے آپ تفصیل سے بڑھیں گے توازن آمدنی کی اس سطح پر قائم ہوتا ہے جہاں مجموعی طلب (Aggregate Demand) اور مجموعی رسد (Aggregate Supply) یا قومی آمدنی مساوی ہوں۔ تصویر میں C خط تفاعل صرف خط ہے اور $C+I$ خط مجموعی طلب خط ہے جبکہ Z خط 45 ڈگری کا زاویہ بناتا آمدنی خط ہے جس کے ہر نقطے پر قومی آمدنی مجموعی طلب کے مساوی ہوگی۔ مجموعی طلب خط آمدنی خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوتی ہے۔ سرمایہ کاری میں ΔI کے مساوی تبدیلی آنے سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر $C+I_1$ ہو جاتا ہے اور آمدنی خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے۔ اس نقطے پر توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ سرمایہ کاری میں ΔI کی تبدیلی سے آمدنی میں ΔY کی تبدیلی آئی۔

بچت-سرمایہ کاری خطوط سے بھی ضارب کے عمل کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ تصویر 7.2 پر غور کریں۔ تصویر میں SS خط اور II خط بچت خط اور سرمایہ کاری خط ہیں۔ جیسا کہ آگے آپ تفصیل سے بڑھیں گے، توازنی آمدنی اس نقطے پر متعین ہوتی ہے جہاں بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہوتے ہیں۔ اس طرح نقطہ E_1 سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوگی۔ فرض کریں کہ سرمایہ کاری میں ΔI کا اضافہ ہوتا ہے جس سے نیا سرمایہ کاری خط I_1I_1 ہو جاتا ہے اور بچت خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے جس سے نئی توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ آمدنی میں تبدیلی سرمایہ کاری میں تبدیلی سے کئی گنا زیادہ ہے۔

مثال 1: ایک معیشت میں سرمایہ کاری میں 1000 روپے کے اضافے سے آمدنی میں 10000 روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس معیشت کے

ضارب سرمایہ کاری اور حاشیائی میلانِ صرف کا حساب کریں۔

حل: ضاربِ سرمایہ کاری ہوتا ہے:

$$K = \frac{\Delta Y}{\Delta I}$$

$$K = \frac{10000}{1000} = 10$$

ہم جانتے ہیں:

$$K = \frac{1}{1-MPC}$$

$$10 = \frac{1}{1-MPC}$$

$$1-MPC = \frac{1}{10}$$

$$MPC = 0.9$$

ضاربِ سرمایہ کاری 10 ہو گا اور حاشیائی میلانِ صرف 0.9 ہو گا۔

مثال 2: ایک معیشت کا تفاعلِ بچت $(S = -200 + 0.25Y)$ ہے۔ معیشت توازن میں ہوتی ہے جب اس کی مجموعی آمدنی 2000 روپے ہو۔ اس معیشت کے لیے درج ذیل کا حساب کریں: (1) توازن کی حالت میں سرمایہ کاری کے اخراجات، (2) مستقل صرف، (3) ضاربِ سرمایہ کاری

حل: (1) معیشت کے توازن کی صورت میں معیشت کی بچت ہو گی:

$$S = -200 + 0.25Y$$

$$S = -200 + 0.25 \times 2000$$

$$S = -200 + 0.25Y = 300$$

چونکہ توازن میں سرمایہ کاری اور بچت مساوی ہوتی ہیں لہذا، معیشت میں سرمایہ کاری کے اخراجات 300 ہوں گے۔

(2) معیشت کا تفاعلِ صرف ہو گا:

$$C = Y - S$$

$$C = Y - (-200 + 0.25Y)$$

$$C = 200 + 0.75Y$$

مستقل صرف، صرف کی وہ مقدار ہے جو قومی آمدنی سے آزاد ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں صرف کی وہ مقدار جب قومی آمدنی صفر ہو۔ لہذا درج بالا مساوات کے مطابق مستقل صرف 200 ہو گا۔

(3) معیشت کا ضاربِ سرمایہ کاری ہو گا:

$$K = \frac{1}{s} = \frac{1}{0.25} = 4$$

7.2.4 ضارب کی اہمیت (Importance of Multiplier)

کینز کے نظریہ تعین آمدنی وروزگار میں ضارب انتہائی اہم تصور ہے۔ اس کی اہمیت درج ذیل نقاط سے سمجھی جا سکتی ہے۔

1. سرمایہ کاری (Investment)

ضارب کا تصور آمدنی اور روزگار کے تعین میں سرمایہ کاری کی اہمیت کی وضاحت کرتا ہے۔ چونکہ کینز کے نظریے میں قلیل مدتی تفاعل صَرف تقریباً مستحکم ہوتا ہے، لہذا، آمدنی و روزگار میں ہونے والے اتار چڑھاؤ سرمایہ کاری میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ سرمایہ کاری میں اضافہ ہونے سے ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی اور روزگار میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح، سرمایہ کاری میں کمی ہونے پر آمدنی وروزگار میں کمی آتی ہے۔

2. کاروباری چکر (Business Cycle)

معیشت میں ہونے والے کاروباری چکر کی وضاحت بھی ضارب کے عمل سے کی جاسکتی ہے۔ ضارب وضاحت کرتا ہے کہ کیوں معیشت میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ جب معیشت میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے قومی آمدنی پر متعدد اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے معیشت تیزی سے اوپر کی طرف حرکت کرتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر کن ہی وجوہات کی بنا پر سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے تو ضارب کے عملِ ضرب کی وجہ سے پیداوار اور روزگار میں ضارب کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے کئی گنا کمی آتی ہے جس سے معیشت نیچے کی جانب حرکت کرتی ہے اور کساد بازاری کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

3. زری پالیسی اور مالیاتی پالیسی (Monetary Policy and Fiscal Policy)

معاشیاتی اور مالیاتی پالیسی کے میدان میں بھی ضارب کا نظریہ عملی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ معیشت کو کساد بازاری سے نکالنے اور مکمل روزگار کی حالت کے حصول سے متعلق پالیسیوں کی تشکیل میں حکومت کی مدد کرسکتا ہے۔ کساد بازاری اور بے روزگاری کے مسئلے کو ختم کرنے میں ضارب کے نظریے کے مطابق عوامی کاموں میں سرمایہ کاری اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سڑکوں کی تعمیر، ہسپتالوں، اسکولوں، آبپاشی کی سہولیات کی تعمیر جیسے عوامی کاموں میں عوامی سرمایہ کاری سے مجموعی طلب میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ آمدنی اور طلب میں کئی گنا اضافہ نجی سرمایہ کاری میں بھی اضافے کا سبب بنے گا۔ اس طرح، نجی سرمایہ کاری میں کمی سے جو کساد بازاری اور بے روزگاری کی صورت پیدا ہوئی تھی اس کا ازالہ ہوجائے گا اور معیشت میں مکمل روزگار کی حالت بحال ہوجائے گی۔

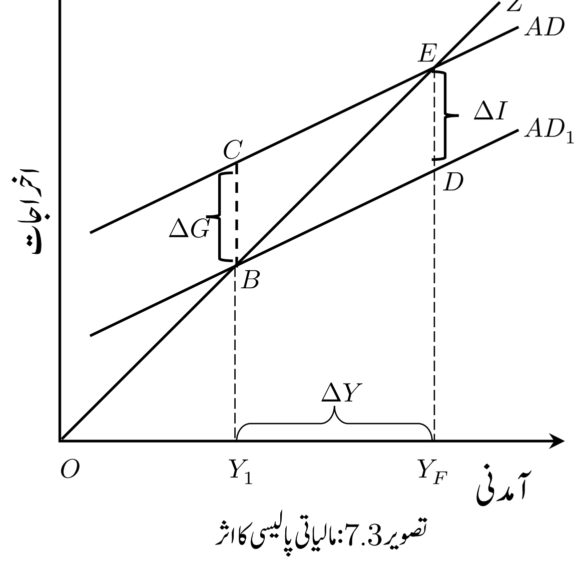

تصویر 7.3: مالیاتی پالیسی کا اثر

تصویر 7.3 میں کساد بازاری اور معاشی بحران سے نپٹنے کے لیے حکومت کی مالیاتی پالیسی کے اثرات کی وضاحت کی گئی ہے۔ فرض کریں کہ معیشت کی ممکنہ آمدنی یا پیداوار OY_F ہے۔ یعنی معیشت مکمل روزگار کی صورت میں OY_F مقدار میں پیداوار کرسکتی ہے۔ اس مقدار میں پیداوار پیدا کرنے پر پیداوار کے تمام عوامل کو روزگار ملے گا اور معیشت میں کوئی بے روزگاری نہیں ہوگی۔ فرض کریں کہ معیشت کا

مجموعی طلب خط AD ہے جو آمدنی خط OZ کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی حقیقی آمدنی OY_F متعین ہوتی ہے۔ حقیقی آمدنی OY_F ہونے کا مطلب ہے کہ معیشت میں تمام افراد و وسائل باروزگار ہیں۔ اب فرض کریں کہ کن ہی وجوہات کی بنا پر، مثلاً، منافع کی توقع میں کمی کی وجہ سے سرمایہ کاری میں ΔI یا ED کی کمی آتی ہے جس کی وجہ سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ مجموعی طلب میں کمی آنے سے آمدنی کم ہو کر OY_1 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ سرمایہ کاری میں ΔI کی کمی سے آمدنی میں ضارب کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے کئی گنا کمی ہو گی۔ آمدنی OY_1 کا مطلب ہے کہ معیشت میں کساد بازاری کا عالم ہے۔ پیداکاروں کے پاس اشیا کا ذخیرہ تو ہے لیکن ان اشیا کی طلب نہ ہونے کی وجہ سے یہ فروخت نہیں ہو رہی ہیں۔ اس سے بے روزگاری اور اضافی گنجائش کی صورت پیدا ہو گی۔ اس طرح سرمایہ کاری میں ED کمی سے معیشت میں کساد بازاری کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس کساد بازاری کو دور کرنے کے لیے اگر حکومت اپنے اخراجات میں BC کے بقدر اضافہ کرے تو مجموعی اخراجات خط اپنی ابتدائی حالت پر آجائے گا اور آمدنی پھر سے مکمل روزگار پر بحال ہو جائے گی۔ دوبارہ غور کریں کہ، سرمایہ کاری میں BC یا ΔG کی وجہ سے آمدنی میں ہوا اضافہ عوامی اخراجات میں اضافے کا کئی گنا ہے۔

4. **کفایت شعاری کا تضاد** (Paradox of Thrift)

انسانی تہذیب کے آغاز سے ہی پس اندازی کو خوبی سمجھا جاتا رہا ہے۔ آپ نے انگریزی کی کہاوت بھی سنی ہو گی: A Penny Saved is a Penny Earned، یعنی جو بچایا سو پایا۔ اپنے بزرگوں سے کفایت شعاری کے فوائد پر نصیحتیں بھی سنی ہوں گی۔ معاشیات کا ایک مختلف فیہ مسئلہ اسی کفایت شعاری اور پس اندازی سے متعلق ہے۔ نو کلاسیکی ماہرین معاشیات مثلاً فریڈمین کے مطابق حالات کتنے ہی ناساز گار کیوں نہ ہوں، کفایت شعاری اور پس اندازی ہمیشہ بہتر ہے۔ کفایت شعاری مدت قلیل میں زحمت کا سبب ضرور ہو سکتی ہے لیکن اُس کے طویل مدتی فوائد کی وجہ سے اِس زحمت کو برداشت کرنا بہتر ہے۔ نو کلاسیکی ماہرین کے اس نظریے کی تفصیل میں جانے کا یہاں موقع نہیں۔ نو کلاسیکی ماہرین کے برعکس کینز کے نظریے کے مطابق کفایت شعاری معیشت کے لیے اچھی چیز نہیں۔ کینز کے اس نظریے کو تضادِ کفایت شعاری ((Paradox of Thrift) کہتے ہیں۔ کفایت شعاری کے تضاد کے مطابق جو پس اندازی یا کفایت شعاری گھرانوں کے لیے اچھی چیز ہے اُسی کفایت شعاری کے معیشت پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جہاں پس اندازی گھرانوں کے لیے اچھی چیز سمجھی جاتی ہے کیونکہ یہ مشکل اور ناساز گار حالات میں تحفظ فراہم کرتی ہے وہیں یہ پوری معیشت کی آمدنی میں کمی کا سبب بنتی ہیں۔ کینز نے دکھایا کہ لوگ جب زیادہ کفایت شعار ہوتے ہیں تو اُن کی بچت میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ یکساں رہتی ہے یا کم ہو جاتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق پس اندازی خاص طور پر کساد بازاری کے دور میں پس اندازی معاشی بحران کو مزید گہرا کر سکتی ہے اور پیداوار اور آمدنی میں کمی اور بے روزگاری میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بچت میں اضافے سے مجموعی طلب میں کمی

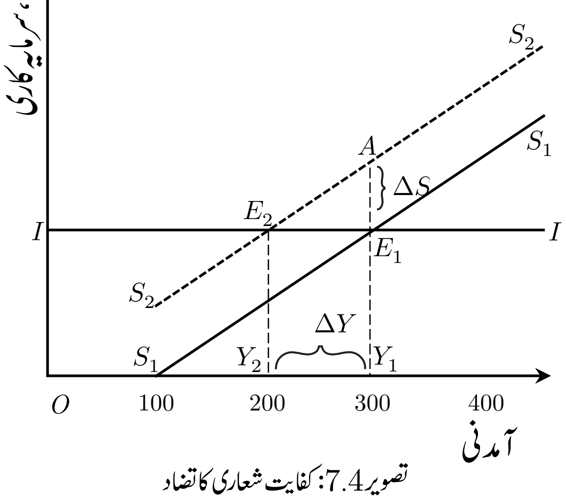

تصویر 7.4: کفایت شعاری کا تضاد

ہو گی جس سے اشیا و خدمات کی پیداوار کم ہو گی، اور نتیجتاً آمدنی میں کمی ہو گی۔ کم آمدنی سے بچت پرانی سطح پر آجائے گی لیکن صَرف میں کمی ہو گی جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا معیارِ زندگی پہلے کے مقابلے کم ہو جائے گا۔

کفایت شعاری کے تضاد کی وضاحت کے لیے تصویر 7.4 پر غور کریں۔ تصویر میں، ابتدائی بچت خط S_1S_1 ہے جس کا ڈھلان (MPS)0.5 ہے اور سرمایہ کاری خط II ہے۔ معیشت نقطہ E پر توازن $(S = I)$ حاصل کرتی ہے اور توازنی آمدنی OY_1 یا 300 کروڑ روپے متعین ہوتی ہے۔ اب، فرض کریں کہ معیشت صرفی اخراجات کو کم کر کے کفایت شعار بننے کا فیصلہ کرتی ہے اور بچت میں E_1A یا 50 کروڑ روپے کا اضافہ کرتی ہے جس سے بچت خط منتقل ہو کر S_2S_2 ہو جاتا ہے اور سرمایہ کاری خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے جس سے نئی توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ بچت میں AE_1 کے بقدر یا 50 کروڑ کا اضافہ ہونے سے آمدنی میں Y_1Y_2 کے بقدر کمی ہوئی اور بچت پرانی سطح پر آگئی $(Y_1E_1 = Y_2E_2)$۔ غور کریں کہ آمدنی کی سطح میں محض بچت کے مساوی یعنی 50 کروڑ روپے کی کمی نہیں ہوئی بلکہ بچت کی مقدار میں تبدیلی اور حاشیائی میلانِ بچت کے حاصلِ ضرب $(\Delta S \times \frac{1}{s} = 50 \times \frac{1}{0.5} = 100)$ کے مساوی کمی ہوئی۔

اس طرح، بچت میں اضافہ ہونے کا مطلب صرف میں کمی ہونا ہے جو ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی میں کئی گنا کمی کا سبب بنے گا۔ مثال کے طور پر پہلے مرحلے میں 50 کروڑ روپے بچت میں اضافے سے صرف میں 50 کروڑ کی کمی ہو گی جس سے اشیا و خدمات کے پیداکاروں کی آمدنی بھی 50 کروڑ کے مساوی کم ہو جائے گی۔ یہ عمل یہیں نہیں رکے گا۔ ان پیداکاروں کی آمدنی میں 50 کروڑ کی کمی اور MPC کی قدر 0.5 ہونے کی وجہ سے یہ 25 کروڑ روپے کم صرف کریں گے۔ اس سے ان افراد کی آمدنی 25 کروڑ کے مساوی کم ہو گی جن سے یہ پیداکار اشیا و خدمات خریدتے ہیں۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ کل آمدنی کم ہو کر 200 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ اس طرح، بچت میں 50 کروڑ روپے کے اضافے سے معیشت کی آمدنی میں 100 کروڑ کی کمی آگئی۔ اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ تمام افراد کی زیادہ پس اندازی کی کوشش کے نتیجے میں درحقیقت بچت میں تو اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کا آمدنی پر منفی اثر پڑا اور اس کی سطح 300 کروڑ سے کم ہو کر 200 کروڑ روپے ہو گئی۔

اس طرح کینز کا نظریہ ضارب کفایت شعاری کے تضاد کی وضاحت کرتا ہے۔ اسے کفایت شعاری کا تضاد اس لیے کہتے ہیں کیونکہ پس اندازی اور کفایت شعاری اس لیے کی جاتی ہے تاکہ مستقبل میں حالات بہتر ہو سکیں۔ لیکن درحقیقت اِس کفایت شعاری کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پس اندازی میں تو اضافہ نہیں ہو پاتا بلکہ لوگوں کی آمدنی اور ان کا معیارِ زندگی کم ہو جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کفایت شعاری کے اس تضاد سے بچا جا سکے؟ یاد کریں کہ کفایت شعاری کا تضاد زیادہ شدت سے اس معیشت میں کام کرتا ہے جو کساد بازاری یا معاشی بحران سے گزر رہی ہو۔ ایسی معیشت میں چونکہ اشیا و خدمات کی طلب کم ہوتی ہے لہذا سرمایہ کاری کے زیادہ مواقع نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ سرمایہ کار سرمایہ کاری تب ہی کرے گا جب اسے اس کی توقع ہو کہ وہ سرمایہ کاری سے منافع کما سکے گا۔ معاشی بحران کے دور میں چونکہ اشیا کی طلب کم ہوتی ہے لہذا سرمایہ کاری سے منافع کمانے کے امکانات بھی نہ کے برابر ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں کفایت شعاری کے منفی اثرات زیادہ واضح طور پر معیشت پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لیکن بعض ماہرینِ

معاشیات کا ماننا ہے کہ کفایت شعاری کے اس تضاد سے بچنا ممکن ہے اگر لوگوں کی اضافی بچت کو کسی طرح سرمایہ کاری میں تبدیل کر دیا جائے۔ مالیاتی ادارے پس اندازی کرنے والوں سے رقم لیتے ہیں اور ادھار لینے والوں کو قرض کے طور پر فراہم کرتے ہیں۔ ان ماہرینِ معاشیات کے مطابق مالیاتی اداروں کے ذریعے بچت کو سرمایہ کاری میں تبدیل کرنا ممکن ہے۔ ان کے مطابق شرحِ سود اس میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب بچت میں اضافہ ہو گا تو اس سے شرحِ سود میں کمی اور شرح سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا۔ ایسا ہونے کی صورت میں بہت ممکن ہے کہ کفایت شعاری کے نتیجے میں آمدنی میں کمی نہ ہو اور کفایت شعاری کے اس تضاد سے بچا جا سکے۔

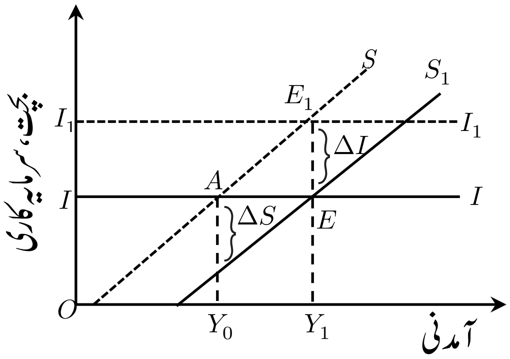

تصویر 7.5: کفایت شعاری کے تضاد کا حلا

اس کی وضاحت کے لیے تصویر 7.5 پر غور کریں۔ تصویر میں ابتدائی بچت اور سرمایہ کاری خطوط S اور I تھے جو ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے توازنی آمدنی OY متعین ہوتی ہے۔ اب معیشت کے افراد EE_1 مقدار سے پس اندازی میں اضافہ کرتے ہیں جس سے خطِ بچت منتقل ہو کر S_1 ہو جاتا ہے۔ یہ خط بچت سرمایہ کاری خط کو نقطہ A پر قطع کرتا ہے اور توازنی آمدنی کم ہو کر OY_0 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ ضارب کے عمل کی وجہ سے بچت میں EE_1 کے اضافے سے آمدنی میں Y_1Y_0 کی کمی آئی۔ لیکن اگر اس اضافی بچت کو سرمایہ کاری میں لگا دیا جائے تو سرمایہ کاری خط اوپر کی جانب منتقل ہو کر I_1 ہو جائے گا۔ اس طرح بچت خط S_1 سرمایہ کاری خط I_1 ایک دوسرے کو نقطہ E_1 پر قطع کریں گے اور آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔

لیکن جدید ماہرین معاشیات خصوصاً کینز کے پیروکار ماہرینِ معاشیات کا ماننا ہے کہ پس اندازی کے تضاد سے بچنے کے لیے دی گئی اس دلیل کی تجرباتی مشاہدات تائید نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کساد بازاری اور معاشی بحران کے دور میں سرمایہ کاری سے متوقع منافع کی امید اتنی کم ہوتی ہے کہ شرحِ سود میں کتنی بھی کمی آ جائے وہ اتنی کافی نہیں ہوتی کہ اس سے کفایت شعاری کے تضاد سے بچا جا سکے۔ لہذا، ان کے مطابق ایسی معیشت میں حکومت کی مداخلت کے بنا کفایت شعاری کے تضاد سے نہیں بچا جا سکتا۔

اگر حکومت مداخلت کرتی ہے تو کفایت شعاری کے تضاد سے بچا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی سرمایہ کاری منافع کے مقصد سے نہیں کی جاتی بلکہ سماجی فلاح و بہبود میں اضافے کے لیے کی جاتی ہے۔ عوامی اخراجات کے نتیجے میں لوگوں کی پس اندازی کی وجہ سے مجموعی اخراجات میں کمی نہیں ہو گی اور اس طرح آمدنی بھی کم نہیں ہو گی۔

کینز کے نظریے کے مطابق، معاشی کساد بازاری کا مناسب جواب زیادہ خرچ کرنا، اور کم بچت کرنا ہے۔ اس نظریے کے مطابق کساد بازاری کی شکار معیشت پوری صلاحیت کے ساتھ پیدا نہیں کرتی کیونکہ اس کے پیداواری عوامل (زمین، محنت اور سرمایہ) میں سے کچھ بے روزگار ہوتے ہیں۔ کساد بازاری کے مسئلے کا حل پس اندازی نہیں بلکہ اخراجات میں اضافہ اور بچت میں کمی کرنا ہے۔

.5 عظیم معاشی بحران (Great Depression)

کینز کے نظریہ ضارب سے عظیم معاشی بحران کی وضاحت بھی کی جاسکتی ہے۔1930 کی دہائی کے دوران سرمایہ دارانہ معیشتوں کو شدید معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بحران اتنا شدید تھا کہ اسے عظیم معاشی بحران کا نام دیا گیا۔کینز نے سرمایہ کاری میں کمی کو اس بحران کا ذمہ دار قرار دیا۔کینز کے مطابق سرمایہ کاری انتہائی غیر مستحکم متغیر ہے۔1930 کی دہائی میں سرمایہ کاری سے ہونے والے متوقع منافع کو لے کر قنوطیت کی وجہ سے سرمایہ کاری میں کمی آئی جس کے نتیجے میں ضارب کے عمل کے ساتھ آمدنی اور روزگار میں کئی گنا کمی آئی۔مثال کے طور پر، امریکہ میں بحران کے پہلے چار سالوں (1929-33) کے دوران بے روزگاری 1929 میں 3.2 فیصد سے بڑھ کر 1933 میں 25 فیصد ہو گئی، یعنی ہر چوتھا مزدور بے روزگار ہو گیا۔اسی طرح 1972 کی قیمتوں پر قومی آمدنی کی سطح 1929 میں 315 بلین ڈالر تھی جو 1933 میں کم ہو کر 222 بلین ڈالر رہ گئی یعنی صرف چار سالوں میں 93 بلین ڈالر کم ہو گئی۔

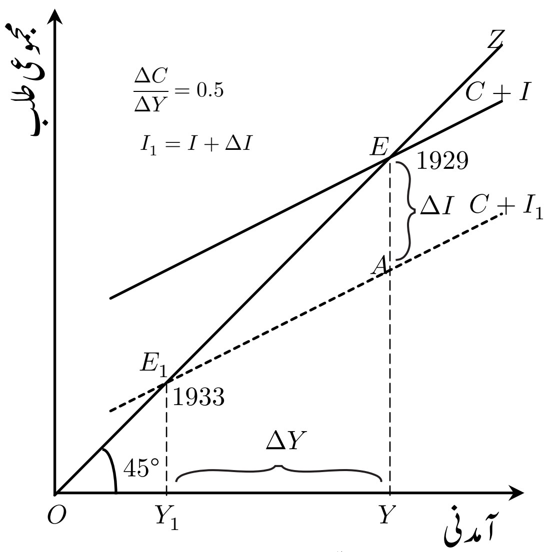

تصویر 7.6: عظیم معاشی بحران کی وضاحت

کینز کے مطابق، اس کی وجہ 1929 میں 56 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کا 1933 میں 8.5 بلین ڈالر تک گر جانے کی وجہ سے ہوا۔ اس کی وضاحت تصویر 7.6 میں کی گئی ہے۔ابتدا میں، مثلاً 1929 میں مجموعی طلب خط $C+I$ آمدنی خط OZ کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے جس پر مکمل روزگار کے ساتھ توازن قائم ہوتا ہے اور قومی آمدنی OY پیدا ہوتی ہے۔ مختلف وجوہات مثلاً حصص بازار کے سقوط اور دیگر ناسازگار حالات کی وجہ سے متوقع منافع میں کمی کی وجہ سے نجی سرمایہ کاری میں شدید کمی آئی جس سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر $C + I_1$ ہو گیا جو آمدنی خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے جس پر آمدنی OY_1 متعین ہوتی ہے۔کینز کے مطابق آمدنی میں آئی یہ کمی سرمایہ کاری میں آئی کمی (EA) کے مساوی نہیں تھی بلکہ اس کا کئی گنا تھی۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سرمایہ کاری میں EA کی کمی کے مقابلے آمدنی میں YY_1 کی کمی بہت زیادہ ہے۔

آمدنی کے تعین کا کینز کا نظریہ عظیم بحران کے پہلے چار سالوں کی کافی حد تک درست وضاحت فراہم کرتا ہے۔کساد بازاری اور بیروزگاری سے بچنے کے لیے کینز نے مجموعی طلب بڑھانے کے لیے سرکاری اخراجات میں اضافے کی تجویز پیش کی۔کینز نے تجویز کیا کہ کساد بازاری کے حل کے لیے حکومت لوگوں کو مالی اعانت فراہم کرنے والے پروگرام شروع کرے۔کینز کے مطابق اگر کوئی اور کام نہ ہو تو حکومت لوگوں کو زمین میں گڑھے کھودنے اور بھرنے کے کام پر ہی لگائے۔ حالانکہ اس کام سے کچھ کارگرشے پیدا نہیں ہوگی لیکن لوگوں کو آمدنی ملے گی جس سے طلب میں اضافہ ہوگا جو سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنے گا جس سے مزید آمدنی میں اضافہ ہوگا اور طلب بڑھے گی۔اس طرح، زمین کھودنے جیسے بے جا کام سے بھی معیشت کساد بازاری سے باہر آجائے گی۔

کینز کے نظریے کا ایک اور نتیجہ یہ نکلا کہ مالیاتی اور زری پالیسی کے ذریعے حکومت کی مداخلات کو معاشی چکر میں اتار چڑھاؤ پر قابو

پانے کا اہم آلہ تصور کیا جانے لگا۔کینز سے پہلے کے ماہرین معاشیات حکومت کی عدم مداخلت کے حامی تھے۔

7.2.5 ضارب کے اثر میں رساؤ (Leakages in Multiplier Effect)

معاشیات میں رساؤ اس عمل کو کہتے ہیں جس میں آمدنی یا سرمایہ مکررہ نظام سے ہٹ جاتے ہیں۔ ضارب کے اثر میں رساؤ سے مراد آمدنی کا مکررہ نظام سے نکل جانا ہے جو ضارب کے اثر کو کمزور کر دیتا ہے۔ اوپر کی مثال میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ ضارب کے عمل کے ہر اگلے مرحلے میں اضافی صرف اور آمدنی کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ عمل اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ ذیل میں بعض اہم رساؤ کو بیان کیا گیا ہے جو ضارب کے اثر کو کمزور کرتے ہیں۔

بچت (Saving): بچت آمدنی کے پھیلاؤ کے عمل میں ایک اہم رساؤ ہے۔ اگر آمدنی میں اضافے کو سو فیصد صرف پر خرچ کیا جائے (یعنی اگر MPC ایک ہو) تو، سرمایہ کاری میں ایک بار کا اضافہ، اضافی آمدنی اور صرف پیدا کرتا رہے گا اور معیشت میں مکمل روزگار کے حصول کو یقینی بنایا جاسکے گا۔ لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہوتا، کیونکہ اضافی آمدنی کا ایک حصہ پس انداز کر لیا جاتا ہے جو آمدنی میں اضافے کے سلسلے کے بتدریج اختتام کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح بچت ضارب کی قدر کو محدود کرتی ہے۔ حاشیائی میلانِ بچت جتنا زیادہ ہوگا ضارب کی قدر اتنی ہی کم ہوگی اور لہٰذا ضارب کا اثر اتنا ہی کمزور ہوگا۔

قرضوں کی ادائیگی (Repayment of Loan): ضارب کے عمل میں سابقہ قرضوں کی ادائیگی اہم رساؤ ہے۔ حقیقی دنیا میں ضارب کے عمل سے پیدا شدہ اضافی آمدنی کا کچھ حصہ اشیائے صرف پر استعمال ہونے کے بجائے ساہوکاروں، بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں سے لیے گئے قرض کو بے باق کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جن کو قرض کی ادائیگی کی گئی وہ بھی اس رقم کو صرف پر استعمال کریں۔ اگر وہ صرف پر استعمال کرتے ہیں تو یقیناً اس سے ضارب کا اثر بڑھ سکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا بہت کم ہوتا ہے اور قرض کی ادائیگی کی صورت میں ادا کی گئی آمدنی ضارب کے عمل کے سلسلے سے باہر ہو جاتی ہے اور ضارب کے اثر کو کمزور کر دیتی۔

جمع خوری (Hoarding): بعض لوگ زر نقد کا ذخیرہ اپنے پاس رکھنا پسند کرتے ہیں۔ افراد کی نقد زر کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش کو ترجیح سیالیت یا ترجیح نقدیت یا (Liquidity Preference) کہتے ہیں۔ ترجیح سیالیت کا یہ رجحان ضارب کے عمل میں رساؤ کا کام کرتا ہے۔ اگر لوگوں کی ترجیح سیالیت زیادہ ہوتی ہے تو وہ زر نقد کا بڑا ذخیرہ اپنے پاس رکھتے ہیں جس سے صرف پر آمدنی کا کم حصہ استعمال ہوتا ہے جو ضارب کی قدر میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

درآمد (Import): اگر معیشت بند معیشت نہ ہو تو اضافی آمدنی کا ایک حصہ بیرونی اشیائے صرف کی خرید پر استعمال ہوگا جس سے ملک کی آمدنی میں اضافے کی بجائے بیرونِ ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

افراط زر (Inflation): افراط زر ضارب کی وجہ سے آمدنی کے اضافے کے سلسلے سے ایک اور اہم رساؤ ہے۔ جب تک معیشت میں فاضل پیداواری عوامل ہوں گے تب تک سرمایہ کاری سے آمدنی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ لیکن ایک بار جب تمام عوامل کو روزگار مل جائے گا تو سرمایہ کاری سے صرف پیداواری عوامل کی لاگت اور اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں عوامل کی کمیابی کی وجہ سے عوامل

کے لیے پیداکاروں میں مسابقت پیدا ہو گی اور صنعتیں انہیں زیادہ قیمتوں پر حاصل کرنے کی کوشش کریں گی۔ اس طرح، حقیقی آمدنی اور صرف میں اضافے کی بجائے اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا جو ضارب کے اثر کو کمزور کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں ضارب حقیقی آمدنی اور حقیقی صرف میں قابل قدر اضافہ نہیں کر پاتا۔ ان ممالک میں آمدنی کا بڑا حصہ غذائی اجناس پر خرچ ہوتا ہے۔ ضارب کی وجہ سے آمدنی میں اضافے سے ان اشیا کی طلب میں اضافہ تو ہوتا ہے لیکن ان کی پیداوار میں طلب کے بقدر اضافہ نہیں ہو پاتا۔ اس کے نتیجے میں ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے جو ضارب کے عمل کو کمزور کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں نظریہ ضارب کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔

تمسکات اور اسٹاک کی خریداری(Purchase of Shares and Bonds): بعض اوقات افراد، ضارب سے تخلیق شدہ آمدنی سے پرانے اسٹاک اور تمسکات خریدتے ہیں اور اسے اشیائے صرف کی خرید پر استعمال نہیں کرتے۔ اس طرح کی مالیاتی سرمایہ کاری ضارب کے اثر کو کمزور کرتی ہے کیونکہ اضافی آمدنی کو حقیقی صرف پر خرچ کرنے کے بجائے مالیاتی سرمایہ کاری پر خرچ کیا جاتا ہے۔

غیر منقسم منافع(Undistributed Profit): مشترکہ اسٹاک کمپنیوں کو حاصل ہونے والے کل منافع کو منقسمہ کی صورت میں حصص داران میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ کچھ حصہ غیر تقسیم شدہ منافع کی صورت میں محفوظ کر کے رکھا جاتا ہے جو آمدنی کے سلسلے میں رساؤ کا کام کرتا ہے اور اشیائے صرف پر اخراجات کو کم کرتا ہے جس سے ضارب کا عمل کمزور ہوتا ہے۔

محصول کاری (Taxation): محصول یا ٹیکس بھی ضارب کے عمل میں رساؤ کا کام کرتا ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافے کے نتیجے میں ہوئی اضافی آمدنی کا کچھ حصہ عوام ٹیکس کی دائیگی کے لیے استعمال کرتی ہے۔ ٹیکس کی مد میں ادا کی گئی رقم ضارب کے عمل کے بعد کے مراحل میں ظاہر نہیں ہوتی جس سے ضارب کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ اگر ٹیکس سے موصول ہونے والی رقم حکومت خرچ کرتی ہے، تو ٹیکس کے ذریعے ہونے والے رساؤ کی عوامی اخراجات میں اضافے سے بھرپائی ہو جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں، اگر عوامی اخراجات ٹیکس کی رقم کے مساوی ہوں تو اس کا سرمایہ کاری اور آمدنی میں اضافے کا کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔

اشیائے سرمایہ کا ذخیرہ(Capital Stock): اگر طلب میں اضافے کو پہلے سے پیدا شدہ اشیا کے ذخیرے سے پورا کر دیا جاتا ہے تو جب تک اس ذخیرے کا تصفیہ نہ ہو جائے پیداوار، روزگار اور آمدنی میں اضافہ نہیں ہو گا اور ضارب کا عمل رک جائے گا۔

7.2.6 نظریہ ضارب پر تنقید (Criticism of Theory of Multiplier)

کینز کے ضارب کے نظریے کو کئی بنا پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ بعض تنقیدات ذیل میں ذکر کی گئی ہیں۔

اول، کینز نے آمدنی، صرف اور سرمایہ کاری کے درمیان فوری تعلق کو فرض کیا جو ضارب سرمایہ کاری کو لازمان تصور بناتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، سرمایہ کاری میں تبدیلی کے نتیجے میں آمدنی اور صرف میں فوری تبدیلی آتی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی اور صرف میں تبدیلی آنے میں وقت لگتا ہے۔ اس طرح ضارب کے عمل کا اثر ہونے میں وقت لگتا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ضارب کی وجہ سے آمدنی میں ہوئے اضافے کے نتیجے میں صارفین فوراً اپنے صرفی اخراجات میں تبدیلی لاتے

ہیں اس طرح کہ سرمایہ کاری میں دیے گئے اضافے کے نتیجے میں آمدنی میں ہوئے اضافے اور اس سے صرف میں ہوئے اضافے کے مابین کوئی وقفہ نہیں ہوتا تب بھی ضارب کے عمل کے خاطر خواہ اثرات تب ہی مرتب ہوں گے جب یہ بھی فرض کیا جائے کہ اشیائے صرف کے پیداکار صرف میں اضافے کی درست پیش گوئی کرنے کے اہل ہیں اور صَرف میں ہوئے اضافے کے ساتھ اپنی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ لیکن حقیقی دنیا میں مستقبل سے متعلق سو فیصد درست پیش گوئی کرنا انتہائی مشکل عمل ہے۔

ضارب کے نظریے پر دوسری تنقید یہ ہے کہ یہ نظریہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتا کہ سرمایہ کاری میں تبدیلی کے نتیجے میں آمدنی کس راہ کو اختیار کر کے نئے توازن پر پہنچتی ہے۔ اس طرح ضارب کا تصور ایک جامد (Static) تصور ہے۔ یہ گراف یا الجبری مساوات سے بس یہ دکھاتا ہے کہ سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی اور صرف میں تبدیلیوں کے بعد نئی توازنی حالت کیا ہوگی۔ یہ ایک توازنی حالت سے دوسری توازنی حالت تک جانے کے عمل کے دوران مختلف افراد کے فیصلوں اور رویوں کے باہمی تعامل اور اثرات کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

سوم، کینز نے اپنے ضارب کے نظریے کے حق میں کوئی تجرباتی ثبوت بھی پیش نہیں کیا۔ گوٹفریڈ ہیبر لر کے مطابق کینز نے کوئی موزوں ثبوت نہیں، محض متعدد اور منقطع مشاہدات پیش کیے۔ میلانِ صرف اور ضارب کے درمیان تعلق کے بارے میں اس کا مرکزی نظریاتی خیال جس کا مقصد ان مشاہدات کو شکل اور طاقت دینا تھا، تجرباتی بیان نہیں جو ہمیں حقیقی دنیا کے بارے میں کچھ بتاتا بلکہ محض الجبری تعلق ہے۔ مختصراً، کینز کا نظریہ ضارب ایک غیر تصدیق شدہ مفروضہ ہے۔

گورڈن کے مطابق، نظریہ ضارب کی شاید سب سے بڑی کمزوری صرف پر خصوصی زور دینا ہے۔ یہ زیادہ حقیقت پسند بات ہوتی اگر حاشیائی میلانِ صَرف کے بجائے حاشیائی میلانِ خرچ (Marginal Propensity to Expenditure) پر زور دیا جاتا اور سرمایہ کاری میں ابتدائی اضافے کے صَرف کے علاوہ نجی سرمایہ کاری اور عوامی سرمایہ کاری پر اثرات کو بھی مدِ نظر رکھا جاتا۔ پھر ضارب آمدنی پر ہونے والے اثرات کو تو مد نظر رکھتا ہے مگر تابع سرمایہ کاری پر ہوئے اثرات کو نظر انداز کرتا ہے۔ اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ کے مابین مثبت تعلق ہے۔ اشیائے صرف کی طلب میں اضافے سے اشیائے سرمایہ کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ ضارب اس تعلق کو نظر انداز کرتا ہے۔

7.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہیں کہ:

- کینز کے نظریہ ضارب کی وضاحت کر سکیں۔
- کینز کے ضارب کا اشتقاق کر سکیں۔
- کینز کے ضارب پر کی گئی تنقیدات بیان کر سکیں۔
- ضارب کے تصور کی اہمیت بیان کر سکیں۔

- ضارب کے عمل میں مختلف رساؤ کو بیان کر سکیں۔

7.4 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

7.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کے ضارب کی مساوات ہے:

(a) $K = \dfrac{\Delta Y}{\Delta I}$ (b) $K = \dfrac{\Delta I}{\Delta Y}$

(c) $K = \Delta Y.\,\Delta I$ (d) $K = \dfrac{\Delta Y}{\Delta I}.\,\Delta C$

2. اگر ضارب کی قدر 8 ہو تو سرمایہ کاری میں 100 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں اضافہ ہو گا:

(a) 80 کروڑ روپے کا (b) 800 کروڑ روپے کا

(c) 100 کروڑ روپے کا (d) 1000 کروڑ روپے کا

3. اگر سرمایہ کاری میں 50 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں 200 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تو ضارب کی قدر ہو گی:

(a) 4 (b) 0.08

(c) 0.8 (d) 8

4. اگر سرمایہ کاری میں 20 کروڑ کے اضافے سے آمدنی 100 کروڑ روپے سے بڑھ کر 180 کروڑ ہو جاتی ہے تو ضارب کی قدر ہو گی:

(a) 4 (b) 0.08

(c) 0.8 (d) 8

5. اگر ضارب کی قدر 6 ہو اور آمدنی 100 کروڑ سے بڑھ کر 160 کروڑ ہو جاتی ہے تو سرمایہ کاری میں تبدیلی ہو گی:

(a) 6 کروڑ (b) 60 کروڑ

(c) 10 کروڑ (d) 100 کروڑ

6. ضارب کے عمل میں رساؤ وہ عوامل ہیں:

(a) جن سے ضارب کا عمل کمزور ہوتا ہے (b) جن سے ضارب کا عمل مضبوط ہوتا ہے۔

(c) جو سرمایہ کاری میں اضافہ کرتے ہیں (d) جو سرمایہ کاری میں کمی کرتے ہیں

7. سرمایہ کاری میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کا تناسب کہلاتا ہے:

(a) ضارب (b) اسراع

(c) افادہ صارف (d) افادہ پیداکار

8. اگر حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.9 ہو تو ضارب کی قدر ہو گی:

(a) 10 (b) 5

(c) 0.1 (d) 1

9. کفایت شعاری کے تضاد کے مطابق معیشت میں پس اندازی میں اضافے کے نتیجے میں:

(a) بچت میں تو اضافہ نہیں ہوتا لیکن مجموعی آمدنی کم ہو جاتی ہے

(b) بچت میں کمی ہوتی ہے لیکن مجموعی آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے

(c) بچت میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے

(d) پیداوار، آمدنی اور روزگار پر کوئی اثر نہیں پڑتا

10. درج ذیل میں کون سے عوامل ضارب کے عمل کو کمزور کرتے ہیں:

(a) محصول کاری (b) افراطِ زر

(c) درآمدات (d) درج بالا سبھی

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	a	b	a	a	c	a	a	a	a	d

7.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ضارب سرمایہ کاری کیا ہے؟

2. ضارب سرمایہ کا الجبری اشتقاق کریں۔

3. ایک ملک کی سرمایہ کاری میں 100 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے اور اس کا تفاعلِ صرف ذیل ہے:

$$C = 100 + 0.6Y$$

اس معیشت کی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا؟

4. آمدنی میں 5000 کروڑ روپے کے اضافے کے لیے سرمایہ کاری میں کتنے اضافے کی ضرورت ہوگی اگر حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.5 ہے؟

5. کفایت شعاری کا تضاد کیا ہے؟

7.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. نظریہ ضارب کو تفصیل سے بیان کریں۔

2. ضارب کے عمل کو جدول اور تصویر سے واضح کریں۔

ضارب سرمایہ کاری کی اہمیت بیان کریں۔

اکائی 8: اصولِ اسراع

(Acceleration Principle)

اکائی کے اجزا:

8.0 تمہید(Introduction)

8.1 مقاصد(Objectives)

8.2 اصولِ اسراع(Acceleration Principle)

8.2.1 اصول اسراع کے مفروضات(Assumptions of Acceleration Principle)

8.2.2 اصول اسراع پر تنقید(Criticisms of Acceleration Principle)

8.3 ضارب اور مسرع کے درمیان تعامل
(Interaction between Multiplier and Accelerator)

8.3.1 سیموئلسن کا ضارب مسرع تعامل کا ماڈل
(Samuelson's Multiplier–Accelerator Model)

8.4 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

8.5 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Question)

8.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

8.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

8.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

8.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے کینز کے ضارب کا مطالعہ کیا۔ ضارب سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔ یہ آمدنی میں تبدیلی اور سرمایہ کاری میں تبدیلی کا تناسب ہے۔ نظریہ ضارب کے مطابق سرمایہ کاری میں ایک اکائی کی تبدیلی سے آمدنی میں کئی گنا تبدیلی آتی ہے۔ ضارب سے متعلق ایک نظریہ مسرع کا ہے۔ مسرع آمدنی یا صرف میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔ نظریہ اسراع یا اسراع کا اصول کہتا ہے کہ آمدنی (یا صرف) میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں مسرع کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے کئی گنا تبدیلی آتی ہے۔ اس اکائی میں ہم اصول اسراع اور مسرع پر تفصیلی بحث کریں گے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- اصولِ اسراع کی وضاحت کرنا۔
- ضارب اور مسرع کے مابین تعامل کی وضاحت کرنا۔

8.2 اصولِ اسراع (Acceleration Principle)

اصولِ اسراع سرمایہ کاری اور آمدنی (یا صَرف) کے مابین تعلق کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ جب آمدنی یا صرف میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمایہ کاری میں متناسب سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ جب لوگوں کی آمدنی بڑھتی ہے تو وہ زیادہ مقدار میں اشیائے صرف کی طلب کرتے ہیں۔ اس اضافی طلب کو پورا کرنے کے لیے مزید اشیا پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے اضافی سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے اگر موجودہ سرمائے کے ذخیرے کو استعمال کرلیا گیا ہو۔ مسرع آمدنی میں اضافے سے سرمایہ کاری میں ہوئے اضافے کی عددی قدر ہے۔ مثال کے طور پر اگر آمدنی میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے سرمایہ کاری میں 500 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو مسرع کی قدر 5 ہوگی۔ چونکہ اس صورت میں سرمایہ کاری میں اضافہ آمدنی میں اضافے یا صرف میں اضافے کی وجہ سے ہوا اس لیے اسے تابع سرمایہ کاری یا (Induced Investment) کہتے ہیں۔ تابع سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی پر منحصر ہوتی ہے۔

پیداوار کی مخصوص سطح پیدا کرنے کے لیے سرمائے کی مخصوص مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پیداوار کی Y مقدار پیدا کرنے کے لیے K مقدار میں سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے تو $(\frac{K}{Y})$ سرمایہ پیداوار تناسب ہوگا۔ سرمایہ پیداوار تناسب دکھاتا ہے کہ پیداوار کی ایک اکائی پیدا کرنے کے لیے کتنے سرمائے کی ضرورت ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں سرمایہ پیداوار تناسب دکھاتا ہے کہ ایک روپے کی مصنوع پیدا کرنے کے لیے کتنے روپے کے سرمائے کا استعمال کرنا ہوگا۔ اگر سرمایہ پیداوار تناسب کو v سے ظاہر کریں تو:

$$v = \frac{K}{Y} \tag{8.1}$$

$$K = vY \tag{8.2}$$

مثال کے طور پر، اگر سرمایہ پیداوار تناسب 4 ہو تو 100 روپے کی مصنوع پیدا کرنے کے لیے 400 روپے کے سرمائے کی ضرورت ہوگی۔ یہ تناسب مختلف فرموں اور اسی طرح مختلف صنعتوں کے لیے کافی حد تک مختلف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کاروں کی صنعت میں فی روپیہ پیداوار کے لیے کپڑوں کی صنعت میں فی روپیہ پیداوار کے مقابلے زیادہ سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرموں اور صنعتوں کی ہی طرح معیشت کا بھی ایک مخصوص سرمایہ پیداوار تناسب ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ اس میں تبدیلی آتی ہے۔ مثال کے طور پر معیشت کی مصنوعات کے مرکب میں تبدیلی سے اس بات کے بہت زیادہ امکانات ہوں گے کہ سرمایہ آمدنی تناسب میں تبدیلی ہو۔ اگر معیشت میں کاروں کے مقابلے کپڑے کی پیداوار زیادہ ہوگی تو معیشت کا سرمایہ پیداوار تناسب کم ہوگا۔ اس کے برعکس اگر معیشت میں کار کی پیداوار

کپڑے کی بنسبت زیادہ ہوگی تو معیشت کا سرمایہ پیداوار تناسب زیادہ ہوگا۔ اسی طرح تکنیکی پیش رفت سے بھی سرمایہ پیداوار تناسب میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایسی تکنیک کی ایجاد جو یکساں پیداوار کم سرمائے سے پیدا کر پائے سرمایہ پیداوار تناسب میں کمی کا سبب بنے گی۔ لیکن آسانی کے لیے اصولِ اسراع میں v کی قدر کو معین مانا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں پیداوار میں تبدیلی اسی صورت میں ممکن ہے جب سرمائے میں تبدیلی کی جائے۔ دوسرے لفظوں میں مطلوبہ سرمائے میں تبدیلی اسی وقت ممکن ہوگی جب پیداوار میں تبدیلی آئے گی۔

اگر ہم مخصوص مدت یا دورانیے کو t سے ظاہر کریں تو اس سے سابقہ ادوار $t-1$، $t-2$ وغیرہ ہوں گے اور بعد کے ادوار $t+1$، $t+2$ ہوں گے۔ فرض کریں کہ سابقہ مدت $(t-1)$ میں مطلوب ذخیرہ سرمایہ مدت $(t-1)$ کی پیداوار کی سطح پیدا کرنے کے لیے کافی تھا۔ یعنی:

$$K_{t-1} = vY_{t-1} \tag{8.3}$$

مساوات (8.3) کے مطابق مدت $t-1$ میں پیداوار یا آمدنی کی Y_{t-1} سطح پیدا کرنے کے لیے سرمائے کی $K_{t-1} = vY_{t-1}$ سطح تھی۔ اگر پیداوار کی مقدار Y_{t-1} سے بڑھ کر اگلی مدت t میں Y_t ہو جاتی ہے تو اسے پیدا کرنے کے لیے سرمائے کی مطلوبہ مقدار K_t ہو جائے گی۔

$$K_t = vY_t \tag{8.4}$$

اس مطلوبہ مقدار کے حصول کے لیے خالص سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔ خالص سرمایہ کاری سرمائے کی مطلوبہ مقدار میں اضافے کے مساوی ہوگی۔ اس طرح:

$$I_{nt} = K_t - K_{t-1} \tag{8.5}$$

جہاں I_{nt} مدت t میں خالص سرمایہ کاری ہے۔ K_t اور K_{t-1} کی قدر کو مساوات (8.5) میں رکھنے پر ہمیں حاصل ہوگا:

$$I_{nt} = vY_t - vY_{t-1}$$
$$I_{nt} = v(Y_t - Y_{t-1}) \tag{8.6}$$

مساوات (8.6) دکھاتی ہے کہ کسی خاص وقت یا مدت (t) کے دوران سرمایہ کاری کا انحصار پیداوار میں $t-1$ سے t مدت میں تبدیلی اور سرمایہ پیداوار تناسب کے حاصل ضرب پر ہوتا ہے۔ اگر $Y_t > Y_{t-1}$ ہو تو مدت t کے دوران مثبت خالص سرمایہ کاری ہوگی۔ اگر $Y_t < Y_{t-1}$ ہو، تو منفی خالص سرمایہ کاری ہوگی یا مدت t کے دوران ارتداد سرمایہ (Disinvestment) ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں کسی بھی سال t میں اس سے پچھلے سال $t-1$ کے مقابلے آمدنی میں اضافے $(Y_t - Y_{t-1})$ سے سرمایہ کاری میں اضافہ سرمایہ آمدنی تناسب اور آمدنی میں اضافے کے حاصل ضرب کے مساوی ہوگا۔ اس مساوات میں v مسرع ہے جو بتاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے سے سرمائے میں کتنا گنا اضافہ ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر v کی قدر 3 ہے تو سرمائے میں آمدنی میں ہوئی تبدیلی کے تین گنا تبدیلی ہوگی۔

ایک دلچسپ نتیجہ درج بالا مساوات سے یہ نکلتا ہے کہ خالص سرمایہ کاری آمدنی یا پیداوار میں تبدیلی کا تفاعل ہے نہ کہ آمدنی یا پیداوار کی سطح کا۔ اس کا مطلب ہے کہ جب تک پیداوار میں اضافہ ہوتا رہے گا خالص سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ اگر پیداوار میں اضافہ

نہیں ہو گا تو خالص سرمایہ کاری میں اضافہ نہیں ہو گا چاہے پیداوار کی سطح کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر آمدنی یا پیداوار میں کمی ہو گی تو سرمایہ کاری میں کمی ہو گی۔

یاد رہے کہ مساوات (8.6) خالص سرمایہ کاری کو دکھاتی ہے لیکن اگر خام سرمایہ کاری (Gross Investment) دکھانی ہو تو مساوات کے دونوں جانب بدلی سرمایہ کاری (R_t) کو جوڑ دیا جائے گا۔ بدلی سرمایہ کاری (Replacement Investment) فرسودگی (Depreciation) کے مساوی ہو گی۔ فرسودگی ٹوٹ پھوٹ یا متروک ہونے کی وجہ سے سرمائے کی قدر میں ہونے والے نقصان کی پیمائش کرتی ہے، جبکہ متبادل سرمایہ کاری اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے درکار خرچ ہے۔ بدلی سرمایہ کاری کے فرسودگی کے برابر ہونے کا مطلب ہو گا کہ ختم شدہ یا متروک سرمائے کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی خالص سرمایہ کاری نہ بھی تب بھی بدلی سرمایہ کاری کے فرسودگی کے مساوی ہونے کا مطلب ہو گا کہ معیشت یا فرم اپنی پیداواری صلاحیت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ خالص سرمایہ کاری کے مثبت ہونے کا مطلب ہو گا کہ معیشت اپنی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کر رہی ہے۔

چونکہ خام سرمایہ کاری خالص سرمایہ کاری اور بدلی سرمایہ کاری کا جمع ہوتی ہے، لہٰذا، اس کی مساوات ہو گی:

$$I_{nt} + R_t = v(Y_t - Y_{t-1}) + R_t \tag{8.7}$$

جہاں R_t بدلی سرمایہ کاری ہے جو سرمائے کے موجودہ ذخیرے کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ خالص سرمایہ کاری اور بدلی سرمایہ کاری کا جمع خام سرمایہ کاری (I_t) ہو گی۔

یاد رہے کہ پیداوار کی سطح میں کمی سے خالص سرمایہ کاری منفی ہو سکتی ہے لیکن خام سرمایہ کاری منفی نہیں ہو سکتی۔ منفی خالص سرمایہ کاری بھی سرمائے کی فرسودگی کی مقدار تک منفی ہو سکتی ہے یعنی خالص سرمایہ کاری منفی بھی ہو تو بدلی سرمایہ کاری سے کم نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے بدلی سرمایہ کاری اور خالص سرمایہ کاری کا حاصل جمع صفر سے کم نہیں ہو سکتا۔ چونکہ کہ خام سرمایہ کاری، خالص سرمایہ کاری اور بدلی سرمایہ کاری کا حاصل جمع ہوتی ہے۔ اگر مدت t میں خام سرمایہ کاری کو I_t سے ظاہر کریں تو مدت t میں خام سرمایہ کاری ہو گی۔ [1]

$$I_t = v(Y_t - Y_{t-1}) + R_t \tag{8.8}$$

آیئے جدول 8.1 سے اس کی مزید وضاحت کریں۔ جدول 10 سال کے دورانیے میں کل پیداوار، سرمائے کے ذخیرے، خالص سرمایہ کاری اور خام سرمایہ کاری کو دکھاتی ہے۔ فرض کریں کہ سرمایہ پیداوار تناسب 4 ہے، یعنی ہر سال پیداوار کے 4 گنا سرمائے کی ضرورت ہو گی۔ بدلی سرمایہ کاری ابتدائی ذخیرہ سرمایہ کا 10 فیصد فرض کریں اس مفروضے کے ساتھ کہ مشین کی اوسط زندگی 10 سال ہے۔

---

1 : بعض ماہرین معاشیات مثلاً سیموئلسن نے اصولِ اسراع کو پیداوار یا آمدنی میں تبدیلی کے بجائے اشیائے صرف کی پیداوار میں تبدیلی کے پس منظر میں بیان کیا ہے۔ اس صورت میں سرمایہ کاری کا تفاعل درج ذیل ہو گا:

$$I_t = v(C_t - C_{t-1})$$

جدول 8.1: اصولِ اسراع

سال (1)	پیداوار / آمدنی (2)	ضروری سرمایہ (3)	بدلی سرمایہ کاری (4)	خالص سرمایہ کاری (5)	خام سرمایہ کاری (6)
t	100	400	40	0	40
$t+1$	100	400	40	0	40
$t+2$	105	420	40	20	60
$t+3$	115	460	40	40	80
$t+4$	130	520	40	60	100
$t+5$	140	560	40	40	80
$t+6$	145	580	40	20	60
$t+7$	140	560	40	-20	20
$t+8$	130	520	40	-40	0
$t+9$	125	500	40	-20	20

سال $t+1$ میں مجموعی آمدنی یا پیداوار 100 کروڑ روپے تھی (کالم 2)۔ چونکہ سرمایہ پیداوار تناسب 4 ہے لہذا 100 کروڑ کی پیداوار کرنے کے لیے 400 کروڑ روپے کے سرمائے کی ضرورت ہوگی $(K_{t+1} = vY_{t+1} = 4 \times 100 = 400)$ جسے کالم 3 میں دکھایا گیا ہے۔ چونکہ فرسودگی سرمایہ سال t میں سرمائے کا 10 فیصد ہے لہذا بدلی سرمایہ کاری 40 ہوگی۔ اسے کالم 4 میں دکھایا گیا ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ سال $t+1$ میں اس سے پچھلے سال t کے مقابلے پیداوار میں تبدیلی نہیں آئی، سال $t+1$ میں خالص سرمایہ کاری صفر ہوگی۔ اسے کالم 5 میں دکھایا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں خام سرمایہ کاری 40 کروڑ روپے ہوگی۔

اب فرض کریں کہ بعض وجوہات مثلاً سرکاری سرمایہ کاری کی وجہ سے سال $t+2$ میں پیداوار بڑھ کر 105 کروڑ روپے ہو گئی۔ 105 کروڑ روپے کی پیداوار پیدا کرنے کے لیے ضروری سرمایہ 420 کروڑ روپے ہوگا $(4 \times 105 = 420)$۔ لہذا، پیداوار میں 5 کروڑ روپے کے اضافے سے خالص سرمایہ کاری میں 20 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا $(420 - 400 = 20)$۔ اس طرح مسرع کی قدر یہاں 4 ہے۔ چونکہ فرسودگی کی قدر مدت t میں سرمائے کا 10 فیصد ہے لہذا بدلی سرمایہ 40 کروڑ روپے ہوگی۔ اس طرح خام سرمایہ کاری 60 کروڑ روپے ہوگی یعنی خالص سرمایہ کاری پلس بدلی سرمایہ کاری۔ اسی طرح، اگلے سال جب پیداوار بڑھ کر 115 کروڑ ہو جاتی ہے تو خالص سرمایہ کاری اس کا 4 گنا بڑھ کر 460 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ جدول میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ سال $t+7$ میں اس کے پچھلے سال کے مقابلے پیداوار میں کمی آتی ہے یعنی پیداوار 145 کروڑ روپے سے کم ہو کر 140 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ چونکہ پیداوار میں 5 کروڑ کی کمی آئی ہے لہذا خالص سرمایہ کاری میں اس کا 4 گنا کمی ہوگی یعنی 20 کروڑ روپے کی کمی۔ اس طرح، مختلف سالوں میں پیداوار میں آئی تبدیلی سے ہم خالص سرمایہ کاری کی قدر معلوم کر سکتے ہیں اور اس میں بدلی سرمایہ کاری جوڑ کر خام سرمایہ کاری معلوم کر سکتے ہیں۔

تصویر 8.1 میں جدول 8.1 کے اعداد و شمار کو تصویری طور پر واضح کیا گیا ہے۔ تصویر میں YY خط پیداوار خط یا آمدنی خط ہے جو مختلف سالوں میں پیداوار میں ہوئی تبدیلیوں کو دکھاتا ہے۔ خط II خام سرمایہ کاری خط ہے اور I_nI_n خط خالص سرمایہ کاری خط ہے۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ سال $t+4$ تک پیداوار میں بڑھتی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے، اس کے بعد سال $t+6$ تک گھٹتی شرح سے اضافہ

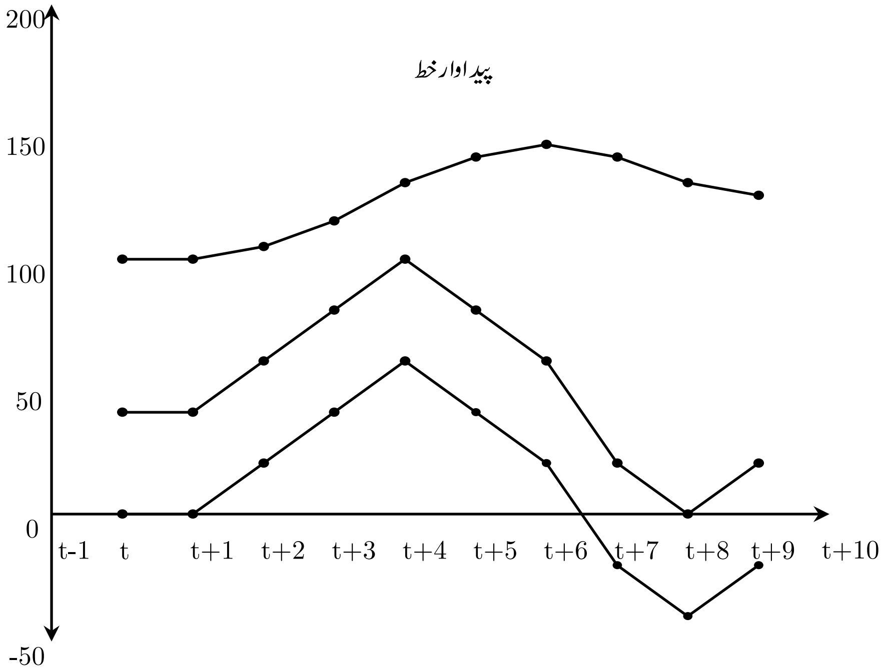

ہو رہا ہے۔ سال $t + 6$ کے بعد پیداوار میں کمی ہونے لگتی ہے۔ $I_n I_n$ خط دکھاتا ہے کہ سال $t + 4$ تک خالص سرمایہ کاری میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ اس مدت میں پیداوار میں بڑھتی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سال $t + 4$ کے بعد خالص سرمایہ کاری میں کمی ہو رہی ہے کیونکہ اس مدت میں پیداوار میں گھٹتی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سال $t + 6$ کے بعد چونکہ پیداوار میں کمی آنے لگتی ہے لہذا خالص سرمایہ کاری منفی ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ مذکورہ بالا مثال میں خام سرمایہ کاری کا خط بھی خالص سرمایہ کاری خط کی ہی طرح ہے۔

پیداوار میں دیے گئے اضافے کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں کس حد تک اضافہ ہوگا اس کا انحصار ذخیرہ سرمایہ کی پائیداری اور مسرع کی قدر پر ہوگا۔ مسرع کی دی گئی قدر کے ساتھ، اشیائے سرمایہ کی پائیداری جتنی زیادہ ہوگی پیداوار میں کسی بھی تبدیلی کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں اتنے ہی شدید اتار چڑھاؤ ہوں گے۔ اشیائے سرمایہ کی طویل پائیداری اور مسرع کی اعلیٰ قدر ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں جس کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں انفجاری ارتعاش (Explosive Oscillation) پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اشیائے سرمایہ کاری کی نسبتاً کم پائداری اور مسرع کی کم قدر سے درانفجاری ارتعاش (Implosive Oscillation) پیدا ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے جدول 8.2 میں درج منظر ناموں پر غور کریں۔

جدول 8.2: اشیائے سرمایہ کی پائداری اور مسرع کی قدروں کا تعامل

	سال	پیداوار میں تبدیلی	ضروری سرمایہ	بدلی سرمایہ کاری	خالص سرمایہ کاری	خام سرمایہ کاری	فیصد تبدیلی
منظر نامہ I: مشین کی زندگی 10 سال							
	1	10	100	10	-	10	-
پیداوار میں 10 فیصد کا اضافہ	2	11	110	10	10	20	100 فیصد اضافہ
منظر نامہ II: مشین کی زندگی 20 سال							
	1	10	100	5	-	5	-

پیداوار میں 10 فیصد کا اضافہ	2	11	110	5	10	5	200 فیصد اضافہ
منظر نامہ III: مشین کی زندگی 5 سال							
	1	10	100	20	-	20	-
پیداوار میں 10 فیصد اضافہ	2	11	110	20	10	30	50 فیصد اضافہ
منظر نامہ IV: مشین کی زندگی 10 سال							
	1	10	100	10	-	10	-
پیداوار میں 10 فیصد اضافہ	2	11	110	10	10	20	100 فیصد اضافہ
کوئی تبدیلی نہیں	3	11	110	10	0	10	50 فیصد کمی
منظر نامہ V: مشین کی زندگی 10 سال							
	1	10	100	10	-	10	-
پیداوار میں 10 فیصد کمی	2	9	90	10-10	0	0	100 فیصد کمی

جدول میں درج تمام منظر ناموں میں سرمایہ پیداوار تناسب 10:1 فرض کیا گیا ہے یعنی پیداوار کی ایک اکائی کے لیے سرمائے کی 10 اکائیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ساتھ ہی یہ فرض کیا گیا ہے کہ سال 1 میں خالص سرمایہ کاری صفر ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ سال 1 سے سابقہ سال اور سال 1 میں پیداوار یکساں مقدار میں پیدا کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے خالص سرمایہ کاری صفر ہے۔

منظر نامہ 1 میں مشین کی زندگی 10 سال ہے یعنی پیداوار کی 10 اکائی کی فراہمی برقرار رکھنے کے لیے 10 سال بعد مشینوں کو تبدیل کرنا پڑتا ہے اور ہر سال 10 مشینوں کو تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح مشین کی 10 اکائیاں بدلی سرمایہ کاری ہوں گی۔ سال 1 میں چونکہ پیداوار کی 10 اکائیاں پیدا کی جارہی ہیں لہذا اس کے لیے 100 مشینوں کی ضرورت ہوگی ($100 = 10 \times 10$)۔ اب فرض کریں کہ سال 1 کی بنسبت سال 2 میں پیداوار میں 10 فیصد کا اضافہ ہوتا ہے اور پیداوار 10 سے بڑھ کر 11 ہو جاتی ہے۔ چونکہ سرمایہ پیداوار تناسب 10:1 ہے لہذا پیداوار کی 11 اکائی پیدا کرنے کے لیے 110 مشینوں کی ضرورت ہوگی ($110 = 11 \times 10$)۔ لہذا، سال 2 میں خالص سرمایہ کاری 10 مشینوں کی ہوگی ($I_{n2} = K_2 - K_1 = 110 - 100 = 10$)۔ چونکہ، ہر سال 10 مشینوں کو فرسودگی کی مد میں تبدیل کرنا پڑتا ہے لہذا، بدلی سرمایہ کاری بھی 10 مشینوں کی ہوگی۔ اس طرح پیداوار کی اضافی 1 اکائی کی پیداوار کے لیے خام سرمایہ کاری 20 مشینوں کی ہوگی۔ یعنی سال 2 میں پیداوار میں 10 فیصد اضافے سے سرمایہ کاری 10 مشینوں سے بڑھ کر 20 مشینوں کی ہوگئی یعنی سرمایہ کاری میں 100 فیصد کا اضافہ ہوا۔

اب منظر نامہ II پر غور کریں جہاں مشین کی زندگی 20 سال ہے۔ چونکہ سرمائے کی زندگی 20 سال ہے لہذا ہر سال 5 فیصد سرمائے کو تبدیل کرنا ہوگا۔ سال 1 کی خالص سرمایہ کاری 0 اکائی جبکہ بدلی سرمایہ کاری 5 ہوگی لہذا خام سرمایہ کاری 5 ہوگی۔ سال 2 میں اضافی 10 فیصد یعنی اضافی ایک اکائی کی پیداوار کے لیے خالص سرمایہ کاری 10 ہوگی۔ اس طرح خالص سرمایہ کاری 15 مشینوں کی ہوگی۔ یعنی سال 2 میں پیداوار میں 10 فیصد اضافہ خام سرمایہ کاری میں 200 فیصد اضافے کا باعث بنتا ہے۔

مزید، منظر نامہ III میں جہاں مشین کی زندگی 5 سال ہے، پیداوار میں 10 فیصد اضافہ خام سرمایہ کاری میں محض 50 فیصد کے

اضافے کا باعث بنتا ہے۔اس سے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ مشین کی پائیداری (زندگی) جتنی زیادہ ہوگی، اسراع کی قدر بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی اور اتنے ہی زیادہ اسراع کے اثرات ہوں گے۔

منظر نامہ IV میں، جہاں مشین کی زندگی 10 سال ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ سال 2 میں 10 فیصد پیداوار میں 10 فیصد اضافہ خام سرمایہ کاری میں 100 فیصد اضافے کا سبب بنتا ہے، جب کہ سال 3 میں، چونکہ پیداوار میں اضافہ نہیں ہوتا ہے اور 10 پر مستقل رہتا ہے، خام سرمایہ کاری میں 50 فیصد کی کمی ہوتی ہے۔اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جب پیداوار یا آمدنی میں کمی نہ ہو تب بھی خام سرمایہ کاری میں کمی کا امکان ہوتا ہے۔اس کی وجہ ہم اوپر واضح چکے ہیں کہ سرمایہ کاری پیداوار کی مطلق سطح پر نہیں بلکہ اُس میں تبدیلی کی شرح پر منحصر ہوتی ہے۔چونکہ اس صورت میں پیداوار کی شرح میں کمی آئی ہے حالانکہ مطلق پیداوار میں کمی نہیں آئی اس لیے خام سرمایہ کاری میں کمی دیکھنے کو ملی۔

منظر نامہ V میں، مشین کی زندگی کو 10 سال فرض کرتے ہوئے ہمیں 10 اکائی پیداوار تیار کرنے کے لیے 100 مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے۔لیکن سال 2 میں جب پیداوار میں 10 فیصد کی حد تک کمی ہوتی ہے، تو ہمیں پیداوار کی 9 اکائی پیدا کرنے کے لیے 90 مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے۔یعنی پیداوار میں 10 فیصد کی کمی سے خام سرمایہ کاری میں 100 فیصد کی کمی ہوتی ہے۔

تاہم، اگر پیداوار میں 20 فیصد کی کمی آتی ہے، تو ہمیں 20 فیصد کم مشینوں کی ضرورت ہوگی اور اسی طرح ہم سرمایہ کاری کی شرح میں 200 فیصد کمی کی توقع کرسکتے ہیں۔اس صورت میں پیداکار زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتا ہے کہ وہ کوئی نئی مشین نصب نہ کرے یعنی موجودہ مشینوں میں کوئی تبدیلی نہ کرے۔وہ یہ کرسکتا ہے کہ کچھ پلانٹ اور مشینوں کو بےکار پڑا رہنے دے۔اس طرح، جب معیشت نیچے کی طرف جاتی ہے یعنی کساد بازاری کی صورت پیدا ہوتی ہے، تو سرمایہ کاری میں کمی بدلی سرمایہ کاری تک محدود رہتی ہے اور زیادہ سے زیادہ صفر تک جاسکتی ہے۔

اس طرح، اصولِ اسراع بیان کرتا ہے کہ سرمایہ کاری پیداوار میں اضافے پر منحصر ہے، کیونکہ اس طرح کے اضافے سے فرموں پر اشیائے سرمایہ کے ذخیرے کو بڑھانے کا دباؤ پڑتا ہے۔نظریہ اسراع کے مطابق، سرمایہ کاری سرمائے کے ذخیرے کو بڑھانے کے لیے کی جاتی ہے کیونکہ زیادہ پیداوار پیدا کرنے کے لیے زیادہ سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔

8.2.1 اصول اسراع کے مفروضات (Assumptions of Acceleration Principle)

اصول اسراع کئی مفروضات پر مبنی ہے۔اول، اس اصول کے عمل کے لیے ضروری ہے کہ معیشت کے کل سرمائے کو پوری طرح استعمال میں لایا جائے۔دوسرے لفظوں میں، معیشت میں کوئی بیکار یا فاضل پلانٹ نہیں ہونا چاہیے۔نتیجتاً، اصول اسراع معاشی کساد بازاری کی صورت میں غیر فعال ہو جاتا ہے۔معاشی کساد بازاری کی صورت میں معیشت میں بیکار پلانٹ یا فاضل گنجائش کی وجہ سے سرمائے کے ذخیرے میں کسی اضافے کے بنا پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔جے۔ایم۔کلارک کے مطابق تیار مصنوعات کی طلب میں پہلے اضافے کو فاضل پیداواری صلاحیت کو استعمال کرکے پورا کیا جاسکتا ہے اور اس طرح طلب میں اضافہ ہونے پر فوری طور پر آلات سرمایہ کی خرید کی ضرورت نہیں ہوگی۔

دوم، اس اصول میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ فرمیں طلب میں اضافے کی نوعیت پر غور کیے بغیر فوری طور پر اپنی مصنوعات کی طلب میں اضافے کو پورا کرنے کے لیے اپنے ذخیرہ سرمایہ میں اضافہ کرتی ہیں۔ یعنی ان کی مصنوعات کی طلب میں اضافہ خواہ قلیل المدتی اور عارضی ہی کیوں نہ ہوں فرمیں اپنے ذخیرہ سرمایہ میں اضافہ کریں گی۔

سوم، اصول اسراع مستقل سرمایہ تناسب فرض کرتا ہے۔ نیتجتاً، تکنیکی بہتری کے اثرات کے تحت سرمایہ آمدنی تناسب میں آئی تبدیلیوں کو اس اصول میں مدنظر نہیں رکھا جاتا۔

چہارم، اسراع کا اصول یہ فرض کرتا ہے کہ معیشت میں سرمایہ کاری کی کوئی حد نہیں ہے، یعنی سرمائے کی رسد مکمل لچک دار ہے اور ضرورت پڑنے پر سرمائے کی ضروری مقدار معیشت میں مہیا کی جاسکتی ہے۔ اس طرح سرمائے کے ذخیرے میں توسیع میں کسی قسم کی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی۔ مصنوعات کی طلب میں کیسی بھی شرح سے اضافہ ہو رہا ہو، معیشت میں اس طلب کو پورا کرنے کے لیے مطلوبہ سرمایہ مہیا کیا جاسکتا ہے۔

ششم، اصول اسراع فرض کرتا ہے کہ پیداوار میں اضافے سے پیداوار کے مرکب میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ پیداوار کے مرکب میں تبدیلی ہونے پر سرمایہ پیداوار تناسب میں تبدیلی کے امکانات ہوتے ہیں لیکن اصول اسراع مستقل سرمایہ آمدنی تناسب فرض کرتا ہے۔ ہفتم، اصول اسراع فرض کرتا ہے کہ اشیائے سرمایہ کو کسی بھی سائز میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

8.2.2 اصول اسراع پر تنقید (Criticisms of Acceleration Principle)

اصولِ اسراع کو کئی بنیادوں پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اول، سرمایہ پیداوار کے مستقل تناسب کے مفروضے پر سخت تنقید کی گئی ہے۔ یہ استدلال کیا گیا ہے کہ تجرباتی مطالعات معین مسرع کے مفروضے کی تائید نہیں کرتے۔ تیز رفتار سائنسی ترقی کے اس دور میں، ٹیکنالوجی وقت کے ساتھ تیزی سے بدل رہی ہے۔ اگر ٹیکنالوجی کے جامد رہنے کو فرض بھی کیا جائے تب بھی حتمی پیداوار کی طلب میں دیے گئے اضافے کے نتیجے میں ذخیرۂ سرمایہ میں مطلوبہ اضافے کی حد مختلف اشیا اور خدمات کے درمیان مجموعی پیداوار کی طلب میں اس اضافے کی تقسیم پر منحصر ہوگی۔ مختلف صنعتیں مختلف سرمایہ پیداوار تناسب سے اشیا پیدا کرتی ہیں۔ اگر پیداوار کی طلب میں تبدیلی اس طرح ہو کہ اعلی مسرع کی صنعتوں کی مصنوعات کی طلب میں زیادہ اضافہ ہو، تو میں سرمائے کے ذخیرے میں زیادہ اضافے کی ضرورت ہوگی بمقابلہ اس صورت کے جس میں ادنی مسرع والی صنعتوں کی مصنوعات کی طلب میں زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔

دوم، مختلف صنعتوں کی سرمایہ کاری کا جداگانہ تجزیہ کرکے یہ دکھایا جاسکتا ہے کہ پیداوار میں اضافہ نہ ہونے کی صورت میں بھی خالص سرمایہ کاری ممکن ہے۔ اشیا کی موجودہ مجموعی طلب کی باز تقسیم ان صنعتوں کی سرمایہ کاری میں کمی کے مقابلے جن کی مصنوعات کی طلب میں کمی ہوتی ہے ان صنعتوں میں زیادہ خالص سرمایہ کاری کا سبب بن سکتی ہے جن کی مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ سرمایہ کاری میں فرسودگی سے زیادہ کمی نہیں ہوسکتی۔

سوم، اصولِ اسراع فرموں کے سرمایہ کاری کے فیصلوں میں توقعات کے کردار کو نظر انداز کرتا ہے۔ پیداکار مصنوعات کی طلب

میں اضافہ ہونے پر بھی پلانٹ کی صلاحیت میں اضافہ نہیں کریں گے اگر انہیں اس کی توقع نہ ہو کہ طلب میں یہ اضافہ دائمی ہے۔

کاروباری افراد سرمایہ کاری سے متعلق فیصلے کرتے وقت اپنی مصنوعات کی طلب میں موجودہ اضافے کے علاوہ بہت سے دیگر عوامل مدنظر رکھتے ہیں۔ ماضی کے تجربات موجودہ واقعات پر متوقع ردعمل کو متاثر کرتے ہیں۔ موجودہ طلب میں اضافے سے قطع نظر، فرمیں اپنے موجودہ پلانٹ کی صلاحیت میں اضافہ نہیں کریں گی جب تک کہ مستقبل کی توقعات اس کا جواز نہ پیش کریں۔ سائمن کزنٹس کے مطابق، اگر مشین زیادہ پائیدار ہو تو کاروباری افراد اپنی مصنوعات کی طلب میں اضافے کے جواب میں اضافی آلات نصب کرنے میں زیادہ محتاط رویہ اختیار کریں گے۔ یہ حقیقت کہ سرمایہ کاری کے فیصلوں میں فرمیں بازار میں ہونے والی موجودہ تبدیلیوں کے بجائے مستقبل میں متوقع تبدیلی سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں اصولِ اسراع کی افادیت کو محدود کرتی ہے۔

چہارم، مکمل صلاحیت (Full Capacity) اصولِ اسراع کے عمل کے لیے ایک شرط ہے۔ شماریاتی اعداد سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی دنیا میں یہ شرط شاذ ہی پوری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کاروباری چکر کے بحالی کے ابتدائی مراحل میں اضافی گنجائش ہوتی ہے۔ نتیجتاً، اصول اسراع پوری صلاحیت سے کام نہیں کرتا۔

پنجم، اصولِ اسراع سرمایہ کاری میں تکنیکی عوامل کو نظر انداز کرتا ہے۔ اشیائے سرمایہ بہت بھاری اور ناقابل تقسیم ہو سکتی ہیں اور اضافی پلانٹ کے نصب کا جواز صرف اسی صورت میں ہو گا جب پیداوار کی طلب میں کافی بڑی مقدار میں اضافہ ہوا ہو۔

ششم، اصولِ اسراع شرح سود میں تبدیلی کے سرمایہ کاری پر اثرات کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، اصولِ اسراع یہ فرض کرتا ہے کہ سرمایہ کاری آمدنی میں تبدیلی کا تفاعل ہے حالانکہ سرمایہ کاری کا کچھ حصہ ہی آمدنی میں تبدیلی کا تفاعل ہوتا ہے۔

ہفتم، اصولِ اسراع سرمایہ کاری کی شرح کی حدود کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کے مطابق سرمائے کی رسد مکمل لچک دار ہوتی ہے اور طلب میں اضافہ ہونے پر اشیائے سرمایہ کی فراہمی کسی حد بھی بڑھانا ممکن ہے۔ لیکن حقیقت میں سرمائے کی رسد مکمل لچک دار نہیں ہوتی۔

8.3 ضارب اور مسرع کے درمیان تعامل

(Interaction between Multiplier and Accelerator)

ماہرین معاشیات نے ضارب اور مسرع کے تعامل کو دکھانے کے لیے دونوں کو ایک ماڈل میں شامل کیا ہے۔ یہ اس حقیقت کی بنا پر ہے کہ سرمایہ کاری یا صرف میں اضافہ ضارب اور مسرع کی موجودگی پر منحصر ہوتے ہوئے ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، سرمایہ کاری میں اضافے سے پیداوار اور آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ضارب کے عمل کی وجہ سے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ صرف میں ہوا اضافہ مسرع کے عمل کے ذریعے سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح ضارب اور مسرع میں باہمی تعامل کا تعلق ہے اس طرح کہ سرمایہ کاری آمدنی پر اثر انداز ہوتی ہے اور آمدنی سرمایہ کاری پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ضارب اور مسرع کے درمیان سلسلہ اسباب کچھ ذیل قسم کا ہوتا ہے۔

$$\Delta I_a \rightarrow \Delta Y \rightarrow \Delta C \rightarrow \Delta I_i \rightarrow \Delta Y \rightarrow \Delta C \rightarrow \Delta I_i$$

یعنی کچھ اس طرح کا سلسلہ بنتا ہے کہ مستقل سرمایہ کاری میں تبدیلی سے ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہے جس سے صرف میں تبدیلی آتی ہے جس کی وجہ سے مسرع کے عمل سے تابع سرمایہ کاری میں تبدیلی آتی ہے جو ضارب کے عمل سے آمدنی میں تبدیلی کی وجہ بنتا ہے جس سے صرف میں تبدیلی آتی ہے جو مسرع کے عمل سے تابع سرمایہ کاری میں تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔ ماہرین معاشیات نے معاشی سرگرمیوں میں آنے والی تبدیلیوں کی وضاحت کے لیے ضارب اور مسرع کے تعامل کے مختلف ماڈل پیش کیے ہیں۔ یہاں ہم سیموئلسن کے پیش کردہ ماڈل کو مختصراً بیان کریں گے۔

8.3.1 سیموئلسن کا ضارب مسرع تعامل کا ماڈل (Samuelson's Multiplier–Accelerator Model)

سیموئلسن کا ضارب-مسرع کے تعامل کا ماڈل ضارب اور مسرع دونوں کے اثرات کا مطالعہ کرتا ہے۔ طلب سائڈ سے یہ ضارب کے اثرات اور رسد سائڈ سے مسرع کے اثرات کا تجزیہ کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ یہ دونوں باہمی طور پر کس طرح پیداوار اور روزگار میں اتار چڑھاؤ کا سبب بنتے ہیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح سرمایہ کاری میں تبدیلی، مسرع اور ضارب کی وجہ سے قومی آمدنی میں بڑے اتار چڑھاؤ کا باعث بن سکتی ہے۔ سیموئلسن کے ماڈل کو درج ذیل طریقے سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔

مدت t میں کل آمدنی مدت t میں صرف (C_t) اور مدت t میں سرمایہ کاری (I_t) کے حاصلِ جمع کے مساوی ہو گی۔

$$Y_t = C_t + I_t \tag{8.9}$$

مدت t میں صَرف مدت $t-1$ میں آمدنی (Y_{t-1}) کا تفاعل ہے۔

$$C_t = a + bY_{t-1} \tag{8.10}$$

اسی طرح مدت t میں سرمایہ کاری کا کچھ حصہ تابع سرمایہ کاری (I_i) ہو گی اور کچھ حصہ مستقل سرمایہ کاری (I_a) ہو گی۔ تابع سرمایہ کاری آمدنی پر منحصر ہوتی ہے۔

$$I_t = I_a + I_i \tag{8.11}$$

$$I_t = I_a + v(Y_{t-1} - Y_{t-2}) \tag{8.12}$$

مساوات (8.12) کے مطابق مدت t میں سرمایہ کاری مدت $t-1$ میں پیداوار میں تبدیلی $(Y_{t-1} - Y_{t-2})$ کا تفاعل ہے۔ اس طرح مدت t میں مجموعی آمدنی ہو گی:

$$Y_t = a + bY_{t-1} + I_a + b(Y_{t-1} - Y_{t-2}) \tag{8.13}$$

اس طرح، مستقل سرمایہ کاری میں تبدیلی آنے کی صورت میں درج بالا مساوات وضاحت کرتی ہے کہ کس طرح معیشت حاشیائی میلانِ صرف اور سرمایہ پیداوار تناسب کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے نیا توازن حاصل کرتی ہے یا توازن سے دور ہوتی ہے۔ سیموئلسن نے حاشیائی میلانِ صرف (جس سے ضارب کا تعین ہوتا ہے) اور سرمایہ

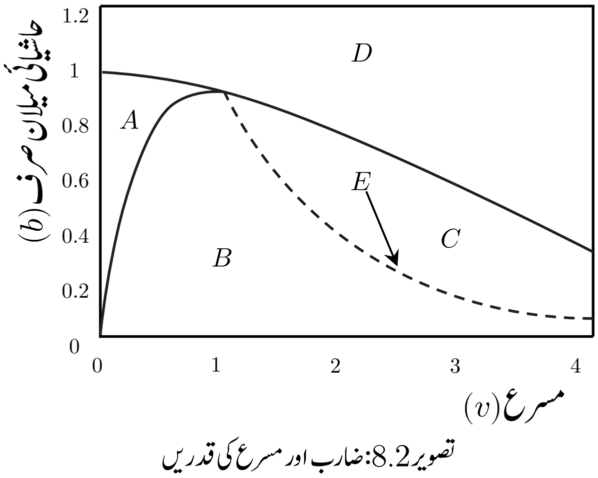

تصویر 8.2: ضارب اور مسرع کی قدریں

پیداوار تناسب (جس سے مسرع کا تعین ہوتا ہے) کی مختلف قدروں کا استعمال کر کے 5 مختلف راستے بیان کیے ہیں جنہیں معیشت اختیار کرے گی۔ انہیں تصویر 8.2 میں دکھایا گیا ہے۔

جب حاشیائی میلانِ صرف (b) اور سرمایہ آمدنی تناسب (v) کی قدر علاقہ A کے اندر ہوگی تو مستقل اخراجات مثلاً مستقل سرمایہ کاری یا مستقل صرف میں تبدیلی سے آمدنی یا پیداوار گھٹتی شرح سے بڑھے گی یا کم ہوگی اور بالآخر نئے نقطہ توازن پر پہنچے گی جو ابتدائی توازن کے متوازی ہوگی جیسا کہ تصویر 8.3 کے حصہ (الف) میں دکھایا گیا ہے۔ اس صورت میں کوئی ارتعاش نہیں ہوتا اور نیا توازن بنا کسی دائروی اتار چڑھاؤ (Cyclical Fluctuation) کے ابتدائی توازن کے متوازی قائم ہوتا ہے۔

اگر b اور v کی قدریں ایسی ہوں کہ وہ B خطے کے اندر موجود ہوں، تو آزاد سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلی آمدنی یا پیداوار میں تصویر 8.3 کے حصہ (ب) جیسے اتار چڑھاؤ کا سبب بنے گی۔ خطہ B میں واقع b اور v کی قدر ایسا ارتعاش پیدا کرتی ہیں جن کے طول و عرض (Magnitude) میں بتدریج کمی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ ارتعاش یا اتار چڑھاؤ پوری طرح ختم ہو جاتے ہیں اور نیا توازن قائم ہوتا ہے۔

علاقہ C میں واقع b اور v کی قدر سے تصویر 8.3 کے حصہ (ج) جیسے اتار چڑھاؤ پیدا ہوتے ہیں۔ اس علاقے میں مسرع کی قدر ضارب کی قدر سے زیادہ ہوتی ہے لہٰذا اس سے آمدنی یا پیداوار میں ایسے اتار چڑھاؤ پیدا ہوتے ہیں جن کے طول عرض میں بتدریج وسعت ہوتی جاتی ہے۔ آمدنی یا پیداوار میں اس طرح کے اتار چڑھاؤ انفجاری ہوتے ہیں اور جتنی ضارب کی قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے وقت کے ساتھ ساتھ یہ اتار چڑھاؤ مزید اور مزید غیر مستحکم ہوتے جاتے ہیں۔ اس صورت میں آمدنی یا پیداوار میں بڑھتی شرح سے اضافہ یا کمی ہوتی ہے۔ حقیقی دنیا میں یہ دھماکہ خیز یا انفجاری سائکل لامحدود مدت تک نہیں بڑھ سکتی۔ پیداوار کی ایک اعلیٰ حد ہے جو معیشت پیدا

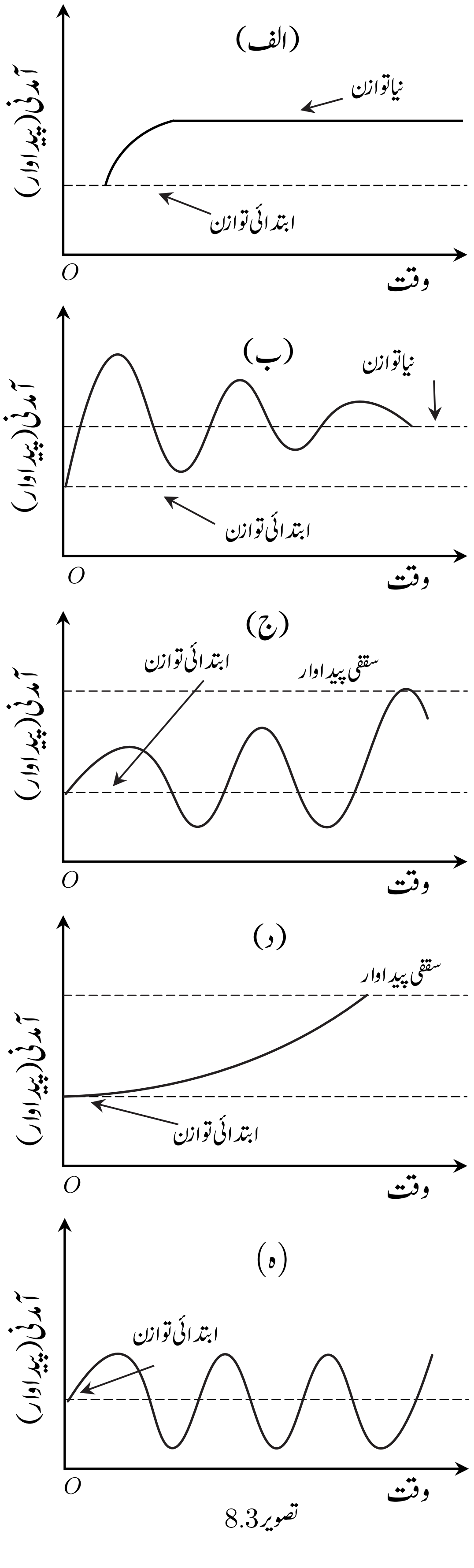

تصویر 8.3

کر سکتی ہے۔اس کے بعد کی ایک حد ہے جس کے بعد پیداوار میں اضافہ ممکن نہیں۔اس اعلی حد کو سقفی پیداوار کہتے ہیں۔

علاقہ D میں واقع bاور v کی قدریں ایسا اتار یا چڑھاؤ پیدا کرتی ہیں جس کے طول و عرض میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔bاور v کی ایسی قدروں سے معاشی نظام پھیلتا جاتا ہے اور توازن سے دور اور دور تر ہوتا جاتا ہے۔اس خطے میں ضارب اور مسرع کی قدر آمدنی یا پیداوار کو بڑھتی ہوئی شرح سے اوپر یا نیچے کی طرف لے جاتی ہے۔ آمدنی میں بڑے طول و عرض کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے۔ حقیقی دنیا میں اس علاقے کی ضارب اور مسرع کی قدروں کے ساتھ معیشت میں لامتناہی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ سقفی پیداوار تک پہنچنے کے بعد پیداوار میں مزید اضافہ ممکن نہیں ہو گا۔ اسے تصویر 8.3 کے حصہ (د) میں دکھایا گیا ہے۔

اگر bاور v کی قدریں علاقہ E میں واقع ہوں تو اس سے ہموار اور ملسل ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ اسے تصویر 8.3 کے علاقہ (ہ) میں دکھایا گیا ہے۔ علاوہ (ہ) ایسا علاقہ ہے جس میں ضارب اور مسرع کی ایسی قدریں ہوتی ہیں کہ یہ ایک دوسرے کا اثر ختم کر دیتی ہیں۔ اس سے ایک ہموار اور مسلسل تجارتی سائیکل پیدا ہوتی ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ b اور v کے تمام امتزاج تجارتی چکر پیدا نہیں کرتے۔ صرف B، C اور E خطوں میں b اور v کے امتزاج تجارتی چکر پیدا کرتے ہیں۔ علاقے A اور D میں bاور v کی قدروں سے تجارتی چکر پیدا نہیں ہوتا کیونکہ خطہ A میں ضارب اور مسرع کی قدروں کا امتزاج ایسا ہے کہ مستقل سرمایہ کاری یا مستقل صرف میں تبدیلیوں کے نتیجے میں آمدنی یا پیداوار معاشی سرگرمیوں میں کسی قسم کے اتار چڑھاؤ کے بنا ابتدائی توازن سے نئے توازن کی طرف آسانی سے منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح، خطہ D میں ضارب اور مسرع کی قدریں ایسی ہیں کہ آزاد سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلیوں کے بعد، آمدنی معاشی نظام میں کسی قسم کے اتار چڑھاؤ پیدا کیے بنا اوپر کی سمت انفجاری طور پر حرکت کرتی ہے۔ چونکہ خطہ D میں آمدنی میں ہموار توسیع یا کمی ہوتی ہے، لہذا خطہ D میں کوئی کاروباری اتار چڑھاؤ نہیں ہوتا۔

سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلیوں کے ساتھ علاقہ B میں ضارب اور مسرع کی قدریں قصری ارتعاش پیدا کرتی ہیں اس طرح کہ کچھ مدت بعد اتار چڑھاؤ پوری طرح غائب ہو جاتا ہے۔ مشاہداتی تجربات سے اشارہ ملتا ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد کا تجارتی چکر دوران جنگ کے تجارتی چکر کے مقابلے قصری چکر تھا۔ لیکن ایسا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا جس سے ثابت ہوتا ہو کہ تجارتی چکر پوری طرح ختم ہو جاتا ہے۔ تجارتی چکر تب پوری طرح ختم ہو سکتا ہے جب صرف ایک بار آزاد سرمایہ کاری یا صرف میں تبدیلی ہو۔ ایسی صورت میں سرمایہ کاری یا صرف کا اثر دھیرے دھیرے ختم ہو تا جائے گا۔ تاہم حقیقی دنیا میں معیشت میں مختلف خلل مثلاً تکنیکی پیش رفت، اختراع، قدرتی آفات، اور انسان ساختہ آفات وغیرہ پیدا ہوتے رہتے ہیں جن سے سرمایہ کاری اور صرف میں تبدیلی آتی رہتی ہیں اور نتیجتاً ایسے کاروباری چکر پیدا ہوتے ہیں جو ختم نہیں ہوتے۔

علاقہ C کی ضارب اور مسرع کی قدروں سے نظریاتی طور پر یقیناً مسلسل ارتعاش پیدا ہوتا ہے لیکن یہ ارتعاش انفجاری ہوتا ہے جو حقیقی دنیا سے مطابقت نہیں رکھتا جس میں انفجاری ارتعاش نہیں پیدا ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی دنیا میں آمدنی اور پیداوار لامتناہی طور پر نہیں بڑھ سکتی۔ ایسی مادی، مالیاتی وسائل کی حدود ہیں جو پیداوار کو لامتناہی طور پر بڑھنے سے روکتی ہیں۔ حقیقی دنیا میں جب معیشت اس حد تک

پہنچتی ہے اس میں مزید توسیع نہیں ہو سکتی۔ یہ اوپری حد سقفی پیداوار (Ceiling Output) کہلاتی ہے۔ تاہم، علاقہ C کی ضارب اور مسرع کی قدروں کو تجزیے میں روک یا بفر (Buffers) کو شامل کر کے حقیقی دینا سے ہم آہنگ بنایا جا سکتا ہے۔ روک وہ عوامل ہیں جو ایک طرف آمدنی اور پیداوار کی توسیع پر بالائی حد لگاتے ہیں اور دوسری طرف ان کے کم ہونے پر ادنی حد عائد کرتے ہیں۔ ان بفروں کی شمولیت سے خطہ C کے ضارب اور مسرع کی قدروں سے پیدا ہونے والے انفجاری اتار چڑھاؤ محدود چکراتی اتار چڑھاؤ بن سکتے ہیں، جو حقیقی دنیا کے تجارتی چکروں سے ہم آہنگ ہے۔

آخر میں، علاقہ E ایسی صورت حال کی نمائندگی کرتا ہے جہاں کاروباری چکر نہ تو غائب ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں انفجار ہوتا ہے بلکہ یکساں طول و عرض کے ساتھ مستقل جاری رہتا ہے۔ یہ علاقہ سیموئلسن کے ماڈل میں مستحکم اور غیر مستحکم علاقے کے درمیان کی حد ہے۔ یہ علاقہ A، B وغیرہ کی طرح کوئی وسیع علاقہ نہیں ہے بلکہ قصری انفجار کے علاقے (علاقہ B) اور انفجاری ارتعاش کے علاقے (علاقہ C) کے بیچ کی حد فاصل ہے۔ اس علاقے میں ضارب اور مسرع کی ایسی قدریں ہوتی ہیں جس سے ایسی ہموار اور مستحکم تجاری سائیکل پیدا ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ یہ ایسا علاقہ ہے جہاں ضارب اور مسرع کی ایسی قدریں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے اثر کو ختم کر دیتی ہیں۔ یعنی مسرع کا اثر جو اتار چڑھاؤ کو بڑھاتا ہے ضارب کے اثر سے جو اتار چڑھاو کو کم کرتا ہے سے متوازن ہو جاتا ہے۔ اس سے معیشت آمدنی اور پیداوار میں مستقل اور ہموار اتار چڑھاو کا تجربہ کرتی ہے۔ تاہم یہ صورت حقیقی دنیا کی صورت حال سے متصادم ہے اور اس طرح کے کاروباری چکر کا وجود ناممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی دنیا کی صورت حال میں، کاروباری چکر کے طول و عرض اور دورانیے میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔

8.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اہل ہیں کہ:

- اصولِ اسراع کی وضاحت کر سکیں۔
- ضارب اور مسرع کے تعامل کا تجزیہ کر سکیں۔

8.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Question)

8.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ایک روپے کی پیداوار کے لیے 10 روپے کے سرمائے کی ضرورت ہو تو مسرع کی قدر ہو گی:

(a) 1 (b) 5

(c) 10 (d) 0.1

2. اصول اسراع ۔۔۔۔۔۔ میں تبدیلی سے ۔۔۔۔۔ آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

(a) سرمایہ، آمدنی (b) شرح سود، پیداوار

(c) آمدنی، سرمایہ (d) ضارب، مسرع

3. ایک معیشت کا سرمایہ پیداوار تناسب 5 ہے۔ اس معیشت کی آمدنی میں 100 اکائیوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ مسرع ماڈل کے مطابق سرمایہ کاری میں کتنا اضافہ ہوگا؟

(a) صفر اکائی
(b) 100 اکائی
(c) 500 اکائی
(d) 20 اکائی

4. وہ عامل جو آمدنی یا سرمایہ کی اعلی / ادنی سطح پر روک لگاتے ہیں کہلاتے ہیں:

(a) ضارب
(b) مسرع
(c) بفر
(d) شرح سود

5. خام سرمایہ کے لیے درج ذیل میں درست ہے:

(a) یہ ہمیشہ منفی ہوتی ہے
(b) یہ ہمیشہ مثبت ہوتی ہے
(c) یہ صفر اور مثبت دونوں ہو سکتی ہے
(d) یہ منفی اور مثبت دونوں ہو سکتی ہے

6. خالص سرمایہ کے لیے درج ذیل میں درست ہے:

(a) یہ ہمیشہ منفی ہوتی ہے
(b) یہ ہمیشہ مثبت ہوتی ہے
(c) یہ صفر اور مثبت دونوں ہو سکتی ہے
(d) یہ منفی اور مثبت دونوں ہو سکتی ہے

7. اصولِ اسراع کے مطابق سرمایہ کاری تفاعل ہے:

(a) آمدنی میں تبدیلی کا
(b) قیمت کی سطح میں تبدیلی کا
(c) ضارب میں تبدیلی کا
(d) ضارب کا

8. ضارب اور مسرع کے تعامل سے ارتعاش:

(a) ہمیشہ انفجاری ہوتا ہے
(b) ہمیشہ ہموار ہوتا ہے
(c) ہمیشہ بڑھتا جاتا ہے
(d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

9. خام سرمایہ کاری کی مساوات ہوگی:

(a) $I_t = I_a + I_i$
(b) $I_t = a + bY_{t-1}$
(c) $I_t = I_a + v(Y_{t-1} - Y_{t-2}$
(d) $I_g = I_n + R_n$

10. ضارب اور مسرع کے تعامل کی مساوات ہے:

(a) $Y_t = I_a + v(Y_{t-1} - Y_{t-2})$
(b) $Y_t = a + bY_{t-1} + I_a + b(Y_{t-1} - Y_{t-2})$
(c) $Y_t = I_a + v(K_{t-1} - K_{t-2})$
(d) $Y_t = Y_t = Y_{t-1}$

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	c	c	c	c	c	d	a	d	d	b

8.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. اصولِ اسراع کی مختصر وضاحت کریں۔
2. اصولِ اسراع کے مفروضات کو مختصراً بیان کریں۔
3. اسراع کے اصول پر تنقید کریں۔
4. مسرع کی الجبرائی مساوات کا اشتقاق کریں۔
5. مسرع اور ضارب کے تعامل کی مساوات کا اشتقاق کریں۔

8.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. اصولِ اسراع کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. ضارب اور مسرع کے تعامل کے سیموئلسن ماڈل کی وضاحت کریں۔
3. سیموئلسن کے ماڈل میں ضارب اور مسرع کی کن قدروں سے تجارتی چکر پیدا ہوتے ہیں؟

بلاک III: آمدنی اور روزگار کے نظریات

اکائی 9: آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-I

(Classical Theory of Income and Employment-I)

اکائی کے اجزا:

9.0 تمہید (Introduction)

9.1 مقاصد (Objectives)

9.2 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ (Classical Theory of Income and Employment)

9.3 اجرت وقیمت کی لچک پذیری اور مکمل روزگار (Wage-Price Flexibility & Full Employment)

9.4 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل روزگار کا ایک رسمی ماڈل (The Classical Theory of Income and Employment: A Formal Full-Employment Model)

9.4.1 بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین (Determination of Income and Employment without Saving and investment)

9.4.2 بچت اور سرمایہ کاری کے ساتھ آمدنی اور روزگار کا تعین (Determination Of Income and Employment with Saving and Investment)

9.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

9.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

9.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

9.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

9.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

9.0 تمہید (Introduction)

معاشیات میں کلاسیکی دور کو عام طور پر 1930 سے قبل کے ماہرین معاشیات جیسے آدم اسمتھ، ڈیوڈ ریکارڈو اور جان اسٹورٹ مل کے پیش کردہ معاشی نظریات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد نو کلاسیکی ماہرین معاشیات جیسے الفریڈ مارشل اور اے۔ سی۔ پیگو نے کلاسیکی نظریے کو مزید تقویت بخشی۔ آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کا مطالعہ اس لیے اہم ہے کیونکہ کلاسیکی نظریے کے کچھ پہلو ترقی پذیر ممالک میں پائی جانے والی عام صورتِ حال سے کافی حد تک مناسبت رکھتے ہیں اور یہ نظریہ ان ممالک میں آمدنی اور روزگار کا تعین کرنے والے عوامل پر روشنی ڈالتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات آزاد بازار معیشت میں یقین رکھتے تھے۔ ان کے مطابق ایسی معیشت میں روزگار کے خواہش مند افراد کو روزگار کی ملنے کا، مکمل روزگار کی صورتِ حال کے قائم رہنے کا اور تیار شدہ اشیا کے بقدر طلب برقرار رہنے کا رجحان ہوتا ہے۔ یہ اکائی اور اس سے لاحقہ اکائی کلاسیکی نظریے کو پیش کرے گی۔

9.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- جے۔ بی۔ سے کے قانونِ بازار کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق اجرت و قیمت کی لچک پذیری کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت کرنا۔

9.2 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ (Classical Theory of Income and Employment)

آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ مندرجہ ذیل تصورات پر مبنی ہے:

- جے۔ بی۔ سے کا قانونِ بازار (Say's Law of Market)
- اجرت و قیمت کی لچک پذیری اور مکمل روزگار (Wage-Price Flexibility & Full Employment)

1. سے کا قانونِ بازار (Say's Law of Market)

مشہور کلاسیکی ماہرینِ معاشیات ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) اور آدم اسمتھ (Adam Smith) کے ذریعے پیش کردہ کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں آمدنی اور روزگار کی سطح اشیائے اجرت کے ذخیرے (Wage-Goods Funds) اور مقررہ سرمائے (Fixed Capital) کے ذخیرے سے متعین ہوتی ہے۔ جیسا کہ شروع میں ہی بتایا جا چکا ہے کہ کلاسیکی نظریے کے حامیین، معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال پر یقین رکھتے تھے جو کہ فرانسیسی ماہر معاشیات جے۔ بی۔ سے (Jean-Baptiste Say) کے قانونِ بازار پر منحصر ہے۔ اس قانون کے مطابق رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ اس لیے معیشت میں زائد پیداوار اور بے روزگاری کا مسئلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شے کی پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے تو اس کی مزید پیداوار کے لیے عاملین پیدائش کی

اکائیوں میں بھی فطری طور پر اضافہ ہوتا ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ اشیا کی مزید پیداوار کے لیے مزید عاملینِ پیدائش کے استعمال کی ضرورت ہوگی۔ ان عوامل کو عملِ پیدائش میں ان کی خدمات کے عوض ادائیگی کی جائے گی جو ان کی آمدنی ہوگی۔ لہذا جہاں ایک طرف اشیا کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری طرف ان کو پیدا کرنے والے عاملین کی آمدنیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے جسے عاملین پیدائش ان مزید پیدا شدہ اشیا کی خرید پر خرچ کر دیتے ہیں۔ پس جو اشیا پیدا ہوتی ہیں وہ فروخت ہو جاتی ہیں۔ اس طرح جب کسی شے کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کی طلب خود بخود بڑھ جاتی ہے۔ لہذا معیشت میں اشیا کی طلب میں کمی اور اس کی زائد پیداوار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جس قدر اشیا پیدا کر لی جاتی ہیں اسی قدر ان کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کی سادہ مثال کے لیے فرض کریں کہ ایک سادہ معیشت میں صرف دو شعبے ہیں؛ گھریلو شعبہ اور فرم۔ فرم گھریلو شعبے سے عواملِ پیدائش کی خدمات حاصل کرتی ہے اور 100 روپے کے بقدر پیداوار کرتی ہے۔ اس طرح معیشت کی پیداوار 100 روپے ہوگی۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ عواملِ پیدائش نے پیدائش کے عمل میں 100 روپے کی قدر کا اضافہ کیا۔ لہذا، ان کو عاملی معاوضے کے طور پر 100 روپے کی ادائیگی کی جائے گی جو گھریلو شعبے کی آمدنی ہوگی۔ گھریلو شعبہ اس 100 روپے آمدنی کو فرم کی اشیا کی خرید پر خرچ کرے گا۔ یعنی گھریلو شعبے کی جانب 100 روپے کے بقدر اشیا کی طلب ہوگی۔ اور اس طرح، معیشت کی پیداوار یا رسد یا آمدنی کے مساوی طلب بھی پیدا ہوگی۔ لہذا، زائد پیداوار کا مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ سے کے قانون کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملک میں جتنے بھی افراد روزگار کے متلاشی ہیں ان کو روزگار فراہم کیا جا سکتا ہے اور معیشت کو مکمل روزگار کے توازن پر لے جایا جا سکتا ہے۔ چونکہ زائد پیداوار کا مسئلہ نہیں پیدا ہوتا لہذا معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کی صورتِ حال برقرار رہتی ہے۔

کلاسیکی نظریے کے حامی ماہرینِ معاشیات کا ماننا تھا کہ معیشت میں مکمل روزگار کی صورتِ حال کو قائم رکھنے کے لیے جہاں تک ممکن ہو سکے پیداواری عمل میں موجودہ وسائل کے بھرپور استعمال کو یقینی بنایا جائے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق عام طور پر لوگ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ ہی بچا پاتے ہیں کیونکہ آمدنی کا ایک بڑا حصہ ضروریات کی تکمیل پر خرچ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بچت سے کے قانون پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اگر کسی وقت بچت میں اضافہ ہو بھی جاتا ہے تو سود کی شرح میں کمی کی وجہ سے وہ بچت مستقل سرمایہ کاری میں لگا دی جاتی ہے۔ لہذا ایک جانب بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے برابر ہوتی ہے اور دوسری جانب مجموعی آمدنی مجموعی اخراجات کے برابر رہتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں، شرح سود کے لچک دار ہونے کی وجہ سے بچت اور سرمایہ کاری میں توازن برقرار رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر سود کی شرح میں کمی ہوتی ہے تو اس کا راست اثر بچت اور سرمایہ کاری پر پڑتا ہے۔ لوگ بچت میں کمی کرتے ہیں اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح، جب کبھی سود کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے تو سرمایہ کاری میں کمی ہو جاتی ہے اور بچت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح بچت اور سرمایہ کاری دونوں ایک دوسرے کے برابر رہتی ہیں۔ لہذا، کلاسیکی معیشت دانوں کے مطابق مجموعی رسد اور مجموعی طلب دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے برابر رہتی ہیں اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال برقرار رہتی ہے۔

2. سے کے قانون کی پیگوئی تشکیل (Pigouvian Formulation of Say's Law)

سے کے قانون بازار کو پروفیسر پیگو نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ پروفیسر پیگو کے مطابق، اگر مزدور اپنی حاشیائی پیداواریت (Marginal Productivity) کے بقدر شرحِ اجرت پر کام کرنے کو تیار ہوں تو محنت بازار یا مزدور بازار میں عمومی بے روزگاری کا امکان نہیں ہوگا۔ ایک آزاد بازار معیشت جہاں آزاد اور مکمل مسابقت ہو اگر مزدور دی گئی کم اجرت کو قبول کریں تو بے روزگاری مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ سے کے قانون کی پیگوئی تشکیل کے مطابق مکمل مسابقت کے تحت محنت بازار میں مکمل روزگار کا رجحان ہوتا ہے۔ کلاسیکی مکتبۂ فکر کے مطابق، روزگار کے حجم کا تعین بنیادی طور پر اجرت کی سطح سے ہوتا ہے۔ مکمل مسابقتی بازار میں مزدور کی رسد اور مزدور کی طلب جیسی بازار قوتیں بازار اجرت کی شرح کا تعین کرتی ہیں اور اس طرح بے روزگاری کے امکان کو مکمل طور پر ختم کر دیتی ہیں۔

اگر اس کے باوجود بھی معیشت میں بے روزگاری پائی جاتی ہے، یعنی اگر کسی بھی وقت مزدور کی طلب مزدور کی رسد سے زیادہ ہوتی ہے، تو بازار میں اجرت کی شرح اس وقت تک کم ہوتی جاتی ہے جب تک رسد طلب کے برابر نہیں ہو جاتی اور مکمل روزگار کا توازن بحال نہیں ہو جاتا۔ اسی لیے کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کا ماننا تھا کہ اگر معیشت میں بے روزگاری طویل عرصے تک برقرار رہتی ہے، تو اس کی وجہ محنت بازار میں نقص کے باعث اجرت کی سختی ہوتی ہے۔

پروفیسر پیگو کے مطابق، پہلی جنگ عظیم سے پہلے اس طرح کے حالات عام تھے اور اس کے نتیجے میں جنگ کے بعد ایک عارضی بے روزگاری کے علاوہ کسی بھی طرح کی بے روزگاری کا کوئی وجود نہیں تھا۔ تاہم، حالات بدل گئے اور کچھ نئی قوتیں پیدا ہوئی جنہوں نے محنت بازار میں مسابقتی قوتوں کو کمزور کرنے کا کام کیا۔ مثال کے طور پر، اقل اجرت قوانین (Minimum Wage Laws)، اجتماعی سودے بازی (Collective Bargaining)، ٹریڈ یونینوں کا ارتقا، بے روزگاری انشورنس (Unemployment Insurance)، مزدوروں اور آجروں کے درمیان سمجھوتے، گروہی دباؤ اور حکومتی مداخلت (Government Intervention) وغیرہ وغیرہ۔

ان عوامل نے محنت بازار کو نامکمل بنانے یعنی مکمل مسابقت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور اس طرح معیشت میں بے روزگاری کے امکانات مزید بڑھتے چلے گئے۔ لہٰذا اجرت کی شرح میں کمی بے روزگاری کو حل نہیں کر سکی۔

3. سے کے قانون کے مضمرات (Implications of Say's Law)

i. سے کے قانون بازار کے مطابق معیشت میں از خود طور پر مطابقت ہوتی ہے کیونکہ جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ہر پیداوار اپنے ساتھ پیداواری عمل میں ضروری قوت خرید لاتی ہے جو اس شے کی فروخت کا باعث بنتی ہے، نتیجتاً معیشت میں زائد پیداوار کا مسئلہ نہیں پیدا ہوتا۔ حکومت کی جانب سے کاروباری معاملات میں مداخلت کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ سے کے قانون بازار کے مطابق از خود مطابقتی نظام کے عمل میں خلل کا باعث بنے گا۔

ii. چونکہ رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے، اس لیے معیشت میں عام بے روزگاری اور زائد پیداوار ناممکن ہے۔

iii. سے کے قانون بازار کے مطابق اگر معیشت میں ایسے غیر استعمال شدہ وسائل موجود ہیں جن کے استعمال سے پیداواری عمل اور منافع

میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور روزگار کو تقویت بخشی جا سکتی ہے تو ایسے وسائل کو ملازمت دینا منافع بخش ہو گا کیونکہ وہ اپنے طریقے سے معاشی عمل میں تعاون کریں گے۔ دوسرے لفظوں میں، جب بے روزگار وسائل استعمال کیے جاتے ہیں، تو وہ زیادہ پیداوار کا باعث بنتے ہیں اور اپنے اخراجات پورے کر سکتے ہیں۔

iv. اس قانون کا ایک اور اہم مضمر، شرح سود کی لچک پذیری ہے، جو بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان برابری لاتی ہے۔ کلاسیکی مفکرین کے نزدیک بچت خرچ کی ایک اور شکل ہے۔ لہٰذا، جو کچھ بھی پس انداز کیا جاتا ہے لازماً اس کی سرمایہ کاری بھی کی جاتی ہے۔ لہٰذا، معیشت میں مجموعی طلب کی کمی کا کوئی امکان نہیں ہوتا ہے اور جس طریقہ کار کے ذریعے اسے برقرار رکھا جاتا ہے وہ شرحِ سود ہے۔

v. سے کے قانون بازار کی مزید وضاحت پیگو کے ذریعے پیش کردہ اس نظریے سے ہوتی ہے کہ اجرت کی شرح وہ طریقہ کار ہے جو روزگار میں از خود مطابقت لانے میں مدد فراہم کرتا ہے، یعنی اجرت کی شرح میں کمی معیشت میں کامل مسابقت کے تحت مکمل روزگار کا باعث بنے گی۔ حکومت کو جہاں تک ممکن ہو، آزاد بازار کو یقینی بنانا چاہیے اور اجرت کی شرحوں میں قطعاً کوئی ضابطہ بندی نہیں کرنی چاہیے۔

vi. چونکہ اشیا کا تبادلہ اشیا کے بدلے ہوتا ہے، لہٰذا، زر محض ذریعۂ مبادلہ کا کردار ادا کرتی ہے اور لین دین کی سہولت فراہم کرتی ہے۔

4. بارٹر معیشت اور زری معیشت میں سے کا قانون (Say's Law in Barter and Money Economies)

بارٹر معیشت وہ معیشت ہے جس میں اشیا و خدمات کا تبادلہ اشیا و خدمات سے ہوتا ہے اور زر کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ ایسی معیشت میں، سے کا قانون ہمیشہ اچھی طرح لاگو ہوتا ہے۔ بارٹر معیشت میں، لوگ اشیا کو یا تو خود کے استعمال کے لیے یا ان کی فروخت کے لیے پیدا کرتے ہیں۔ اس عمل میں پیداکار یقینی طور پر اشیا کی مجموعی طلب پیدا کرتے ہیں جو ہمیشہ ان کے ذریعے تیار کردہ اشیا کی مجموعی رسد کے برابر ہوتی ہے۔ اشیا کی قیمتوں کا تناسب ایسا ہوتا ہے جس سے بازار کا تصفیہ ہو جاتا ہے یعنی اشیا کی طلب رسد کے مساوی ہوتی ہیں۔ اگر ایک شے کی قیمت کسی دوسری شے کے مقابلے زیادہ ہو جاتی ہے تو وسائل کم قیمت والی اشیا کی پیداوار سے زیادہ قیمت والی اشیا کی پیداوار کی طرف منتقل کر دیے جاتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، رسد میں کمی کی وجہ سے پہلی شے کی قیمت بڑھنے لگے گی، جبکہ دوسری شے کی قیمت رسد بڑھنے کی وجہ سے کم ہونے لگے گی۔ اس طرح قیمت کی مساوات کا عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ بازار میں اشیا کی قیمتیں متوازن نہ ہو جائیں۔ یہ عمل اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بارٹر معیشت میں تمام اشیا یا تو استعمال کر لی جاتی ہیں یا کسی مثبت قیمت پر ان کا تبادلہ کر لیا جاتا ہے۔

سے کے قانون بازار کی تشکیل اور اس کا نفاذ ایسے معاشرے کے لیے کیا گیا تھا جس میں پیداکار خود ملازم تھے۔ وہ ایسے کاریگر، کسان، ماہر دستکار وغیرہ تھے جو یا تو مصنوعات اپنے کھیتوں میں پیدا کرتے تھے یا اپنے کارخانوں میں تیار کرتے تھے۔ قدیم زمانے کی اس معیشت میں بچت کاری اور سرمایہ کاری ایک ہی تھے اور آج کی طرح علاحدہ عمل نہ تھے۔

اس طرح، سے کا قانونِ بازار بارٹر معیشت کے پس منظر میں بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن کلاسیکی ماہرین معاشیات کا خیال تھا کہ اگر معیشت میں زر کو متعارف کرایا جائے تب بھی یہ قانون درست ثابت ہو گا۔ زری معیشت وہ معیشت ہے جس میں زر تبادلے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ ایسی معیشت میں اشیا و خدمات کا تبادلہ زر سے کیا جاتا ہے۔ زری معیشت میں سے کے قانون کا مطلب ہو گا کہ زری آمدنی کو اسی شرح

سے جس شرح سے اسے اشیاو خدمات کی پیداوار سے کمایا گیا ہے مسلسل اور لگاتار اشیاو خدمات پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہو گا تو معیشت میں زر کے وجود کا کوئی فرق نہیں پڑے گا اور رسد اپنی طلب پیدا کرتی رہے گی۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات کی ایک بڑی جماعت کا خیال تھا کہ اگرچہ سے کا قانون اصل میں بارٹر معیشت کے لیے وضع کیا گیا تھا لیکن زری معیشت کے لیے یہ بھی یہ قانون اتنا ہی درست ہے۔ حالانکہ یہ بات درست ہے کہ زری معیشت میں کسی ایک کی زائد پیداوار کا تبادلہ پیسے کے بدلے ہوتا ہے نہ کہ دوسری اشیا کے عوض، پھر بھی یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ پیداوار کا مقصد بجائے خود پیسہ یا زر حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ زر کو اس مقصد کے لیے حاصل کرنا ہے جس سے اشیاو خدمات کی خرید کی جاسکے۔ معیشت میں زر کے تعارف سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زر صرف مبادلے کا ذریعہ ہے۔

اس طرح سے کے قانون کے حامیوں کے مطابق، یہ قانون بارٹر معیشت کے ساتھ ساتھ زری معیشت کے تحت بھی درست لازم آتا ہے۔ یہ قانون کہتا ہے کہ موصول ہونے والی آمدنی ہمیشہ صَرف اور سرمایہ کاری پر خرچ ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، زر کی کبھی جمع خوری نہیں کی جاتی ہے۔ جس طرح بارٹر معیشت میں، ہر فروخت کار بنیادی طور پر خریدار بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح زری معیشت میں اگر وہ زر کے عوض اپنی پیداوار فروخت کرتا ہے، تو حاصل کیے گئے زر کو دوسری اشیا پر خرچ کر دیتا ہے۔

زر صرف تبادلے کا ایک آسان ذریعہ ہے جو بارٹر معیشت میں پیدا ہونے والے مسائل سے بچاتا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اس طرح، اگرچہ یہ قانون بارٹر معیشت کے پس منظر میں وضع کیا گیا تھا، زری معیشت کے لیے بھی درست ثابت ہوتا ہے۔

5. سے کے قانونِ بازار کا تنقیدی تجزیہ (Critical Analysis of Say's Law of Market)

1929 سے 1933 کے درمیان تقریباً پوری دنیا کی معیشت عالمی مندی سے دوچار تھی۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں شدید بے روزگاری، آمدنیوں میں کمی، اشیا کی پیداوار اور قیمتوں میں گراوٹ عام ہو چکی تھی۔ صورت حال اتنی نازک تھی کہ اس وقت کے معاشی نظریات بھی مسائل کو سمجھنے اور ان کا حل فراہم کرنے میں ناکامیاب تھے۔ اسی دوران ماہرین معاشیات جان مینارڈ کینز نے اپنی تصنیف کردہ کتاب The General Theory of Employment, Interest and Money جو کہ 1933 میں شائع ہوئی میں اس نے نہ صرف عالمی مندی کی وجوہات کی نشاندہی فرمائی بلکہ انہیں درست کرنے کے طریقے بھی تجویز فرمائے۔ 1929 کے عالمی مندی کے موقع پر جے۔ بی۔ سے کے ذریعے پیش کردہ قانونِ بازار کا نظریہ بھی غلط ثابت ہوا کیوں کہ اس وقت بازار میں جس قدر اشیا موجود تھی اس قدر ان کو خریدنے والے افراد نظر نہیں آرہے تھے۔ لہٰذا عوام اور بالخصوص ماہرین معاشیات کا اس نظریے سے بھروسہ اٹھ گیا۔ مشہور ماہرِ معاشیات جان مینارڈ کینز نے جے۔ بی۔ سے کے اس نظریے کو مختلف نکات کی بنیاد پر غلط ثابت کیا۔ کینز کے مطابق:

i. قانونِ بازار صرف اسی صورت میں صحیح ثابت ہو سکتا ہے جب تمام لوگ اپنی پوری کی پوری آمدنی ضروریات کی تکمیل پر خرچ کر دیں۔ لیکن اصل زندگی میں ایسا بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ عام طور پر لوگ اپنی آمدنی میں سے ضروریات زندگی پر خرچ کرنے کے بعد کچھ حصہ بچا لیتے ہیں۔

ii. اشیا کی رسد میں اضافے کے باعث لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ لوگ اپنی ساری آمدنی اشیا کی خریداری پر خرچ کریں کیونکہ لوگوں کی آمدنی اور اخراجات کا تناسب ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔ عموماً ضروریاتِ زندگی پر ہونے والے اخراجات میں اضافہ آمدنی میں ہونے والے اضافے کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔ لہذا بازار میں موجود ساری کی ساری اشیا فروخت نہیں ہوتیں اور اس طرح زائد پیداوار اور عمومی بے روزگاری کے امکان بنے رہتے ہیں۔

iii. ''رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے'' یہ کہنا مکمل طور پر صحیح نہیں ہوگا اگر ایسا ہوتا تو 1929 میں عالمی بحران کے دور میں بازاروں میں اشیا کی بھرمار نہیں ہوتی۔

iv. معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری کرنے والے افراد مختلف ہوسکتے ہیں۔ اس لیے جے۔ بی سے کا یہ کہنا کہ بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے برابر ہوگی صحیح نہیں ہے۔

v. ''معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کی صورت حال برقرار رہتی ہے'' یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہوگا کیونکہ کہ آزاد بازار معیشت میں حالات اوپر نیچے ہوسکتے ہیں اور یہ توازن بگڑ سکتا ہے۔

vi. قانون بازار میں فرض کیا گیا کہ معیشت میں مکمل مسابقت کی صورت حال پائی جاتی ہے جو کہ عملی زندگی میں دیکھنے کو نہیں ملتی اس لیے اس مفروضے کو بھی صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا۔

9.3 اجرت و قیمت کی لچک پذیری اور مکمل روزگار

(Wage-Price Flexibility & Full Employment)

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے مکمل روزگار کے مفروضے کی معنویت کو ایک اور منطق کی بنا پر ثابت کیا ہے۔ ان کے مطابق پیداوار کی وہ مقدار جسے کاروباری کمپنیوں کے ذریعے بازار میں مہیا کرایا جاتا ہے، صرف مجموعی طلب یا اخراجات پر ہی منحصر نہیں ہوتی بلکہ اشیا کی قیمتوں پر بھی منحصر ہوتی ہے۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق سرمایہ کاری میں کمی کے باعث جب اشیا اور خدمات کی مجموعی طلب میں کمی ہوتی ہے تب بھی معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال برقرار رہتی ہے۔ ان کے نزدیک ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ اشیا کی قیمتوں میں تیزی سے گراوٹ آنے کی وجہ سے ان کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ لہذا کاروباری کمپنیوں کو بڑھی ہوئی طلب کی فراہمی کے لیے اشیا کی پیداوار میں اضافہ کرنا پڑتا ہے جس کے لیے انہیں عاملین پیدائش کے طور پر مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے نتیجتاً ملک میں بے روزگار افراد کو روزگار مہیا ہو جاتا ہے اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال پھر سے برقرار ہو جاتی ہے۔ اس طرح انہوں نے یہ دکھایا کہ سرمایہ کاری کی شرح میں کمی ہونے کی وجہ سے مجموعی طلب میں کمی ہونے کے باوجود بھی حقیقی پیداوار (Real Output) روزگار اور آمدنی میں کمی واقع نہیں ہوتی کیونکہ اشیا کی قیمتوں میں گراوٹ، بازار میں طلب اور رسد کے توازن کو قائم کرنے کے ساتھ ساتھ معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال کو بھی قائم کر دیتی ہے۔

معیشت میں مکمل روز گار کی صورت حال کو قائم رکھنے میں اجرت و اشیا کی قیمتوں کا بہت اہم کردار ہے۔ اسے ہم تصویر 9.1 کی مدد سے سمجھ سکتے ہیں۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ مزدوروں کا یا محنت کا خطِ طلب D_0 اور خطِ رسد S ایک دوسرے کو E_0 نقطے پر کاٹتے ہیں جو کہ نقطہ توازن کہلاتا ہے۔ اس نقطے پر ان سبھی ON_0 افراد کو روز گار مہیا ہے جو دی گئی اجرت کی شرح OW_0 پر کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کے مطابق اگر کسی وجہ سے مکمل روز گار کی صورتِ حال میں عدمِ توازن پیدا ہوتا ہے تو اجرت و اشیا کی قیمتوں میں تبدیلی کی بنا پر اسے واپس درست کیا جا سکتا ہے۔ فرض کریں کہ معیشت میں مجموعی طلب میں کمی آنے کی وجہ سے محنت کا طلب خط منتقل ہو کر D_1 ہو جاتا ہے۔ اس سے عدم توازن کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے اور اسے درست کرنے کے لیے فرم کے ذریعے اجرتوں کی شرح کو OW_0 سے کم کر کے OW_1 کر دی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اشیا کی پیداواری لاگت اور ان کی قیمتوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اشیا کی قیمتوں میں کمی کے باعث اشیا کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا بڑھی ہوئی طلب کی تکمیل کے لیے فرم کو اشیا کی پیداوار بڑھانے کے لیے زیادہ پیداواری عوامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح معیشت میں OW_1 اجرت کی شرح پر روز گار کے خواہشمند سبھی افراد کو روز گار مہیا ہو جاتا ہے اور معیشت میں E_1 نقطہ توازن پر دوبارہ مکمل روز گار کی صورت حال قائم ہو جاتی ہے۔

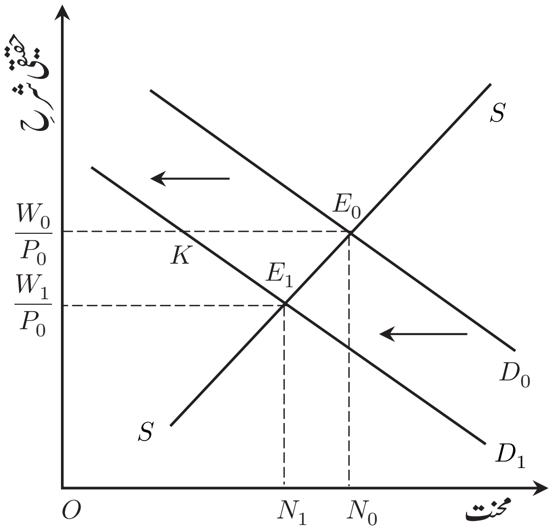

تصویر 9.1: کساد بازاری کی صورت میں حقیقی شرح اجرت کی تطبیق

کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا تھا کہ آزاد بازار سرمایہ دارانہ معیشت میں از خود درست (Self-Correcting) ہونے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اشیا کی طلب میں کمی ہونے کی وجہ سے ان کو فروخت کرنے والے کاروباریوں کے درمیان شدید مسابقت کا ماحول پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اشیا کی قیمتوں میں گراوٹ آتی ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ جب اشیا کی خریداری پر ہونے والے اخراجات یا ان کی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے تو ان کو فروخت کرنے والے کاروباری ان کی قیمتوں میں کمی کر دیتے ہیں تاکہ ان کے پاس سے چیزیں فروخت ہوتی رہیں اور اشیا کے ذخیرے میں جمع نہ ہوں۔ لہٰذا کلاسیکی ماہرین معاشیات کی اس منطق کے مطابق طلب میں کمی کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں تو گراوٹ درج ہو گی لیکن روز گار اور پیداوار کی شرح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اپنے کاروبار کو منافع بخش بنانے کے لیے کاروباریوں کو عاملینِ پیدائش یعنی مزدوروں کی اجرتوں میں کمی کرنی پڑے گی تاکہ انہیں اپنے کاروبار سے ایک مناسب منافع حاصل ہوتا رہے اور معیشت میں روز گار کے خواہشمند سبھی افراد کو روز گار بھی مہیا کیا جا سکے۔ یہاں ایک بات واضح کرنا ضروری ہے کہ معیشت میں کچھ ایسے افراد بھی ہو سکتے ہیں جو کم قیمتوں پر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات ایسے افراد کو بے روز گار نہیں مانتے کیونکہ معیشت میں ان کے لیے روز گار کے ممکنہ مواقع موجود ہیں چونکہ وہ اپنی مرضی سے دی گئی قیمتوں پر کام کرنا نہیں چاہتے اس لیے اسے ارادی بے روز گاری (Voluntary Unemployment) تو کہا جا سکتا ہے حقیقی بے روز گاری نہیں۔ اس طرح کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نزدیک آزاد بازار سرمایہ دارانہ معیشت میں غیر ارادی بے روز گاری (Involuntary Unemployment) ممکن ہی نہیں ہے۔

سال 1923 سے 1933 کے دوران جب سرمایہ دارانہ نظامِ حکومت میں مندی کی صورت حال پیدا تھی تبھی اس وقت کے مشہور کلاسیکی ماہرِ معاشیات اے۔ سی۔ پیگو نے معیشت میں پیدا بحران اور بیروزگاری سے ابھرنے کے لیے اجرتوں میں کمی کا مشورہ پیش کیا۔ پیگو کے مطابق بحران اور بے روزگاری کی وجوہات حکومت اور مزدوروں کی ٹریڈ یونین کے ذریعے مصنوعی طور پر اجرتوں کی شرح کو بلند رکھنا اور معیشت کو آزادانہ طور پر کام کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرنا تھیں۔ پیگو نے بتایا کہ اگر اجرتوں میں کمی کی جاتی ہے تو مزدوروں کی طلب میں اضافہ ہوگا جس سے روزگار کے خواہش مند افراد کو روزگار مہیا ہو جائے گا۔ یہاں یہ بتانا اہم ہے کہ پیگو کے اس تصور کو پیگو اثر (Pigou Effect) یا رقم حقیقی اثر (Real Balance Effect) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ پیگو نے بتایا کہ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں گراوٹ درج ہوتی ہے اور نتیجتاً زر کی قدر (Value of Money) اور قوت خرید (Purchasing Power) پہلے کے مقابلے بڑھ جاتی ہے اور لوگ اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ امیر محسوس کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے اشیا کی طلب بھی بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا کاروباری کمپنیوں کو اشیا کی پیداوار بڑھانے کے لیے مزدوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح عاملین پیدائش کے طور پر معیشت میں بے روزگار افراد کو روزگار مہیا ہو جاتا ہے اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال پھر سے برقرار ہو جاتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اجرت و قیمت کی لچک پذیری، معیشت میں مکمل روزگار کی شرح کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

6. اجرت و قیمت کی لچک پذیری کا تنقیدی تجزیہ (Critical Analysis of Wage-Price Flexibility)

جان مینارڈ کینس نے پیگو کے اجرت و قیمت کے نظریے پر بھی تنقید کی اور فرمایا کہ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے روزگار میں اضافہ نہیں ہوگا کیونکہ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے بازار میں اشیا کی مجموعی طلب بھی کم ہو جائے گی۔ کینز نے دلیل پیش کی کہ اجرت میں کمی سے صرف اشیا کی لاگت میں کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اس سے ملک کے تمام تر مزدوروں کی آمدنیوں پر بھی اثر پڑے گا۔ اجرتوں میں کمی کی وجہ سے مزدوروں کی آمدنیوں میں کمی واقع ہوگی جس کا راست اثر اشیا کی طلب پر پڑے گا اور بازار میں اشیا کی مجموعی طلب میں کمی درج ہوگی۔ مجموعی طلب کے کم ہونے سے اشیا کی پیداوار کم کرنی پڑے گی اور نتیجتاً معیشت میں روزگار کی شرح بڑھنے کے بجائے کم ہو جائے گی۔ آخر کار اجرتوں میں کٹوتی کی وجہ سے مجموعی طلب اور روزگار کی شرح میں کمی واقع ہوگی جس سے معیشت میں مزید سرد بازاری کی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ آخر میں کینز نے یہ بھی دعوی کیا کہ پیگو کا یہ نظریہ کسی ایک خاص فرم کے حوالے سے تو صحیح ثابت ہو سکتا ہے لیکن پوری معیشت کے لحاظ سے نہیں۔

9.4 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل روزگار کا ایک رسمی ماڈل

(The Classical Theory of Income and Employment: A Formal Full-Employment Model)

کلاسیکی ماہرین معاشیات ایڈم اسمتھ اور ڈیوڈ ریکارڈوں نے اتفاق ظاہر کیا کہ آمدنی اور روزگار میں ہونے والے اضافے کا انحصار مقررہ سرمائے اور اشیائے اجرت کے ذخیرے میں ہونے والے اضافے پر ہوتا ہے۔ چونکہ قلیل مدت میں مقررہ سرمائے اور اشیائے اجرت

کے ذخائر معین اور مستحکم ہوتے ہیں اس لیے ان کے مطابق قلیل مدد میں بھی مکمل روزگار کی صورت حال قائم رہے گی اور معیشت میں ضروری اشیا کی طلب میں کمی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ اسمتھ اور ریکارڈو نے اپنے نظریے میں معیشت میں غیر ارادی بیروزگاری کے امکانات سے بھی انکار کیا ہے۔ آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کو مندرجہ ذیل تین مراحل کی بنا پر واضح کیا جاسکتا ہے:

1. بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین
2. بچت اور سرمایہ کاری کی موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین
3. آمدنی اور روزگار کے تعین میں زر اور قیمت کا کردار کی وضاحت

9.4.1 بچت اور سرمایہ کاری کی عدم موجودگی میں آمدنی اور روزگار کا تعین

(Determination of Income and Employment without Saving and investment)

کلاسیکی نظریے کے مطابق قومی آمدنی اور روزگار کی مقدار مجموعی پیداوار کے تفاعل اور مزدوروں کی طلب اور رسد پر منحصر ہوتی ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے فرض کریں کہ معیشت ایک ہی قسم کی قابل تقسیم شے مثلاً مکئی پیدا کرتی ہے۔ فرض کریں کہ Y اس شے کی پیداوار کی مقدار کو ظاہر کرتی ہے۔ اس شے کی پیداوار کے لیے ہمیں دو پیداواری عوامل کی ضرورت ہے۔ پہلا مزدور جسے L سے ظاہر کرتے ہیں اور دوسرا سرمایہ جسے K سے ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح ہمیں مجموعی پیداوار تفاعل (Production Function) حاصل ہوتا ہے:

$$Y = f(L, K, T) \tag{9.1}$$

قلیل مدت میں ذخیرہ سرمایہ (Capital Stock) اور ٹیکنالوجی دونوں کو معین مانا جاتا ہے۔ لہٰذا، درج بالا تفاعلِ پیداوار کو درج ذیل طریقے سے بھی لکھا جاسکتا ہے:

$$Y = f(L, \bar{K}, \bar{T}) \tag{9.2}$$

درج بالا پیداوار تفاعل (Function) میں K اور T کے اوپر (-) کا نشان یہ ظاہر کرتا ہے کہ تفاعلِ پیداوار میں ذخیرۂ سرمایہ اور ٹیکنالوجی معین ہیں۔ یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ذخیرۂ سرمایہ اور ٹیکنالوجی میں ہونے والی تبدیلی تفاعلِ پیداوار میں تبدیلی کا باعث ہوگی۔ لہٰذا، ذخیرۂ سرمایہ اور ٹیکنالوجی کے مقرر ہونے کی صورت میں پیداوار یا آمدنی (Y) تبھی بڑھے گی جب مزدوروں کے روزگار (L) میں اضافہ ہوگا۔ یعنی پیداوار (آمدنی) اور مزدوروں کے روزگار میں ہونے والی کمی یا اضافہ ایک ساتھ واقع ہوں گے۔ کلاسیکی نظریے کے مطابق جب مقررہ سرمائے کا ذخیرہ اور ٹیکنالوجی مستحکم ہوتی ہے اور مزدوروں کے روزگار میں اضافہ ہوتا ہے تو مزدوروں کی حاشیائی پیداواریت کم ہوتی جاتی ہے۔ اسے قانونِ تقلیلِ حاصل (Law of Diminishing Return) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

1. **مزدور بازار کا توازن** (Labour Market Equilibrium)

قلیل مدت میں مزدوروں کی طلب کو مزدوروں کی گرتی حاشیائی پیداواریت کے تفاعل (Function) سے اخذ کیا جاتا ہے۔ کلاسیکی نظریے کے حامی فرض کرتے ہیں کہ عاملی بازار (Factor Market) اور پیداوار بازار (Product Market) دونوں میں کامل مسابقت پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کا یہ بھی ماننا ہے کہ پیداواری عمل میں کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی کوشش

کرتی ہیں۔ اس لیے یہ کمپنیاں مزدوروں کو تب تک روزگار فراہم کرتی رہیں گی جب تک کہ مزدوروں کی حاشیائی پیداوار (MP_L) دی گی حقیقی اجرت کی شرح ($\frac{W}{P}$) کے مساوی نہیں ہو جاتی۔ اس کلاسیکی تصور کو ضابطے کی شکل میں اس طرح ظاہر کیا جا سکتا ہے:

$$\frac{W}{P} = MP_L \tag{9.3}$$

جہاں $\frac{W}{P}$ حقیقی شرحِ اجرت (Real Wage Rate) اور MP_L محنت کی حاشیائی پیداواریت کو ظاہر کرتے ہیں۔ تصویر 9.2 میں محنت طلب خط کو دکھایا گیا ہے۔ محور X پر محنت کے روزگار اور محور Y پر حقیقی شرحِ اجرت کو دکھایا گیا ہے۔ D_L خط محنت کا طلب خط ہے جس کا ڈھلان دکھاتا ہے کہ اعلی شرحِ اجرت پر مزدوروں کی کم تعداد کی طلب ہو گی جبکہ کم شرحِ اجرت پر مزدوروں کی زیادہ مقدار کی طلب کی ہو گی۔ واضح رہے کہ محنت کا طلب خط محنت کی حاشیائی پیداوار کو بھی دکھاتا ہے۔ چونکہ کاروباری فرمیں اس مقدار میں محنت کی طلب کریں گی جس پر محنت کی حاشیائی پیداوار شرحِ اجرت کے مساوی ہو۔ لہذا، شرحِ اجرت $(\frac{W}{P})_3$ پر محنت کی L_3 مقدار کی طلب ہو گی۔ شرحِ اجرت کم ہو کر $(\frac{W}{P})_2$ ہونے پر محنت کی L_2 مقدار کی طلب ہو گی۔ اسی طرح، اگر شرحِ اجرت مزید کم ہو کر $(\frac{W}{P})_1$ ہو جاتی ہے تو محنت کی طلب بڑھ کر L_1 ہو جائے گی۔

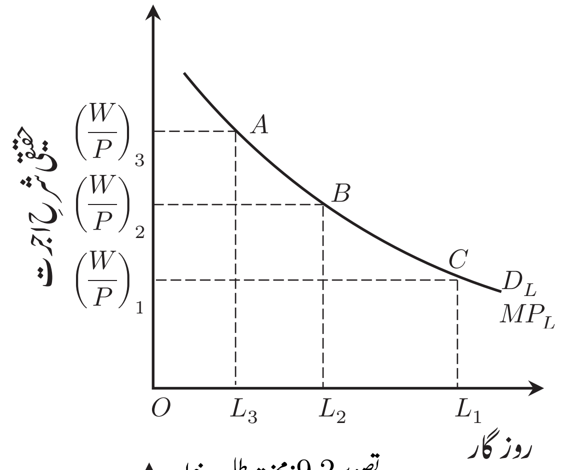

تصویر 9.2: محنت طلب خط

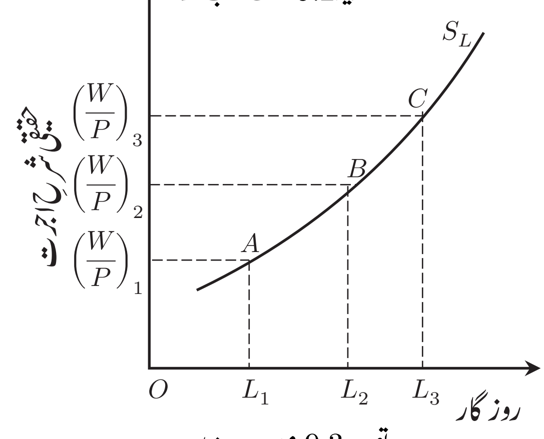

تصویر 9.3: محنت رسد خط

دوسری جانب معیشت میں گھریلو شعبے (Household) کے ذریعے مزدوروں کی رسد آمدنی اور فرصت و آرام (Leisure) کے درمیان ان کی ترجیح پر منحصر ہوتی ہے۔ کلاسیکی نظریے کے حامی مانتے ہیں کہ قلیل مدت میں جب آبادی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، مزدوروں کا خطِ رسد اوپر کی جانب اٹھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اجرت کی شرح زیادہ ہونے پر زیادہ مزدوروں کی رسد ہو گی اور اس کے برعکس اجرت کی شرح کم ہونے پر مزدوروں کی رسد بھی کم ہو گی۔ مزدور یا محنت کے رسد خط کو تصویر 9.3 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں S_L محنت کا رسد خط ہے جو دکھاتا ہے کہ اجرت کی اعلی شرح پر گھرانے زیادہ محنت کی مقدار فراہم کرنے کو راضی ہوں گے۔ جبکہ کم شرحِ اجرت پر وہ محنت کی کم مقدار فراہم کریں گے۔

تصویر 9.4 میں محنت کے طلب خط اور رسد خط کے باہمی تقاطع سے محنت بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر سے صاف ظاہر ہے کہ مزدوروں کی طلب اور رسد حقیقی اجرت کی شرح $(\frac{W}{P})_0$ پر توازن کی حالت میں ہے۔ لہذا طلب اور رسد کی اس صورت میں حقیقی

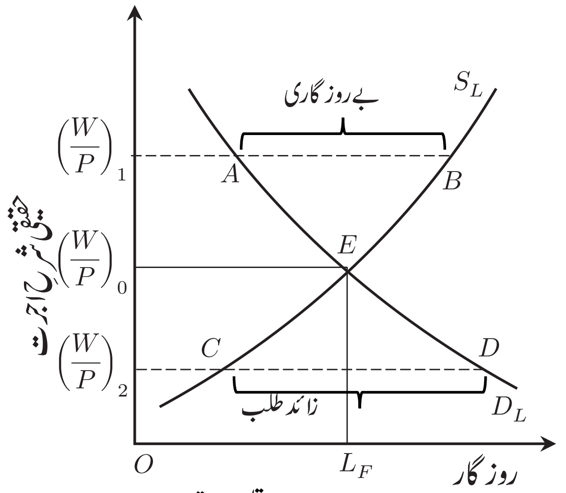

تصویر 9.4: معیشت کا قلیل مدتی توازن

اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ پر OL_F مزدوروں کو روزگار مہیا ہو گا۔ حقیقی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان اس توازن کا مطلب یہ ہے کہ معیشت میں حقیقی اجرت کی اس شرح پر جو بھی مزدور اپنی خدمات فراہم کرنے کے خواہشمند ہیں ان سب کو روزگار مہیا ہو جائے گا اور معیشت میں کوئی بھی مزدور غیر ارادی طور پر بے روزگار نہیں رہے گا۔ اگر کسی طرح مزدوروں کی اجرت کی شرح حقیقی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ سے بڑھ کر $\left(\frac{W}{P}\right)_1$ ہو جاتی ہے تو مزدوروں کی رسد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ بڑھی ہوئی اجرت کی شرح پر طلب سے زیادہ مزدور کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً معیشت میں مزدوروں کی طلب کے مقابلے ان کی زائد رسد (Excess Supply) پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے معیشت میں بے روزگاری کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے جسے تصویر 9.4 میں AB سے دکھایا گیا ہے۔ اس سے مزدوروں کے مابین مسابقت ہو گی اور وہ کم شرح اجرت پر کام کرنے کو تیار ہوں گے۔ اس سے شرح اجرت میں کمی ہو گی یہاں تک یہ $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ تک آجاتی ہے۔ اس شرح اجرت پر مزدورں کی طلب اور رسد مساوی ہوں گی۔

اس کے برعکس، اگر کسی وجہ سے مزدوروں کی اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ سے کم ہو کر $\left(\frac{W}{P}\right)_2$ ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں مزدوروں کی رسد بھی کم ہو جائے گی یا یوں کہیں کہ معیشت میں مزدوروں کی طلب ان کی رسد کے مقابلے میں زیادہ ہو گی جسے تصویر 9.4 میں زائد طلب (Excess Demand) کے طور پر CD سے ظاہر کیا گیا ہے۔ لہٰذا فرم کے درمیان مزدوروں کی طلب کو لے کر مسابقت کا ماحول پیدا ہو گا اور نتیجے میں اجرت کی شرح $\left(\frac{W}{P}\right)_2$ سے بڑھ کر پھر سے $\left(\frac{W}{P}\right)_0$ ہو جائے گی۔ اس طرح اجرت کی شرح میں لچک پذیری کے باعث مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان دوبارہ توازن بحال ہو جائے گا اور معیشت میں مکمل روزگار قائم ہو جائے گا۔

2. **آزاد بازار معیشت کا از خود درست ہونا** (Self-Correction by a Free Market Economy)

حقیقی اجرت کی شرح میں فوری مطابقت (Quick Adjustment) کی وجہ سے مکمل روزگار کے دوبارہ قائم ہونے کی صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے آیئے پہلے ہم معیشت میں مندی کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال کو سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک کی معیشت میں مندی (Depression) یا کساد بازاری (Recession) کی وجہ سے اشیا کی مجموعی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے جس کے باعث مزدوروں کی طلب بھی کم ہو جاتی ہے۔ اسے تصویر 9.5 میں دیکھا جا سکتا ہے۔

تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ کس طرح پیداوار کی مجموعی طلب میں کمی ہونے کی وجہ سے مزدوروں کی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے اور ان کا خطِ طلب D_0 سے D_1 ہو کر بائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ پر پہلے کے مقابلے کم مزدوروں کی ضرورت ہو گی اور اجرت کی اس شرح پر روزگار کے خواہشمند سبھی افراد کو روزگار مہیا نہیں ہو سکے گا کیونکہ معیشت میں حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ پر

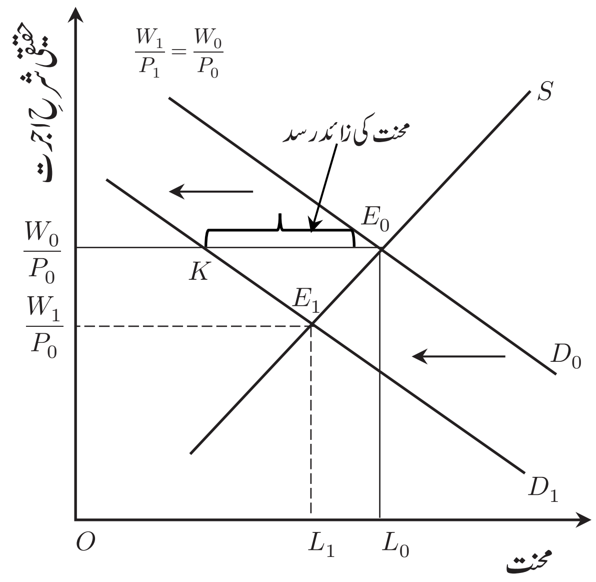

تصویر 9.5: کساد بازاری کی صورت میں حقیقی شرح اجرت کی تطبیق

کام کرنے والے مزدوروں کی رسد ان کی طلب سے کہیں زیادہ ہے جسے تصویر میں K سے لیکر E_0 تک مزدوروں کی زائد رسد کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔ یعنی معیشت میں KE_0 کے بقدر زائد رسد ہو گی۔ بہر حال کلاسیکی معاشیات کے مکمل روزگار کے ماڈل میں مزدوروں کی اس زائد رسد سے حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ سے کم ہو کر $\frac{W_1}{P_0}$ ہو جائے گی اور مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان نقطہ E_1 پر دوبارہ سے توازن بحال ہو جائے گا۔ یہاں غور طلب یہ ہے کہ حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W_0}{P_0}$ میں کمی ہونے کی وجہ سے مزدوروں کی طلب اور رسد کے درمیان قائم ہونے والے نئے توازن میں ان تمام افراد کو روزگار مہیا ہو جائے گا جو اس حقیقی اجرت کی شرح پر کام کرنے کے خواہش مند ہیں اور اس طرح معیشت میں ایک بار پھر مکمل روزگار کی صورت حال قائم ہو جائے گی۔ وہیں دوسری جانب معیشت میں کچھ ایسے افراد بھی ہوں گے جو اس کم اجرت کی شرح پر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ کلاسیکی معاشیات ایسے افراد کو بے روزگار نہیں مانتی کیونکہ وہ دی گئی اجرت کی شرح پر اپنی مرضی سے کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اسی طرح جب معیشت میں معاشی بحران کی وجہ سے اشیا کی پیداوار کی طلب میں کمی درج ہوتی ہے تو پیداوار بازار میں خطِ طلب کے L_0 سے L_1 تک منتقل ہونے کے ساتھ اشیا کی حقیقی قیمتیں بھی P_0 سے تبدیل ہو کر P_1 ہو جاتی ہیں یعنی پہلے کے مقابلے کم ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں حقیقی اجرت کی شرح بڑھ کر $\frac{W_1}{P_1}$ ہو جاتی ہے جو $\frac{W_0}{P_0}$ کے مساوی ہوتی ہے جسے $\frac{W_1}{P_1} = \frac{W_0}{P_0}$ کے طور پر ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح مزدور کی طلب اور رسد کے درمیان توازن E_1 سے منتقل ہو کر اپنے ابتدائی نقطہ توازن E_0 پر قائم ہو جاتا ہے اور معیشت میں ایک بار پھر مکمل روزگار کی صورت حال برقرار ہو جاتی ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں جب مندی یا کساد بازاری کی کیفیت ہوتی ہے تو اجرت کی شرح اور اشیا کی قیمتوں میں فوری مطابقت کے ذریعے معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال ازخود درست ہو جاتی ہے۔

3. مجموعی پیداوار کا تعین (Determination of Aggregate Output)

معیشت میں مکمل روزگار کی حالت میں پیداوار کی سطح کیا حاصل ہو گی اسے قلیل مدتی مجموعی پیداواری تفاعل کے ذریعے بہ آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ تصویر 9.6 کے اوپری حصے میں محنت بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔ S خط محنت کا رسد خط ہے جبکہ L خط محنت کا طلب خط ہے۔ دونوں خطوط کے نقطہ تقاطع E پر محنت بازار کا توازن قائم ہوتا ہے اور مکمل روزگار کی سطح OL_F متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ OL_F مکمل روزگار کی سطح کو دکھاتا ہے کیونکہ شرحِ اجرت $(\frac{W}{P})_0$ پر جتنے کام کی تلاش میں ہیں ان ہیں روزگار مل جاتا ہے۔

تصویر کے نچلے حصے میں OY خط کو دکھایا گیا ہے جو مجموعی پیداوار (Y) اور روزگار (L) کے مابین رشتے کو ظاہر کرتا ہے۔ قلیل مدتی مجموعی پیداواری تفاعل OY یہ ظاہر کرتا ہے کہ معیشت میں جیسے جیسے زیادہ مزدوروں کو روزگار مہیا ہوتا ہے ویسے ویسے پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ لیکن یہ اضافہ گھٹتی شرح یا Diminishing Rate پر ہوتا ہے۔ یعنی جس تناسب میں مزدوروں کو روزگار مہیا ہوتا ہے اس تناسب سے پیداوار میں اضافہ نہیں ہوتا۔

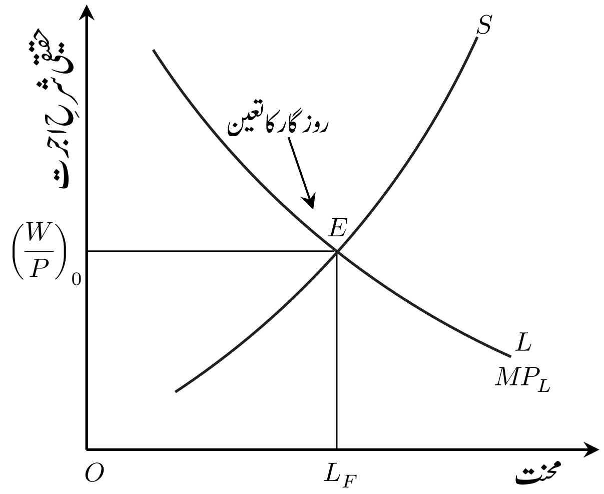

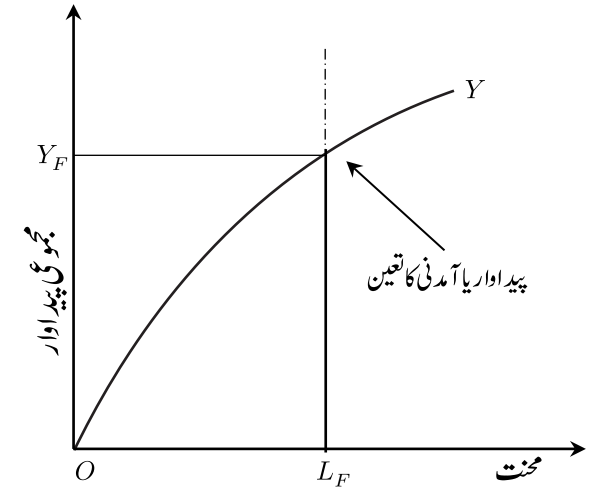

تصویر 9.6: کلاسیکی نظریے میں آمدنی اور روزگار کا تعین

جیسا کہ تصویر 9.6 میں واضح ہے مقررہ سرمائے اور ٹیکنالوجی کے مستحکم ہونے پر مزدوروں کی OL_F تعداد OY_F اشیاو خدمات پیدا کرتی ہے۔ اشیا و خدمات کی یہ پیداوار معاشرے کی مجموعی آمدنی بھی کہلائے گی اور اجرت اور منافع کے درمیان تقسیم ہو گی۔ اس طرح مزدوروں کو ان کی مزدوری کے بدلے اجرت اور سرمایہ داروں کو ان کے سرمائے کے بدلے منافع کا مجموعہ معاشرے کی مجموعی آمدنی ہو گی جو کہ قومی پیداوار OY_F کے مساوی ہو گی۔

تصویر 9.6 سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ حقیقی اجرت کی شرح میں ہونے والی تبدیلی یا اتار چڑھاؤ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اس سے معیشت میں نہ تو مزدوروں کی زائد رسد اور نہ ہی ان کی زائد طلب پیدا ہو گی۔ لہٰذا معیشت میں مکمل روزگار پر توازن برقرار رہے گا۔ یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت کہ مکمل روزگار کی حالت میں سرمائے اور مزدوروں کے ذریعے ہونے والی پیداوار کی معیشت میں درحقیقت طلب ہو گی؟ اگر معیشت میں تیار شدہ اشیا کی طلب پیدا نہیں ہوتی تو اشیا کی ناکافی طلب کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا جو کہ بالآخر پیداوار اور روزگار میں کمی کے ساتھ غیر ارادی بے روزگاری کا باعث بنے گا۔ اس کا جواب سے کے قانونِ بازار سے دیا جاسکتا ہے۔ سے کے قانونِ بازار کے تحت جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے "رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شے کی پیداوار میں اضافہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو پیداواری عمل میں شامل مختلف اکائیوں میں بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جہاں ایک جانب اشیا کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری جانب ان کو پیدا کرنے والے عوامل کی آمدنیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے جسے یہ عاملین پیدائش مزید اشیا کی خرید پر خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح جو اشیا پیدا ہوتی ہیں وہ فروخت ہو جاتی ہیں اور معیشت میں اشیا کی طلب میں کمی اور اس کی زائد پیداوار جیسا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جس قدر اشیا کی پیداوار ہوتی ہے اسی قدر ان کی طلب بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

9.4.2 بچت اور سرمایہ کاری کے ساتھ آمدنی اور روزگار کا تعین

(Determination Of Income and Employment with Saving and Investment)

جان بیپٹس سے کے ذریعے پیش کردہ قانونِ بازار میں اس بات کا ذکر کیا گیا کہ گھرانوں (Household) کے ذریعے کمائی گئی پوری آمدنی درحقیقت ضروریات کی تکمیل پر خرچ کر دی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اشیا و خدمات کی پیداوار سے معیشت میں ان کے مساوی آمدنی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ گھرانوں کو حاصل ہونے والی تمام آمدنی درحقیقت پیدا ہونے والی اشیا اور خدمات پر خرچ کی جائے گی۔ ممکن ہے کہ گھرانوں کے ذریعے کمائی گئی آمدنی کا کچھ حصہ پس انداز کر لیا جائے۔ عام طور پر لوگ اپنی آمدنی میں سے ضروریات زندگی پر خرچ کرنے کے بعد کچھ حصہ بچا لیتے ہیں جس کے باعث معیشت میں تیار شدہ اشیا کی طلب میں کمی کا مسئلہ پیدا ہو گا۔ اس طرح اگر گھرانوں کے ذریعے پوری آمدنی کو خرچ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا کچھ حصہ بچا لیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں بازار میں موجود اشیا کی از خود طلب پیدا نہیں ہو گی۔ نتیجتاً اشیا کی مجموعی طلب میں کمی واقع ہو گی جس کی وجہ سے اشیا کی پیداوار اور مزدوروں کے روزگار میں گراوٹ درج ہو گی اور ساتھ ہی غیر ارادی بے روزگاری کی صورت حال بھی پیدا ہو جائے گی۔

تاہم، کلاسیکی ماہرین معاشیات نے مجموعی طلب میں عمومی کمی کے امکان سے انکار کیا یہاں تک کہ اس صورت میں جب آمدنی کا ایک حصہ گھرانوں کے ذریعے پس انداز کر لیا جاتا ہے تب بھی وہ مجموعی طلب میں کمی کے امکانات کو نکارتے ہیں۔ انہوں نے دعوی کیا کہ جے۔بی۔سے کا قانونِ بازار جو یہ کہتا ہے کہ رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے، بچت کی موجودگی میں بھی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ گھرانوں کے ذریعے بچائے جانے والے ہر روپے کو تاجر سرمایہ کاری میں لگا دیتے ہیں۔ اس طرح، تاجروں کے ذریعے سرمایہ کاری میں خرچ کی جانے والی رقم اور گھرانوں کے ذریعے کی جانے والی بچت دونوں ایک دوسرے کے مساوی ہو جاتی ہیں۔ درحقیقت، اشیا کی پیداوار اشیائے صرف (Consumer Goods) اور اشیائے سرمایہ (Capital Goods) دونوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ پیداوار سے حاصل ہونے والی آمدنی جزوی طور پر اشیائے صرف اور جزوی طور پر اشیائے سرمایہ کی شکل میں سرمایہ کاری پر خرچ کی جاتی ہے۔ بعض اوقات گھرانوں کے ذریعے آمدنی کا کچھ حصہ اشیائے صرف پر خرچ کرنے کے بعد بچا لیا جاتا ہے جسے وہ اشیائے سرمایہ کے طور پر سرمایہ کاری میں لگا دیتے ہیں اور اس طرح بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن برقرار رہتا ہے۔ اس طرح، مکمل روزگار کی سطح پر جب سرمایہ کاری بچت کے مساوی ہوتی ہے، تو رسد مکمل روزگار کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی طلب پیدا کرتی رہتی ہے۔ اور معیشت میں مکمل روزگار کا توازن برقرار رہتا ہے۔

1. سرمایہ بازار کا توازن (Capital Market Equilibrium)

یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ سرمایہ کاری پر ہونے والے اخراجات بچت کے برابر ہوں گے؟ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق شرح سود کی لچک پذیری بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن پیدا کرتی ہے۔ مزید، ان کے مطابق، سرمایہ بازار میں شرح سود کا تعین بچت کی رسد اور سرمایہ کاری کی طلب سے ہوتا ہے۔ کلاسیکی نظریے میں بچت شرحِ سود کا مثبت

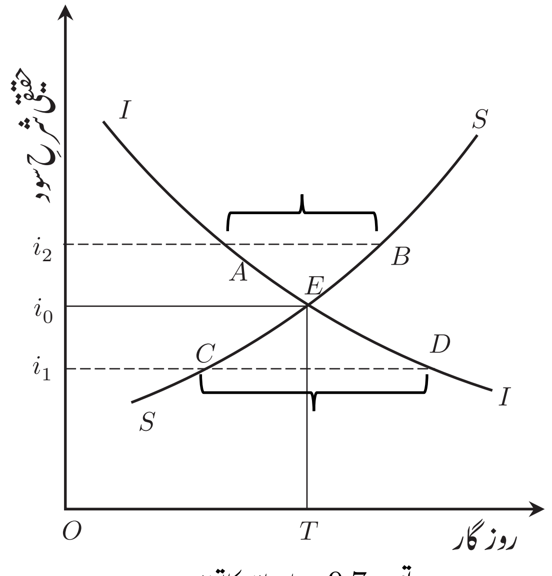

تصویر 9.7: سرمایہ بازار کا توازن

تفاعل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اعلی شرحِ سود پر بچت کاری زیادہ ہو گی اور کم شرحِ سود پر کم پس اندازی ہو گی۔ تصویر 9.7 میں خط SS بچت خط ہے۔ غور کریں کہ خط SS کا ڈھلان مثبت ہے جو دکھاتا ہے کہ شرحِ سود میں اضافے سے بچت کی مقدار میں اضافہ ہو گا۔ اسی طرح، سرمایہ کاری کلاسیکی نظریے میں شرحِ سود کا منفی تفاعل ہے۔ یعنی کم شرحِ سود پر زیادہ سرمایہ کاری ہوتی ہے اور اعلی شرحِ سود پر کم سرمایہ کاری ہوتی ہے۔ تصویر 9.7 میں II خط سرمایہ کاری خط ہے جس کا منفی ڈھلان ہے۔ منفی ڈھلان کا مطلب یہ ہے کہ جیسے جیسے شرحِ سود میں اضافہ ہو گا سرمایہ کاری میں کمی ہو گی۔

سرمایہ بازار کا توازن سود کی اس شرح پر ہو گا جس پر سرمایہ کاری کی طلب اور بچت کی رسد دونوں برابر ہوں گے۔ جیسا کہ تصویر 9.7 میں دیکھا جا سکتا ہے، خطِ سرمایہ کاری (II) اور خطِ بچت (SS) ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے سرمایہ بازار میں سود کی شرح i_0 متعین ہوتی ہے۔ اگر سود کی شرح i_0 سے بڑھ کر i_2 ہو جاتی ہے تو بازار میں سرمایہ کاری کی طلب پہلے کے مقابلے کم ہو جائے گی اور بچت کی رسد بڑھ جائے گی۔ شرحِ سود i_0 پر سرمایہ کاری i_2A ہو گی جبکہ بچت i_2B ہو گی۔ یعنی معیشت میں AB کے بقدر زائد بچت ہو گی۔ زائد بچت کی وجہ سے شرحِ سود کم ہونا شروع ہو گی جس سے بچت میں کمی اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا۔ شرحِ سود میں اس وقت تک کمی ہوتی رہے گی جب تک کہ بچت اور سرمایہ کاری مساوی نہیں ہو جاتی۔ اس طرح معیشت میں بچت کی زائد رسد کی وجہ سے سود کی شرح i_2 سے کم ہو کر واپس i_0 ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس، مان لیجیے کہ بازار میں سود کی شرح i_0 سے کم ہو کر i_1 ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں لوگوں کے درمیان بچت کے مقابلے سرمایہ کاری کے لیے قرض کی طلب بڑھ جائے گی۔ شرحِ i_1 سود پر سرمایہ کاری کی طلب i_1D ہو گی جبکہ بچت کی رسد i_1C ہو گی۔ چونکہ شرحِ سود i_1 پر سرمایہ کاری بچت سے زیادہ ہے لہذا شرحِ سود میں اضافہ ہو گا۔ اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں کمی ہو گی اور بچت میں اضافہ ہو گا یہاں تک کہ شرحِ سود بڑھ کر دوبارہ i_0 ہو جائے گی اور بچت اور سرمایہ کاری کے مابین دوبارہ نقطہ E پر توازن بحال ہو جائے گا یعنی سرمایہ کاری (I) بچت (S) کے مساوی ($S = I$) ہو جائے گی۔

یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ جب سرمایہ کاری منافع میں کمی کی توقع کے باعث کم ہو جائے تو زائد پیداوار یا طلب میں کمی کا مسئلہ نہیں پیدا ہو گا؟ اس کا جواب تصویر 9.8 کی مدد سے دیا جا سکتا ہے۔ تصویر میں ابتدا میں بچت خط SS اور سرمایہ کاری خط II تھے۔ ان کے نقطہ تقاطع E سے سرمایہ بازار میں توازن شرحِ سود i_0 پر قائم ہوتا ہے۔ اس توازن پر سرمایہ کاری اور بچت دونوں کی مقدار OT_0 کے مساوی ہے۔ اب فرض کریں کہ منافع میں کمی کی توقعات کی وجہ سے سرمایہ کاری میں EK کے بقدر کمی آ جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری خط منتقل ہو کر I_1I_1 ہو جاتا ہے۔ شرحِ سود i_0 پر بچت سرمایہ کاری سے KE مقدار میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے

میں شرحِ سود میں کمی آتی ہے جس سے بچت میں کمی اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح سرمایہ کاری OT_2 سے بڑھ کر OT_1 ہو جاتی ہے اور بچت OT_0 سے کم ہو کر OT_1 ہو جاتی ہے اور شرحِ سود i_0 متعین ہوتی ہے۔ غور کریں کہ شرحِ سود i_0 پر بچت سرمایہ کاری کے مساوی ہے۔ اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ شرحِ سود کی لچک پذیری کی وجہ سے طلب کی کمی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

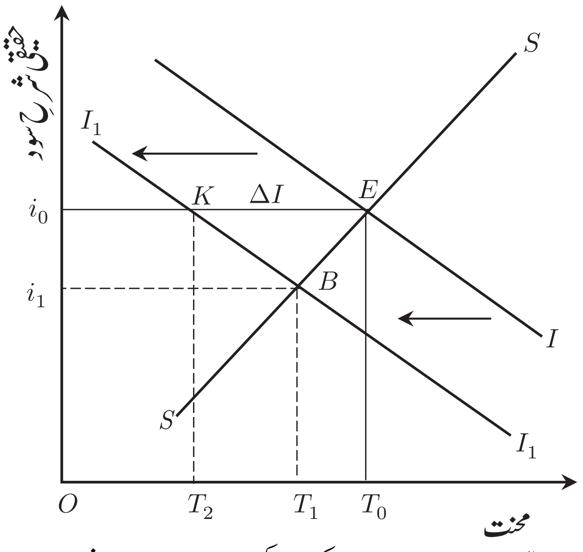

تصویر 9.8: سرمایہ کاری میں کمی سے مکمل روزگار توازن پر اثر نہیں پڑتا

اب سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ سرمایہ بازار میں بچت اور سرمایہ کاری کا توازن مکمل روزگار کو کیسے یقینی بناتا ہے؟ یاد کریں کہ آمدنی کے دائروی بہاؤ میں بچت آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ ہے جب کہ سرمایہ کاری آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن ہے۔ اگر آمدنی کے بہاؤ سے رساؤ آمدنی میں انجکشن کے مساوی ہوتے ہیں تو آمدنی کے دائروی بہاؤ میں کمی نہیں آتی۔ اس طرح، محنت بازار کے توازن اور تفاعلِ پیدائش کے مطابق پیدا ہونے والی مکمل روزگار آمدنی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اگر بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہوں گی۔

9.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق اجرت و قیمت کی لچک پذیری کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت کرنا۔

9.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

9.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں آمدنی اور روزگار کی سطح کس کے ذخیرے سے طے ہوتی ہے؟

(a) اشیائے اجرت　　(b) مقررہ سرمایہ

(c) (a) اور (b) دونوں　　(d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

2. قانونِ بازار کے تصور کو کس ماہر معاشیات نے پیش کیا؟

(a) اے سی پیگو　　(b) الفریڈ مارشل

(c) جان بیپٹس سے (d) آدم اسمتھ

3. ان میں سے کس ماہر معاشیات کا تعلق کلاسیکی مکتب فکر سے نہیں ہے؟

(a) پیگو (b) کینز

(c) اسمتھ (d) مارشل

4. کلاسیکی ماہرین معاشیات __________ معیشت میں یقین رکھتے تھے۔

(a) آزاد بازار (b) نیم آزاد بازار

(c) غیر آزاد بازار (d) سرمایہ دارانہ بازار

5. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں مندرجہ ذیل میں سے کون سی خصوصیت پائی جاتی ہے؟

(a) مکمل روزگار (b) بے روزگاری

(c) جزوی روزگار (d) ان میں سے کوئی نہیں

6. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق کون سا عنصر بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن کو برقرار رکھتا ہے؟

(a) شرحِ سود (b) آمدنی

(c) روزگار (d) پیداوار

7. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نزدیک معیشت میں کس قسم کی بے روزگاری ممکن نہیں ہے؟

(a) غیر ارادی بے روزگاری (b) ارادی بے روزگاری

(c) تعلیمی بے روزگاری (d) قصداً بے روزگاری

8. اجرتوں میں کٹوتی کا نظریہ کس ماہر معاشیات نے پیش کیا تھا؟

(a) اسمتھ (b) ریکارڈو

(c) پیگو (d) کینز

9. سے کے قانونِ بازار کے مطابق:

(a) طلب اپنی رسد خود پیدا کر لیتی ہے (b) رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے

(c) سرمایہ کاری اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے (d) بچت اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے

10. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق بچت میں اتار چڑھاؤ کی اصل وجہ ہے:

(a) سرمایہ کاری کی سطح (b) سرمایہ کاری کی سطح

(c) آمدنی کی سطح (d) شرح سود

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
d	b	c	a	a	a	a	b	c	c	

9.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. معیشت میں مکمل روزگار سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
2. رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے سے کیا مراد ہے؟ مختصراً بیان کریں۔
3. جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار پر مختصر نوٹ لکھیں۔
4. غیر ارادی بے روزگاری سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔
5. سود کی شرح بچت اور سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ کی اصل وجہ ہے۔ واضح کریں۔

9.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. معیشت میں مکمل روزگار کی صورت حال کو برقرار رکھنے میں اجرت و قیمت کے کردار کو بیان کریں۔
2. جے۔بی۔سے کے قانونِ بازار کا تنقیدی تجزیہ پیش کریں۔
3. کلاسیکی نظریے کے مطابق بچت اور سرمایہ کاری کے ساتھ آمدنی اور روزگار کا تعین کیسے ہوتا ہے؟ وضاحت کریں۔

اکائی 10: آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ-II

(Classical Theory of Income and Employment-II)

اکائی کے اجزا:

10.0 تمہید(Introduction)

10.1 مقاصد (Objectives)

10.2 زر بازار(Money Market)

10.3 پیداوار بازار(Product Market)

10.4 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل ماڈل
(Classical Theory of Income and Employment: Complete Model)

10.5 کینز کی کلاسیکی نظریے پر تنقید(Keynes's Criticism of Classical Theory)

10.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

10.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

10.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

10.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

10.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

10.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے کلاسیکی نظریے میں پیداوار بازار اور محنت بازار میں توازن اور قیمتوں اور شرحِ سود کے تعین کا مطالعہ کیا۔ کلاسیکی نظریے کے مطالعے کے اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں ہم کلاسیکی نظریے میں زر کے کردار کا مطالعہ کریں گے۔ اس کے بعد ہم پیداوار بازار، محنت بازار اور زر بازار کے توازن کے مکمل ماڈل کا مطالعہ کریں گے۔

10.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کلاسیکی نظریے میں زر بازار کے توازن کی وضاحت کرنا۔

- کلاسیکی نظریے کے مطابق پیداوار بازار کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی آمدنی اور روزگار کے مکمل نمونے کا تجزیہ کرنا۔
- کینز کی کلاسیکی نظریے پر کی گئی تنقیدات بیان کرنا۔

10.2 زر بازار (Money Market)

کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی مقدار معیشت میں صرف قیمتوں کا تعین کرتی ہے اور اس کا بچت یا سرمایہ کاری، روزگار اور پیداوار پر اثر نہیں پڑتا۔ حالانکہ مدتِ قلیل میں زر کی مقدار میں اضافے سے حقیقی شرحِ اجرت پر اثر پڑتا ہے کیونکہ حقیقی شرح اجرت زری شرح اجرت اور قیمت کی سطح کا تناسب ہوتی ہے لیکن کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی مقدار میں اضافے سے پیداوار کی قیمتوں اور زری شرحِ اجرت میں اس طرح تبدیلی آتی ہے کہ محنت بازار میں توازن مکمل روزگار کی سطح پر قائم ہوتا ہے اور حقیقی شرحِ اجرت اپنی اصل حالت پر واپس آجاتی ہے۔

کلاسیکی نظریے میں قیمتوں کے تعین کے تجزیے کے لیے زر کے نظریہ مقدار (Quantity Theory of Money) کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ زر کے نظریہ مقدار کے مطابق معیشت میں قیمتوں کا تعین زر کی رسد سے ہوتا ہے۔ زر کے نظریہ مقدار کی ایک شکل فشر کی تبادلے کی مساوات (Fisher's Exchange Equation) سے دکھائی جاسکتی ہے۔ اس مساوات کا آمدنی کا ورژن ذیل میں دیا گیا ہے۔

$$MV = PY \tag{10.1}$$

$$P = \frac{MV}{Y} \tag{10.2}$$

جہاں، M زر کی مقدار ہے، V زر کی گردش کی آمدنی رفتار ہے، P اشیا و خدمات کی قیمتوں کی سطح ہے، Y مجموعی پیداوار یا حقیقی آمدنی ہے۔

زر کی آمدنی رفتار سے مراد کسی وقفے مثلاً ایک سال کے دوران حتمی اشیا و خدمات کی خرید کے لیے زر کی ایک اکائی کے استعمال کی تعداد ہے۔ فرض کریں کہ اشیا و خدمات کی خرید کے لیے ایک سال کے دوران ایک روپیہ پانچ بار استعمال ہوتا ہے تو اس ایک روپے کی آمدنی رفتار 5 ہوگی۔ کلاسیکی نظریے میں زر کی آمدنی رفتار کو معین فرض کیا جاتا ہے۔ اسی طرح، چونکہ پیداوار کا تعین پیداواری وسائل کی رسد (جیسے ذخیرہ سرمایہ، زمین، محنت وغیرہ) سے ہوتا ہے اور معیشت مکمل روزگار کی سطح پر پیدا کرتی ہے یعنی وسائل کا مکمل استعمال کرتی ہے، اور ٹیکنالوجی مدت قلیل میں متعین ہوتی ہے لہذا، مجموعی پیداوار (Aggregate Output) بھی متعین ہوتی ہے۔ چونکہ مجموعی پیداوار اور زر کی رفتار معین ہے لہذا مساوات (10.2) کے مطابق زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے مابین راست تعلق ہے۔ زر کی رسد میں فیصد اضافے سے قیمت کی سطح میں فیصد اضافہ ہوگا۔ یاد رہے کہ زر کی رسد کا تعین حکومت یا زری حکام کی جانب سے ہوتا ہے۔ درج بالا مساوات کی مزید وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

چونکہ کلاسیکی نظریے کے مطابق زر ذریعہ مبادلہ (Medium of Exchange) کا کردار ادا کرتی ہے اور اس کا اہم کام اشیا

وخدمات کے تبادلے کی سہولیات فراہم کرنا ہے لہٰذا، معیشت میں زر کی طلب اشیاوخدمات کی طلب سے ہوگی۔ اس کو ایسے بھی کہہ سکتے ہیں کہ معیشت میں تبادلے یا لین دین کی زری قدر کے مساوی زر کی طلب ہوگی۔ اگر معیشت میں Y مقدار میں حتمی اشیاوخدمات کی پیداوار ہوتی ہے اور ان کی قیمت کی سطح P ہے تو Y پیداوار کے لین دین کے لیے PY مقدار میں زر کی ضرورت ہوگی۔ غور کریں کہ PY اشیاوخدمات کی یا قومی آمدنی کی زری قدر بھی ہے۔ فرض کریں کہ معیشت میں 100 اکائیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان کی قیمت کی سطح 10 روپے ہے تو پیداوار کی 100 اکائیوں کی خرید کے لیے 1000 روپے کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح، 1000 روپے معیشت کی مجموعی آمدنی کی زری قدر بھی ہوگی اور لین دین کی زری قدر بھی ہوگی۔ لہٰذا، اس صورت میں زر کی طلب 1000 روپے کے مساوی ہوگی۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ روپے کی ایک اکائی کو اشیاوخدمات کے لین دین کے لیے کئی دفعہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، فرد A فرد B کو کسی شے کی خرید کے لیے ایک روپیہ ادا کرتا ہے۔ فرد B اُسی ایک روپے کو فرد C سے اشیا کی خرید کے عوض ادا کرتا ہے۔ اسی طرح فرد C فرد D کو وہی ایک روپیہ ادا کرتا ہے۔ غور کریں کہ اِس ایک روپے کا اشیاوخدمات کی لین دین کے لیے تین بار استعمال ہوا ہے۔ اسے روپے کی رفتار کہا جائے گا۔ لہٰذا، جب معیشت کی زری آمدنی 1000 روپے ہے تو اس کے لیے معیشت کو 1000 روپے زر کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر زر کی رفتار 2 ہے تو 1000 روپے کی پیداوار کی خرید کے لیے 500 روپے کافی ہوں گے۔ اگر زر کی رفتار 4 ہے تو 1000 کی پیداوار کی خرید کے 250 روپے کافی ہوں گے۔ اس طرح، زر کی طلب کو پیداوار کی زری قدر کو زر کی رفتار سے تقسیم کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یعنی زر کی طلب کی مساوات ہوگی:

$$M_d = \frac{PY}{V} \tag{10.3}$$

زر بازار توازن میں جب ہوگا زر کی رسد زر کی طلب کے مساوی ہو۔ اس طرح،

$$M = M_d \tag{10.4}$$

جہاں، M زر کی مقدار یا زر کی رسد ہے اور M_d زر کی طلب ہے۔

$$M = \frac{PY}{V} \tag{10.5}$$

$$P = \frac{MV}{Y} \tag{10.2}$$

مساوات (10.2) زر بازار کے توازن اور قیمت کی سطح کے تعین کو دکھاتی ہے۔ اس مساوات کے مطابق زر کی رفتار اور حقیقی آمدنی کی سطح کو مستقل فرض کرتے ہوئے، زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا۔ اس کی مزید وضاحت تصویر 10.1 میں کی گئی ہے جہاں محور X پر زر کی طلب کو دکھایا گیا ہے جب کہ محور Y پر قیمت کی سطح کو دکھایا گیا ہے۔ $\frac{PY}{V}$ خط دکھاتا ہے کہ قیمت کی سطح میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہوگا۔ یعنی اگر V اور Y مستقل ہوں تو قیمت کی سطح میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہوگا۔ یعنی جیسے جیسے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا لوگوں کو لین دین کے لیے زیادہ مقدار میں زر کی ضرورت ہوگی۔

اس وضاحت کے بعد، آیئے فرض کریں کہ حکومت کی جانب سے زر کی M_0 مقدار فراہم کی جاتی ہے۔ چونکہ توازن میں زر کی طلب اور رسد مساوی ہوتی ہیں، لہٰذا، عوام بھی زر کی M_0 مقدار طلب کرے گی۔ زر کی طلب یعنی $(\frac{PY}{V})$ قیمت کی سطح P_0 پر زر کی رسد کے

مساوی ہوتی ہے۔ لہذا، زر کی M_0 رسد کے ساتھ قیمت کی سطح P_0 متعین ہو گی اور زر بازار نقطہ E_0 پر توازن میں ہو گا۔

اب فرض کریں کہ حکومت زر کی رسد بڑھا کر M_1 کر دیتی ہے۔ اس صورت میں قیمت کی سطح P_0 کے ساتھ معیشت میں زر کی رسد زر کی طلب سے زیادہ ہو گی۔ تصویر میں دیکھیں کہ قیمت کی سطح P_0 پر زر کی رسد OM_1 یا P_0D ہے جبکہ زر کی طلب OM_0 یا P_0E_0 ہے۔ یعنی معیشت میں E_0D مقدار میں زائد رسد ہے۔ اب چونکہ افراد کے پاس زر اُس مقدار سے زائد مقدار میں ہے جتنی کی وہ طلب کر رہے ہیں لہذا، وہ اس زائد زر کو خرچ کرنا چاہیں گے اور اشیا و خدمات کی خرید میں اسے استعمال کریں گے۔ جب اشیا و خدمات کی خرید میں اضافہ ہو گا تو پیدا کار قیمتوں میں اضافہ کریں گے۔ قیمتوں میں اضافے سے افراد کو اشیا کی خرید کے لیے زیادہ زر کی ضرورت ہو گی اور لہذا، زر کی طلب میں اضافہ ہو گا۔ قیمت کی سطح اور زر کی طلب میں یہ اضافہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک زر کی طلب $(\frac{PY}{V})$ زر کی رسد کے مساوی نہیں ہو جاتی۔ تصویر میں دیکھیں۔ قیمت کی سطح P_1 کے ساتھ نقطہ E_1 پر زر کی رسد اور زر کی طلب مساوی ہیں۔ لہذا، قیمت P_1 پر زر بازار توازن میں ہو گا۔

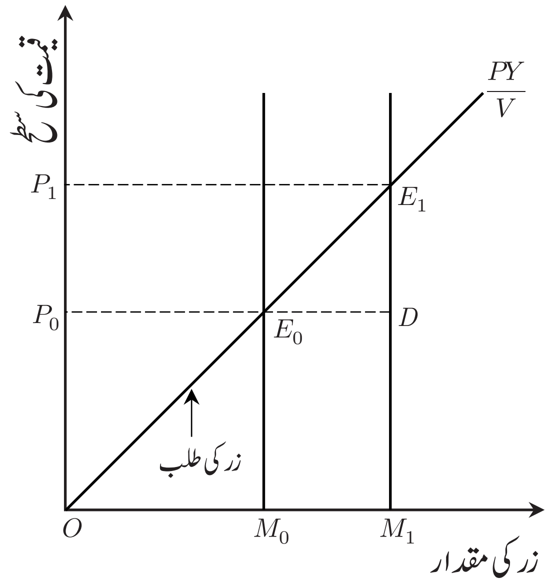

تصویر 10.1: کلاسیکی نظریے میں قیمت کی سطح کا تعین

10.3 پیداوار بازار (Product Market)

پیداوار بازار میں توازن سے مراد وہ صورت حال ہے جس میں معیشت کی مجموعی پیداوار (مجموعی رسد) مجموعی طلب کے مساوی ہوتی ہے۔ آپ سابقہ اکائی میں پڑھ چکے ہیں کہ کلاسیکی ماہرین معیشت کے از خود درست ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ ان کے مطابق معیشت ہمیشہ مکمل روزگار کے توازن پر رہتی ہے۔ کسی وجہ سے اگر یہ توازن بگڑتا ہے تو معیشت میں ایسی قوتیں خصوصاً قیمت اور اجرت کی لچک پذیری حرکت میں آتی ہیں جو اس توازن کو دوبارہ قائم کر دیتی ہیں۔

1. کلاسیکی مجموعی رسد خط (Classical Aggregate Supply Curve)

جزوی معاشیات میں آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ خطِ رسد قیمت اور شے کی مقدارِ رسد کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ مختلف ممکنہ قیمتوں پر پیدا کار شے کی کتنی مقدار فراہم کرے گا۔ اسی طرح، کلی معاشیات میں مجموعی رسد کا تصور ہے۔ مجموعی رسد خط معیشت میں مجموعی پیداوار اور قیمت کی سطح کے مابین تعلق کو بیان کرتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ قیمت کی مختلف سطحوں پر معیشت میں مجموعی پیداوار کتنی ہو گی یا دوسرے لفظوں میں معیشت کی مجموعی آمدنی کیا ہو گی۔ واضح رہے کہ کلاسیکی نظریے میں مجموعی رسد خط کو مکمل غیر لچک دار (Perfectly Inelastic) فرض کیا جاتا ہے۔ مکمل غیر لچک دار مجموعی رسد خط کا مطلب ہے کہ قیمت کی سطح کا مجموعی رسد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یاد کریں کہ جزوی معاشیات میں آپ نے پڑھا کہ انفرادی شے کا خطِ رسد عموماً داہنی جانب اوپر کو جاتا خط ہوتا ہے یعنی خطِ رسد نہ تو مکمل

لچک دار ہوتا ہے اور نہ ہی مکمل غیر لچک دار ہوتا ہے۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ کلاسیکی نظریہ مجموعی رسد خط کو غیر مکمل لچک دار فرض کرتا ہے؟ سابقہ اکائی میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجموعی پیداوار کا تعین وسائل یا عواملِ پیدائش مثلاً محنت کے روزگار کے توازن کی سطح سے ہوتا ہے۔ دیے گئے مجموعی پیداوار تفاعل کے ساتھ، حقیقی اجرت کی شرح کے ساتھ روزگار کے توازن کی سطح کا تعین محنت بازار کے توازن سے ہوتا ہے، یعنی محنت کی طلب اور رسد کے درمیان توازن سے۔ دوسرے لفظوں میں، مجموعی رسد خط کا تعین سپلائی سائڈ عوامل جیسے سرمائے کے ذخیرے، ٹیکنالوجی، افرایا گھرانوں کی کام اور آرام کے درمیان ترجیحات اور دیگر عوامل کی ودیعت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا، کلاسیکی نظریے میں مجموعی رسد خط کا تعین رسد سے متعلق عوامل سے ہوتا ہے اور مجموعی طلب اور قیمت کی سطح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ کلاسیکی نظریے میں مجموعی پیداوار مکمل روزگار کی سطح پر ہوتی ہے اور لہٰذا، قیمت میں اضافے کے ساتھ پیداوار میں اضافہ کرنا ممکن نہیں ہوتا اور لہٰذا کلاسیکی مجموعی رسد خط مکمل غیر لچک دار ہوتا ہے۔ کلاسیکی مجموعی رسد خط کو تصویر 10.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں AS مجموعی رسد خط ہے جو مکمل غیر لچک دار ہے۔ غیر مکمل لچک دار ہونے کا مطلب ہے کہ قیمت کی سطح میں تبدیلی کا پیداوار کی سطح پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس طرح، قیمت کی سطح P_1 کی صورت میں بھی مجموعی پیداوار کی سطح OY_F ہوگی اور قیمت کی سطح بڑھ کر P_2 ہونے کی صورت میں بھی مجموعی پیداوار OY_F ہوگی۔ اسی طرح قیمت کی سطح مزید بڑھ کر P_3 ہو جاتی ہے تب بھی مجموعی پیداوار کی سطح OY_F برقرار رہے گی۔ کلاسیکی نظریے کے مطابق قیمت کی سطح میں تبدیلی کا اثر مجموعی پیداوار پر اثر اس لیے نہیں پڑتا کیونکہ قیمت کی سطح میں تبدیلی آنے سے زری اجرت کی سطح میں بھی اُسی تناسب سے تبدیلی آتی ہے اس طرح کہ حقیقی اجرت کی شرح مستقل رہتی ہے۔ چونکہ حقیقی اجرت کی شرح میں تبدیلی نہیں ہوتی لہٰذا، روزگار میں بھی تبدیلی نہیں ہوتی اور لہٰذا مجموعی پیداوار میں بھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کی مزید وضاحت ذیل میں کی گئی ہے۔

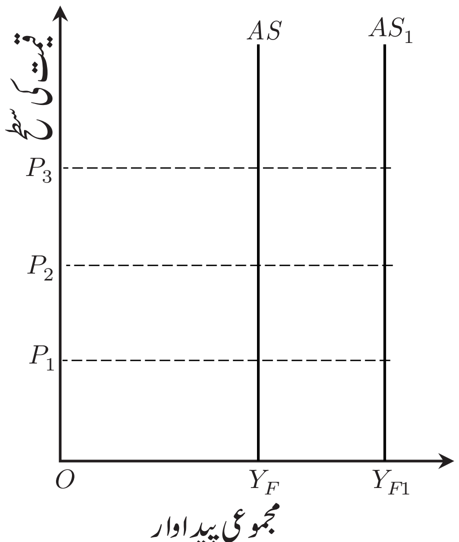

تصویر 10.2: کلاسیکی مجموعی رسد خط

فرض کریں کہ حکومت زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے۔ تصویر میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اس کا نتیجہ قیمتوں میں اضافے کی صورت میں نکلے گا۔ دی گئی زری اجرت کی شرح (W) کے ساتھ، حقیقی اجرت کی شرح، جو کہ $\frac{W}{P}$ کے برابر ہے، کم ہو جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں، قیمت کی سطح میں اضافے سے حقیقی اجرت کی شرح توازنی اجرت کی شرح سے کم ہو جائے گی اور محنت کی طلب محنت کی رسد سے زیادہ ہوگی۔ اس کے نتیجے میں محنت کی زری اجرت میں اضافہ ہوگا اس طرح کہ حقیقی اجرت کی شرح پھر سے اصل توازنی حقیقی اجرت کی شرح کے مساوی ہو جائے گی اور محنت بازار میں پھر سے توازن بحال ہو جائے گا۔

فرض کریں کہ پیداوار بازار میں قیمت کی سطح P ہے اور محنت بازار میں زری اجرت کی شرح W ہے۔ لہٰذا، حقیقی اجرت کی شرح $\frac{W}{P}$ ہوگی۔ قیمت P پر پیداوار بازار توازن میں اور شرح اجرت W کے ساتھ محنت بازار توازن میں ہے۔ اب فرض کریں کہ پیداوار بازار میں

قیمت کی سطح بڑھ کر دوگنی یعنی $2P$ ہو جاتی ہے۔اس کے نتیجے میں دی گئی زری اجرت کی شرح W کے ساتھ حقیقی اجرت کی شرح کم ہو کر $\frac{W}{2P}$ ہو جائے گی۔ حقیقی اجرت کی شرح میں کمی سے محنت کی طلب محنت کی رسد سے زائد ہو گی۔ اس کے نتیجے میں پیداکار زیادہ زری اجرت کی شرح پر محنت کو روزگار دینے کو تیار ہوں گے جس سے زری اجرت کی شرح میں اضافہ ہو گا۔زری اجرت کی شرح میں اضافہ تب تک ہوتا رہے گا جب تک کہ یہ $2W$ نہیں ہو جاتی۔ زری اجرت کی شرح $2W$ ہونے کی صورت میں حقیقی اجرت پھر سے اپنی اصل صورت پر بحال ہو جائے گی۔یعنی حقیقی اجرت کی شرح $(\frac{2W}{2P} = \frac{W}{P})$ ہو جائے گی۔ اس طرح، قیمت کی سطح میں اضافے کے نتیجے میں زری اجرت کی شرح میں مساوی تناسب سے اضافے کے ساتھ، توازنی حقیقی اجرت کی شرح اور روزگار کی سطح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس طرح، قیمت کی سطح میں اضافے سے روزگار کی سطح میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور دیے گئے مجموعی پیداوار کے تفاعل کے ساتھ پیداوار کی سطح مستقل رہتی ہے۔ اور لہذا مجموعی رسد خط مکمل غیر لچک دار ہوتا ہے۔ اس طرح قیمت کی سطح کچھ بھی ہو، زری اجرت کی شرح میں اس طرح تبدیلی آتی ہے کہ حقیقی اجرت کی شرح، روزگار کی سطح اور اس وجہ سے پیداوار مستقل رہتی ہے۔اس طرح کلاسیکی نظریے میں پیداوار کی مجموعی رسد کا تعین سپلائی سائیڈ سے متعلق حقیقی متغیرات جیسے محنت کی رسد، مقررہ سرمائے کے ذخیرے اور ٹیکنالوجی وغیرہ سے ہوتا ہے اور زر کی مقدار یا قیمت کی سطح کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حالانکہ قیمت کی سطح کا مجموعی پیداوار پر اثر نہیں پڑتا، لیکن سپلائی سائڈ عوامل جو مجموعی پیداوار کا تعین کرتے ہیں میں تبدیلی سے مجموعی پیداوار میں تبدیلی اور لہذا، مجموعی رسد خط میں تبدیلی آتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر محنت کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے، تو دیے گئے تفاعلِ پیداوار کے ساتھ ممکنہ پیداوار یعنی مجموعی رسد میں اضافہ ہو گا جو مجموعی رسد خط میں تبدیلی کا سبب بنے گا۔ تصویر 10.2 میں اسے AS خط سے AS_1 تک کی منتقلی سے دکھایا گیا ہے۔ مجموعی رسد خط کے AS_1 کے مطابق مجموعی پیداوار کی سطح OY_{F1} ہو گی۔ اسی طرح، سرمائے کے ذخیرے میں اضافے، پیداواری صلاحیت بڑھانے والی ٹیکنالوجی کے تعارف سے تفاعلِ پیداوار خط اوپر کی جانب منتقل ہو گا اور محنت کی دی گئی مقدار کے ساتھ زیادہ مجموعی پیداوار کرنا ممکن ہو گا جس سے مجموعی رسد خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔

2. کلاسیکی مجموعی طلب خط (Classical Aggregate Demand Curve)

کلاسیکی نظریے نے مجموعی طلب کا کوئی واضح تصور پیش نہیں کیا لیکن زر کا نظریہ مقدار مجموعی طلب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اوپر ہم نے ذکر کیا کہ زر کے نظریہ مقدار کا ایک ورژن یہ ہے:

$$MV = PY \tag{10.1}$$

$$P = \frac{MV}{Y} \tag{10.2}$$

$$Y = \frac{MV}{P} \tag{10.6}$$

چونکہ کلاسیکی نظریے میں V کو مستقل فرض کیا جاتا ہے، لہذا، پیداوار کی کل فروخت یعنی PY زر کی رسد (M) سے متعین ہو گی۔ اس طرح، حقیقی مجموعی پیداوار جسے خریدا جا سکتا ہے وہ زر کی رسد اور زر کی قوتِ خرید یا قیمت کی سطح پر منحصر ہو گی۔ مساوات (10.6) کے

مطابق قیمت کی سطح اور اس قیمت پر پیداوار کی جتنی مقدار خریدی جاسکتی ہے، کے مابین معکوسی تعلق ہے۔ قیمت کی اعلیٰ سطح پر زر کی قوتِ خرید کم ہوتی ہے اور لہٰذا کم پیداوار کی خرید کی جاسکتی ہے جبکہ قیمت کی کم سطح پر زر کی قوتِ خرید زیادہ ہوتی ہے اور لہٰذا پیداوار کی زیادہ مقدار خریدنا ممکن ہے۔ چونکہ M اور V کا ضرب MV مجموعی اخراجات کو دکھاتا ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مساوات (10.6) قیمت اور مجموعی پیداوار کے ان امتزاج کو دکھاتی ہے جو مجموعی اخراجات کو یکساں سطح پر قرار رکھیں گے۔

اس طرح، کلاسیکی مجموعی طلب خط زر کی معینہ مقدار M اور رفتار V کے ساتھ قیمت کی سطح اور پیداوار کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ M اور V کی دی گئی قدروں کے ساتھ کتنی پیداوار خریدی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر زر کی رسد $M = 100$ ہو اور زر کی رفتار $V = 5$ ہو تو آپ درج ذیل مساوات سے قیمت کی سطح اور مجموعی پیداوار کے مختلف امتزاج حاصل کرسکتے ہیں:

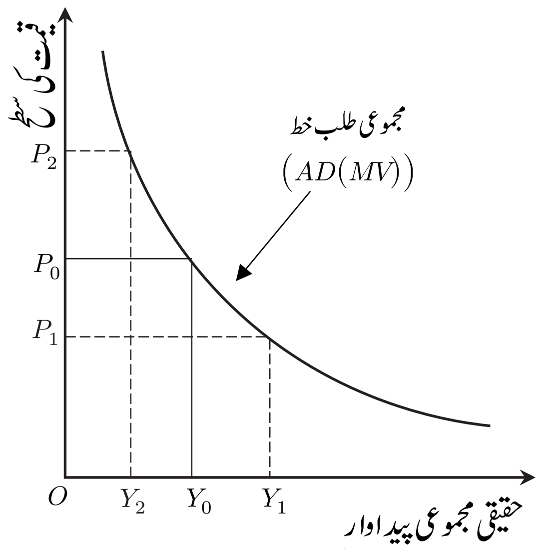

تصویر10.3: کلاسیکی نظریے میں مجموعی طلب خط

$$Y = \frac{100 \times 5}{P} = \frac{500}{P}$$

اگر قیمت کی سطح 1 ہوگی تو مجموعی پیداوار کی 500 اکائیاں خریدی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح قیمت کی سطح 2 ہونے پر مجموعی پیداوار کی 250 اکائیاں خریدی جاسکتی ہیں۔ اگر قیمت مزید بڑھ کر 5 ہو جاتی ہے تو مجموعی پیداوار کی 100 اکائیاں خریدنا ممکن ہے۔

$$Y = \frac{500}{1} = 500, \text{when } P = 1$$
$$Y = \frac{500}{2} = 250, \text{when } P = 2$$
$$Y = \frac{500}{5} = 100, \text{when } P = 1$$

اسی طرح آپ قیمت اور مجموعی پیداوار کے مختلف امتزاج حاصل کرسکتے ہیں۔ ان مختلف امتزاج کو پلاٹ کرنے پر آپ کو مجموعی طلب خط حاصل ہوگا۔ دیکھیں تصویر 10.3۔ تصویر میں AD خط کلاسیکی مجموعی طلب خط ہے جو دی گئی زر کی رفتار اور زر کی رسد کے ساتھ قیمت اور مجموعی پیداوار کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ قیمت P_0 کی صورت میں مجموعی اخراجات MV کے لیے مجموعی پیداوار Y_0 کی ضرورت ہوگی۔ اس کو آپ ایسے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ قیمت P_0 ہونے کی صورت میں افراد دی گئی زر کی رسد اور رفتار کے ساتھ Y_0 مقدار میں مجموعی پیداوار خرید سکتے ہیں۔ قیمت اگر بڑھ کر P_2 ہو جاتی ہے تو مجموعی پیداوار کی کم سطح Y_2 کے ساتھ مجموعی اخراجات MV کی سطح کو برقرار رکھا جاسکتا ہے یا دوسرے لفظوں میں قیمت کی سطح P_2 کے ساتھ مجموعی پیداوار کی Y_2 مقدار خریدی جاسکتی ہے۔ اگر قیمت کی سطح کم ہو کر P_1 ہو جاتی ہے تو مجموعی اخراجات MV برقرار رکھنے کے لیے مجموعی آمدنی کی بڑی سطح Y_1 کی ضرورت ہوگی۔

واضح رہے کہ یہ مجموعی طلب خط زر کی متعین رسد اور متعین رفتار کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔ ان میں تبدیلی سے مجموعی طلب میں منتقلی ہوگی۔ مثال کے طور پر تصویر 10.4 دیکھیں۔ زر کی رسد M_0 کی صورت میں مجموعی طلب خط AD_0 تھا۔ فرض کریں کہ زر کی رسد بڑھ

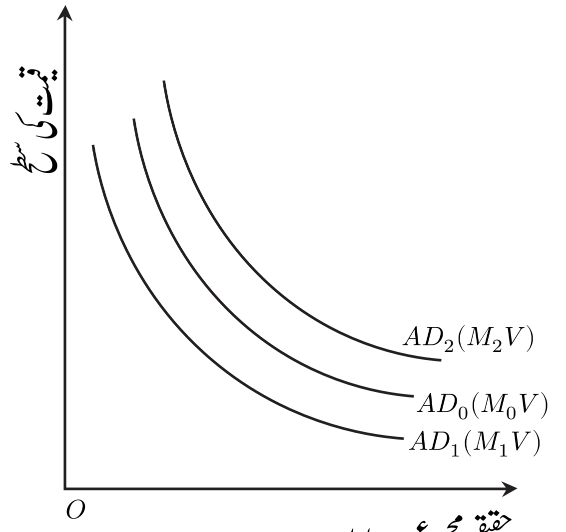

تصویر10.4: کلاسیکی مجموعی طلب خط کی منتقلی

کر M_2 ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں مجموعی طلب خط داہنی جانب منتقل ہو کر AD_2 ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زر کی رسد میں اضافے سے صارفین اب ہر قیمت پر زیادہ مجموعی پیداوار خرید سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر زر کی رسد 100 سے بڑھ کر 200 ہونے پر مساوات (10.6) ہو جائے گی:

$$Y = \frac{1000}{P}$$

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اب صارفین ہر قیمت پر زیادہ مجموعی پیداوار خرید سکتے ہیں۔

$$Y = \tfrac{1000}{1} = 1000, \text{when } P = 1$$

$$Y = \frac{1000}{2} = 500, \text{when } P = 2$$

$$Y = \frac{1000}{5} = 200, \text{when } P = 1$$

اسی طرح تصویر کے مطابق اگر زر کی رسد کم ہو کر M_1 ہو جاتی ہے تو صارفین ہر قیمت پر کم مقدار میں مجموعی پیداوار خرید سکیں گے اور لہذا خط طلب بائیں جانب منتقل ہو گا۔

تاہم، یہ محل نظر رہے کہ مجموعی پیداوار (Y) اور قیمت کی سطح (P) کے درمیان یہ بظاہر معکوسی تعلق کا یہ مطلب نہیں کہ قیمت کی سطح اور مجموعی پیداوار کے مابین سبب و مسبب کا تعلق ہے۔ درحقیقت کلاسیکی نظریے میں زر کا حقیقی متغیرات جیسے پیداوار، روزگار اور حقیقی شرح سود وغیرہ پر اثر نہیں پڑتا۔ حقیقی متغیرات کا تعین صرف ٹیکنالوجی، محنت اور سرمایہ جیسے حقیقی عوامل سے ہوتا ہے۔ کلاسیکی نظریے میں مجموعی پیداوار مکمل روزگار پر متعین ہوتی ہے۔ جبکہ قیمت کا تعلق زر بازار کے توازن سے ہے۔ لہذا کلاسیکی مجموعی طلب خط قیمتوں میں تبدیلی کی وجہ سے حقیقی پیداوار میں حقیقی تبدیلی کی وضاحت نہیں کرتا ہے۔ اس کے بجائے، یہ دکھاتا ہے کہ M اور V کی دی گئی قدروں کے ساتھ P اور Y کے کیا امتزاج ہوں گے جو متعین کل اخراجات کو برقرار رکھیں گے۔

3. پیداوار بازار کا توازن (Product Market Equilibrium)

معیشت کی اصل پیداوار کتنی ہو گی اور قیمت کی سطح کیا ہو گی، معیشت کا توازن کس نقطے پر ہو گا، اس کا تعین مجموعی رسد خط اور مجموعی طلب خط کے نقطہ تقاطع سے ہو گا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کلاسیکی مجموعی طلب خط جسے $Y = \frac{MV}{P}$ سے حاصل کیا جاسکتا ہے، قیمت اور اشیاو خدمات کی مقدار طلوبہ کے مابین معکوسی تعلق دکھاتا ہے۔ کلاسیکی مجموعی رسد خط مکمل روزگار پیداوار کی سطح پر عمودی خط ہوتا ہے جو دکھاتا ہے کہ قیمت کا مجموعی رسد پر اثر نہیں پڑتا بلکہ یہ حقیقی عوامل سے متعین ہوتی ہے۔ توازنی قیمت وہ قیمت ہو گی جس پر مقدار مطلوبہ اس مکمل روزگار پیداوار کی سطح کے مساوی ہو۔ تصویر 10.5 دیکھیں۔ تصویر میں قیمت کی سطح P_0 ہونے پر زر کی معینہ مقدار کے ساتھ پیداوار کی Y_F مقدار کو خریدا جاسکتا ہے۔ یعنی مقدار مطلوبہ مکمل روزگار پیداوار Y_F کے مساوی ہو گی۔ اگر قیمت کی سطح توازنی سطح سے زیادہ ہو جیسے P_2

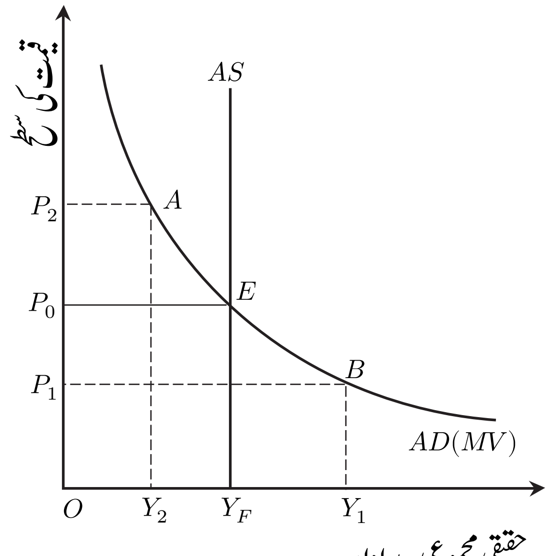

تصویر 10.5: مجموعی طلب خط اور مجموعی رسد

تو مقدار مطلوبہ مکمل روزگار سطح کی پیداوار سے کم ہوگی۔ یعنی معیشت میں زائد رسد کی صورت پیدا ہوگی۔ پیداکار Y_F فراہم کرنے کو تیار ہیں جبکہ افراد کم خریدنا چاہتے ہیں۔ اس سے اشیا و خدمات کی قیمت کم ہوگی اور یہ بتدریج کم ہوکر P_0 ہو جائے گی۔

اس کے برعکس، اگر اصل قیمت کی سطح توازنی قیمت P_0 سے کم ہوجاتی ہے جیسے P_1 تو اس صورت میں مجموعی طلب مجموعی رسد سے زیادہ ہوگی۔ اس سے زائد طلب کی صورت پیدا ہوگی۔ اس کے نتیجے میں قیمت میں اضافہ ہوگا اور یہ دوبارہ P_0 ہو جائے گی۔

اس طرح، کلاسیکی نظریے کے مطابق، توازنی قیمت سے کوئی بھی انحراف سے معیشت میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جو قیمت کو دوبارہ توازنی قیمت پر لے آتے ہیں اور مکمل روزگار کا توزن دوبارہ قائم ہو جاتا ہے۔

10.4 آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ: مکمل ماڈل

(Classical Theory of Income and Employment: Complete Model)

محنت بازار، پیداوار بازار، اور زر بازار کے توازن کی وضاحت کے بعد آیئے اب ہم بیک وقت تینوں بازاروں کے توازن کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کے لیے تصویر 10.6 پر غور کریں۔ تصویر کے حصہ الف میں محنت بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔ حصہ (ب) میں معیشت کے مجموعی پیداوار تفاعل کو دکھایا گیا ہے۔ حصہ (ج) حصہ (ب) میں Y محور کے متغیر کو X محور پر منتقل کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ حصہ (د) میں پیداوار بازار کے توازن کو دکھایا گیا ہے۔

آیئے پہلے محنت بازار کے توازن کا تجزیہ کرتے ہیں۔ تصویر کے حصہ (الف) میں L_S اور L_D بالترتیب محنت کے رسد خط اور طلب خط ہیں۔ یاد رہے کہ محنت کی رسد مزدوروں کی کام اور آرام کے مابین ترجیحات سے اور شرحِ اجرت سے متعین ہوتی ہے۔ اسی طرح، محنت کی طلب کا تعین محنت کی حاشیائی پیداواریت اور شرحِ اجرت سے ہوتا ہے۔ محنت بازار کا توازن اس نقطے پر قائم ہوگا جس پر خطِ رسد اور خطِ طلب ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ تصویر میں دونوں خطوط نقطہ E پر قطع کرتے ہیں لہذا، شرحِ اجرت $\left(\frac{W_0}{P_0}\right)$ تعین ہوگی اور اس شرحِ اجرت پر محنت کی طلب اور رسد مساوی ہوں گی اور L_F افراد کو روزگار ملے گا۔ یاد رہے کہ اس شرحِ اجرت پر ان تمام افراد کو روزگار مل جائے گا جو اس شرحِ اجرت پر کام کرنے کو راضی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں شرح اجرت $\left(\frac{W_0}{P_0}\right)$ پر مکمل روزگار کی صورت ہوگی۔

اب تصویر کے حصہ (ب) پر غور کریں۔ OY خط تفاعلِ پیدائش خط ہے جو مجموعی پیداوار اور عامل پیدائش (محنت) کے مابین تعلق کو دکھاتا ہے۔ حصہ (ب) میں حصہ (الف) کی ہی طرح، محور X پر محنت کی مقدار کو دکھایا گیا ہے جب کہ محور Y مجموعی پیداوار کو

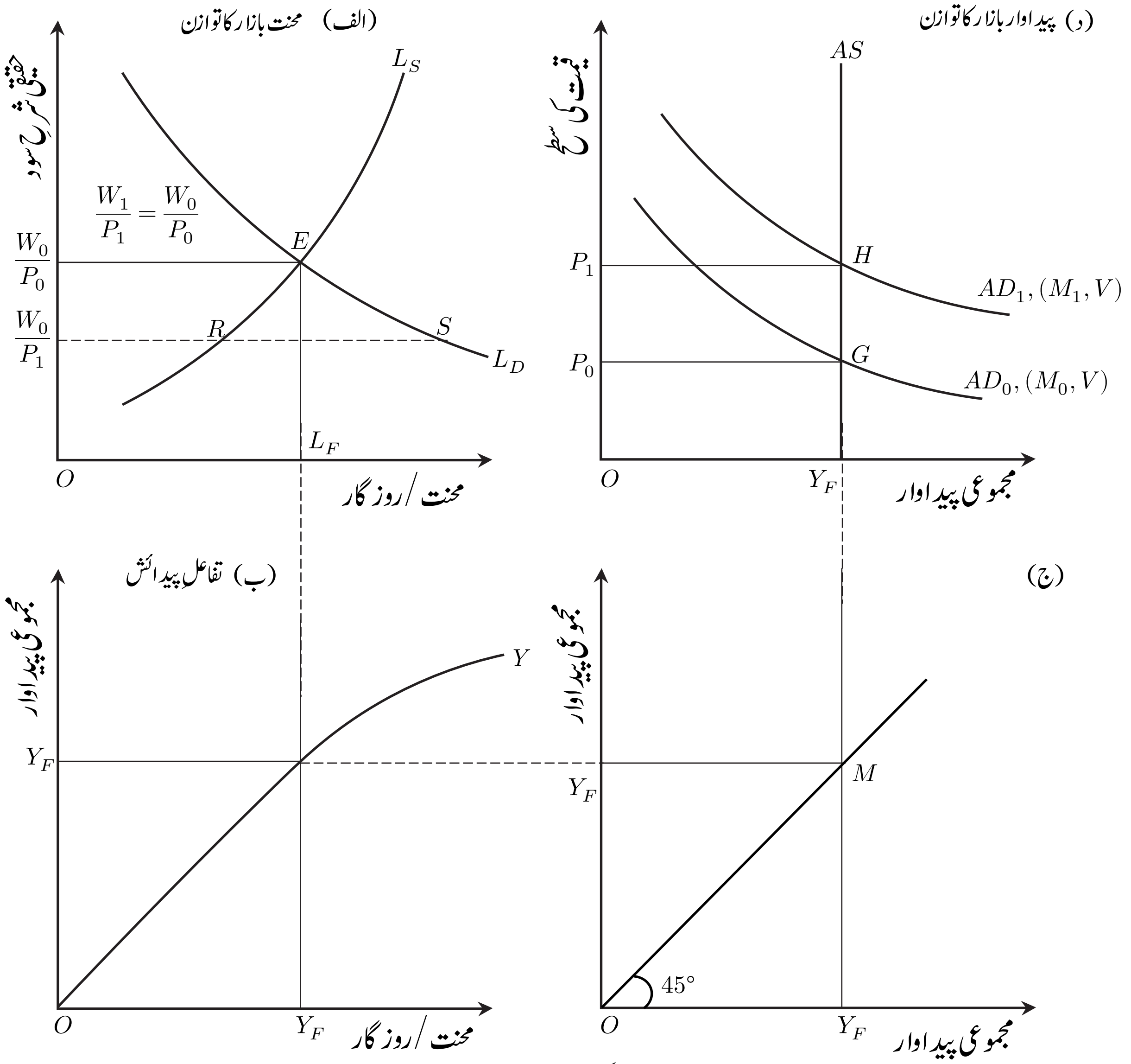

تصویر 10.6: کلاسیکی نظریہ آمدنی و روز گار: جامع ماڈل

دکھاتی ہے۔ چونکہ محنت بازار میں مکمل روز گار کی صورت میں OL_F افراد کو روز گار ملا ہے لہذا، معیشت تفاعلِ پیدائش خط کے مطابق OL_F محنت کا استعمال کر کے OY_F مقدار میں مجموعی پیداوار کرے گی۔ یاد رہے کہ OY_F مکمل روز گار پیداوار یا آمدنی ہے کیونکہ پیداوار کی اس سطح کو پیدا کرنے کے لیے معیشت کے ان تمام عوامل کا استعمال ہو گیا ہے جو کام کرنے کو راضی ہیں۔

حصہ (ج) میں مبدا سے 45 ڈگری کا خط محور کو منتقل کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ حصہ (ب) میں مجموعی پیداوار کو محور Y پر دکھایا گیا تھا۔ حصہ (ج) کے محور Y پر بھی مجموعی پیداوار کو دکھایا گیا ہے۔ 45 ڈگری خط کا مطلب ہے کہ اس کے ہر نقطے پر Y محور کی مقدار اور X محور کی مقدار مساوی ہو گی۔ اس طرح، اگر محور Y مجموعی پیداوار کو دکھاتا ہے تو محور X بھی مجموعی پیداوار کو دکھائے گا۔

حصہ (د) پیداوار بازار کا توازن دکھاتا ہے۔ محور X پر مجموعی پیداوار اور محور Y پر قیمت کی سطح کو دکھایا گیا ہے۔ AD_0 اور AS بالترتیب مجموعی طلب خط اور مجموعی رسد خط ہیں۔ چونکہ کلاسیکی نظریے میں قیمت کا مجموعی رسد پر اثر نہیں پڑتا اور معیشت مکمل روز گار

کی سطح پر پیدا کرتی ہے لہذا مجموعی رسد خط مجموعی پیداوار کی سطح OY_F پر سیدھا عمودی خط ہے۔ دوسری طرف، زر کی معین رفتار (V) کے ساتھ زر کی M_0 مقدار سے مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات کا تعین ہو گا۔ غور کریں کہ مجموعی رسد خط اور مجموعی طلب خط ایک دوسرے کو نقطہ G پر قطع کرتے ہیں جس سے قیمت کی سطح P_0 کا تعین ہوتا ہے۔ قیمت کی سطح P_0 ہونے پر محنت کی حقیقی شرحِ اجرت زری شرح اجرت W_0 کے ساتھ $\frac{W_0}{P_0}$ متعین ہو گی۔

کلاسیکی نظریے کے مطابق اگر کسی وجہ سے مجموعی طلب خط منتقل ہوتا ہے تو اس کا حقیقی، شرحِ اجرت، روزگار اور پیداوار جیسے حقیقی عوامل پر اثر نہیں پڑے گا۔ اس کی وضاحت کے لیے فرض کریں کہ حکومت زر کی مقدار بڑھا کر M_0 سے M_1 کر دیتی ہے۔ اس سے مجموعی طلب خط اوپر کو منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ یہ نیا مجموعی طلب خط مجموعی رسد خط AS کو نقطہ H پر قطع کرتا ہے جس سے قیمت کی سطح P_1 متعین ہوتی ہے۔

تاہم، متعینہ زری اجرت کی شرح W_0 کے ساتھ، قیمت کی سطح میں P_0 سے P_1 تک کے اضافے سے حقیقی اجرت کی شرح میں کمی ہو گی۔ حقیقی اجرت $\frac{W_0}{P_0}$ سے کم ہو کر $\frac{W_0}{P_1}$ ہو جائے گی۔ چونکہ حقیقی شرح اجرت توازنی شرح اجرت $\frac{W_0}{P_0}$ سے کم ہو گئی ہے لہذا محنت بازار میں عارضی عدم توازن کی صورت پیدا ہو گی اور SR مقدار میں زائد طلب کی صورت پیدا ہو گی۔ چونکہ شرحِ اجرت $\frac{W_0}{P_1}$ پر محنت کی طلب محنت کی رسد سے زیادہ ہے لہذا، زری شرح اجرت میں اضافہ ہو گا اس طرح کہ حقیقی شرحِ اجرت کی سطح بڑھ کر $\frac{W_1}{P_1}$ ہو جائے گی جو $\frac{W_0}{P_0}$ کے مساوی ہو گی۔ اس طرح حقیقی شرحِ اجرت اپنی پرانی سطح پر آ جائے گی اور محنت بازار کا توازن پھر سے محنت کی OL_F سطح پر قائم ہو گا۔ نتیجتاً، حقیقی شرح اجرت، روزگار، پیداوار اور آمدنی پر قیمت میں تبدیلی کا اثر نہیں پڑے گا۔ یہی نتیجہ زر کی مقدار میں کمی اور نتیجتاً خطِ طلب کی نیچے کی جانب منتقلی کی صورت میں نکلے گا۔ اس صورت میں بھی صرف قیمت کی سطح میں کمی آئے گی، حقیقی اجرت کی سطح، روزگار، آمدنی اور پیداوار میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔

درج بالا وضاحت سے کلاسیکی دوفرعیت کو بھی اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کلاسیکی دوفرعیت کلاسیکی معاشیات کا نظریہ ہے جس کے مطابق پیداوار، روزگار، اور دیگر حقیقی عوامل جنہیں حقیقی متغیرات کہا جاتا ہے، زری متغیرات سے آزاد ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زر کا کردار صرف اشیا و خدمات کے تبادلے کو آسان بنانا ہے۔ اور لہذا، حقیقی متغیرات زری متغیرات سے آزاد ہوتے ہیں اور زری متغیرات کا تعین زری عوامل سے ہوتا ہے اور حقیقی عوامل کا تعین حقیقی عوامل سے ہوتا ہے۔

چونکہ حقیقی متغیرات اور زری متغیرات ایک دوسرے سے آزاد ہوتے ہیں، لہذا، یہ معیشت کی دوفرعی تقسیم دکھاتا ہے۔ معیشت کے دو رخ ہوتے ہیں، ایک حقیقی رخ دوسرا زری رخ۔ حقیقی رخ میں حقیقی متغیرات جیسے، روزگار، پیداوار وغیرہ آتے ہیں۔ زری رخ میں زری متغیرات جیسے قیمت کی سطح، زری شرحِ اجرت، زری شرحِ سود وغیرہ آتے ہیں۔ معیشت کی اس دورخی یا دوفرعی تقسیم کے نتیجے میں حقیقی متغیرات جیسے حقیقی شرحِ سود اور پیداوار کا تعین ان کے بالمقابل زری متغیرات جیسے زری شرحِ سود اور پیداوار کی زری قدر سے آزادانہ طور پر کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، حقیقی متغیرات جیسے مجموعی پیداوار، روزگار اور دیگر متغیرات کا تعین زر کی رسد، قیمت کی سطح یا

افراطِ زر کی شرح کی معلومات کے بنا کیا جاسکتا ہے۔ زر چونکہ کلاسیکی نظریے میں غیر موثر ہوتی ہے لہذا یہ صرف قیمت پر اثر انداز ہوتی ہے اور حقیقی متغیرات پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

10.5 کینز کی کلاسیکی نظریے پر تنقید (Keynes's Criticism of Classical Theory)

1930 کی دہائی میں امریکہ اور دیگر سرمایہ دارانہ معیشتیں معاشی بحران کا شکار ہوئیں۔ اس معاشی بحران کی شدت اتنی تھی کہ اسے عظیم معاشی بحران کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کلاسیکی معاشیات اس بحران کی وضاحت کرنے میں ناکام رہی۔ ایسے میں کینز نے 1936 میں "عام نظریے"[1] کے نام سے کتاب شائع کی جس میں انہوں نے کلاسیکی نظریے کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ یہاں ہم کینز کی بعض تنقیدوں کو بیان کرتے ہیں۔

اول، کلاسیکی نظریے کے مطابق عام حالات میں معیشت مکمل روزگار کے توازن پر ہوتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس توازن میں خلل پڑتا بھی ہے تو قیمت اور شرحِ اجرت میں اس طرح تبدیلی آتی ہے کہ مکمل روزگار کا توازن خود سے بحال ہو جاتا ہے۔ کینز کے مطابق کلاسیکی معاشیات کا یہ مفروضہ غیر حقیقی ہے۔ معیشت میں مکمل روزگار کا توازن عام صورتِ حال نہیں بلکہ خاص صورتِ حال ہے جس کے واقع ہونے کے کچھ خاص زیادہ امکانات نہیں ہوتے۔ ان کے مطابق معیشت کی عام صورتِ حال بے روزگاری کے توازن کی ہوتی ہے۔ کینز کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ معیشت سے کے قانونِ بازار کے مطابق کام نہیں کرتی۔ کساد بازاری کے دور میں سے (Say) کا قانون خاص طور پر غلط ثابت ہوتا نظر آتا ہے۔ کساد بازاری کے دور میں مجموعی رسد مجموعی طلب سے زیادہ ہوتی ہے۔ لاکھوں مزدور مروجہ شرحِ اجرت پر بلکہ مروجہ شرحِ اجرت سے کم اجرت پر بھی کام کرنے کو تیار ہوتے ہیں لیکن انہیں کام نہیں مل پاتا۔ حال ہی میں کووڈ-19 کی وجہ سے عالمی معیشت کساد بازاری کا شکار ہوئی۔ اس کے اثرات آپ کو آج (2022 میں) بھی دیکھنے کو ملیں گے۔ آپ اپنے اطراف میں ایسے افراد کو پائیں گے جو روزگار کی تلاش میں ہیں لیکن انہیں روزگار نہیں مل پا رہا ہے۔ یہ مشاہدہ کلاسیکی نظریے کے خلاف ہے جس کے مطابق معیشت میں مکمل روزگار کے توازن کی صورت رہتی ہے۔ اس طرح، کہا جا سکتا ہے کہ مکمل روزگار کا توازن عام صورتِ حال نہیں بلکہ خاص صورتِ حال ہے جو شاذ ہی معیشت میں پیدا ہوتی ہے۔

اوپر ہم نے کہا کہ معیشتیں سے کے قانونِ بازار کے مطابق کام نہیں کرتی۔ کینز نے اس قانون کو خاص تنقید کا نشانہ بنایا۔ سے کے قانونِ بازار کے مطابق رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ اس قانون کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معیشت میں نہ تو زائد از ضرورت پیداوار ہوتی ہے اور نہ بے روزگاری کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

قانونِ بازار اس حد تک بلاشبہ درست ہے کہ رسد طلب پیدا کرتی ہے کیونکہ پیداواری عمل میں کام کرنے والے عوامل کو اس سے آمدنی ہوتی ہے جو اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب کپڑا تیار کرنے میں پیداواری عوامل کو استعمال کیا جاتا ہے تو

[1] Keynes, J. M. (1936). *The General Theory of Employment, Interest and Money*. Macmillan Cambridge University Press.

انہیں اجرت، سود، لگان اور منافع کی مد میں ادائیگی کی جاتی ہے جو ان کی آمدنی ہوتی ہے۔ وہ اس آمدنی کو مختلف اشیا کی خرید پر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ رسد اپنی پوری طلب پیدا کرتی ہے۔ عوامل پیدائش کو ہونے والی آمدنی بلاشبہ مجموعی پیداوار کی قدر کے مساوی ہوتی ہے لیکن اس کی کوئی ضمانت نہیں کہ یہ عوامل اپنی پوری آمدنی اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ کریں۔

عوام اپنی آمدنی کا ایک حصہ پس انداز کر لیتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ پس انداز کیا ہوا حصہ اشیا و خدمات کی طلب پیدا کرے۔ کلاسیکی نظریہ کہتا ہے کہ بچت شرحِ سود کی وجہ سے سرمایہ کاری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سرمایہ کاری طلب کا حصہ ہے۔ لہٰذا، معیشت اگر بچت کرتی بھی ہے تب بھی رسد طلب کے برابر ہو گی۔ لیکن کینز کے مطابق، بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے مساوی نہیں ہوتی اور لہٰذا، رسد اپنی طلب پیدا نہیں کر پاتی۔ اگر مجموعی طلب مجموعی رسد کی خرید کے لیے کافی نہیں ہوتی تو پیداکار اپنی پیدا شدہ پوری مصنوعات فروخت نہیں کر پاتے۔ اس سے ان کا منافع کم ہو جاتا ہے اور وہ پیداوار کم کر دیتے ہیں۔ کم پیداوار کے لیے کم عواملِ پیدائش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معیشت میں بے روزگاری پیدا ہوتی ہے۔

کینز کے مطابق معیشت کی بچت سرمایہ کاری کے مساوی اس لیے نہیں ہوتی کیونکہ بچت کرنے والے افراد اور سرمایہ کاری کرنے والے افراد مختلف ہوتے ہیں۔ بچت کا تعین مختلف عوامل سے ہوتا ہے اور سرمایہ کاری کا تعین مختلف عوامل سے ہوتا ہے۔

معیشت میں بچت عموماً گھرانے کرتے ہیں۔ ان کے پس اندازی کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں۔ گھرانے اپنے بڑھاپے، اپنے بچوں کی تعلیم اور شادی، غیر متوقع حالات کا مقابلہ کرنے، اور مستقبل میں منافع کمانے جیسے مقاصد کے لیے پس اندازی کرتے ہیں۔ کینز کے مطابق بچت بنیادی طور پر آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، کاروباری افراد منافع کمانے کی غرض سے سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ سرمایہ کاری کا انحصار سرمائے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) یا منافع کی متوقع شرح، شرح سود، آبادی میں اضافے اور تکنیکی پیش رفت وغیرہ جیسے عوامل پر ہوتا ہے۔ کینز کے مطابق شرح سود میں تبدیلی سے بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان مساوات نہیں پیدا کی جا سکتی۔ چونکہ بچت بنیادی طور پر آمدنی پر منحصر ہوتی ہے۔ لہٰذا آمدنی میں تبدیلی سے ہی بچت اور سرمایہ کاری میں مساوات پیدا کی جا سکتی ہے۔ لیکن کلاسیکی نظریہ مکمل روزگار کے مفروضے کی وجہ سے آمدنی کی تبدیلیوں کو یکسر نظر انداز کرتا ہے۔

اس طرح، کینز کے مطابق آزاد بازار معیشت میں کوئی ایسا طریقہ کار نہیں ہے جو اس بات کی ضمانت دیتا ہو کہ کاروباری افراد کی سرمایہ کاری گھریلو شعبے کی بچت کے مساوی ہو۔ اگر کاروباری افراد کی سرمایہ کاری آمدنی کی مکمل روزگار کی سطح پر بچت سے کم ہوتی ہے تو معیشت کی مجموعی طلب مکمل روزگار کی مجموعی رسد سے کم ہو گی، اور معیشت کا توازن مکمل روزگار کی سطح سے کم پر قائم ہو گا اور نتیجتاً معیشت میں غیر ارادی بے روزگاری پیدا ہو گی۔ اس طرح، معیشت میں مجموعی طلب سے زائد مجموعی رسد اور غیر ارادی بے روزگاری کی وجہ سے سے کا قانون غلط ثابت ہوتا ہے۔

دوم، کینز اس کلاسیکی نظریے سے متفق نہیں تھے کہ مکمل روزگار کے توازن کو حاصل کرنے کے لیے خودکار اور خود کو ایڈجسٹ کرنے والے عمل کے لیے حکومت کی عدم مداخلت کی پالیسی (laissez faire Policy) ضروری ہے۔ ان کے مطابق آزاد بازار سرمایہ

دارانہ معیشت میں کوئی ایسا میکانزم نہیں ہوتا جس سے معیشت خود کو درست کر سکے۔

موٹے طور پر معیشت میں دو بنیادی طبقے ہوتے ہیں، امرا اور غربا۔ امیروں کے پاس بہت زیادہ دولت ہوتی ہے لیکن وہ اپنی ساری دولت خرچ نہیں کرتے۔ غریبوں کے پاس اشیائے صرف خریدنے کے لیے پیسے نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ سے مجموعی رسد کے مقابلے مجموعی طلب کی عمومی کمی ہوتی ہے جو معیشت میں ضرورت سے زائد پیداوار اور بے روزگاری کا باعث بنتی ہے۔ دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ یہ بھی عظیم معاشی بحران کی ایک وجہ تھی۔ اگر سرمایہ دارانہ نظام میں کوئی ایسا میکانزم ہوتا جس سے وہ خود کو ہم آہنگ کر پاتی تو معاشی بحران نہ پیدا ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کینز نے زری اور مالیاتی اقدامات کے ذریعے مجموعی رسد اور مجموعی طلب میں تطبیق پیدا کرنے کے لیے حکومتی مداخلت کی وکالت کی۔

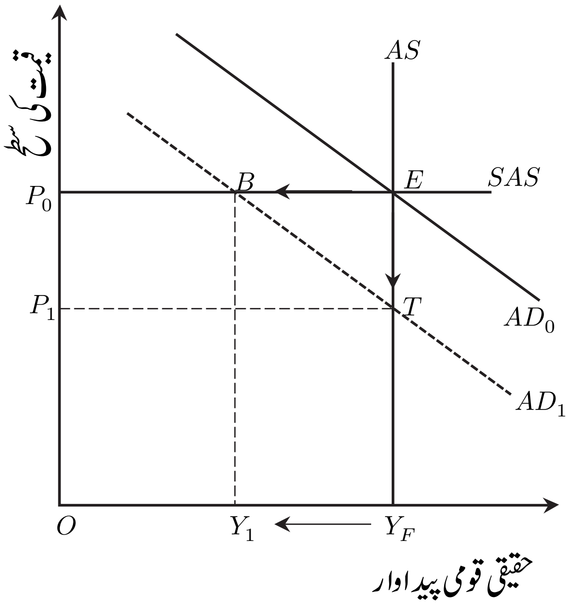

تصویر 10.7: کلاسیکی اور کینزی نظریات میں قیمت کی لچک

سوم، کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ایک بنیادی دعوی یہ ہے کہ آزاد معیشت میں مکمل روزگار معمول کی حالت ہے اور اس سے کوئی بھی انحراف قیمتوں اور اجرتوں میں فوری تطبیق و تبدیلی کے ذریعے خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ عظیم معاشی بحران کے دور میں جب آبادی کا ایک بڑا حصہ بے روزگار ہو گیا تھا تو پیگو نے تجویز کیا کہ آزاد مکمل مسابقت کے ساتھ، معیشت میں مکمل روزگار کی طرف گامزن ہونے کا مضبوط رجحان رہے گا۔ معیشت میں بے روزگاری کی وجہ پیگو کے مطابق فرکشنل مزاحمت (Frictional Resistance) ہے جو اجرت اور قیمت میں تطبیق نہیں ہونے دیتی۔ پیگو کے مطابق، فرکشنل مزاحمت وہ رکاوٹیں ہیں جو معیشت میں قیمتوں، اجرتوں وغیرہ میں فوری تطبیق ہونے میں مزاحم ہوتی ہیں۔

اس کے برعکس، کینز نے وضاحت کی کہ بے روزگاری جو معاشی بحران کے دور میں پائی جاتی ہے اس کی وجہ مجموعی طلب میں کمی ہے اور یہ دلیل دی کہ مختلف ادارتی، نفسیاتی اور سماجی عوامل کی وجہ سے قیمتیں اور اجرتیں نیچے کی طرف غیر لچک دار ہوتی ہیں یعنی ان میں آسانی سے کمی نہیں ہوتی۔ مزدور اجرتوں میں کمی کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں مجموعی طلب میں کمی سے حقیقی پیداوار اور روزگار میں کمی ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ غیر ارادی بے روزگاری کی صورت میں نکلتا ہے۔

کلاسیکی اور کینزی نقطہ نظر کو AS-AD ماڈل کے ذریعے تصویر 10.7 میں دکھایا گیا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق، مجموعی رسد خط مکمل روزگار کی سطح پر عمودی خط ہوتا ہے جسے تصویر میں AS سے دکھایا گیا ہے۔ اس کے برعکس کینز کے قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو SAS سے دکھایا گیا ہے۔ یہ خط محور X کے متوازی ہے۔ فرض کریں، ابتدا میں، مجموعی طلب خط AD_0 ہے جو P_0 قیمت کی سطح کے ساتھ نقطہ E پر مجموعی رسد خط AS کو قطع کرتا ہے۔ اس سے قومی آمدنی کی اس سطح کا تعین ہوتا ہے جس پر معیشت مکمل روزگار کی حالت میں ہوتی

ہے۔ فرض کریں کسی وجہ سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق، اس صورت میں قیمتیں اور اجرتیں تیزی سے تبدیل ہوں گی اور نیا توازن نقطہ T پر قائم ہو گا اور مکمل روزگار آمدنی کی سطح OY_F میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ صرف قیمت کی سطح P_0 سے کم ہو کر P_1 ہو جائے گی۔ اس طرح کلاسیکی نظام میں اگر بازار کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو معیشت ہمیشہ مکمل روزگار کی سطح پر پیدا کرے گی۔ اگر کسی وجہ سے مجموعی طلب کم ہو بھی جاتی ہے تب بھی معیشت میں مکمل روزگار کی سطح قائم رہے گی۔

اس کے برعکس، کینز کے مطابق، قیمتیں اور اجرت غیر لچک پذیر ہوتی ہیں اور اس لیے کینز کا مجموعی رسد خط مسطح ہوتا ہے۔ مجموعی طلب خط کی AD_0 سے AD_1 تک کی منتقلی کی وجہ سے قومی پیداوار مکمل روزگار پیداوار OY_F سے کم ہو کر OY_1 ہو جائے گی اور شرحِ اجرت میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔

چہارم، کلاسیکی ماہرین معاشیات اس کا یقین رکھتے تھے کہ معیشت مدتِ طویل میں خود بخود مکمل روزگار توازن حاصل کر لیتی ہے۔ کینز نے کہا کہ معاشرے میں اتنا صبر نہیں ہوتا کہ وہ طویل مدت کا انتظار کریں۔ کینز کے مطابق "طویل مدت میں ہم سب مر چکے ہیں۔" پالیسی ساز اور سیاست دان قلیل مدتی مسائل کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ کلاسیکی پالیسی کی تجاویز ان کے لیے قابل قبول نہیں کیونکہ ان کا نتیجہ درآمد ہونے میں کافی وقت لگتا ہے۔ کلاسیکی ماڈل اپنے مفروضوں اور پالیسی تجاویز کی بنیاد پر کافی منطقی ہے۔ لیکن یہ قلیل مدتی کلی تجزیے کے لیے اور پالیسی سازی کے لیے غیر موزوں ماڈل ہے۔

پنجم، کینز نے پیگو کے اس نظریے پر بھی تنقید کی کہ کساد بازاری کے دور میں اجرتوں اور قیمتوں میں عام کمی بے روزگاری کو دور کر دے گی اور خود بخود معیشت میں مکمل روزگار بحال کر دے گی اگر بازار میکانزم کو ٹریڈ یونینوں اور حکومت کی طرف سے بغیر کسی رکاوٹ کے آزادانہ طور پر کام کرنے کی اجازت دی جائے۔

کینز کے مطابق، اجرتوں میں عام کمی سے روزگار میں اضافہ نہیں ہو گا کیونکہ اجرتوں میں کمی سے اشیا و خدمات کی مجموعی طلب کم ہو جاتی ہے۔ کینز کے مطابق اجرت نہ صرف پیداواری لاگت ہے، بلکہ ملک کی آبادی کی اکثریت کی آمدنی بھی ہے۔ اجرتوں میں عام کمی کے نتیجے میں مزدوروں کی آمدنی میں کمی آئے گی جس کی وجہ سے مجموعی طلب میں کمی آئے گی۔ مجموعی طلب میں کمی کے نتیجے میں پیداوار کی سطح کو کم کرنا پڑے گا اور پہلے کے مقابلے میں کم مزدوروں کو روزگار مل پائے گا۔ اس سے بے روزگاری کم ہونے کے بجائے مزید بڑھے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اجرتوں میں عام کٹوتی کے نتیجے میں صنعتوں کی پیداواری لاگت میں کمی آئے گی لیکن لاگت میں کمی کے ساتھ مصنوعات کی طلب میں اضافہ نہیں ہو گا کیونکہ اجرتوں میں ہمہ جہت کٹوتی کی وجہ سے مزدور طبقے کی قوتِ خرید کم ہو جائے گی۔ اس لیے اجرتوں میں ہمہ جہت کٹوتی مجموعی طلب کو کم کر کے بے روزگاری کی سطح کو کم کرنے کے بجائے اس میں مزید شدت کا سبب بنے گی اور معیشت مندی سے معاشی بحران کے راستے پر جانے لگے گی۔

کینز اور پیگو کے نظریات میں اختلاف کی اہم وجہ یہ ہے کہ پیگو کے مطابق روزگار کا انحصار شرحِ اجرت پر ہوتا ہے۔ کم شرحِ اجرت پر پیداکار زیادہ مزدوروں کی طلب کریں۔ اس کے برعکس، کینز کے مطابق روزگار کا انحصار مجموعی طلب پر ہوتا ہے جس کا تعین آمدنی سے

ہوتا ہے۔ زری اجرت میں ہمہ جہت کٹوتی سے آمدنی اور لہذا مجموعی طلب میں کمی ہوگی۔ مجموعی طلب میں کمی سے پیداوار اور روزگار میں کمی ہوگی۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا تھا کہ اجرتوں میں عام کٹوتی سے صنعتوں کی پیداواری لاگت کم ہو جائے گی لیکن انہوں نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ اجرتوں میں عام کٹوتی سے مزدوروں کی آمدنی بھی کم ہو جائے گی۔ آمدنی میں کمی اور اس کے نتیجے میں مجموعی طلب میں کمی کی وجہ سے پیداکار اپنی پوری مصنوعات فروخت نہیں کر سکیں گے۔

یہ محلِ نظر رہے کہ کینز اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انفرادی صنعت میں شرحِ اجرت میں کٹوتی کر کے پیداوار اور روزگار کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صنعت میں اجرت میں کٹوتی سے پیداواری لاگت میں کمی ہوگی اور نتیجتاً اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں کمی ہوگی۔ قیمتوں میں کمی کی وجہ سے صنعت اپنی پیداوار کو کم قیمت پر فروخت کر سکے گی کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اس صنعت کی مصنوعات کے خریدار اسی صنعت میں کام کرنے والے مزدور ہوں جن کی اجرت میں کمی کی گئی ہے۔ لیکن پوری معیشت پر اس کا اطلاق درست نہیں کیونکہ اجرتوں میں عام کٹوتی سے مزدور طبقے کی آمدنی کم ہو جائے گی اور نتیجتاً پوری معیشت کی پیدا کردہ پیداوار کی طلب میں کمی ہوگی۔ طلب میں اس کمی سے مزدوروں کی طلب میں کمی آئے گی جس کے نتیجے میں معیشت میں بے روزگاری پھیلے گی۔ مختصراً، اگرچہ یہ درست ہے کہ کسی ایک فرم یا صنعت میں حقیقی اجرت میں کمی سے اس صنعت کی مصنوعات کی مجموعی طلب میں کمی کے امکانات نہیں ہوتے لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ تمام مزدوروں کی اجرتوں میں کمی کا مجموعی طلب پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

کینز کے مطابق پیگو اور دیگر کلاسیکی ماہرین معاشیات نے اس تجزیے کا جو کسی خاص فرم یا صنعت کے لیے درست ہے کا اطلاق پوری معیشت پر کر کے منطقی خطا کا ارتکاب کیا ہے۔ پیگو اور دیگر کلاسیکی ماہرین معاشیات کی بنیادی خامی یہ ہے کہ انہوں نے جزوی توازن کے تجزیے کا اطلاق جو انفرادی فرم یا صنعت کے معاملے میں درست ہے، پوری معیشت میں آمدنی اور روزگار کے تعین کے لیے کیا ہے۔ کینز کے مطابق معیشت کی مجموعی آمدنی اور روزگار کے تعین کی وضاحت جزوی معاشیات کے جزوی یا خاص توازن کے تجزیے کے بجائے عمومی توازن کے تجزیے کی مدد سے کی جانی چاہیے۔

ششم، کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نزدیک زر غیر موثر ہوتی ہے۔ اس لیے کلاسیکی نظریے میں پیداوار، روزگار اور شرحِ سود کا تعین زری متغیرات سے الگ ہوتا ہے۔ ان کے مطابق، پیداوار اور روزگار کی سطح، اور شرح سود کا توازن حقیقی قوتوں سے قائم ہوتا ہے۔ کینز نے کلاسیکی نظریے کے اس مفروضے پر تنقید کی اور کہا کہ زر غیر موثر نہیں ہوتی۔ کینز نے معیشت کے زری رخ اور حقیقی رخ دونوں کو شرح سود سے مربوط کیا اور دکھایا کہ زری متغیرات کا اثر حقیقی متغیرات پر پڑتا ہے۔ کینز کے مطابق جب زر کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے تو شرحِ سود میں کمی آتی ہے، سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے، آمدنی اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے، طلب میں اضافہ ہوتا ہے، عاملی لاگت اور اجرت میں اضافہ ہوتا ہے، متعلقہ قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، اور بالآخر عام قیمت کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح، زری متغیرات اور حقیقی متغیرات ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔

10.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کلاسیکی نظریے کے مطابق زر بازار کے توازن کی وضاحت کر سکیں۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق پیداوار بازار کے توازن کی وضاحت کر سکیں۔
- کلاسیکی نظریے کے مکمل ماڈل کی وضاحت کر سکیں۔
- کلاسیکی نظریے پر کی گئی کینز کی تنقیدات کی وضاحت کر سکیں۔

10.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

10.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی رسد میں اضافے سے حقیقی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
2. کلاسیکی مجموعی رسد خط مکمل لچک دار ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
3. کلاسیکی نظریے کے مطابق حالتِ توازن میں حقیقی شرحِ اجرت حاشیائی پیداوار کے مساوی ہوتی ہے۔ (صحیح / غلط)
4. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کے توازن کا رجحان ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
5. کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت کے عدم توازن کو درست کرنے کے لیے حکومت کی مداخلت ضروری ہے۔ (صحیح / غلط)
6. کلاسیکی نظریے کے مطابق درج ذیل میں سے درست ہے:

   (a) معیشت میں مکمل روزگار کی حالت   (b) عمومی زائد پیداکار کا امکان نہیں

   (c) (a) اور (b) دونوں   (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں
7. ان میں سے کس پر کلاسیکی نظریہ منحصر ہے؟

   (a) سے کا قانونِ بازار   (b) شرحِ اجرت کی لچک پذیری

   (c) قیمت کی لچک پذیری   (d) درج بالا سبھی
8. کلاسیکی نظریے کے مطابق مجموعی طلب میں اضافے سے:

   (a) صِرف قیمتوں میں اضافہ ہوگا   (b) صرفِ پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

   (c) قیمت اور پیداوار دونوں میں اضافہ ہوگا   (d) پیداوار میں قیمت سے زیادہ اضافہ ہوگا۔
9. کلاسیکی دوفرعیت سے مراد ہے:

   (a) زر حقیقی متغیرات پر اثر نہیں ڈالتی   (b) صرف پیداوار میں اضافہ ہوگا

(c) زر مجموعی پیداوار کو متاثر کرتی ہے　(d) پیداوار میں قیمت سے زیادہ اضافہ ہو گا

10. کلاسیکی نظریے کے مطابق، زر کی رسد میں اضافے سے درج ذیل میں کس متغیر پر اثر نہیں پڑے گا؟

(a) قیمت کی سطح　(b) زری شرحِ اجرت

(c) حقیقی شرحِ سود　(d) پیداوار کی زری قدر

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	غلط	غلط	صحیح	صحیح	غلط	c	d	a	a	c

10.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کلاسیکی نظریے کے مطابق زر بازار کے توازن کی وضاحت کریں۔
2. کلاسیکی مجموعی رسد خط کی شکل کیا ہوتی ہے؟ بیان کریں
3. کلاسیکی مجموعی طلب خط کیسے اخذ کیا جاتا ہے؟
4. زر کی غیر تاثیرت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔
5. کینز کے مطابق سے کا قانونِ بازار غلط کیوں ہے؟

10.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کلاسیکی مجموعی رسد خط اور مجموعی طلب خط کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. آمدنی اور روز گار کے مکمل کلاسیکی ماڈل کی وضاحت کریں۔
3. کلاسیکی نظریے پر کی گئی کینز کی تنقیدات بیان کریں۔

اکائی 11: کینز کا نظریہ آمدنی و روزگار-I

(Keynes's Theory of Income and Employment-I)

اکائی کے اجزا:

11.0 تمہید(Introduction)

11.1 مقاصد(Objectives)

11.2 کینز کا نظریہ روزگار(Keynes's Theory of Employment)

11.2.1 مجموعی رسد تفاعل(Aggregate Supply Function)

11.2.2 مجموعی طلب تفاعل(Aggregate Demand Function)

11.2.3 روزگار کا تعین(Employment Determination)

11.2.4 موثر طلب کا اصول(Principle of Effective Demand)

11.2.5 بے روزگاری: طلب میں کمی کا مسئلہ
(Unemployment: The Problem of Demand Deficiency)

11.2.6 شرح اجرت اور نامکمل روزگار توازن
(Wage Rate and Underemployment Equilibrium)

11.2.7 معاشی بحران کی وضاحت(Explanation of Great Depression)

11.2.8 کساد بازاری کو دور کرنے کی تدابیر(Measures to Overcome the Recession)

11.3 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

11.4 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

11.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

11.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

11.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

11.0 تمہید (Introduction)

آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے کا مطالعہ آپ نے سابقہ دو اکائیوں میں کیا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی اور اس سے لاحقہ اکائی میں ہم کینز کے روزگار اور آمدنی کے نظریے کا مطالعہ کریں گے۔ اس اکائی میں کینز کے روزگار کے نظریے کا مطالعہ کیا جائے گا جبکہ لاحقہ اکائی میں کینز کے آمدنی کے نظریے کا مطالعہ کیا جائے گا۔

11.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینز کے روزگار کے نظریے کی وضاحت کرنا۔
- موثر طلب کی وضاحت کرنا۔
- مجموعی رسد اور مجموعی طلب کی وضاحت کرنا۔
- کینز کے مطابق عظیم معاشی بحران کی وضاحت کرنا۔

11.2 کینز کا نظریہ روزگار (Keynes's Theory of Employment)

آپ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے ذریعے دیے گئے آمدنی اور روزگار کے تعین کے نظریات کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ آمدنی اور روزگار کے تعین کا کلاسیکی نظریہ چند ایسے مفروضات پر مبنی ہے جو حقیقت پسند نہیں ہیں۔ یہ مفروضات مندرجہ ذیل ہیں:

1. معیشت میں مکمل روزگار کی حالت ہوتی ہے۔
2. مزدور بازار اور پیداوار بازار میں مکمل مسابقت ہوتی ہے۔
3. آمدنی اور روزگار کا کلاسیکی نظریہ جے بی سے کے قانونِ بازار پر مبنی ہے۔ قانونِ بازار کے مطابق رسد اپنی طلب پیدا کرتی ہے۔
4. سرکار کا معیشت میں کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔
5. طویل مدتی تجزیہ۔

ان سب مفروضات کے ساتھ کلاسیکی نظریے نے آمدنی اور روزگار کے تعین پر بحث کی۔ بڑے لمبے عرصے تک اس نظریے نے علم معاشیات کو متاثر کیا۔ یہاں تک کے آج بھی اس کے بہت سارے پہلو ماہرین معاشیات معیشت کے لیے درست مانتے ہیں۔ لیکن 1929 میں عالمی معیشت میں ایک زبردست بحران پیدا ہوا۔ اس بحران کو عظیم بحران (Great Depression) کہا جاتا ہے۔ اس بحران میں آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریات کے دعوے غلط ثابت ہونے لگے۔ بازار میں اشیا کی رسد تھی لیکن ان کی طلب نہیں تھی۔ بازار میں اشیا کی قیمت بہت کم ہونے کے باوجود کوئی خریدار موجود نہیں تھا۔ روزگار کا عالم بہت پریشان کن تھا۔ ان حالات میں کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نظریات بالکل غلط ثابت ہو رہے تھے۔ جے۔ بی۔ سے کے بازار کا نظریہ بکھر گیا تھا اور معیشت میں بے روزگاری پھیلی ہوئی تھی۔ کلاسیکی

نظریات کی ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے جان مینارڈ کینز (John Maynard Keynes) نے 1936 میں اپنی شہرہ آفاق کتاب (General Theory of Employment, Interest and Money) شائع کی۔ اس کتاب میں انہوں نے نہ صرف کلاسیکی نظریات کے اوپر تنقیدی تبصرہ کیا بلکہ ایک متبادل نظریہ بھی پیش کیا۔ ان کے نظریے کو ہم کینز کے آمدنی اور روزگار کے نظریے کے نام سے جانتے ہیں۔ کینز کے ذریعے دیے گئے نظریے کو جدید ماہرین معاشیات بہت حد تک صحیح مانتے ہیں۔ بلکہ یہ کہ سکتے ہیں کہ کینز کے نظریات معاشیاتی نظریے کی شکل میں بہت لمبے وقفے یعنی 1970 تک عالمی معاشی پالیسیوں پر چھائے ہوئے تھے۔ کینز کے نظریے میں زوال ملٹن فریڈمین (Milton Friedman) اور دوسرے ماہرینِ معاشیات کے نظریات کے آنے کے بعد آیا۔ لیکن کینز کے نظریے کو آج بھی ماہرین معاشیات اہمیت دیتے ہیں۔ کینز کے نظریے کی تجاویز کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کی شکل میں سرکاریں آج بھی کا استعمال کرتی ہیں۔

کینز کے آمدنی اور روزگار کے نظریے میں موثر طلب کا اصول اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کینز کے مطابق ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ معیشت میں روزگار کی سطح موثر طلب پر منحصر ہوتی ہے، جتنی زیادہ موثر طلب ہوگی اتنے ہی زیادہ افراد کو روزگار حاصل ہوگا۔ ایک واحد فرم کے نقطہ نظر سے دیکھیں، تو وہ اتنے افراد کو ملازمت دے گی جن سے اس کا منافع بیش ترین ہوتا ہو۔ لیکن پوری معیشت کے نقطہ نظر سے روزگار کی سطح کا تعین مجموعی رسد اور مجموعی طلب سے ہوتا ہے۔ آیئے پہلے مجموعی رسد اور مجموعی طلب کی وضاحت کرتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ یہ دونوں کیسے روزگار کا تعین کرتے ہیں۔

11.2.1 مجموعی رسد تفاعل (Aggregate Supply Function)

کوئی بھی آجر جب افراد کو یا دیگر عوامل کو ملازمت دیتا ہے تو اسے کچھ لاگتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اگر متعینہ افراد یا عوامل کی ملازمت سے پیدا شدہ مصنوعات کی فروخت سے ہوئی وصولی ان افراد یا عوامل کو روزگار دینے کی لاگت سے زیادہ ہو تو آجر کے لیے ان افراد کو روزگار دینا نفع کا سودا ہوگا اور وہ مزید عوامل کو روزگار دینا چاہے گا۔ لیکن اگر پیداوار اور روزگار کی دی گئی سطح پر پیداوار کی فروخت سے حاصل وصولی پیداواری لاگت سے زیادہ ہو، تو آجر کے لیے روزگار دینا سود مند نہیں ہوگا اور وہ مزدور اور دیگر عوامل کی مقدار کو کم کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں مزدور اور دیگر عوامل کے روزگار سے آجر کو پیداواری لاگت کے بقدر وصولی ہونی چاہیے ورنہ وہ نہ روزگار دے گا اور نہ پیداوار کرے گا۔

مزدور اور دیگر عوامل کے روزگار کی کسی بھی سطح پر، مجموعی رسد قیمت (Aggregate Supply Price) زر کی وہ کم سے کم مقدار ہے جو معیشت میں تمام کاروباری افراد کو مزدوروں کی دی گئی تعداد کے ذریعے پیدا ہونے والی پیداوار کی فروخت سے حاصل کرنے کی توقع ہوتی ہے۔ روزگار کی ہر مخصوص سطح کی ایک مجموعی رسد قیمت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ مجموعی رسد قیمت مزدوروں کی دی گئی مقدار کو روزگار دینے کی مجموعی پیداواری لاگت ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر پیداوار سے ہوئی وصولی سے روزگار کی دی گئی مقدار کی لاگت کی بھرپائی نہیں ہو پاتی ہے تو آجرین کم افراد کو روزگار دیں گے۔ چونکہ روزگار کی مقدار میں اضافے سے مجموعی پیداواری

لاگت میں بھی اضافہ ہو گا لہذا مجموعی رسد قیمت میں بھی اضافہ ہو گا۔ کینز کا مجموعی رسد تفاعل تمام باروزگار مزدوروں کی مقدار اور تمام فرموں کی وصولی جو فرموں کو حاصل ہونی چاہیے کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ مجموعی رسد تفاعل مختلف مقداروں میں روزگار پیدا کرنے کے لیے درکار کم از کم رقم یا زر کا جدول ہے۔ بس، یہ روزگار کی مختلف سطحوں پر مختلف رسد قیمتیں دکھاتا ہے۔ اس معلومات کو گرافی طور پر پلاٹ کرتے ہوئے، ہم مجموعی رسد خط حاصل کرتے ہیں۔

یہاں، ''قیمت'' سے ہماری مراد پیداوار کی فروخت سے حاصل ہونے والی وصولی ہے، یعنی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی۔ اس طرح، مجموعی رسد قیمتیں روزگار کی ہر سطح پر پیداوار کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی کا حوالہ دیتی ہیں اور روزگار کی مختلف سطحوں کے لیے مختلف رسد قیمتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان معلومات کو جدول کی شکل میں پیش کیا جائے تو ہم مجموعی رسد قیمت جدول یا مجموعی رسد تفاعل حاصل کرتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں کاروباریوں کے ذریعے روزگار پر لگائے گئے مزدوروں کے ذریعے پیدا کی گئی اشیا کی لاگت کو مجموعی رسد قیمت کہتے ہیں۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ اگر کاروباریوں کو پیداوار کی لاگت نہیں حاصل ہو گی تو وہ مزدوروں کو روزگار نہیں دیں گے اور اگر لاگت جسے ہم مزدوروں کی رسد قیمت کہتے ہیں کم ہو جائے تو مزدوروں کے روزگار کی مقدار بھی کم ہو جائے گی یعنی مزدور کم مزدوری یا اجرت پر کام نہیں کرنا چاہیں گے جس سے اشیا کی اور خدمات کی پیداوار میں بھی کمی آئے گی۔ یہاں محلِ نظر رہے کہ معیشت میں مجموعی رسد خط پیداوار کے مادی اور تکنیکی حالات (Physical and Technical Condition) پر منحصر ہوتا ہے اور پیداوار کے یہ حالات قلیل مدت میں نہیں بدلا کرتے ہیں۔ اس لیے قلیل مدت میں دی گئی تکنیکی صلاحیت کے ساتھ پیداوار کو بڑھانے کے لیے مزدوروں کی تعداد کو بڑھایا جاتا ہے جس سے روزگار بھی پیدا ہوتا ہے۔ کاروباریوں کے ذریعے اگر مزدوروں کی تعداد بڑھائی جاتی ہے تب ان کی پیداوار کی لاگت بھی بڑھتی ہے۔ کاروباری تبھی تک مزدوروں کی تعداد بڑھا کر روزگار پیدا کرتا ہے جب تک اسے امید ہو کہ مزدوروں کے ذریعے پیدا کردہ مصنوعات کی فروخت سے حاصل وصولی کم از کم پیداوار لاگت کے مساوی ہو گی۔ اس طرح مجموعی رسد خط دائیں طرف اوپر بڑھتا ہوا ہوتا ہے۔ اس خط کی ڈھال کتنی ہو گی یہ مادی اور تکنیکی حالات پر منحصر ہو گا۔ اگر تکنیک ایسی ہو کہ مزدوروں کی تعداد بڑھانے سے حاشیائی لاگت (Marginal Cost) نہیں بڑھتی تو رسد خط (Supply Curve) ایک سیدھا خط (Straight Line) ہو گا جو اوپر کی طرف ڈھلان والا ہو گا۔ اور اگر تکنیک ایسی ہو کہ مزدوروں کی تعداد بڑھانے سے حاشیائی پیداوار کم ہوتی ہو تب رسد خط کی ڈھلان (Slope) بڑھتی ہوئی ہو گی جس سے یہ معلوم ہو گا کہ پیداوار کے بڑھنے سے حاشیائی لاگت اور اوسط لاگت بھی بڑھے گی۔ اسے تصویر 11.1 میں دکھایا گیا ہے۔ کینز اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ مندی کے دور میں مزدوروں کی اجرت نہیں بڑھتی ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ روزگار میں اضافے سے پیداوار کی حاشیائی لاگت میں اضافہ ہوتا ہے اوپر کو داہنی جانب جاتے مجموعی رسد جدول کو جدول 11.1 میں دکھایا گیا ہے۔ جدول کے مطابق جب معیشت میں 1000 افراد کو روزگار دیا جاتا ہے تو معیشت کی پیداوار لاگت 10000 روپے ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ 1000 افراد کو روزگار دینے کی صورت میں آجرین کم از کم 10000 کی وصولی کی توقع کرتے ہیں۔ اگر انہیں توقع ہو گی کہ انہیں وصولی 10000 سے کم ہو گی

تو وہ روزگار میں کمی کریں گے۔ اسی طرح، جب معیشت میں روزگار بڑھ کر 2000 ہو جاتا ہے تو پیداواری لاگت 30000 ہو جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ آجرین 2000 افراد کو تب ہی روزگار دیں گے جب انہیں توقع ہو کہ انہیں کم از کم 30000 روپے کی وصولی ہوگی۔ اسی طرح، جدول میں مختلف وصولیوں کو دکھایا گیا ہے جو آجرین روزگار کی مختلف مقداروں پر حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں۔

جدول 11.1: مجموعی رسد جدول

نقطہ	روزگار	وصولیاں
O	0	0
A	1000	10000
B	2000	30000
C	3000	60000
D	4000	100000
E	5000	150000
F	6000	210000
G	7000	280000

تصویر 11.1 میں جدول 11.1 میں دکھائے گئے اعداد و شمار کی تصویری پیش کش کی گئی ہے۔ تصویر میں AS خط مجموعی رسد تفاعل کو دکھاتا ہے جو روزگار کی سطح کا بڑھتا ہوا تفاعل ہے۔ یہ خط بائیں سے دائیں مثبت ڈھلان والا ہے کیونکہ فروخت آمدنی میں اضافے کے ساتھ روزگار کا حجم بڑھتا ہے۔ مجموعی رسد خط مبدا سے اوپر داہنی جانب جاتا ہے۔ ابتدا میں مجموعی رسد خط دھیرے دھیرے اوپر کو جاتا ہے اور پھر تیزی سے اوپر کو جاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ جیسے جیسے مزید اور مزید افراد کو روزگار دیا جاتا ہے تقلیلِ حاصل کے قانون کی وجہ سے کل لاگت میں بڑھتی شرح سے اضافہ ہوتا ہے۔ ایک بار جب ان تمام افراد کو روزگار مل جاتا ہے جو روزگار کے خواہش مند ہیں تو مکمل روزگار کی صورت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب میں اضافہ کر کے روزگار کو مزید بڑھانا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ مزید پیداوار کرنے کے لیے مزدور میسر نہیں ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے مجموعی رسد خط ایک نقطے کے بعد سیدھا عمودی خط ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس نقطے پر یعنی جب معیشت مکمل روزگار کی صورت کو پہنچ جائے تو دیے گئے سرمائے اور ٹیکنالوجی کے استعمال سے پیداوار اور روزگار کو بڑھانا ممکن نہیں لہذا ایسی صورت میں مجموعی طلب میں اضافہ افراطِ زر کی صورت میں نکلے گا۔ ایسی صورت میں پیداوار اور روزگار میں اضافے کے لیے ٹیکنالوجی، سرمائے کے ذخیرے وغیرہ میں اضافہ کر کے مجموعی رسد خط کو اوپر کی جانب منتقل کرنا ہوگا۔

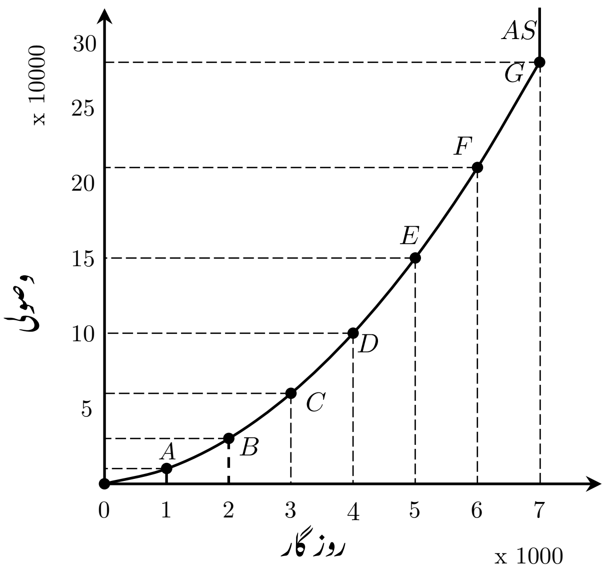

تصویر 11.1: مجموعی رسد خط

اوپر ہم نے کہا کہ مجموعی رسد کا تعین معیشت کی مادی اور تکنیکی حالات سے ہوتا ہے جس میں معیشت میں مزدوروں کی تعداد، ان کا معیار، سرمائے اور خام مال کا ذخیرہ، ٹیکنالوجی وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ان میں تبدیلی آتی ہے تو مجموعی رسد میں بھی تبدیلی ہوگی۔ چونکہ کینز کا نظریہ ایسی سرمایہ دار معیشت سے متعلق ہے جو کساد بازاری کا شکار ہے لہذا اس نظریے میں مجموعی رسد خط کو مستقل فرض کیا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی معیشت میں مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کیسے پیداواری صلاحیت کو بڑھایا جائے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کیسے طلب میں اضافہ کر کے پیداوار اور روزگار کو بڑھایا جائے تاکہ بے کار عوامل کا

استعمال ہو۔ اسی وجہ سے کینز نے مجموعی رسد خط کو مستقل تصور کیا اور زیادہ توجہ ان عوامل پر دی جو مجموعی طلب کا تعین کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کساد بازاری کا شکار معیشت میں ضرورت اس کی ہوتی ہے کہ مجموعی طلب کو بڑھایا جائے اور مکمل روز گار کے توازن کو حاصل کیا جائے۔ جب مجموعی طلب میں اضافہ ہو گا تو وہ اوپر کی جانب منتقل ہو گا اور مجموعی رسد خط کو مزید داہنی جانب قطع کرے گا جو یہ دکھائے گا کہ ملازمت یا روز گار میں اضافہ ہوا ہے۔

11.2.2 مجموعی طلب تفاعل (Aggregate Demand Function)

مجموعی طلب سے مراد معیشت میں عوام کے ذریعے ایک سال میں اشیا و خدمات پر کیے گئے اخراجات ہیں۔ چونکہ کینز اپنے تجزیے میں قیمت کو جامد تسلیم کرتے ہیں اسی لیے اشیا اور خدمات پر کیے گئے اخراجات ان کے ذریعے کی گئی مجموعی طلب کو دکھاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی طلب خط معیشت میں روز گار کی مختلف سطحوں پر مجموعی طلب یا مجموعی طلب قیمت کو دکھاتا ہے۔ کینز کے نظریۂ روز گار میں مجموعی طلب زیادہ اہم کردار کرتی ہے۔ مجموعی طلب تفاعل روز گار کی ہر ممکنہ سطح پر تمام وصولیوں کے حاصل جمع کو دکھاتا ہے جو معیشت کے تمام پیدا کار اصل میں حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں۔ مجموعی رسد تفاعل ہی کی طرح روز گار کی مختلف سطحوں پر مجموعی طلب مختلف ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روز گار کی مختلف سطحوں پر آمدنی، اخراجات وغیرہ کی سطح بھی مختلف ہو گی۔ مجموعی طلب کے چار اجزا ہیں؛ صرفی طلب، سرمایہ کاری طلب، عوامی اخراجات اور خالص بر آمد۔ یہاں ہم کینز کا سادہ ماڈل پیش کر رہے ہیں جس میں مجموعی طلب صرفی طلب اور سرمایہ کاری طلب پر مشتمل ہے۔

اس طرح، مجموعی طلب کا تعین کرنے والے عوامل وہ عوامل ہیں جو صرفی طلب اور سرمایہ کاری طلب کا تعین کرتے ہیں۔ کینز کے مطابق صرفی اخراجات، میلانِ صرف پر منحصر ہوتے ہیں۔ میلانِ صَرف موضوعی اور معروضی طور پر الگ الگ وجوہات سے متاثر ہوتا ہے۔ موضوعی طور پر میلانِ صَرف پس اندازی کی خواہش، دوسروں کی نقل کرنے کی خواہش، شوق، ضرورت وغیرہ سے اور معروضی طور پر میلانِ صَرف سرکار یا حکومت کی مالیاتی اور زری پالیسی وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ کینز نے میلانِ صَرف کے دو اہم تصورات پیش کیے؛ حاشیائی میلانِ صرف اور اوسط میلانِ صرف۔ ان کی تفصیل آپ سابقہ اکائیوں میں پڑھ چکے ہیں۔

دوسری طرف سرمایہ کاری کو کینز نے آمدنی سے آزاد تسلیم کیا ہے۔ ان کے مطابق سرمایہ کاری سود کی شرح پر منحصر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سرمایہ کاری پر متوقع شرح منافع (Expected Rate of Return) کا بھی اثر پڑتا ہے۔ کینز نے اس متوقع شرح منافع کو سرمائے کی حاشیائی استعداد (Marginal Efficiency of Capital) کا نام دیا۔ سرمائے کی حاشیائی استعداد سے مراد منافع کی وہ متوقع شرح ہے جس کی سرمایہ کار دی گئی سرمایہ کاری سے حاصل کرنے کی توقع کرتا ہے۔ جب مستقبل میں منافع کمانے کے امکانات پر افزا ہوں تو سرمایہ کار زیادہ سرمایہ کاری کرتا ہے اور اگر منافع کمانے کی توقعات میں کمی آئے تو سرمایہ کار سرمایہ کاری میں کمی کرتا ہے۔ سرمائے کی حاشیائی استعداد صارفین کی اشیا و خدمات کی متوقع طلب، حکومت کی مالیاتی اور زری پالیسی وغیرہ جیسے عوامل پر منحصر ہوتی ہے۔ چونکہ منافع سے متعلق توقعات غیر مستحکم ہوتیں ہیں اسی وجہ سے سرمایہ کاری کی طلب بھی غیر مستحکم ہوتی ہے۔ جب آجرین منافع کمانے سے متعلق قنوطیت

پسند ہو جاتے ہیں تو سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے اور جب وہ منافع سے متعلق پر امید ہوتے ہیں تو سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

جدول 11.2: مجموعی طلب قیمت

نقطہ	روزگار	وصولیاں
O	0	0
A	1000	70000
B	2000	130000
C	3000	180000
D	4000	220000
E	5000	250000
F	6000	270000
G	7000	280000

حالانکہ کینز کے نظریے میں تفاعلِ صَرف مستحکم ہوتا ہے لیکن صَرف کی سطح یا صرفی اخراجات کی سطح آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتی ہے یعنی آمدنی میں اضافے سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں روزگار کی ہر سطح سے ایک خاص مجموعی طلب قیمت منسلک ہوتی ہے اور روزگار کی مختلف سطحوں کے لیے مختلف مجموعی طلب قیمتیں ہوتی ہیں۔ مجموعی رسد جدول کی طرح، مجموعی طلب جدول ہر ممکنہ سطح کے روزگار کے لیے مجموعی طلب قیمت کو دکھاتا ہے۔ جدول 11.2 میں ایسا ہی ایک جدول دکھایا گیا ہے۔ جدول کے مطابق جب معیشت میں 1000 افراد کو روزگار ملتا ہے تو معیشت کے تمام پیداکار 70000 روپے کی آمدنی حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں۔ اسی طرح، اگر ملازمت کی سطح بڑھ کر 2000 ہو جائے تو کاروباری افراد 130000 روپے کی آمدنی کی توقع کریں گے۔ اسی طرح آپ روزگار کی مختلف سطحوں پر وصولیوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مجموعی طلب جدول کی تصویری پیش کش کو مجموعی طلب خط کہتے ہیں۔ جدول 11.2 کی تصویری پیش کش تصویر 11.2 میں کی گئی ہے جہاں AD خط مجموعی طلب خط کو دکھاتا ہے۔ اس خط کے مطابق روزگار اور مجموعی طلب کے بیچ مثبت تعلق ہے۔

یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ اگر مجموعی طلب یا اخراجات میں اضافے کی وجہ سے روزگار میں اضافہ بھی یکساں تناسب میں ہو تب مجموعی طلب خط (Aggregate Demand Curve) اوپر کی طرف بڑھتا ہوا خطِ مستقیم ہوگا۔ لیکن چونکہ معیشت میں بہت سی ایسی اشیا ہوتی ہیں جن کی پیداوار میں سرمایہ زیادہ لگتا ہے یا کچھ ایسی بھی اشیا ہوتی ہیں جن میں مزدوروں کی درکار زیادہ ہوتی ہے اسی لیے مجموعی خط کو خطِ مستقیم کے ذریعے نہیں دکھایا جاتا۔ اس طرح مجموعی طلب خط کی ڈھلان گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

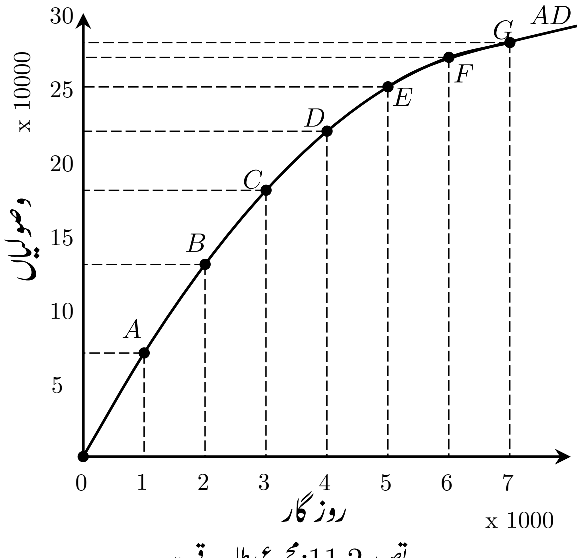

تصویر 11.2: مجموعی طلب قیمت

بظاہر مجموعی رسد قیمت اور مجموعی طلب قیمت ایک جیسے لگتے ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان فرق کو غور سے سمجھ لیں۔ مجموعی رسد قیمت وہ آمدنی یا وصولی یا زر ہے جو آجرین کو ایک مخصوص تعداد میں کارکنوں کو ملازمت دینے سے پیدا ہونے والی پیداوار کی فروخت سے وصول ہونی چاہیے۔ یہ وہ کم سے کم ضروری وصولی ہے جو آجرین کو ملنی چاہیے۔ اگر وہ اتنی کم سے کم وصولی کی امید نہیں رکھتے ہیں تو وہ کارکنوں کو ملازمت نہیں دیں گے۔ اس کے برعکس، مجموعی طلب قیمت وہ وصولی یا آمدنی ہے جو آجرین کارکنوں کی ایک مخصوص تعداد

کے ذریعے تیار کردہ پیداوار کی فروخت سے وصول کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ لہٰذا، مجموعی رسد قیمت، وصولی کی وہ ضروری مقدار ہے جو آجرین کو وصول ہونی چاہیے، جب کہ مجموعی طلب قیمت میں، وصولی کی وہ مقدار وصول بھی ہو سکتی ہے اور نہیں بھی۔ مثال کے طور پر اگر 5000 ملازمین کو روزگار دینے سے پیداوار کی لاگت 10 لاکھ روپے ہوتی ہے تو یہ 10 لاکھ روپے کم سے کم ضروری مقدار ہے جس کو وصول کرنے کی آجرین کو ان ملازمین کے ذریعے پیدا شدہ اشیاو خدمات کی فروخت سے توقع کرنی چاہیے۔ اگر انہیں 10 لاکھ ملنے کی توقع نہیں ہو گی تو وہ روزگار فراہم نہیں کریں گے۔ اس کے برعکس، 5000 کارکنوں کو روزگار دینے سے ان کے ذریعے پیدا شدہ اشیاو خدمات کی فروخت سے آجرین اصل میں 8 لاکھ روپے وصول کرنے کی توقع کرتے ہیں یا 12 لاکھ وصول کرنے کی توقع کرتے ہیں تو یہ مجموعی طلب قیمت ہو گی۔ پہلی صورت میں مجموعی رسد قیمت مجموعی طلب قیمت سے کم ہے یعنی وصولی کی مقدار جو آجرین اصل میں ملنے کی توقع کرتے ہیں وہ وصولی کی کم سے کم مقدار جس کے ملنے کی آجرین کو توقع کرنی چاہیے، سے کم ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں مجموعی طلب قیمت مجموعی رسد قیمت سے زیادہ ہے یعنی وصولی کی مقدار جو آجرین اصل میں ملنے کی توقع کرتے ہیں وہ وصولی کی کم سے کم مقدار جس کے ملنے کی آجرین کو توقع کرنی چاہیے، سے زیادہ ہے۔

11.2.3 روزگار کا تعین (Employment Determination)

تصویر 11.3 میں ایک مخصوص معیشت میں لوگوں کے روزگار کو X محور پر دکھایا گیا ہے وہیں مجموعی اخراجات اور وصولیوں کو Y محور پر دکھایا گیا ہے۔ معیشت کے مجموعی طلب خط AD اور مجموعی رسد خط AS کو بھی کھینچا گیا ہے۔

مجموعی رسد خط AS بتاتا ہے کہ کاروباریوں کے ذریعے پیداوار سے حاصل کل وصولی یا آمدنی سے معیشت میں کتنا روزگار پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جیسے اگر پیداوار سے OD رقم یا آمدنی حاصل ہو تب کاروباری افراد OL_1 سطح تک معیشت میں روزگار پیدا کریں گے۔ وہیں OL_2 سطح تک روزگار دینے کے لیے کاروباریوں کو معیشت میں پیداوار سے OB سطح تک کی رقم حاصل کرنی ہو گی۔ OL_F معیشت میں مکمل روزگار کی حالت کو بتاتا ہے جس سطح پر AS خط عمودی خط مستقیم ہو جاتا ہے۔ AS خط کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے جیسے روزگار کی تعداد کو بڑھاتے ہیں پیداوار کی لاگت ابتدا میں دھیمی پھر تیز رفتار سے بڑھتی ہے۔ OL_F روزگار کے بعد AS خط عمودی ہو جاتا ہے۔

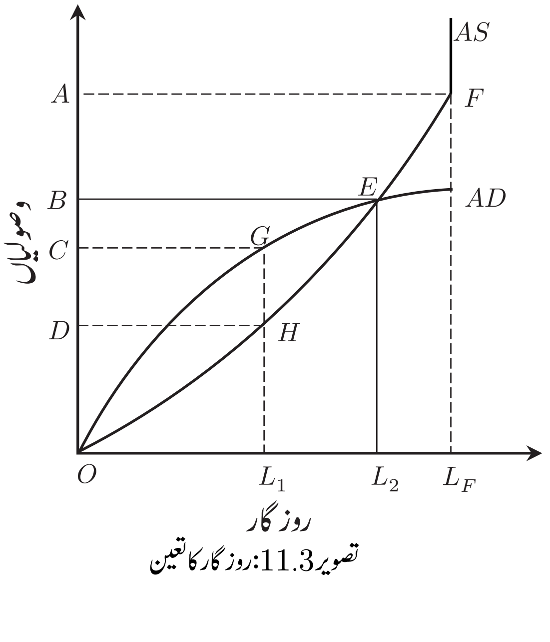

تصویر 11.3: روزگار کا تعین

اگر مجموعی خط AD پر غور کریں تو ہمیں روزگار کی مختلف سطحوں پر کاروباری کو محاصل کی جو امید ہوتی ہے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر AD خط کو دیکھیں تب ہم پاتے ہیں کہ شروع میں ہی یہ بڑی تیزی سے اوپر بڑھنے لگتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شروع میں روزگار کو پیدا کیا جائے تو کاروباری کو زیادہ آمدنی کی امید ہوتی ہے۔

کینز کے اس تجزیے کے مطابق یہ ظاہر ہے کہ مجموعی طلب اور

مجموعی رسد سے یہ تعین ہوتا ہے کہ کاروباریوں کے ذریعے کتنے مزدور روزگار پر لگائے جاسکتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب کاروباریوں کو اپنی پیداوار سے حاصل کی گئی آمدنی کی امید (یعنی مجموعی طلب) ان کے ذریعے برداشت کی گئی مجموعی لاگت (یعنی مجموعی رسد) سے زیادہ ہو تب کاروباریوں کے لیے مزید لوگوں کو روزگار پر لگانا مفید ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں جب مجموعی طلب، مجموعی رسد سے زیادہ ہو تو منافع کی گنجائش رہتی ہے۔ تصویر میں نقطہ E سے پہلے یہ حالت نظر آتی ہے۔ اس نقطے سے پہلے AD یعنی مجموعی طلب، AS یعنی مجموعی رسد سے زیادہ ہے۔ یہ صورت OL_2 سطح تک کے روزگار کی پیداوار تک رہتی ہے جہاں مجموعی طلب اور مجموعی رسد برابر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سطح سے جب روزگار مزید بڑھ جاتا ہے تو مجموعی رسد خط مجموعی طلب خط سے زیادہ ہو جاتا ہے اور زیادہ روزگار کا پیدا ہونا کاروباریوں کے لیے فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اس طرح ہم نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ توازنی روزگار کی سطح نقطہ E پر ہوگی جس کا تعین مجموعی طلب خط اور مجموعی رسد خط کے نقطہ تقاطع سے ہوگا۔

11.2.4 موثر طلب کا اصول (Principle of Effective Demand)

موثر طلب کینز کے آمدنی، پیداوار اور روزگار کے تجزیے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مختصراً بیان کیا جائے تو موثر طلب کا اصول ہمیں بتاتا ہے کہ قلیل مدت میں، معیشت کی مجموعی آمدنی اور روزگار کا تعین مجموعی طلب کی اس سطح سے ہوتا ہے جو کہ مجموعی رسد سے پوری ہوتی ہو۔ مؤثر طلب سے مراد معیشت کی وہ مجموعی طلب ہے جو متعلقہ مجموعی رسد سے پوری ہوتی ہے۔ کینز نے دو وجوہات سے "مؤثر" اصطلاح استعمال کی:

1. یہ ظاہر کرتی ہے کہ طلب روزگار کی سطح کا تعین کرنے میں مؤثر ہے،
2. یہ خریدنے کی محض خواہش اور خواہش کے ساتھ خریدنے کی قابلیت کے درمیان فرق پر زور دیتی ہے۔

یہ محض خریدنے کی خواہش نہیں ہے بلکہ موثر طلب ہے جو روزگار کے حجم کو متاثر کرتی ہے۔ آمدنی کی مختلف سطحوں پر، طلب کی بھی مختلف سطحیں ہوتی ہیں، لیکن طلب کی تمام سطحیں مؤثر نہیں ہوتی ہیں۔ طلب کی صِرف وہی سطح موثر ہوتی ہے جو رسد سے پوری ہوتی ہے۔ اسٹونیئر اور ہیگ کے مطابق، موثر طلب مجموعی طلب قیمت ہے جو مؤثر ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ مجموعی رسد قیمت کے برابر ہوتی ہے اور اس طرح قلیل مدت کے توازن کی حالت کی نمائندگی کرتی ہے۔

کل روزگار مجموعی طلب پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے روزگار بڑھتا ہے، آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ میلانِ صرف کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ جیسے جیسے معیشت کی حقیقی آمدنی بڑھے گی، صرف میں بھی اضافہ ہوگا لیکن یہ اضافہ آمدنی میں اضافے سے کم ہوگا۔

لہذا، روزگار میں اضافے کو برقرار رکھنے کے لیے کافی طلب حاصل کرنے کے لیے حقیقی سرمایہ کاری میں اتنا اضافہ ہونا چاہیے جو آمدنی کی سطح پر آمدنی اور صرف کے درمیان فرق کے برابر ہو۔ دوسرے الفاظ میں، روزگار میں تب تک اضافہ نہیں ہو سکتا، جب تک کہ سرمایہ کاری میں اضافہ نہ ہو۔ اس کو ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ آمدنی اور روزگار کی دی گئی سطح کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا جب تک کہ سرمایہ کاری آمدنی کی اس سطح کی بچت کو جذب کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ یہی مؤثر طلب کا بنیادی اصول ہے۔

مؤثر طلب کا تخمینہ معیشت میں مجموعی اخراجات سے لگایا جاتا ہے۔ معیشت میں مجموعی اخراجات اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ آمدنی کی مختلف سطحوں پر طلب کی مختلف سطحیں ہوتی ہیں لیکن طلب کی تمام سطحیں مؤثر طلب نہیں ہوتیں۔ طلب کی صِرف وہی سطح موثر طلب ہوتی ہے جو مجموعی رسد سے مکمل طور پر پوری ہوتی ہے اس طرح کہ آجرین میں نہ تو پیداوار کو کم کرنے اور نہ ہی بڑھانے کا رجحان ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں طلب کی مختلف سطحوں میں سے وہ طلب جو معیشت میں رسد کے ساتھ توازن میں ہو اسے موثر طلب کہا جاتا ہے۔

کینز کو اس مسئلے میں دلچسپی تھی کہ لوگ آمدنی اور روزگار کی مختلف سطحوں پر کتنے اخراجات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، کیونکہ یہی وہ اخراجات ہیں جو صَرف اور سرمایہ کاری کی سطح کا تعین کرتے ہیں۔ کسی بھی معیشت میں، موثر طلب اس رقم کی نمائندگی کرتی ہے جو اصل میں لوگ اشیا اور خدمات پر خرچ کرتے ہیں۔ تاجروں کو جو رقم ملتی ہے وہ اجرت، کرایہ، سود اور منافع کی صورت میں پیداواری عوامل کو ادا کی جاتی ہے۔ اس طرح، مؤثر طلب (حقیقی اخراجات) قومی آمدنی کے برابر ہوتے ہیں جو معیشت کے تمام اراکین کی آمدنی کی رسیدوں کا مجموعہ ہے۔ یہ معیشت کی پیداوار کی قدر کی بھی نمائندگی کرتی ہے کیونکہ قومی پیداوار کی کل قدر وہ وصولی ہوتی ہے جو تاجروں کو اشیا و خدمات کو فروخت سے حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ تمام پیداوار یا تو اشیائے صَرف یا اشیائے سرمایہ پر خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا، ہم کہہ سکتے ہیں کہ موثر طلب اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ کاری پر قومی اخراجات کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح موثر طلب ہوگی:

$$\begin{aligned}\text{Effective Demand } (ED) &= \text{National Income } (Y) = \text{Value of Output } (O)\\ &= \text{Consumption Expenditure}(C) + I\text{nvestment Expenditure } (I)\\ ED &= Y = O = C + I \qquad (11.1)\end{aligned}$$

مؤثر طلب کا اصول درج ذیل بنا پر اہمیت کا حامل ہے۔

اول، موثر طلب کا تصور جے بی سے کے قانونِ بازار کو باطل کرتا ہے۔ قانونِ بازار کے مطابق رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے۔ موثر طلب کے تصور نے شک سے بالاتر ہو کر یہ بات ثابت کی ہے کہ جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے وہ خود بخود استعمال نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی آمدنی اس شرح پر خرچ ہوتی ہے جس سے پیداوار کے عوامل کو مکمل روزگار حاصل ہو۔

دوم، موثر طلب کا تجزیہ پیگو کے دعوے میں اندرونی تضادات کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ اجرت میں کٹوتی بے روزگاری کو دور کرے گی۔ کینز کے خیال میں، چونکہ روزگار کی سطح موثر طلب کی سطح پر منحصر ہے، اس لیے ضروری نہیں کہ اجرت میں کمی روزگار میں اضافہ کرے۔

سوم، مؤثر طلب کا اصول یہ وضاحت کرتا ہے کہ کساد بازاری کیسے اور کیوں قائم ہو سکتی ہے۔ کینز نے وضاحت کی کہ مؤثر طلب صَرف اور سرمایہ کاری پر مشتمل ہوتی ہے۔ جیسے جیسے روزگار بڑھتا ہے، آمدنی بھی بڑھ جاتی ہے۔ جس سے صَرف میں اضافہ ہوتا ہے لیکن آمدنی میں اضافے سے کم اضافہ ہوتا۔ اس طرح، صَرف پیچھے رہ جاتا ہے اور مجموعی آمدنی اور مجموعی اخراجات کے درمیان پائے جانے والے فرق کی سب سے بڑی وجہ بن جاتا ہے، لہٰذا، ابتدائی (یا اصل) سطح پر موثر سطح کو برقرار رکھنے کے لیے، حقیقی سرمایہ کاری کو آمدنی اور صَرف

کے درمیان فرق کے برابر، ہونا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک سرمایہ کاری میں توسیع نہیں ہو گی روزگار میں توسیع نہیں ہو گی۔

چہارم، یہ ڈیمانڈ سائڈ (Demand Side) پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ کلاسیکی مکتبہ فکر سپلائی سائڈ (Supply Side) کو زیادہ اہمیت دیتا تھا۔ کلاسیکی اسکول کے برعکس، کینز نے ڈیمانڈ سائیڈ پر زیادہ زور دیا اور طلب میں تبدیلیوں کو روزگار میں اتار چڑھاؤ کا باعث قرار دیا۔ موثر طلب کا نظریہ واضح کرتا ہے کہ سرمایہ دارانہ معیشت میں مجموعی طلب کی کمی کیسے اور کیوں ہوتی ہے اور کس طرح موثر طلب کی کمی کساد بازاری کو پیدا کرتی ہے۔

مختصراً، مدتِ قلیل میں روزگار کا تعین موثر طلب سے ہوتا ہے۔ جتنی زیادہ سطح موثر طلب کی ہو گی اتنی ہی زیادہ روزگار کی سطح ہو گی۔ بے روزگاری موثر طلب کی کمی کی وجہ سے ہو گی اور بے روزگاری کا حل موثر طلب کو بڑھانا ہے۔ کلاسیکی نظریے کے مطابق معیشت میں موثر طلب ہمیشہ اتنی ہوتی ہے جو مکمل روزگار حاصل کرنے کو کافی ہوتی ہے۔ لیکن کینز نے ثابت کیا کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ موثر طلب اتنی ہو جو مکمل روزگار کو یقینی بناتی ہو بلکہ سرمایہ دارانہ معیشت میں بے روزگاری ایک عام مظہر ہے۔

11.2.5 بے روزگاری: طلب میں کمی کا مسئلہ

(Unemployment: The Problem of Demand Deficiency)

درج بالا میں ہم نے توازنی روزگار کے تعین کا تجزیہ کیا اور موثر طلب کی وضاحت کی۔ کینز کے مطابق ایسا ضروری نہیں کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے مساوی ہونے سے معیشت میں مکمل روزگار ہو۔ بہت ممکن ہے کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد روزگار کی اس سطح پر مساوی ہوں جو مکمل روزگار کی سطح سے کم پر ہو۔ اس کو تصویر 11.4 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں AD_0 اور AS بالترتیب مجموعی طلب اور مجموعی رسد خطوط ہیں جو ایک دوسرے کو نقطہ E_0 پر قطع کرتے ہیں جس سے توازنی روزگار OL_0 متعین ہوتا ہے۔ غور کریں کہ OL_0 مکمل روزگار کی سطح OL_F سے کم ہے۔ یعنی معیشت میں L_0L_F افراد بے روزگار ہوں گے۔ بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے معیشت کو مجموعی طلب میں اضافہ کرنا ہو گا اس طرح کہ مجموعی طلب خط اوپر کی جانب منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے اور نقطہ E_1 پر مجموعی رسد خط AS کے مساوی ہو جائے۔ نقطہ E_1 پر OL_F افراد کو روزگار ملتا ہے۔ یعنی معیشت میں تمام روزگار کی تلاش کرنے والوں کو روزگار مل جاتا ہے۔ نقطہ E_1 کے بعد طلب میں مزید اضافے سے روزگار اور پیداوار میں مزید اضافہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ معیشت میں مکمل روزگار حاصل ہو چکا ہے اور مزید پیداوار پیدا کرنے کے لیے معیشت کے پاس اضافی وسائل میسر نہیں ہیں۔

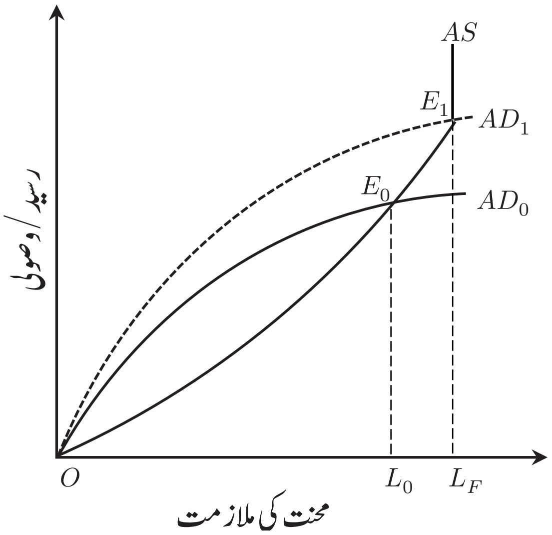

تصویر 11.4: بے روزگاری کا مسئلہ

کینز کے مطابق، مجموعی رسد اور مجموعی طلب تب ہی مکمل روزگار پر مساوی ہوں گی جب سرمایہ کاری اتنی مقدار میں ہو کہ وہ آمدنی اور صرف کے فرق کو ختم کر دے اور مکمل روزگار کے مجموعی اخراجات

مجموعی رسد کے مساوی ہو جائیں۔ اس نظریے کے مطابق سرمایہ کاری آمدنی اور صرف کے اس فرق کو ختم نہیں کر پاتی تو معیشت میں کساد بازاری شروع ہو جاتی ہے۔

11.2.6 شرح اجرت اور نامکمل روزگار توازن

(Wage Rate and Underemployment Equilibrium)

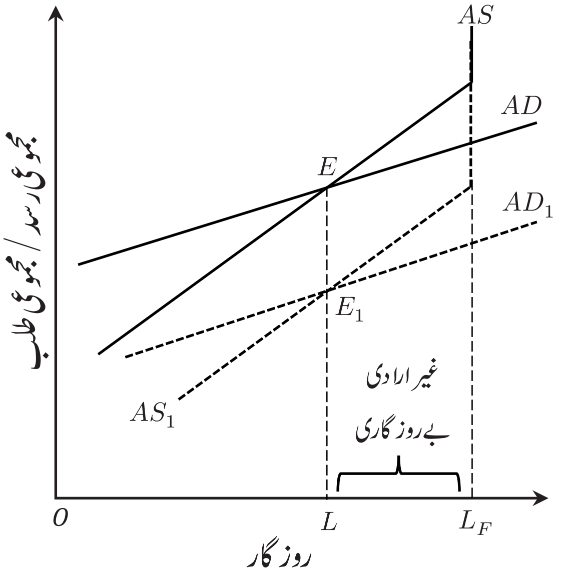

تصویر 11.5: مزدوری کی شرح اور بے روزگاری

کلاسیکی ماہرینِ معاشیات جن میں پیگو (Pigou) بھی شامل ہیں اس بات پر متفق تھے کہ شرحِ اجرت کو گھٹا کر معیشت میں زیادہ روزگار پیدا کیا جاسکتا ہے جس سے بے روزگاری دور ہو جائے گی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ اجرت اگر کم ہو جائے تو پیداوار کی لاگت بھی کم ہو جائے گی اور یہی وجہ ہے کہ کاروباری اور زیادہ لوگوں کو روزگار پر رکھنے میں منافع کی امید کریں گے۔ لیکن کینز کے نزدیک ایسا نہیں ہوتا۔ کینز کے مطابق اجرت صِرف پیداوار کی لاگت ہی نہیں بلکہ معیشت میں مزدوروں کی آمدنی کا بھی ذریعہ ہے۔ اگر اجرت کم ہو جاتی ہے تو مزدوروں کی آمدنی بھی کم ہو جائے گی اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں اگر معیشت میں آمدنی کم ہو جائے تو صَرف کی سطح میں بھی کمی آئے گی۔ جس سے صَرفی اخراجات کم ہوتے ہیں اور مجموعی طلب میں بھی کمی آتی ہے جس کا معیشت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اس طرح روزگار بڑھنے کے بجائے مزید بے روزگاری کی حالت پیدا ہوگی۔ اس حالت کو تصویر 11.5 میں دکھایا گیا ہے جہاں AD اور AS خطوط بالترتیب مجموعی طلب اور مجموعی رسد خطوط ہیں جو ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے توازنی روزگار OL متعین ہوتا ہے۔ چونکہ مکمل روزگار OL_F ہے لہذا معیشت میں LL_F کے مساوی بے روزگاری ہوگی۔ اگر پیگو کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے شرحِ اجرت کو کم کر دیا جائے جس سے پیداواری لاگت کم ہوگی اور مجموعی رسد خط نیچے کو منتقل ہو کر AS_1 ہو جائے گا اور روزگار میں اضافہ ہوگا۔ لیکن کینز کے مطابق شرحِ اجرت میں کمی سے صِرف پیداواری لاگت ہی کم نہیں ہوتی، اس سے مزدوروں کی آمدنی بھی کم ہو جاتی ہے اور نتیجتاً مجموعی طلب میں کمی آتی ہے۔ لہذا، شرح اجرت کم ہونے پر مجموعی طلب خط بھی AD سے منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے گا۔ کینز کے مطابق اگر مجموعی طلب میں کمی آتی ہے تب بھی معیشت توازن میں ہوتی ہے۔ اس کو کینز نے ناپسندیدہ بے روزگاری (Undesired Unemployment) بھی کہا ہے۔

تصویر 11.5 کو دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اجرت کے گھٹنے سے بے روزگاری دور نہیں ہوتی۔ اگر اجرت کو گھٹایا جائے تو مجموعی طلب گھٹ جاتی ہے جس سے نیا مجموعی طلب خط AD_1 کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ شرحِ اجرت کم ہونے پر نیا مجموعی طلب خط اور مجموعی رسد خط ایک دوسرے کو نقطہ E_1 پر قطع کرتے ہیں۔ غور کریں کہ شرحِ اجرت میں کمی سے توازن کی حالت تو برقرار رہی ہے لیکن

روزگار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ معیشت میں شرح اجرت کم ہونے کے بعد بھی LL_F مقدار میں بے روزگاری ہے۔

11.2.7 معاشی بحران کی وضاحت (Explanation of Great Depression)

زیادہ تر سرمایہ دارانہ ملکوں میں 33-1929 کے دوران ایک بہت بڑا معاشی بحران پیدا ہوا جسے ہم عظیم معاشی بحران کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اس دوران امریکہ اور دوسرے سرمایہ دارانہ نظام والے ممالک میں بے روزگاری بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ صرف امریکہ میں بے روزگاری کی شرح جو 1929 میں صرف 3 فیصد تھی، 1933 میں بڑھ کر 25 فیصد ہو گئی۔ اس کے علاوہ قومی آمدنی میں بھی بھاری گراوٹ دیکھنے کو ملی۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات کے پاس اس بحران کی کوئی مناسب وضاحت نہیں تھی۔ پیگو (Pigou) نے اُس وقت شرحِ اجرت کو گھٹانے کا مشورہ تجویز کیا جو مناسب معلوم نہیں پڑتا تھا۔ اسی دوران کینز نے اپنی کتاب General Theory of Income, Employment, Interest and Money میں اس کی وجوہات کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا اور اس کے حل لیے تدابیر بھی پیش کیں۔ کینز کے مطابق 1930 کے دوران کاروباریوں کے نزدیک ان ممالک میں سرمایہ کاری کے لیے بہتر مواقع نہیں تھے، اور یہی وجہ ہے کہ کاروباریوں کی منافع کمانے کی امید بالکل ختم ہو گئی تھی، اور کاروباریوں نے مزید سرمایہ کاری کرنا بند کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے معیشت میں مجموعی طلب کم ہو گئی تھی۔

کینز کے مطابق مجموعی طلب کے کم ہونے سے معیشت میں بے روزگاری کا پیدا ہونا لازم ہے۔ اس صورت حال کو تصویر 11.6 کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے داہنی حصے میں صاف نظر آتا ہے کہ کیسے سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے۔ یعنی سرمایہ کاری خط نیچے کی طرف I_1I_1 میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے سرمایہ کاری کی سطح OI سے گھٹ کر OI_1 ہو جاتی ہے۔ اس کا اثر مجموعی طلب پر صاف طور پر نظر آتا ہے جسے تصویر کے بائیں حصے میں دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ مجموعی طلب AD سے گھٹ کر AD_1 ہو گئی ہے جس کا اثر روزگار پر صاف

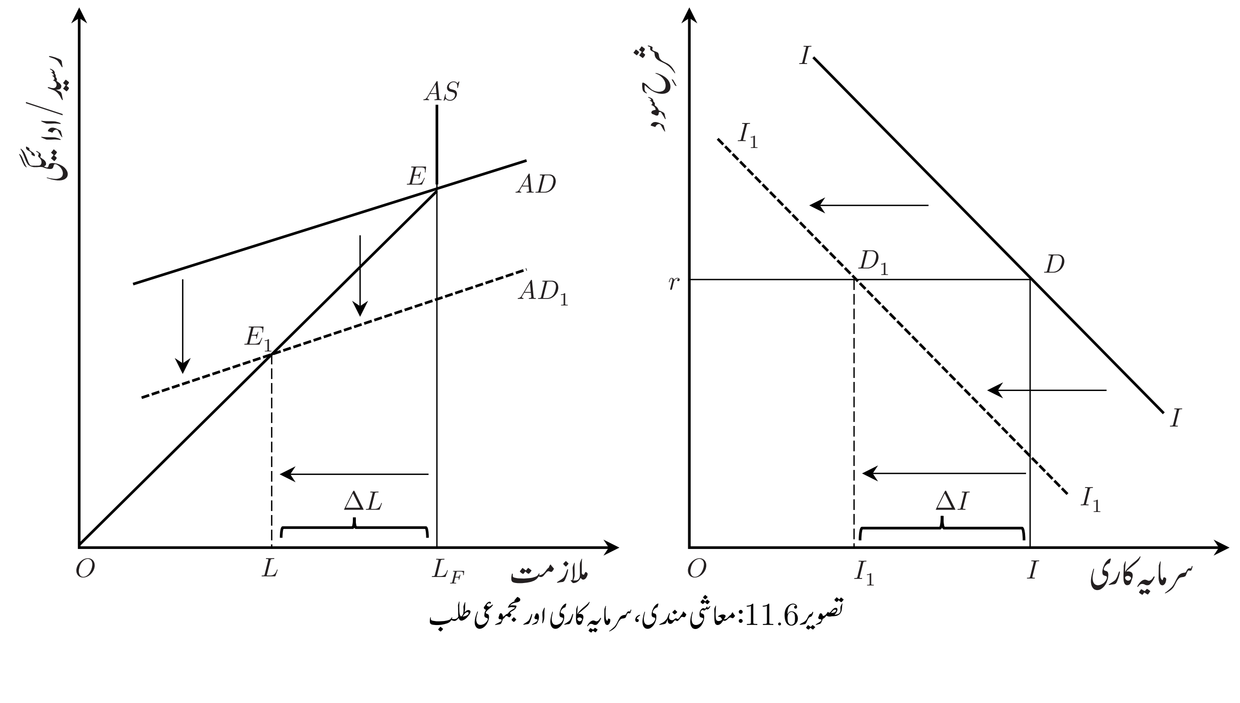

تصویر 11.6: معاشی مندی، سرمایہ کاری اور مجموعی طلب

نظر آتا ہے جو گھٹ کر OL_F سے OL_1 تک آ جاتا ہے۔

11.2.8 کساد بازاری کو دور کرنے کی تدابیر (Measures to Overcome the Recession)

کینز کے روز گار اور آمدنی کے نظریے پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مجموعی طلب کو بڑھا کر کساد بازاری کو دور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مجموعی طلب کے عناصر جیسے صَرفی اخراجات، سرمایہ کاری، سرکاری اخراجات اور خالص بر آمد (Net Export) کو ہی بڑھا کر مجموعی طلب میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ کینز کے نزدیک کساد بازاری کی حالت میں سرکاری اخراجات روز گار، آمدنی اور مجموعی طلب بڑھانے میں اور نتیجتاً معیشت کو کساد بازاری سے نکالنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دوسری طرف سرکاری ٹیکس (Tax) میں بھی کمی کر کے مجموعی طلب کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی پالیسی کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کہتے ہیں۔

1964 میں امریکہ میں جان کینیڈی سرکار نے ٹیکس میں کٹوتی کر کے معیشت میں مجموعی طلب میں اضافہ کرنے میں کامیابی حاصل کی اور معیشت کو ایک بڑے معاشی بحران میں جانے سے بچالیا۔ اسی طرح 02-2001 اور 2008 میں جارج بش کے دور میں سرکار کے ذریعے آمدنی پر ٹیکس میں 3.5 امریکی ڈالر کی کٹوتی کی گئی جس سے صَرفی اخراجات میں اضافہ ہوا اور روز گار کے مواقع پیدا ہوئے۔ بے روز گاری کی شرح میں تیزی سے کمی آئی۔ عوام کی تصرّفی آمدنی (Disposable Income) میں اضافہ ہوا اور مجموعی طلب میں بھی اضافہ ہوا۔

دوسری طرف قومی آمدنی اور روز گار کی سطح کو نجی سرمایہ کاری (Private Investment) کے ذریعے بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔ لیکن نجی سرمایہ کاری میں اضافہ تبھی ممکن ہے جب سود کی شرح (Rate of Interest) کو کم کیا جائے۔ اس کے لیے زر کی رسد میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ زر کی رسد میں اضافے سے شرح سود میں کمی ہوتی ہے اور نجی سرمایہ کاری (Private Investment) کی سطح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ زر کی رسد اور شرح سود سے متعلق پالیسی کو زری پالیسی (Monetary Policy) کہتے ہیں۔ اس علاوہ مالیاتی پالیسی کے مطابق سرمایہ کاروں کے منافع ٹیکس کو گھٹا کر بھی نجی سرمایہ کاری کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ اور اگر سرمایہ کاری میں اضافہ ہو تو مجموعی طلب بھی اوپر کی طرف بڑھتا ہے جس کی وجہ سے معیشت میں آمدنی اور روز گار کی سطح میں اضافہ ممکن ہوتا ہے۔ کینز کے نزدیک تیسری اہم پالیسی مندی کے دور میں مندی سے بچانے کے لیے ہے وہ سرکاری اخراجات ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ مجموعی طلب میں سرکاری اخراجات بھی شامل ہیں اور جب سرکاری اخراجات بڑھتے ہیں تو مجموعی طلب بھی بڑھتی ہے۔ عوام کے لیے مختلف اسکیموں اور سرکاری پروگراموں پر خرچ کر کے روز گار کے مواقع میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ کینز نے سرکاری اخراجات کو مکمل روز گار پر معیشت میں توازن کی حالت پیدا کرنے کے لیے اہم پالیسی بتایا ہے۔ اس طرح کی پالیسی مندی کے دوران زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ کووڈ-19 کے دوران بھی پوری دنیا میں سرکاروں نے مالیاتی پالیسی کے تحت اخراجات کو بڑھایا اور عوام کو امداد کر کے معیشت کو بحران کے دور سے نکالنے میں مدد کی۔ اس سے پہلے 2009 میں امریکہ میں اوبامہ سرکار نے 800 بلین امریکی ڈالر کا سرکاری اخراجات بڑھانے کا پروگرام بنایا جس سے مندی کو دور کیا جاسکے۔

اخیر میں کینز نے مجموعی طلب کو بڑھانے کے لیے خالص بر آمد (Net Export) کو بھی اہم مانا ہے۔ اس میں بھی اضافہ کر کے قومی آمدنی کی سطح کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ روز گار کی سطح میں مزید اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ سرکار خالص بر آمد کو کئی طرح سے بڑھاوا

دے سکتی ہے جس میں کاروباریوں کو منافع پر چھوٹ اور دیگر رعایات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کرنسی (Currency) کی قدر میں کسی طرح کی کمی بھی برآمد (Export) کو بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔ اس طرح کینز نے مندی سے نپٹنے کے لیے مختلف طرح کی مالیاتی پالیسیوں کی تجویز رکھی۔

11.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کینز کے روزگار کے نظریے کی وضاحت کر سکیں۔
- موثر طلب کی وضاحت کر سکیں۔
- مجموعی رسد اور مجموعی طلب کی وضاحت کر سکیں۔
- کینز کے مطابق عظیم معاشی بحران کی وضاحت کر سکیں۔

11.4 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

11.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کے مطابق معیشت میں روزگار اور قومی آمدنی کا تعین ہمیشہ مکمل روزگار کی سطح پر ہوگا۔ (صحیح/غلط)

2. کینز کی کتاب General Theory ------------ میں شائع ہوئی۔

(a) 1930 (b) 1935

(c) 1936 (d) 1928

3. کینز نے اپنے نظریے کو 1929 کے معاشی بحران پر منحصر کیا۔ (صحیح/غلط)

4. کینز نے معاشی بحران سے نپٹنے کے لیے مالیاتی پالیسی کو اہم مانا۔ (صحیح/غلط)

5. کینز کے مطابق قومی آمدنی منحصر ہوتی ہے:

(a) صرفی اخراجات پر (b) سرمایہ کاری پر

(c) سرکاری اخراجات پر (d) درج بالا سبھی

6. کینز کا ماڈل ------------------------ ہے۔ (طویل مدتی / قلیل مدتی)

7. روزگار کے تعین میں کینز نے سب سے زیادہ کس بات پر زور دیا؟

(a) مکمل روزگار پر (b) مجموعی رسد پر

(c) موثر طلب پر (d) طویل مدتی پالیسیوں پر

8. کینز کے آسان ماڈل میں صَرفی اخراجات منحصر ہوتے ہیں:

(a) آمدنی پر

(b) قیمت پر

(c) سود کی شرح پر

(d) سرمائے پر

9. کینز کے آسان ماڈل میں سرمایہ کاری:

(a) بدلتی رہتی ہے

(b) مستقل رہتی ہے

(c) دونوں

(d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

10. کینز کے آسان ماڈل کے مطابق:

(a) $MPC + MPS = 1$

(b) $APS + APC = 1$

(c) دونوں

(d) کوئی نہیں

جوابات	**1**	**2**	**3**	**4**	**5**	**6**	**7**	**8**	**9**	**10**
	غلط	c	صحیح	صحیح	d	قلیل مدتی	c	a	b	c

11.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کینز کے ماڈل کے مفروضات بیان کریں۔
2. موثر طلب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3. مالیاتی پالیسی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. مجموعی طلب کو سرکاری اخراجات کس طرح متاثر کرتے ہیں؟
5. کینز کے ماڈل کی خصوصیات پر مختصر تبصرہ کریں۔

11.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے ماڈل کا تفصیلی جائزہ پیش کریں
2. کینز کے مطابق معیشت میں توازن ہمیشہ موثر طلب کی حالت میں ممکن ہے۔ وضاحت پیش کریں
3. معیشت میں کس طرح سرکاری اخراجات کے ذریعے معاشی بحران سے نپٹا جا سکتا ہے؟ کینز کے نظریے میں اس کی اہمیت کیا ہے؟

اکائی 12: کینز کا نظریہ آمدنی وروزگار-II
(Keynes's Theory of Income and Employment-II)

اکائی کے اجزا:

12.0 تمہید(Introduction)

12.1 مقاصد(Objectives)

12.2 کلاسیکی نظریے پر کینز کا تبصرہ(Keynes's Commentary on Classical Theory)

12.3 کینزی نظریے کے اہم پہلو(Important Aspects of Keynesian Theory)

12.4 کینز کا دو سیکٹر ماڈل(Keynes's Two Sector Model)

12.4.1 آمدنی کے تعین کا الجبری طریقہ(Algebraic Method of Income Determination)

12.5 قومی آمدنی اور روزگار(National Income and Employment)

12.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

12.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

12.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

12.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

12.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

12.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں ہم نے کینز کے روزگار کے نظریے کا مطالعہ کیا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں کینز کے آمدنی کے تعین کے نظریے کا تجزیہ کیا جائے گا۔

12.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینز کی کلاسیکی نظریے پر تنقید بیان کرنا۔

- کینز کے آمدنی وروزگار کے تعین کے نظریے کی وضاحت کرنا۔

12.2 کلاسیکی نظریے پر کینز کا تبصرہ (Keynes's Commentary on Classical Theory)

کینز نے کلاسیکی ماہرین معاشیات کے آمدنی اور روزگار تعین کے نظریات پر بہت تیکھا حملہ کیا۔ 1929 کے عالمی معاشی بحران کے دوران کلاسیکی معاشی نظام بکھر گیا۔ کینز نے اس کی کئی وجوہات بتائیں۔ یہ وجوہات ہی کینز کی کلاسیکی نظام پر تنقید کی بنیاد ہے۔ ان وجوہات میں سے کچھ اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

کینز نے کلاسیکی معاشی نظام کے بنیادی مفروضے یعنی مکمل روزگار کی حالت کو رد کرتے ہوئے کہا کہ معیشت میں ایسی حالت بازار کے حقیقت پسندانہ رویے کو نہیں دکھاتی۔ حقیقت میں بازار میں بے روزگاری ہوتی ہے۔ ان کے مطابق سرمایہ دارانہ نظام میں، بے روزگاری کا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ اس طرح کی معیشت میں پیداوار صِرف اور صِرف فائدے کو حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ اگر کوئی کاروبار کسی سرمایہ دار کے لیے منافع بخش نہیں ہو تو وہ کاروبار بند کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں بازار میں بے روزگاری پیدا ہوتی ہے۔ عالمی بحران کے دوران لاکھوں مزدور بہت کم مزدوری پر کام کرنے کے لیے تیار تھے پھر بھی انہیں روزگار نہیں ملا۔ اس دوران معیشت میں غیر ارادی بے روزگاری (Involuntary Unemployment) اور ناقص روزگار (Underemployment) دونوں موجود تھے۔ اس طرح کینز کے مطابق کلاسیکی مفروضہ کہ معیشت میں مکمل روزگار کی صورت ہوتی ہے حقیقت سے پرے ہے۔

کلاسیکی نظام کا دوسرا اہم مفروضہ جے بی سے (J. B. Say) کا بازار کا نظریہ تھا جسے ہم سے کا قانونِ بازار (Say's Law of Market) کہتے ہیں۔ کینز نے بہت واضح طور پر ثابت کیا کہ یہ نظریہ خامیوں سے بھرا پڑا ہے۔ کینز نے یہ بتایا کہ کہ پیداوار کے مختلف عوامل کے ذریعے حاصل کی گئی آمدنی کو پوری طرح سے خرچ نہیں کیا جاتا۔ آمدنی کا کچھ نہ کچھ حصہ پس انداز کیا جاتا ہے۔ اس حصے کو بچت (Saving) کہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجموعی طلب میں کمی پیدا ہوتی ہے جو سے کے قانون کے برعکس ہے۔ دراصل بازار میں اس وجہ سے رسد اور طلب میں عدم توازن کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح بازار میں زائد پیداوار (Overproduction) کی صورت نظر آتی ہے۔ بازار میں زائد پیداوار بے روزگاری کو پیدا کرتی ہے۔ جے بی سے کے بازار کے نظریے کی ناکامی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بچت (Saving) اپنے آپ سرمایہ کاری (Investment) میں تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ سرمایہ کاری اور بچت دو الگ الگ معاشی ایجنٹوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ کینز نے قلیل مدت میں بچت اور سرمایہ کاری کے عمل کو طویل مدت سے بالکل مختلف تصور کیا ہے۔

کینز نے سرکار کی معیشت میں دخل اندازی کو ضروری مانا ہے۔ کینز کا یہ تصور کلاسیکی آزاد بازار (Lessez Faire Market) کے بالکل برعکس ہے۔ کینز بازار میں قیمت کے خود بخود تعین کو صحیح تصور نہیں مانتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جس طرح ایک سرمایہ دارانہ نظام میں کاروباری صِرف فائدے کے مقصد سے کاروبار کرتا ہے۔ اسی وجہ سے بازار میں قیمت کا یا روزگار کا خود بخود تعین نہیں ہوتا ہے۔ بازار میں کسی بھی طرح کے عدم توازن کو سرکار کی مداخلت سے درست کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی حالت مندی کے دوران زیادہ پیدا ہوتی ہے جس سے بازار میں سرکار کی مداخلت کی ضرورت پڑتی ہے۔

کینز نے کلاسیکی نظریے کے طویل مدتی ہونے کو بھی ایک خامی کے طور پر دیکھا۔ جب عالمی معیشت ایک بہت بڑے بحران کے چپیٹ میں تھی تب معاشیات کے طویل مدتی نظریات کی ضرورت نہیں تھی بلکہ قلیل مدتی عدم توازن کی حالت کو سدھارنے کی ضرورت تھی۔ اسی لیے کینز نے نئی معاشی پالیسیوں کی بنیاد رکھی اور قلیل مدت میں معاشیاتی توازن کے بگاڑ کو کامیاب طریقے سے سلجھانے کی تجاویز پیش کیں۔ اس طرح کینز نے جن پالیسیوں کی بنیاد ڈالی وہ ایک نئے معاشی نظام کی بات کرتی تھیں۔

12.3 کینزی نظریے کے اہم پہلو (Important Aspects of Keynesian Theory)

اگر کینز کی کتاب General Theory of Income, Employment, Interest and Money کا مطالعہ کریں تو ہمیں آمدنی اور روزگار کے تعین کا جو کینز کا نظریہ ملتا ہے اس کے چند اہم پہلو ہیں۔ اس میں سب سے پہلا پہلو موثر طلب ہے۔ اس نظریے کے تحت کینز مانتے ہیں کہ کسی معیشت میں روزگار کا تعین اس معیشت کے بازار میں موجود موثر طلب کے اوپر منحصر ہوتا ہے۔ موثر طلب جتنی زیادہ ہوگی روزگار بھی اتناہی زیادہ ہوگا۔ اہم بات یہ ہے کہ اگر موثر طلب زیادہ ہو تو معیشت کی آمدنی بھی زیادہ ہوگی۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ کینز نے موثر طلب کی موجودگی کو معیشت میں قلیل مدت کے طور پر دیکھا ہے۔ قلیل مدت میں معیشت میں مجموعی طلب اگر مجموعی رسد کے برابر ہو تو اسے موثر طلب کہا جاتا ہے۔ اس طرح موثر طلب معیشت میں توازن کی حالت کو دکھاتی ہے۔ کینز کا یہ ماننا تھا کہ موثر طلب معیشت میں مکمل روزگار کی غیر موجودگی میں بھی ہوسکتی ہے۔ اس طرح تیسری اہم بات کینز کے نظریے کی یہ ہے کہ ایک معیشت میں بے روزگاری کی حالت میں بھی توازن کی صورت پیدا ہوسکتی ہے۔ چوتھی اہم بات کینز کے نظریے کی یہ ہے کہ کینز معیشت میں سرکار کی مداخلت کو بہت اہم مانتے ہیں۔ کینز کے مطابق کبھی کبھی نجی سیکٹر کے ذریعے لیے گئے فیصلوں کا معیشت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ایسے میں سرکار کا رول بہت اہم ہوجاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی بھی طرح کی مندی سے گزر رہی معیشت میں صارفین کے اخراجات کم ہوجاتے ہیں۔ ایسے میں سرکار انہیں کسی طرح کا معاشی محرک (Economic Stimulus) کو پیش کر معیشت میں مداخلت کرتی ہے اور صارفین کی زیادہ سے زیادہ صَرف کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس طرح کینز ایک ایسی معیشت کا تصور پیش کرتے ہیں جہاں نجی شعبے (Private Sector) اور سرکاری شعبے (Public Sector) دونوں کا کردار ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ تصور مخلوط معیشت کے تصور جیسا ہے۔

1. کینزی معاشی نظام کے اہم مفروضات (Important Assumptions of Keynesian System)

کینز کے نظریے کے اہم پہلو کو سمجھنے کے بعد ہم ان کے ذریعے پیش کیے گئے معاشی نظام کے مفروضات پر نظر ڈالیں گے۔ یہ مفروضات زیادہ تر کلاسیکی نظام کے مفروضات کے برعکس ہیں۔ کینز کا نظریہ مندرجہ ذیل مفروضات پر مبنی ہے۔

بازار میں قیمت کو کینز نے جامد یا مستقل (Rigid) مانا ہے۔ یہ مفروضہ کینز کے نظریے میں بنیادی رول ادا کرتا ہے۔ قیمت کے مستقل ہونے کی کئی وجوہات ہیں۔ ان میں سے اہم یہ ہے کہ فرم اکثر رسدکاروں کے ساتھ طویل مدتی معاہدے کرتی ہیں۔ اور ایسے میں فرم قیمت کو جلدی بدلنا نہیں چاہتی ہے۔ دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ مزدور اپنی زری آمدنی کو ایک اہم عنصر تسلیم کرتا ہے۔ اس کو وہ کسی قیمت

پر کم نہیں ہونے دینا چاہتا۔ اسی طرح سرمایہ دار بھی جلدی اجرت کو تبدیل نہیں کرنا چاہتا ہے۔ کسی فرم کی اجرت میں بدلاؤ مہنگا ثابت ہو سکتا ہے۔ تیسری اہم وجہ یہ ہے کہ فرم قیمت میں تبدیلی کے بجائے روزگار کی مقدار میں تبدیلی کرنا بہتر سمجھتی ہے۔

کینز کا یہ بھی ماننا تھا کہ بچت اور سرمایہ کاری کسی صرف سود کی شرح پر ہی منحصر نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے عناصر ہیں جو ان دونوں کو متاثر کرتے ہیں۔ ان عناصر میں آمدنی اور توقعات (Expectations) اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ انہیں وجوہات کی وجہ سے کینز کا یہ ماننا ہے کہ معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری میں توازن بگڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی صارف کی آمدنی بڑھتی ہے تو اس کا اثر صَرف اور بچت دونوں پر پڑتا ہے۔ توقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے لوگ اپنی بچت کو بھی بڑھاتے ہیں۔ توقعات کا سرمایہ کاری پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اگر فائدے کی توقعات ہوتی ہیں تو لوگ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کینز کلاسیکی نظام کے برعکس معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری کو برابر نہیں مانتے ہیں۔

کینز کے نظام کے دیگر مفروضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معیشت میں موثر طلب ہی ہوتی ہے۔ موثر طلب سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنی تصرفی آمدنی کو ہی خرچ کرتے ہیں۔ یعنی لوگوں کے اخراجات ان کی آمدنی سے زائد نہیں ہوتے ہیں۔ ایسی صورت کینز کے یہاں قلیل مدت میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے معیشت میں موثر طلب کی موجودگی ہی معیشت میں آمدنی کے توازن کو متعین کرتی ہے۔ کینز کے یہاں موثر طلب دو عناصر پر مبنی ہے۔ پہلا صَرفی اخراجات اور دوسرا سرمایہ کاری کے اخراجات۔

قلیل مدت کا تصور کینز کے نظام کا اہم مفروضہ ہے۔ اگر کینز کے نظام کی بات کریں تو پوری طرح مندی کو دھیان میں رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کینز نے قلیل مدت میں ہو رہے عدم توازن کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی ہے۔ قیمت کا مستحکم ہونا، موثر طلب کا ہونا اور قیمت کا اپنے آپ توازن کی سطح تک نہیں آنا معیشت کے قلیل مدتی رویے کو دکھاتا ہے۔ قلیل مدت کے تصور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ایک فرم کے لیے سرمائے، مزدور، پیداوار کی تکنیک اور فرم کا اپنا نظام پیداوار کے عناصر کے طور پر جوں کا توں رہتا ہے۔ اور یہی معیشت کی ساری فرموں پر لاگو ہوتا ہے۔ اس طرح معیشت میں بھی یہ عناصر قلیل مدت میں تبدیل نہیں ہوتے ہیں۔

معیشت میں توازن کی حالت کا مکمل روزگار کی سطح پر ہونا لازمی نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کینز کلاسیکی نظام کے برعکس یہ مانتے تھے کہ معیشت میں آمدنی کا تعین موثر طلب کی سطح پر ہوتا ہے جو بے روزگاری کی صورت میں بھی موجود ہو سکتا ہے۔

12.4 کینز کا دو سیکٹر ماڈل (Keynes's Two Sector Model)

کینز کے آسان ماڈل کو دو شعبوں کا ماڈل (Two Sector Model) بھی کہتے ہیں۔ یہ ماڈل کینز کے بنیادی نظریے کی وضاحت کرتا ہے۔ اس میں کینز نے آمدنی اور اخراجات کو نظر میں رکھتے ہوئے معیشت کی آمدنی کا تعین کیا ہے۔ اس ماڈل میں صارفین اور کاروباری ہوتے ہیں۔ صارفین کے ذریعے کیے گئے اخرجات کو صَرفی اخراجات کہتے ہیں۔ کاروباری کے ذریعے کیے گئے اخراجات کو سرمایہ کاری کے اخراجات کہتے ہیں۔ یہ دونوں اخراجات مل کر معیشت کی مجموعی طلب کا تعین کرتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طلب (Aggregate Demand) مجموعی اخراجات کے مساوی ہوتی ہے۔

$$\text{Aggregate Demand } (AD) = \text{Consumption Expenditure } (C) + \text{Investment Expenditure } (I)$$
$$AD = C + I \tag{12.1}$$

کینز کے بنیادی ماڈل میں مجموعی طلب کو مجموعی اخراجات (Aggregate Expenditure) بھی کہا جاتا ہے۔ مجموعی طلب ہی کسی معیشت کی قومی آمدنی کا تعین کرتی ہے۔ آیئے مجموعی طلب کے اجزا کا مختصر مطالعہ کریں۔

مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب کے دو حصے ہیں۔ پہلا تو وہ اخراجات ہیں جن کو اشیائے صرف پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے خرچ کو صَرف یا صَرفی اخراجات کہتے ہیں۔ دوسرا وہ اخراجات ہیں جو سرمائے کی طلب کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح کے اخراجات کو سرمایہ کاری کے اخراجات کہا جاتا ہے۔ اس طرح مجموعی طلب سے ہماری مراد ہوتی ہے عوام کے ذریعے اشیائے صَرف پر کیے گئے اخراجات اور سرمایہ دار کے ذریعے اشیائے سرمایہ پر کیے گئے اخراجات۔

2. صرفی اخراجات (Consumption Expenditure)

کینز کے بنیادی ماڈل میں صَرفی اخراجات کا اہم رول ہے۔ کینز کے مطابق صرف کی طلب سب سے پہلے تو مجموعی آمدنی پر منحصر ہوتی ہے۔ لیکن کینز نے ایک اہم بات مفروضے کے طور پر یہ پیش کی کہ صرفی اخراجات میلانِ صرف اور آمدنی کی سطح پر منحصر کرتے ہیں۔ اس نظریے کے تحت آمدنی کا کچھ حصہ صرف کیا جاتا ہے۔ ایسے صرفی اخراجات کو کینز نے تابع صرف (Induced Consumption) کہا۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے بھی صَرفی اخراجات ہوتے ہیں جو آمدنی پر منحصر نہیں ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر آمدنی صفر بھی ہو تو ایسے اخراجات ہوتے ہیں۔ ان کو مستقل صَرف (Autonomous Expenditure) کہتے ہیں۔ صرفی اخراجات کو الجبرائی طور پر ہم اس طرح لکھ سکتے ہیں۔

$$C = a + bY \tag{5.1}$$

جہاں،

C = صرفی اخراجات (Consumption Expenditure)

a = مستقل صَرف (Autonomous Consumption)

Y = آمدنی کی سطح (Income Level)

b = حاشیائی میلانِ صرف (Marginal Propensity to Consume)

درج بالا مساوات کو تفاعلِ صرف کہتے ہیں۔ اس میں C کسی معیشت میں صرف پر کیے جانے والے مجموعی اخراجات ہیں۔ ان اخراجات میں دو طرح کے صرف شامل ہیں۔ پہلا آزاد یا مستقل صرف اور دوسرا تابع صرف۔ آزاد صرف کو a سے دکھایا گیا ہے جو آمدنی کے نہیں ہونے پر بھی خرچ ہوتا ہی ہے۔ ایسے اخراجات میں ضروریات کی چیزوں پر خرچ شامل ہے۔ تابع صرف کا انحصار آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر آمدنی میں کسی طرح کی تبدیلی آتی ہے تو تابع صرف میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ اس کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ صارفین اپنی آمدنی کا ایک مخصوص حصہ ہی صرف پر خرچ کرتے ہیں جو صارفین کے میلانِ صرف پر منحصر ہوتی ہے۔ حاشیائی میلانِ صرف (MPC) آمدنی میں دی

گئی تبدیلی کے نتیجے میں صرف میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

$$MPC = \frac{\Delta C}{\Delta Y}$$

$$MPC = \frac{\Delta(a+bY)}{\Delta Y}$$

$$MPC = \frac{(\Delta a + b\Delta Y)}{\Delta Y} = \frac{0 + b\Delta Y}{\Delta Y}$$

$$MPC = b$$

MPC کی قدر یہ بتاتی ہے کہ آمدنی میں تبدیلی کا کتنا حصہ صرفی اخراجات پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر $MPC = 1$ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ آمدنی میں اضافے کا کل حصہ صارفین اشیائے صرف پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر $MPC = 0$ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آمدنی میں اضافے کے باوجود صارفین اپنے صرف میں کوئی اضافہ نہیں کرتے ہیں۔ اس طرح کی دونوں صورتیں کینز کے نزدیک تقریباً ناممکن ہیں۔ اسی لیے MPC کی قدر صفر سے زیادہ اور 1 سے کم ہوتی ہے۔ یعنی:

$$0 < MPC < 1$$

جدول 12.1: تفاعلِ صرف

C	bY	b	a	Y
(5)	(4)	(3)	(2)	(1)
200	0	0.8	200	0
1000	800	0.8	200	1000
1400	1200	0.8	200	1500
1800	1600	0.8	200	2000
2600	2400	0.8	200	3000
4200	4000	0.8	200	5000

جدول 12.1 میں مجموعی صرفی اخراجات کے الگ الگ اجزا کو دکھایا گیا ہے۔ اس جدول میں مستقل صرف یعنی a میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی چاہے آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو۔ آمدنی صفر ہونے پر بھی مستقل صرفی اخراجات 200 رہتے ہیں۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو صارفین کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ جیسے اگر آمدنی نہ ہو تو بھی کھانے اور پہننے کے لیے خرچ کرنا ہی ہوگا۔ جدول کے تیسرے کالم میں MPC کو 0.8 مانا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صارفین آمدنی میں اضافے کا 80 فیصد حصہ صرف پر خرچ کر دیتے ہیں۔ MPC کی قدر بھی مستقل ہے جو یہ دکھاتی ہے کہ اگر آمدنی بڑھتی بھی ہے تو بھی صارفین کے خرچ کرنے کے رویے میں کو تبدیلی نہیں ہوتی۔ ٹھیک اسی طرح اگر صارفین کی آمدنی گھٹتی ہے تو بھی ان کا خرچ کرنے کا رویہ جوں کا توں رہتا ہے۔ MPC کے 0.8 ہونے کا یہ مطلب ہے کہ صارفین اپنی اضافی آمدنی کا 80 فیصدی صرف کرتے ہیں۔ اسی کو اگلے کالم میں دکھایا گیا ہے۔ اس کالم میں تابع صرف کو دکھایا گیا ہے جو آمدنی پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے آمدنی بڑھتی ہے ویسے ویسے تابع صرف کے اخراجات بھی بڑھتے ہیں۔ دونوں طرح کے صرفی اخراجات کو جوڑ کر مجموعی صرفی اخراجات کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسے کالم 5 میں دکھایا گیا ہے۔

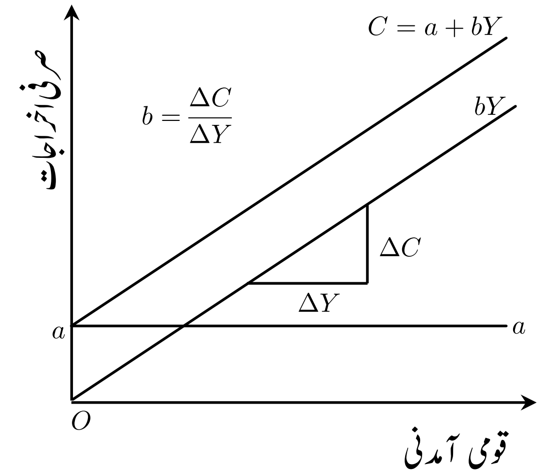

تصویر12.1:تفاعلِ صرف

جدول 12.1 میں دکھائے گئے تفاعلِ صرف کو تصویر 12.1 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں aa خط مستقل صرف کو دکھاتا ہے۔ اس خط کے مطابق اگر آمدنی صفر بھی ہو تب بھی کچھ نہ کچھ صرفی اخراجات ہوتے رہیں گے۔ خط bY اوپر کی طرف بڑھتا خط ہے جو آمدنی کے بڑھنے پر اخراجات کے بڑھنے اور آمدنی کے گھٹنے پر اخراجات کے گھٹنے کو دکھاتا ہے۔ یہ خط تابع صرف کو دکھاتا ہے۔ ان دونوں خطوط کے عمودی جمع یاVertical Summation سے ہمیں مجموعی اخراجات کا خط یا تفاعلِ صرف کا خط C ملتا ہے۔ تفاعلِ صرف کی ایک خاص بات یہ ہے کہ کینز کے نزدیک اس میں قلیل مدت میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ صرفی رویہ صارفین کے رجحانات اور ضروریات پر مبنی ہوتا ہے۔ اور یہ ہم جانتے ہیں کہ قلیل مدت میں لوگوں کی ضروریات اور رجحانات میں جلد تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ اسی لیے تفاعلِ صرف اور صارفین کا رویہ یعنیMPC قلیل مدت میں بدلتا نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آمدنی میں تبدیلی سے صرف میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ آمدنی میں اضافے سے صَرف میں اضافہ ہوگا لیکن تفاعلِ صرف میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ تفاعلِ صرف کو تصویر12.1 میں خط C سے دکھایا گیا ہے۔

3. سرمایہ کاری کے اخراجات (Investment Expenditure)

سرمایہ کاری مجموعی اخراجات کا دوسرا اہم حصہ ہے۔ کینز کے دو سیکٹر ماڈل میں دوسرا سیکٹر سرمایہ کاری کے اخراجات کی نمائندگی کرتا ہے۔ قومی آمدنی کے تعین میں سرمایہ کاری کا بہت اہم کردار ہے۔ کینز کے نزدیک سرمایہ کاری دو اہم عوامل پر منحصر ہوتی ہے: سرمائے کی حاشیائی استعداد(Marginal Efficiency of Capital) اور شرحِ سود(Rate of Interest)۔ ان دو عوامل کے علاوہ کینز نے سرمایہ کاری کو کسی دوسرے عامل سے متاثر نہیں مانا۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ کاری بھی آمدنی کے تبدیل ہونے پر تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ مزید معیشت میں شرح سود قلیل مدت میں تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ سرمایہ کاری قلیل مدت میں صِرف سرمائے کی حاشیائی استعداد پر ہی منحصر ہوتی ہے۔ یعنی اگر کاروباری سرمائے پر زیادہ منافع کی توقع کرتا ہے تو زیادہ سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اس طرح منافع کی توقعات کی شرح کو ہی سرمائے کی حاشیائی استعداد کہتے ہیں۔ کاروباری کسی معیشت میں شرح سود اور سرمائے کی شرح استعداد کو دیکھتے ہوئے سرمایہ کاری کرتا ہے۔ کینز نے معیشت میں سرمایہ کاری کے تفاعل کو آمدنی سے آزاد مانا ہے۔ اس کو تصویر 12.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں II سرمایہ کاری خط ہے جو X محور کے متوازی ہے۔ یہ خط دکھاتا ہے کہ اگر آمدنی میں کوئی بدلاؤ پیدا ہو تو اس کا براہ راست اثر سرمایہ کاری کی مقدار پر نہیں پڑتا۔ دوسری طرف کینز یہ مانتے تھے کہ اگر آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو صارفین اپنے

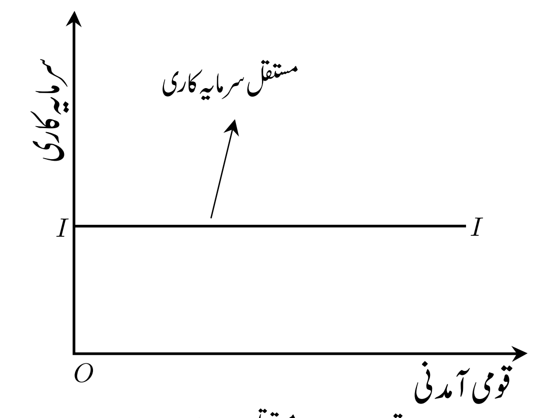

تصویر12.2: مستقل سرمایہ کاری خط

صَرف میں اضافہ کرتے ہیں اوراضافی آمدنی کے ایک بڑے حصے کو اشیائے صرف پر خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح معیشت میں شے کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ شے کی طلب بڑھنے پر کاروباری زیادہ منافع کی توقع بھی کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح معیشت میں آمدنی بالواسطہ طریقے سے سرمایہ کاری پر اثر ڈالتی ہے۔

4. مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب (Aggregate Expenditure or Aggregate Demand)

اگر ہم مجموعی صرفی اخراجات اور سرمایہ کاری کے اخراجات کو جوڑ دیں تو ہمیں مجموعی طلب حاصل ہوتی ہے۔ اس کو ہم نے جدول 12.2 میں دکھایا ہے۔ جدول میں دکھائے گئے صرفی اخراجات میں سرمایہ کاری کے اخراجات کو جوڑ کر مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب کو حاصل کیا گیا ہے۔

جدول 12.2: مجموعی طلب، مجموعی آمدنی

AE	I	C	Y
700	500	200	0
1500	500	1000	1000
2100	500	1400	1500
2300	500	1800	2000
3100	500	2600	3000
4700	500	4200	5000

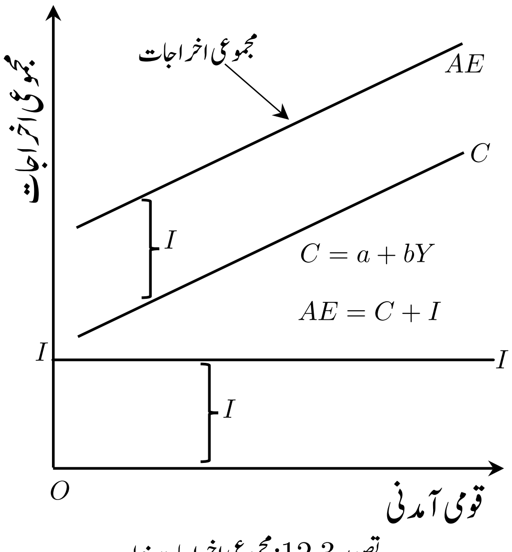

تصویر 12.3: مجموعی اخراجات خط

تصویر 12.3 میں مجموعی اخراجات خط یا مجموعی طلب خط کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں II محور X کے متوازی خط ہے جو دکھاتا ہے کہ سرمایہ کاری آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتی۔ خط C تفاعلِ صرف خط ہے جو دکھاتا ہے کہ صرف آمدنی پر منحصر ہوتا ہے اور آمدنی میں اضافے سے صرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ صرف اور سرمایہ کاری کو جوڑنے پر مجموعی طلب حاصل ہوگی۔ اسے تصویر میں خط AE سے دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ خط C اور خط AE کے درمیان فرق یا فاصلہ سرمایہ کاری کے مساوی ہے۔

5. 45ڈگری خط (45 Degree Line)

45ڈگری خط وہ خط ہے، جو مبدا سے شروع ہوتا ہے اور داہنی طرف اوپر کو جاتا ہے۔ 45ڈگری خط پر عمودی محور پر پیائش افقی محور پر پیائش کے برابر ہوتی ہے۔ 45ڈگری لائن ان نقاط کے مجموعے کو دکھاتی ہے جہاں معیشت میں مجموعی اخراجات (جنہیں عمودی محور پر ماپا جاتا ہے) کی سطح، معیشت میں پیداوار یا قومی آمدنی (جسے افقی محور پر ماپا جاتا ہے) کی سطح کے برابر ہوتی ہے۔ دراصل یہ وہ خط ہے جس کے ہر نقطے پر پیداوار کی رسد اور پیداوار کی طلب برابر ہوتی ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ ایک معیشت میں پیداوار کی منصوبہ بندی اسی خط کے مطابق ہوگی تو یہ خط متوقع مجموعی رسد کا خط ہوگا۔ معیشت جب توازن میں ہوتی

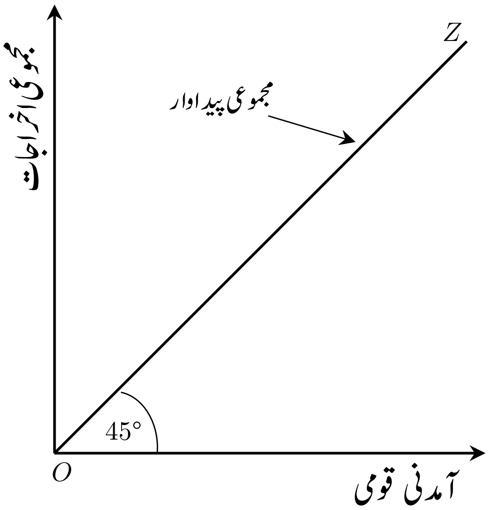

تصویر 12.4: 45 ڈگری خط

ہے، تو مجموعی اخراجات قومی آمدنی کے برابر ہوتے ہیں- کیونکہ تعریف کے مطابق، قومی آمدنی اس بات کا پیمانہ ہے کہ معیشت میں اشیا اور خدمات کی حتمی فروخت پر کیا خرچ ہوتا ہے۔ اس طرح، کینز کراس ڈایا گرام کے ساتھ حساب کیا گیا توازن ہمیشہ 45 ڈگری خط پر ہی قائم ہو گا جہاں مجموعی اخراجات اور پیداوار برابر ہوں گے۔ تصویر 12.4 میں 45 ڈگری خط کو OZ خط سے دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ اس خط کے ہر نقطے پر قومی آمدنی اور مجموعی اخراجات مساوی ہوں گے۔ خط کے نیچے (دائیں طرف) آمدنی اخراجات سے زیادہ ہو گی اور خط کے اوپر (بائیں طرف) مجموعی اخراجات آمدنی سے زیادہ ہوں گے۔

6. توازنی آمدنی کی سطح (Equilibrium Level of Income)

تصویر 12.5 میں صرفی اخراجات خط C اور سرمایہ کاری اخراجات خط I کے عمودی حاصل جمع سے ہمیں مجموعی طلب یا مجموعی خراجات کا خط ملتا ہے۔ AD یا AE خط دو سیکٹر معیشت میں مجموعی اخراجات کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ ایک سیدھا خط ہے جو آمدنی کے بڑھنے سے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ تفاعلِ صرف خط اور مجموعی اخراجات کے خط کے بیچ کا فرق سرمایہ کاری کی مقدار کا فرق ہے۔ کینز کے نظام میں آمدنی کا تعین وہاں پر ہوتا ہے جہاں مجموعی طلب معیشت میں مجموعی رسد کے برابر ہو۔ کینز نے مجموعی رسد کو 45 ڈگری خط سے پیش کیا۔ تصویر 12.5 میں بھی اس خط کو دکھایا گیا ہے۔ معیشت میں آمدنی کا تعین اس نقطے پر ہوتا ہے جہاں پر مجموعی طلب معیشت میں مجموعی رسد کے برابر ہو۔ تصویر میں یہ صورت نقطہ E پر پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح نقطہ E پر معیشت کی آمدنی OY کا تعین ہوتا ہے۔ نقطہ E توازنی نقطہ ہو گا اور OY توازنی آمدنی ہو گی۔ آمدنی نہ OY سے کم کی سطح پر اور نہ OY سے زیادہ کی سطح پر توازن میں ہو گی۔ OY سے کم آمدنی کی سطح کی صورت میں مجموعی اخراجات مجموعی رسد سے زیادہ ہوں گے۔ اسے تصویر میں OY آمدنی سے پہلے مجموعی اخراجات کے خط کے 45 ڈگری خط کے اوپر ہونے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں اضافی طلب کو پورا کرنے کے لیے فرم اشیا و خدمات کی پیداوار میں اضافہ کرے گی جس سے روزگار اور آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک قومی آمدنی OY کے مساوی نہ ہو جائے۔

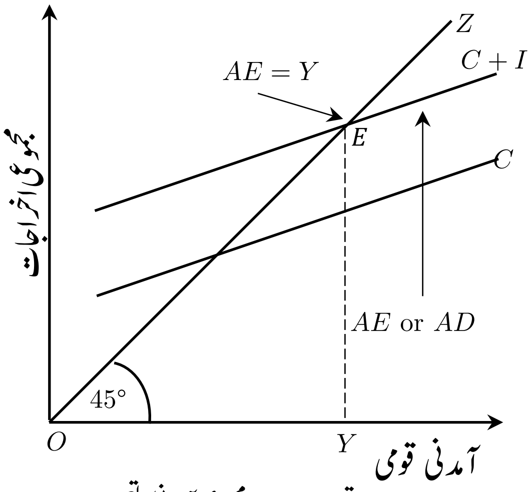

تصویر 12.5: مجموعی آمدنی کا تعین

اس کے برعکس، توازنی آمدنی OY سے زیادہ بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ OY سے زیادہ آمدنی ہونے کی صورت میں مجموعی اخراجات مجموعی پیداوار سے کم ہوں گے۔ یعنی جتنی اشیا و خدمات پیدا کی گئی ان سب کی طلب نہیں ہو گی۔ طلب کم ہونے کی وجہ سے فرمیں پیداوار کم کریں گی جس سے آمدنی اور روزگار میں کمی ہو گی۔ یہ عمل تب تک جاری رہے گا جب تک کہ

قومی آمدنی OY کی سطح پر نہیں آجاتی۔

یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ کینز نے آمدنی کے اس توازن کی سطح کو معیشت میں بے روزگاری کی صورت میں بھی ممکن مانا ہے۔ کینز کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ معیشت کا توازن آمدنی کی اس سطح پر ہو جس پر معیشت میں مکمل روزگار ہو۔ کینز کے مطابق آمدنی کا تعین مکمل روزگار آمدنی کی سطح سے کم پر بھی قائم ہو سکتا ہے۔ کینز کا یہ نظریہ کلاسیکی مکتبہ فکر کے بالکل برعکس ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق توازن ہمیشہ مکمل روزگار کی حالت پر قائم ہوتا ہے۔ ان کے مطابق معیشت کا رجحان ہمیشہ مکمل روزگار کی طرف ہوتا ہے۔ کینز نے اس کلاسیکی نظریے کی تردید کی اور کہا کہ معیشت کا توازن نامکمل روزگار کی صورت میں بھی ممکن ہے۔

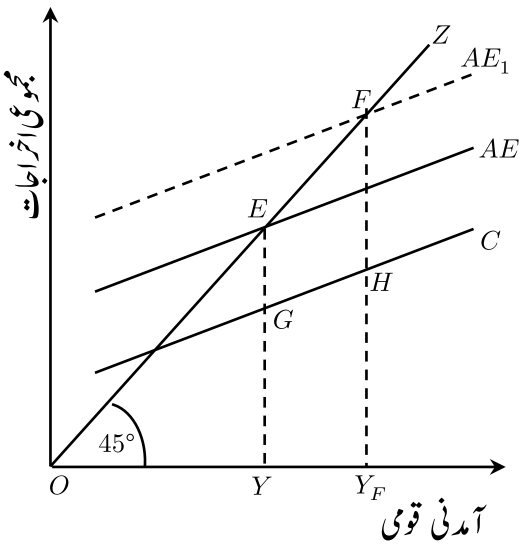

تصویر 12.6: ناقص روزگار کی صورت میں توازن

کینز کے اس نقطے کو سمجھنے کے لیے تصویر 12.6 پر غور کریں۔ فرض کریں کہ OY_F آمدنی کی اُس سطح کو دکھاتی ہے جس پر معیشت میں مکمل روزگار ہوتا ہے۔ لیکن معیشت کا توازن نقطہ E پر قائم ہوتا ہے اور توازنی آمدنی OY متعین ہوتی ہے۔ OY آمدنی مکمل روزگار آمدنی OY_F سے کم ہے یعنی آمدنی کی اس سطح پر کچھ عوامل کو روزگار نہیں مل پاتا ہے۔ اس طرح آمدنی کی OY سطح کم یا ناقص روزگار (Underemployment) کی صورت کو دکھاتی ہے۔ اگر مجموعی خط طلب میں اس طرح اضافہ ہو جائے کہ وہ منتقل ہو کر AE سے AE_1 ہو جائے تو معیشت کا توازن نقطہ F پر قائم ہو گا۔ اس نقطے پر توازنی آمدنی OY_F ہو گی جو مکمل روزگار آمدنی ہے۔ یعنی آمدنی کی اس سطح پر تمام وسائل کو روزگار مل جائے گا۔ غور کریں کہ مکمل روزگار آمدنی OY_F کی صورت میں مجموعی اخراجات Y_FF اور صرف کے بیچ کا فرق یعنی HF کو شگافِ پس اندازی (Saving Gap) کہا جاتا ہے۔ چونکہ HF معیشت کی بچت کو دکھاتی ہے لہذا، مکمل روزگار آمدنی کے حصول کے لیے معیشت میں HF کے مساوی سرمایہ کاری ہونی چاہیے تاکہ مجموعی اخراجات خط AE_1 ہو جائے اور توازن نقطہ F پر قائم ہو۔ لیکن حقیقت میں سرمایہ کاری کی مقدار GE ہے جو بچت HF سے کم ہے۔ لہذا معیشت نامکمل روزگار کے ساتھ توازن میں ہے۔ سرمایہ کاری کے بچت کے مساوی نہ ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اول، وہ افراد جو پس اندازی کرتے ہیں اور وہ افراد جو سرمایہ کاری کرتے ہیں عموماً مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً، عام پبلک پس اندازی کرتی ہے جبکہ سرمایہ کاری آجرین کرتے ہیں۔ دوم، جن عوامل سے بچت کا تعین ہوتا ہے وہ ان عوامل سے مختلف ہوتے ہیں جن سے سرمایہ کاری کا تعین ہوتا ہے۔ افراد مختلف وجوہات جیسے بچوں کی تعلیم، شادی، ناگہانی حالات کا مقابلہ کرنے وغیرہ جیسے مقاصد سے بچت کاری کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، سرمایہ کاری عموماً سرمائے کی حاشیائی استعداد اور شرحِ سود پر منحصر ہوتی ہے۔ لہذا، ضروری نہیں کہ بچت ہمیشہ سرمایہ کاری کے مساوی ہو۔ اگر سرمایہ کاری بچت سے کم ہو گی تو معیشت کا توازن مکمل روزگار آمدنی سے کم آمدنی کی سطح پر قائم ہو گا۔

12.4.1 آمدنی کے تعین کا الجبری طریقہ (Algebraic Method of Income Determination)

کینز کے دو سیکٹر ماڈل کو جس طرح سے تصویر 12.6 کے ذریعے دکھایا گیا ہے اسی کو ہم الجبری طریقے سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں قومی آمدنی کا تعین مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے توزن کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہم اس بات سے واقف ہو چکے ہیں کہ مجموعی طلب کو صرفی اخراجات اور سرمایہ کاری کے اخراجات کو ملا کر حاصل کیا جاتا ہے۔ اس طرح:

$$AD = C + I \tag{12.1}$$

تفاعلِ صرف ہوتا ہے:

$$C \ = \ a \ + bY \tag{5.1}$$

اب مان لیتے ہیں کہ سرمایہ کاری I کے برابر ہے اور آمدنی کی سطح سے آزاد ہوتی ہے۔ لہذا، تفاعل صرف کی قدر کو مجموعی طلب کی مساوات میں رکھنے پر:

$$AD = \ a + \ bY + I$$

قومی آمدنی کا تعین مجموعی اخراجات کی اس سطح پر ہوتا ہے جو معیشت میں مجموعی رسد کے برابر ہوتی ہے۔ معیشت کی مجموعی رسد مجموعی پیداوار کے برابر ہوتی ہے۔ یعنی معیشت کی مجموعی پیدوار اس کی مجموعی آمدنی ہوتی ہے جو مجموعی رسد کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح:

$$AS = Y \tag{12.2}$$

قومی آمدنی کے توازن / تعین کی شرط ہے:

$$AD = AS \tag{12.3}$$

$$Y = a \ + bY + I$$

$$Y \ - \ bY \ = \ a \ + \ I$$

$$Y \ (1 - b) \ = \ a + I$$

$$Y \ = \ \frac{a + I}{1 - b} \tag{7.8}$$

$$Y = \ \frac{a + I}{1 - MPC}$$

درج بالا مساوات معیشت میں توازن کی حالت کو بتاتی ہے جس سے معیشت کی قومی آمدنی کا تعین بھی ہوتا ہے۔ اس مساوات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مستقل صرف یعنی a اور سرمایہ کاری یعنی I معیشت میں اس طرح سے اخراجات کو پیدا کرتے ہیں کہ مجموعی اخراجات اور مجموعی پیداوار ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔ اس مساوات سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مستقل صرف اور سرمایہ کاری کے علاوہ ضارب (Multiplier) کے طور پر $\frac{1}{1-MPC}$ کا بھی اہم کردار ہے۔ جتنا زیادہ ضارب ہو گا اتنی زیادہ قومی آمدنی بھی ہو گی۔ ضارب کی قدر MPC پر منحصر ہوتی ہے۔ جتنا زیادہ MPC ہو گا اتنا ہی زیادہ ضارب یعنی $\frac{1}{1-MPC}$ کا حاصل ہو گا۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ صرف کو بڑھا کر معیشت کی مجموعی آمدنی بڑھائی جا سکتی ہے۔ یہ کینز کا ایک اہم نقطہ ہے۔ اگر کساد بازاری سے اوپر آنا ہو تو صَرف کو بڑھانا ہو گا۔

مثال: مان لیجیے کہ ایک معیشت میں مجموعی صرفی اخراجات $C = 100 + 0.8Y$ ہیں اور سرمایہ کاری $I = 200$ ہے۔ مجموعی آمدنی اور سرمایہ کاری ضارب (Investment Multiplier) بتائیں۔

حل: مجموعی طلب

$$AD = C + I$$
$$AD = 100 + 0.8Y + 200$$

توازن کی شرط:

$$AD = AS$$
$$Y = 100 + 0.8Y + 200$$
$$Y - 0.8Y = 300$$
$$Y(1 - 0.8) = 300$$
$$Y = \frac{300}{0.2} = 1500$$

سرمایہ کاری کے ضارب کو $\frac{1}{1-b}$ کے فارمولے سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔

$$\text{Investment Multiplier} = \frac{1}{1-b}$$
$$b = 0.8$$
$$\text{Investment Multiplier} = \frac{1}{1-0.8} = \frac{1}{0.2} = 5$$

12.5 قومی آمدنی اور روزگار (National Income and Employment)

درج بالا میں ہم نے قومی آمدنی کے تعین کا مطالعہ کیا۔ جبکہ سابقہ اکائی میں روزگار کے تعین کے بارے میں بحث کی گئی۔ ہم نے دونوں کا تجزیہ جدا جدا اکائی میں کیا تاکہ آپ کو دونوں کا تعین بہتر سمجھ آسکے۔ لیکن حقیقت میں آمدنی اور روزگار دونوں کا تعین ایک ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا، یہ بے موقع نہ ہوگا کہ دونوں کے ایک ساتھ تعین کی وضاحت کی جائے۔ یہ محلِ نظر رہے کہ کینز کے نظریے میں روزگار آمدنی کا تفاعل ہے۔

مدت قلیل میں قومی آمدنی اور روزگار مجموعی اخراجات اور مجموعی پیداوار کے توازن سے متعین ہوتی ہے۔ دو سیکٹر معیشت میں ایک سال کے دوران قومی آمدنی معیشت میں پیدا تمام اشیا و خدمات کی زری قدر کے مساوی ہوگی۔ مجموعی پیداوار کے دو اجزا ہیں: سال میں پیدا حتمی اشیائے صَرف کی رسد یا پیداوار اور اشیائے سرمایہ کی پیداوار۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قومی آمدنی اور قومی پیداوار یکساں ہوتے ہیں کیونکہ دونوں ہی تصورات معیشت میں پیدا حتمی اشیا و خدمات کی قدر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ معیشت میں پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی زری قدر کو عواملِ پیدائش کو پیداوار میں ان کی شراکت کے عوض اجرت، سود، لگان اور منافع کی مد میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

مجموعی پیداوار جسے مجموعی رسد بھی کہا جاتا ہے سرمائے کے ذخیرے، محنت کی مقدار اور ٹیکنالوجی پر منحصر ہوتی ہے۔ چونکہ مدتِ قلیل میں سرمایہ اور ٹیکنالوجی مقرر ہوتے ہیں لہذا، مجموعی پیداوار میں اضافہ محنت میں اضافہ کر کے ہی کیا جاسکتا ہے۔ کلاسیکی مکتبہ فکر کی ہی طرح، کینز کے مطابق بھی مجموعی پیداوار یا مجموعی آمدنی قلیل مدتی تفاعلِ پیدائش پر منحصر ہوتی ہے۔ قلیل مدتی تفاعلِ پیدائش کو ذیل کے طریقے سے لکھا جاسکتا ہے:

$$Y = f(L, \overline{K}, \overline{T}) \tag{9.2}$$

جہاں، Y مجموعی پیداوار، $\overline{K}$ سرمائے کے ذخیرے کی مقررہ مقدار، $\bar{T}$ ٹیکنالوجی اور L محنت یا مزدوروں کی مقدار ہے۔ یاد کریں کہ محنت کی دی گئی مقدار کتنی پیداوار کر سکتی ہے یہ سرمائے کے ذخیرے اور ٹیکنالوجی پر منحصر ہوتا ہے۔ جتنی اعلیٰ معیار کی ٹیکنالوجی ہوگی، مزدوروں کی دی گئی مقدار اتنا ہی زیادہ مجموعی پیداوار پیدا کر پائے گی۔ لیکن چونکہ کینز کا تجزیہ قلیل مدتی تجزیہ ہے، لہذا، اس میں سرمائے اور ٹیکنالوجی کو مقرر فرض کیا جاتا ہے۔

مجموعی پیداوار کے درج بالا تفاعل کے مطابق جتنی زیادہ مقدار محنت کی استعمال ہوگی اتنی ہی زیادہ معیشت کی پیداوار ہوگی۔ اسے ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ جتنی زیادہ معیشت کی آمدنی ہوگی اتنے ہی زیادہ مزدوروں کو روزگار مل جائے گا۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کینز کے تجزیے میں آمدنی اور روزگار کا تعین موثر طلب سے ہوتا ہے۔ ایسی بند معیشت جس میں حکومت کی مداخلات نہیں ہوتی، مجموعی طلب صرفی طلب اور سرمایہ کاری کی طلب پر مشتمل ہوتی ہے۔ کینز کے نظریے میں تفاعلِ صرف مدتِ قلیل میں مستحکم ہوتا ہے جبکہ سرمایہ کاری غیر مستحکم ہوتی ہے کیونکہ اس کا انحصار کافی حد تک سرمایہ کاری کی مستقبل میں منافع کی توقعات پر ہوتا ہے۔ مکمل روزگار کے ساتھ توازن تب قائم ہوتا ہے جب معیشت میں سرمایہ کاری پس اندازی یا بچت کے مساوی ہو۔

تصویر 12.7 پر غور کریں۔ تصویر کے بائیں حصے میں مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات خط AE اور مجموعی رسد خط OZ کے نقطہ تقاطع سے توازنی آمدنی OY_F متعین ہوتی ہے۔ OY_F آمدنی کے بالمقابل مجموعی اخراجات OQ ہوں گے اس طرح کہ $OQ = OY_F$۔

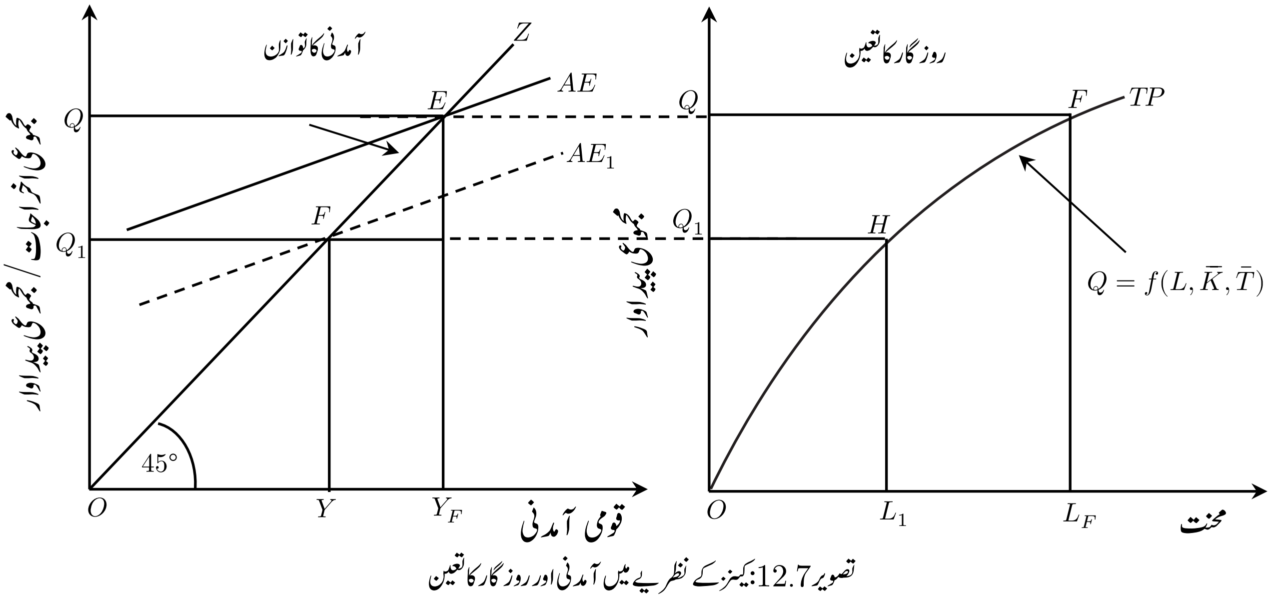

تصویر 12.7: کینز کے نظریے میں آمدنی اور روزگار کا تعین

تصویر کے داہنی حصے میں قلیل مدتی تفاعل پیداوار کو TP خط سے دکھایا گیا ہے۔ TP خط کے مطابق OQ مقدار میں پیداوار کرنے کے لیے محنت کی OL_F اکائیوں کو روزگار دینا ہوگا۔ غور کریں کہ مقدار OQ پیدا کرنے کی صورت میں تمام مزدوروں کو روزگار مل جائے گا اور معیشت میں مکمل روزگار کی صورت ہوگی اگر OY_F آمدنی مکمل روزگار آمدنی ہے۔ اب فرض کریں کہ کسی وجہ سے سرمایہ کاری میں کمی آجاتی ہے اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات کا خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر AE_1 ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں توازنی آمدنی مجموعی اخراجات خط اور مجموعی رسد خط کے نقطہ تقاطع F پر متعین ہوگی۔ نقطہ F پر توازنی آمدنی OY_1 ہوگی جو مجموعی اخراجات OQ_1 کے مساوی ہوگی۔ تصویر کے داہنی حصے میں مجموعی پیداوار OQ_1 کو پیدا کرنے کے لیے OL_1 مقدار میں محنت کو روزگار ملے گا۔ اس طرح، مزدوروں کی $L_F L_1$ مقدار بے روزگار ہو جائے گی۔ اس طرح، مجموعی طلب یا اخراجات میں کمی سے معیشت میں بے روزگاری کی حالت پیدا ہوگی۔ کینز کے مطابق یہ بے روزگاری تب تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ مجموعی طلب میں اتنا اضافہ نہ کر دیا جائے کہ وہ مکمل روزگار آمدنی کے مساوی ہو جائے۔

12.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- کینز کی کلاسیکی نظریے پر تنقید کی وضاحت کر سکتے ہیں۔۔
- کینز کے آمدنی و روزگار کے نظریے کی وضاحت کر سکتے ہیں۔

12.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

12.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کا نظریہ طویل مدتی نظریہ ہے۔ (صحیح/غلط)
2. کینز نے کلاسیکی مفروضے کہ معیشت میں مکمل روزگار پر ہی قومی آمدنی کا تعین ہوتا ہے کو صحیح نہیں مانا۔ (صحیح/غلط)
3. کینز کے نزدیک لوگ پنی آمدنی کے بڑھنے پر بچت کاری کرتے ہیں جس کی وجہ سے Say's Law of Market معیشت میں ناکام ہوتا ہے۔ (صحیح/غلط)
4. کینز کے نزدیک معیشت میں توازن کی حالت میں بے روزگاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔ (ممکن/ناممکن)
5. ضارب کی قدر ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔
6. اگر حاشیائی میلان صرف 0.8 ہو تو ضارب کی قدر ہوگی:

(a) 1	(b) 2
(c) 5	(d) 10

7. آمدنی کے بڑھنے کے ساتھ اگر صرفی اخراجات بڑھیں تو اسے کون سے اخراجات کہیں گے؟

(a) آزاد اخراجات (b) تابع اخراجات

(c) (a) اور (b) دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

8. دو سیکٹر معیشت میں ضارب ہوتا ہے:

(a) b (b) $1-b$

(c) $-b$ (d) $1/(1-b)$

9. کینز کی کتاب General Theory Income, Employment, Interest and Money کب شائع ہوئی؟

(a) 1930 (b) 1940

(c) 1929 (d) 1936

10. حاشیائی میلانِ صرف ہوتا ہے:

(a) $\Delta C/\Delta Y$ (b) $(1-\Delta C)/\Delta Y$

(c) $\Delta Y/\Delta C$ (d) $1-\Delta C/\Delta Y$

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	غلط	غلط	صحیح	ممکن	$\frac{1}{1-b}$	c	b	d	d	a

12.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کینز کے معاشی نظام کے مفروضات کیا کیا ہیں؟
2. کلاسیکی معاشی نظام کے مفروضات پر کینز کے تبصرے کا جائزہ لیں۔
3. کینز کے دو سیکٹر ماڈل کو الجبرائی طریقے سے سمجھائیں۔
4. کینز نے کس طرح مالیاتی پالیسی کو فروغ دیا؟
5. کینز کے نظریے میں ضاربِ سرمایہ کاری (Investment Multiplier) اور MPC کے مابین رشتے پر روشنی ڈالیں۔

12.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے معاشی نظام کے دو سیکٹر ماڈل کو گراف کے ذریعے سمجھائیں۔
2. مجموعی اخراجات کے دو الگ الگ اجزا پر تفصیلی جائزہ پیش کریں۔
3. کینز اور کلاسیکی نظریات کے مفروضات کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

بلاک IV: کینزی نظریہ

اکائی 13: تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین

(Income Determination in Three Sector Economy)

اکائی کے اجزا:

13.0 تمہید (Introduction)

13.1 مقاصد (Objectives)

13.2 تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین
(Income Determination in Three Sector Economy)

13.2.1 تین سیکٹر معیشت میں ضارب (Multiplier in Three Sector Economy)

13.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

13.4 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

13.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

13.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

13.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

13.0 تمہید (Introduction)

دو سیکٹر معیشت میں آمدنی وروزگار کے تعین کے بارے میں آپ سابقہ اکائی میں پڑھ چکے ہیں۔ دو اہم مفروضے وہاں یہ قائم کیے گئے تھے کہ (1) معیشت آزاد بازار معیشت ہے جس میں حکومت معاشی سرگرمیوں میں مداخلات نہیں کرتی اور (2) معیشت بند معیشت ہے یعنی متعلقہ معیشت دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات نہیں رکھتی۔ لیکن دورِ حاضر کی تمام معیشتوں میں حکومت معاشی سرگرمیوں میں مداخلت کرتی ہے اور اسی طرح، معیشتیں ایک دوسرے سے تجارتی تعلقات بھی رکھتی ہیں۔ اس اکائی اور اس سے لاحقہ اکائی میں ہم دو سیکٹر بند معیشت کے مفروضوں کو ترک کر کے کینزی ماڈل کا تجزیہ تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت کے پسِ منظر میں کریں گے۔

گھریلو شعبے (Household Sector) اور تجارتی شعبے (Business Sector) کے علاوہ حکومت معیشت کا تیسرا بنیادی شعبہ ہے۔ حکومت کے معاشی مقاصد میں روزگار پیدا کرنا، معاشی نموو ترقی (Economic Growth & Development) کو فروغ دینا

اور سماج کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سڑکوں، پلوں، اسکولوں، کالجوں، ہسپتالوں وغیرہ کی تعمیر پر کثیر رقم خرچ کرتی ہے۔ حکومت کی معاشی سرگرمیوں کا اثر مجموعی طلب پر اور نتیجے میں قومی آمدنی کے تعین پر پڑتا ہے۔ لہٰذا، تین سیکٹر معیشت میں توازنی آمدنی کے تعین میں سرکاری شعبے کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس اکائی میں ہم تین سیکٹر معیشت میں قومی آمدنی کے تعین کی وضاحت کریں گے۔ اس کے بعد تین سیکٹر معیشت میں کینزی ضارب کی وضاحت کی جائے گی۔

13.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کے تعین کی وضاحت کرنا۔
- تین سیکٹر معیشت میں ضارب کی وضاحت کرنا۔
- تین سیکٹر معیشت کے ضارب کا اشتقاق کرنا۔
- متوازن بجٹ ضارب کی وضاحت کرنا۔

13.2 تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین

(Income Determination in Three Sector Economy)

جدید معیشتوں میں حکومت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ علم معاشیات میں کینز کی ایک اہم خدمت یہ تھی کہ انہوں نے معیشت کے استحکام کے لیے حکومت کی مداخلت کے کردار پر زور دیا۔ ان کے مطابق، معیشت میں خود کو درست کرنے کا میکانزم نہیں ہوتا جیسا کہ کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کا ماننا تھا۔ ایسی صورت میں معیشت کے عدمِ استحکام کو ختم کرنے کے لیے حکومت کی مداخلت ضروری ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، معاشی مندی یا بحران کی صورت میں مجموعی طلب کی کمی ہوتی ہے اور لہٰذا حکومت اپنے اخراجات میں اضافہ کر کے مجموعی طلب میں اضافہ کر سکتی ہے اور معیشت کو معاشی بحران سے نکالنے میں مدد کر سکتی ہے۔ اسی طرح، مہنگائی کے زمانے میں حکومت اپنے اخراجات میں کمی اور ٹیکس میں اضافہ کر کے مجموعی طلب میں کمی کر سکتی ہے اور مہنگائی کو قابو کر سکتی ہے۔ حکومت کے اس طرح کے اقدامات کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کہتے ہیں۔ مالیاتی پالیسی حکومت کی اخراجات اور آمدنی سے متعلق پالیسی ہے۔ کینز کے مطابق حکومت مالیاتی پالیسی کے ذریعے مجموعی طلب کو منضبط کر سکتی ہے اور معیشت میں استحکام پیدا کر سکتی ہے۔ اس لیے ہم حکومت کو آمدنی کے تعین کے تجزیے میں شامل کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کے اخراجات کا انحصار قومی آمدنی یا اس میں تبدیلی پر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آمدنی کے تعین کے کینزی ماڈل میں سرکاری اخراجات کو مستقل یا آزاد سمجھا جاتا ہے یعنی یہ آمدنی پر منحصر نہیں ہوتا اور آمدنی میں تبدیلی سے اس میں تبدیلی نہیں آتی۔ تجزیے کو آسان رکھنے کے لیے آیئے سب سے پہلے ایسی سادہ معیشت کا تجزیہ کرتے ہیں جس میں حکومت اشیا و خدمات کی خرید پر اخراجات کرتی ہے لیکن کسی طرح کا ٹیکس عائد نہیں کرتی۔ ساتھ ہی یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ حکومت انتقالی ادائیگیاں (Transfer

(Payments) بھی نہیں کرتی۔اس طرح، معیشت کے مجموعی اخراجات (جسے مجموعی طلب بھی کہتے ہیں)، صرفی اخراجات (C)، سرمایہ کاری کے اخراجات (I) اور سرکاری اخراجات پر مشتمل ہوں گے۔ اگر سرکاری اخراجات کو G سے ظاہر کریں تو مجموعی اخراجات کی مساوات ہوگی:

$$AD = C + I + G \tag{13.1}$$

یاد کریں کہ کینز کے نظریے میں قومی آمدنی کا تعین مجموعی طلب اور مجموعی رسد کی مساوات سے ہوتا ہے۔یعنی توازنی آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جو مجموعی طلب کے مساوی ہو۔اس طرح قومی آمدنی کے توازن کی مساوات ہوگی:

$$Y = AD \tag{13.2}$$

$$Y = C + I + G \tag{13.3}$$

مساوات (13.3) دکھاتی ہے کہ توازنی آمدنی کا تعین اس نقطے پر ہوتا ہے جہاں صرفی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات اور سرکاری اخراجات مجموعی رسد یا قومی آمدنی کے مساوی ہوتے ہیں۔چونکہ صرفی اخراجات مساوی ہوتے ہیں $C = a + bY$ کے،لہذا، مساوات (13.3) کو ذیل کی طرح لکھا جاسکتا ہے۔

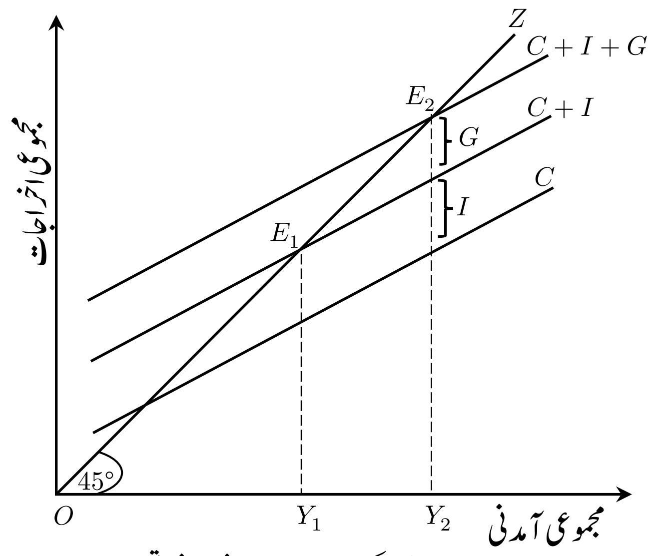

تصویر 13.1: تین سیکٹر معیشت میں توازنی آمدنی کا تعین

$$Y = a + bY + I + G$$

$$Y - bY = a + I + G$$

$$Y(1 - b) = a + I + G$$

$$Y = \frac{1}{1-b}(a + I + G) \tag{13.4}$$

مساوات (13.4) تین سیکٹر معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی مساوات ہے۔یہ بتاتی ہے کہ توازنی آمدنی کی سطح، مستقل صرف (a)، مستقل سرمایہ کاری (I) اور سرکاری اخراجات (G) کے جمع ($a + I + G$) گنا ضارب ($\frac{1}{1-b}$) کے مساوی ہوتی ہے۔توازنی آمدنی کے تعین کی ترسیمی وضاحت تصویر 13.1 میں کی گئی ہے۔

تصویر میں C خط تفاعلِ صرف خط ہے اور یہ آمدنی کا تفاعل ہے یعنی یہ آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتا ہے۔صَرف میں نجی سرمایہ کاری کے اخراجات کو جوڑنے پر $C + I$ خط حاصل ہوتا ہے۔دو سیکٹر معیشت میں $C + I$ خط مجموعی طلب خط ہوتا ہے اور °45 خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوتی ہے۔$C + I$ کو ہم نجی اخراجات (Private Expenditure) کہہ سکتے ہیں۔اس کی تفصیل آپ سابقہ اکائی میں پڑھ چکے ہیں۔لیکن چونکہ معیشت میں حکومت بھی اہم کردار ادا کرتی ہے لہذا نجی مجموعی اخراجات میں ہم سرکاری اخراجات G کو جوڑ کر مجموعی طلب خط $C + I + G$ حاصل کرتے ہیں۔یہ مجموعی طلب خط °45 ڈگری خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔اس طرح سرکاری اخراجات کی موجودگی میں مجموعی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً

مجموعی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں روزگار میں اضافہ ہوتا۔

1. یک مشت ٹیکس کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Lump Sum Tax)

حکومت معیشت میں اخراجات کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف ذرائع سے آمدنی بھی کماتی ہے جن میں سب سے اہم ذریعہ ٹیکس ہے۔ ٹیکس کی ایک آسان شکل یک مشت ٹیکس (Lump Sum Tax) ہے۔ یک مشت ٹیکس میں حکومت ایک متعینہ رقم وصول کرتی ہے چاہے معیشت کی آمدنی کچھ بھی ہو۔ مثال کے طور پر اگر حکومت 50 کروڑ روپے کا ٹیکس وصول کرنا چاہتی ہے اور اس کے لیے وہ یک مشت ٹیکس عائد کرتی ہے تو معیشت کے تمام افراد پر ایک مقررہ مقدار کا ٹیکس عائد ہوگا قومی آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو۔ یاد رہے کہ ٹیکس افراد کی قابلِ صَرف آمدنی (Disposable) یا تصرفی آمدنی میں کمی کرتا ہے لہٰذا 50 کروڑ کے ٹیکس سے افراد کی تصرفی آمدنی بھی 50 کروڑ کے بقدر کم ہو جائے گی۔ تصرفی آمدنی میں کمی سے افراد کے صرفی اخراجات میں کمی ہوگی۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ یک مشت ٹیکس سے صرفی اخراجات میں مساوی مقدار میں کمی نہیں ہوگی کیونکہ ٹیکس کی وجہ سے کم ہوئی تصرفی آمدنی کا اثر صرفی اخراجات اور بچت دونوں پر پڑتا ہے۔

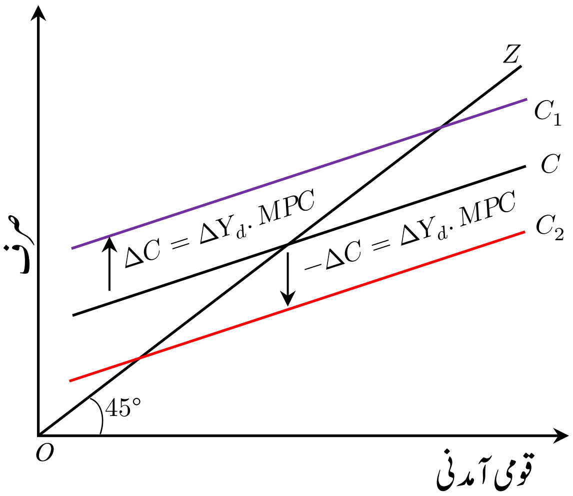

تصویر 13.2: یک مشت ٹیکس کا تفاعلِ صرف پر اثر

یک مشت ٹیکس کی وجہ سے تصرفی آمدنی میں کمی سے صرفی اخراجات میں ٹیکس کی مقدار (T) گنا حاشیائی میلانِ صرف (MPC) کے مساوی کمی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر 50 کروڑ کے یک مشت ٹیکس کے نتیجے میں تصرفی آمدنی میں 50 کروڑ کی کمی ہوگی۔ تصرفی آمدنی میں کمی سے صرفی اخراجات میں آمدنی میں کمی گنا حاشیائی میلانِ صرف کے مساوی کمی ہوگی۔ اگر معیشت کی MPC کی قدر 0.7 ہو تو 50 کروڑ کی کمی سے صرفی اخراجات میں محض 35 کروڑ روپے کی کمی ہوگی۔ علامتی زبان میں:

$$\Delta C = T. MPC$$

$$\Delta C = \Delta Y_d. MPC \qquad \because T = \Delta Y_d$$

تصویر 13.2 میں یک مشت ٹیکس کا تفاعلِ صَرف پر اثر دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ یک مشت ٹیکس کی وجہ سے تفاعل صرف خط C نیچے کی جانب منتقل ہو کر C_2 ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس یک مشت ٹیکس میں کمی سے تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہو کر C_1 ہو جاتا ہے۔

آیئے اب حکومت کے اخراجات اور یک مشت ٹیکس کی موجودگی میں قومی آمدنی کے تعین کو دیکھتے ہیں۔

$$Y = C + I + G \tag{13.3}$$

ٹیکس کی موجودگی میں تفاعلِ صرف مجموعی آمدنی پر نہیں بلکہ تصرفی آمدنی پر منحصر ہوتا ہے۔ اس کی مساوات ہوگی:

$$C = a + bY_d \tag{13.5}$$

جہاں Y_d تصرفی آمدنی ہے جس کی مساوات ہوتی ہے:

$$Y_d = Y - T \tag{13.6}$$

اس طرح تفاعلِ صرف ہو گا:

$$C = a + b(Y - T) \qquad (13.7)$$

قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$Y = a + bY_d + I + G$$
$$Y = a + b(Y - T) + I + G$$
$$Y = a + bY - bT + I + G$$
$$Y - bY = a - bT + I + G$$
$$Y(1 - b) = a - bT + I + G$$
$$Y = \frac{1}{1-b}(a - bT + I + G) \qquad (13.8)$$

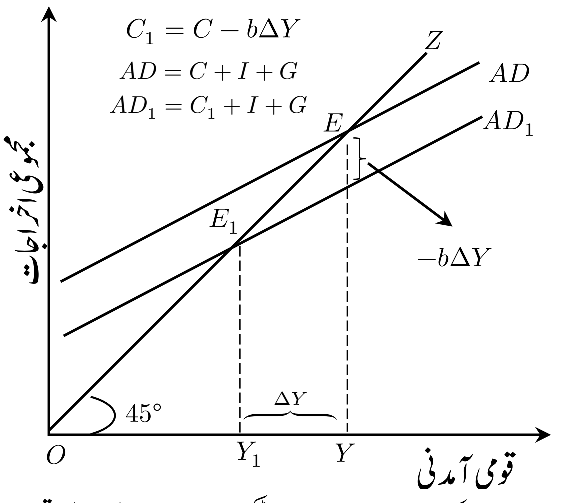

تصویر13.3: تین سیکٹر معیشت میں یک مشت ٹیکس کے ساتھ توازنی آمدنی کا تعین

مساوات(13.8) کے مطابق یک مشت ٹیکس کے ساتھ توازنی آمدنی، $(a - bT + I + G)$ کے $[\frac{1}{1-b}]$ گنا کے مساوی ہو گی۔ غور کریں کہ جہاں سرکاری اخراجات سے توازنی قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے(کیونکہ مساوات میں G کی علامت مثبت ہے)، ٹیکس کی وجہ سے توازنی قومی آمدنی میں کمی ہوتی ہے(کیونکہ مساوات میں bT کی علامت منفی ہے)۔ تصویر13.3 پر غور کریں۔ تصویر کے مطابق AD خط اور °45 خط کے نقطہ تقاطع سے توازنی آمدنی OY متعین ہوتی ہے۔ نوٹ کریں کہ AD خط میں سرکاری اخراجات بھی شامل ہیں۔ اب فرض کریں کہ حکومت T مقدار میں یک مشت ٹیکس عائد کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معیشت کے تصرفی اخراجات میں کمی ہو گی اور نتیجتاً مجموعی طلب خط AD نیچے کی جانب منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی کم ہو کر OY_1 ہو جائے گی۔

2. انتقالی ادائیگیوں کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Transfer Payments)

جس طرح یک مشت ٹیکس کا اثر تصرفی آمدنی پر پڑتا ہے، اسی طرح انتقالی ادائیگی کا اثر بھی تصرفی آمدنی پر پڑتا ہے۔ حالانکہ انتقالی ادائیگیاں سرکاری اخراجات کا حصہ ہیں لیکن ان کا اثر قومی آمدنی پر مختلف ہوتا ہے۔ ہم نے اشیا وخدمات کی خرید پر کیے گئے سرکاری اخراجات کو G سے ظاہر کیا ہے۔ انتقالی ادائیگیوں کو ہم TR سے ظاہر کریں گے۔ یاد رہے کہ سرکاری اخراجات G کے عوض اشیا وخدمات کا تبادلہ ہوتا ہے جبکہ انتقالی ادائیگیوں TR کے عوض اشیا وخدمات کا تبادلہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں توازنی آمدنی کی مساوات کو درج ذیل طریقے سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔

$$Y = C + I + G \qquad (13.3)$$
$$C = a + bY_d \qquad (13.5)$$
$$Y_d = Y - T + TR \qquad (13.9)$$

مساوات(13.9) کے مطابق ٹیکس سے تصرفی آمدنی (Y_d) میں کمی ہوتی ہے اور انتقالی ادائیگیوں سے تصرفی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ تفاعل صرف کی مساوات میں رکھنے پر:

$$C = a + b(Y - T + TR) \qquad (13.10)$$

قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$Y = a + bY_d + I + G$$
$$Y = a + b(Y - T + TR) + I + G$$
$$Y = a + bY - bT + bTR + I + G$$
$$Y - bY = a - bT + bTR + I + G$$
$$Y(1 - b) = a - bT + bTR + I + G$$
$$Y = \frac{1}{1-b}(a - bT + bTR + I + G) \quad (13.11)$$

اس طرح، مساوات (13.11) سرکاری اخراجات، انتقالی ادائیگیوں اور ٹیکس کے ساتھ توازنی آمدنی کی مساوات کو دکھاتی ہے۔

3. تابع ٹیکس کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Induced Tax)

اب تک ہمارا تجزیہ اس مفروضے پر مبنی تھا کہ حکومت کے عائد کردہ ٹیکس یک مشت ٹیکس ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو، حکومت ٹیکس کی مد میں ایک مخصوص رقم حاصل کرتی ہے۔ یعنی ٹیکس قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتا۔ لیکن حقیقی دنیا میں، مکمل ٹیکس یک مشت ٹیکس نہیں ہوتا۔ جہاں ٹیکس کا کچھ حصہ مستقل ہوتا ہے اور آمدنی پر منحصر نہیں ہوتا وہیں ٹیکس کا ایک حصہ آمدنی پر منحصر ہوتا ہے اور آمدنی میں اضافے سے ٹیکس کی رقم میں اضافہ ہوتا اور آمدنی میں کمی سے ٹیکس کی رقم میں کمی آتی ہے۔ اس کے علاوہ، ٹیکس کی شرح میں بھی آمدنی میں اضافے کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حکومتِ ہند مختلف آمدنی والے افراد پر ٹیکس کی مختلف شرح عائد کرتی ہے (اس طرح کے ٹیکس کو متزائد ٹیکس کہتے ہیں)۔ ایسی صورت جس میں حکومت کی کل ٹیکس آمدنی کا کچھ حصہ مستقل ہوتا ہے اور کچھ حصہ آمدنی پر منحصر ہوتا ہے، اس کے ٹیکس تفاعل کو ذیل سے دکھایا جاسکتا ہے۔

$$T = t_0 + tY \quad (13.12)$$

جہاں، T ٹیکس کی کل مقدار ہے، t_0 مستقل ٹیکس ہے اور t ٹیکس کی شرح ہے۔ اسے ٹیکس کا حاشیائی میلان یا Marginal Propensity to Tax (MPT) بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں قومی آمدنی کے توازن کی مساوات ہوگی:

$$Y = C + I + G \quad (13.3)$$
$$C = a + bY_d \quad (13.5)$$
$$Y_d = Y - T + TR \quad (13.9)$$
$$Y_d = Y - (t_0 + tY) + TR$$
$$Y_d = Y - t_0 - tY + TR \quad (13.13)$$
$$C = a + b(Y - t_0 - tY + TR) \quad (13.14)$$

قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$Y = a + bY_d + I + G$$
$$Y = a + b(Y - t_0 - tY + TR) + I + G$$
$$Y = a + bY - bt_0 - btY + bTR + I + G$$
$$Y - bY + btY = a - bt_0 + bTR + I + G$$

$$Y(1-b+bt) = a - bt_0 + bTR + I + G$$
$$Y = \frac{1}{(1-b+bt)}(a - bt_0 + bTR + I + G) \quad (13.15)$$

مساوات (13.15) تابع ٹیکس کے ساتھ تین سیکٹر معیشت میں توازنی قومی آمدنی کی مساوات ہے۔

13.2.1 تین سیکٹر معیشت میں ضارب (Multiplier in Three Sector Economy)

اکائی 7 میں ضارب کے تجزیے کا ہم نے ایسی معیشت کے پس منظر میں مطالعہ کیا جس میں صرف گھریلو شعبہ اور تجارتی شعبہ دو شعبے تھے۔ اس معیشت میں حکومت کا کوئی کردار نہیں تھا۔ لیکن حقیقی دنیا کی تمام معیشتوں میں حکومت اہم کردار ادا کرتی ہے اور قومی آمدنی میں اس کے اخراجات کا بہت اثر پڑتا ہے۔ آیئے ایسی معیشت میں ضارب کا مطالعہ کریں جس میں حکومت معاشی متغیرات پر اثرانداز ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حکومت کے اخراجات کا ایک بڑا حصہ سماجی فلاح و بہبود کے فروغ کے لیے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سڑکوں اور عوامی پارک کی تعمیر، تعلیم، صحت اور فروغِ روزگار کے منصوبوں پر اخراجات سماجی فلاح و بہبود کے فروغ کے لیے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر شعبوں پر بھی حکومت کے اخراجات ہوتے ہیں مثال کے طور ملک کے دفاع پر کیے گئے اخراجات وغیرہ۔ حکومت کے یہ اخراجات قومی آمدنی پر منحصر نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا کینز نے ان اخراجات کو مستقل سرمایہ کاری یا آزاد سرمایہ کاری میں شامل کیا۔

1. سرکاری اخراجات کا ضارب (Government Expenditure Multiplier)

اگر ہم حکومت کے اخراجات (G) کو مجموعی طلب کی مساوات میں شامل کریں تو معیشت کی مجموعی طلب ہوگی:

$$AD = C + I + G \quad (13.1)$$

مزید فرض کریں کہ حکومت کسی قسم کا ٹیکس عائد نہیں کرتی ہے۔ اس صورت میں توازنی آمدنی ہوگی:

$$Y = C + I + G \quad (13.3)$$

سرکاری اخراجات میں اضافے کا بھی قومی آمدنی پر وہی اثر ہوتا ہے جو سرمایہ کاری میں اضافے سے ہوتا ہے۔ یعنی سرکاری اخراجات میں اضافے سے قومی آمدنی میں ضارب کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت کے لیے فرض کریں کہ معاشی بحران کے زمانے میں روزگار بڑھانے کے لیے حکومت اپنے اخراجات میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ جب حکومت اپنے اخراجات میں اضافہ کرے گی تو اس سے ان لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا جن سے حکومت نے اشیا و خدمات خریدی، جنہیں ملازمت دی وغیرہ۔ میلانِ صرف پر منحصر ہوتے ہوئے اس اضافی آمدنی کا ایک حصہ اشیا و خدمات کی خرید پر خرچ ہوگا۔ جس سے ان افراد کی آمدنی میں اضافہ ہوگا جن سے یہ اشیا و خدمات خریدی گئیں۔ وہ افراد بھی میلانِ صرف پر منحصر ہوتے ہوئے اضافی آمدنی کا ایک حصہ اشیا و خدمات پر صرف کریں گے۔ اس طرح، آمدنی و صَرف میں ضارب کے عمل پورا ہونے تک جاری رہے گا۔ مختصراً، سرکاری اخراجات میں اضافے کا بھی آمدنی پر وہی اثر ہوگا جو سرمایہ کاری میں اضافے کا ہوتا ہے یعنی سرکاری اخراجات میں ایک روپے کے اضافے سے قومی آمدنی کئی گنا بڑھ جائے گی۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ضاربِ سرمایہ کاری کی قدر $(\frac{1}{1-b})$ ہوتی ہے۔ سرکاری اخراجات کے ضارب کی قدر بھی $(\frac{1}{1-b})$ ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے معیشت کے توازن کی مساوات (13.4) دیکھیں۔

$$Y = \frac{1}{1-b}(a + I + G) \qquad (13.4)$$

اس مساوات کے مطابق توازنی آمدنی کی سطح، مستقل صرف (a)، مستقل سرمایہ کاری (I) اور سرکاری اخراجات (G) کے جمع $(a + I + G)$ گنا ضارب $(\frac{1}{1-b})$ کے مساوی ہوتی ہے۔ اگر سرکاری اخراجات G میں ΔG مقدار میں اضافہ ہوگا تو مجموعی سرکاری اخراجات $G + \Delta G$ کے مساوی ہو جائیں گے۔ نتیجے میں آمدنی بھی تبدیل ہو کر $Y + \Delta Y$ ہو جائے گی۔ لہٰذا:

$$Y + \Delta Y = \frac{a + I + G + \Delta G}{1-b}$$

$$Y + \Delta Y = \frac{a + I + G}{1-b} + \frac{\Delta G}{1-b} \qquad (13.16)$$

مساوات (13.4) کو مساوات (13.16) سے منہا کرنے پر:

$$Y + \Delta Y - Y = \left[\frac{a + I + G}{1-b} + \frac{\Delta G}{1-b}\right] - \left[\frac{a + I + G}{1-b}\right]$$

$$\Delta Y = \frac{\Delta G}{1-b}$$

درج بالا مساوات دکھاتی ہے کہ سرکاری اخراجات میں تبدیلی (ΔG) سے قومی آمدنی میں $(\frac{1}{1-b})$ گنا اضافہ (ΔY) ہوگا۔ مثال کے طور اگر b کی قدر 0.8 ہے تو سرکاری خراجات میں 100 کروڑ روپے کے اضافے سے قومی آمدنی میں 500 کروڑ کا اضافہ ہوگا۔

$$\Delta Y = \frac{100}{1-0.8} = \frac{100}{0.2} = 500$$

درج بالا مساوات کی دونوں جانب کو ΔG سے تقسیم کرنے پر:

$$\frac{\Delta Y}{\Delta G} = \frac{1}{1-b} \qquad (13.17)$$

غور کریں کہ سرمایہ کاری ضارب اور سرکاری اخراجات کے ضارب دونوں کی قدر یکساں ہے یعنی $(\frac{1}{1-b})$ ہے۔ اگر $\frac{\Delta Y}{\Delta G}$ کو K_g کہیں جہاں K_g سرکاری اخراجات ضارب ہے، تو:

$$K_g = \frac{1}{1-b} \qquad (13.18)$$

سرکاری اخراجات کے ضارب کی وضاحت تصویر 13.4 میں کی گئی ہے۔ ابتدا میں مجموعی اخراجات کا خط (AD) تھا۔ چونکہ سرمایہ کاری اور سرکاری اخراجات قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتے لہٰذا یہ خط مثبت ڈھلان والا صرفی اخراجات کی وجہ سے ہوگا۔ چونکہ صرفی اخراجات کا ڈھلان حاشیائی میلان صرف کے مساوی ہوتا ہے لہٰذا اس خط کا ڈھلان بھی حاشیائی میلانِ صرف کے مساوی ہوگا۔ OZ خط اور مجموعی اخراجات خط کے نقطہ تقاطع E_1 پر توازن قائم ہوتا ہے اور قومی آمدنی Y متعین ہوتی ہے۔ فرض

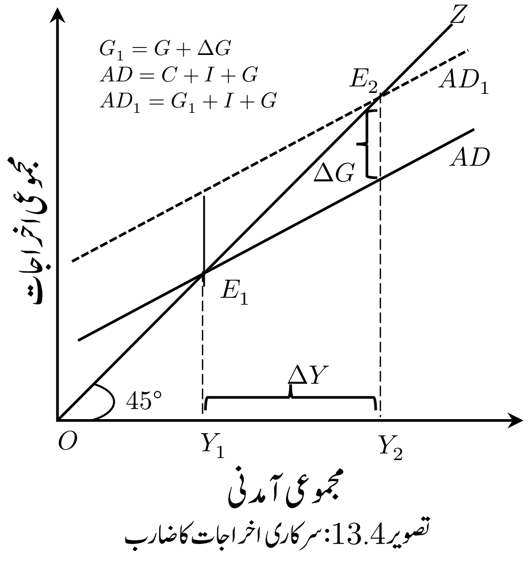

تصویر 13.4: سرکاری اخراجات کا ضارب

کریں کہ قومی آمدنی وروزگار میں اضافے کے لیے حکومت اخراجات میں ΔG کے بقدر اضافہ کرتی ہے جس سے مجموعی اخراجات کا خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سرکاری اخراجات میں ΔG کی تبدیلی سے آمدنی میں ΔY کا اضافہ ہوتا ہے۔ غور کریں کہ آمدنی میں اضافہ سرکاری اخراجات میں اضافے کا کئی گنا ہے۔

اوپر ہم نے دیکھا کہ قومی آمدنی پر سرکاری اخراجات میں تبدیلی کا اثر سرمایہ کاری کے اخراجات میں تبدیلی کے اثر کا سا ہی ہوتا ہے۔ لیکن حکومت کی انتقالی ادائیگیوں کے اخراجات کا اثر قومی آمدنی پر مختلف ہوتا ہے۔ انتقالی ادائیگیاں وہ ادائیگیاں ہوتی ہیں جن کے عوض حکومت کوئی شے یا خدمت وصول نہیں کرتی۔ انتقالی ادائیگیوں میں بے روزگاری بھتہ، غریبی بھتہ، ضعیف العمری بھتہ وغیرہ شامل ہیں۔ انتقالی ادائیگیوں سے افراد کی تصرفی آمدنی (Disposable Income) میں اضافہ ہوتا ہے۔ انتقالی ادائیگیوں کی صورت میں قومی آمدنی توازن میں ہوگی:

$$Y = \frac{a + bTR + I + G}{1 - b} \tag{13.19}$$

اگر حکومت انتقالی ادائیگیوں TR میں ΔTR مقدار میں تبدیلی کرتی ہے تو کل مجموعی انتقالی ادائیگیاں $TR + \Delta TR$ کے مساوی ہو جائیں گی۔ نتیجے میں آمدنی میں بھی ΔY کی تبدیلی ہوگی اور مجموعی آمدنی $Y + \Delta Y$ ہو جائے گی۔

$$Y + \Delta Y = \frac{a + b(TR + \Delta TR) + I + G}{1 - b}$$

$$Y + \Delta Y = \frac{a + bTR + b\Delta TR + I + G}{1 - b}$$

$$Y + \Delta Y = \frac{a + bTR + I + G}{1 - b} + \frac{b\Delta TR}{1 - b} \tag{13.20}$$

مساوات (13.19) کو مساوات (13.20) سے منہا کرنے پر ہمیں حاصل ہوگا:

$$Y + \Delta Y - Y = \left[\frac{a + bTR + I + G}{1 - b} + \frac{b\Delta TR}{1 - b}\right] - \left[\frac{a + bTR + I + G}{1 - b}\right]$$

$$\Delta Y = \frac{b}{1 - b}\Delta TR \tag{13.21}$$

مساوات (13.21) بتاتی ہے کہ انتقالی ادائیگیوں میں تبدیلی آنے پر توازنی قومی آمدنی میں انتقالی ادائیگیوں میں تبدیلی گنا $\left(\frac{b}{1-b}\right)$ کے مساوی تبدیلی ہوگی۔ ΔTR سے تقسیم کرنے پر:

$$\frac{\Delta Y}{\Delta TR} = \frac{b}{1 - b} \tag{13.22}$$

اس مساوات میں $\frac{b}{1-b}$ انتقالی ادائیگیوں کا ضارب ہے۔ نوٹ کریں کہ انتقالی ادائیگیوں کے ضارب کی قدر سرکاری اخراجات کے ضارب کی قدر سے کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ضارب کے عمل کے پہلے مرحلے میں سرکاری اخراجات میں اضافے سے مجموعی اخراجات میں اسی کے بقدر براہ راست اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر حکومت 100 کروڑ کے اخراجات کرتی ہے تو مجموعی اخراجات میں بھی 100 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس انتقالی ادائیگیوں میں اضافے سے اتنی ہی مقدار میں مجموعی اخراجات میں اضافہ نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر اگر حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.8 ہے تو 100 کروڑ کی انتقالی ادائیگیوں کا 20 فیصد حصہ عوام پس انداز کرے گی اور مجموعی اخراجات میں صِرف 80 کروڑ کا اضافہ ہو گا۔

2. ٹیکس ضارب (Tax Multiplier)

اوپر ہم یک مشت ٹیکس کے صرف پر اثرات اور یک مشت ٹیکس کی صورت میں توازنی آمدنی کو بیان کر چکے ہیں۔ آیئے یک مشت ٹیکس کے ساتھ ضارب اخذ کریں۔ مساوات (13.11) دوبارہ دیکھیں۔

$$Y = \frac{a - bT + bTR + I + G}{1 - b} \tag{13.11}$$

اگر حکومت یک مشت ٹیکس میں تبدیلی کرتی ہے تو مجموعی آمدنی میں بھی تبدیلی ہو گی۔

$$Y + \Delta Y = \frac{a - b(T + \Delta T) + bTR + I + G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT - b\Delta T + bTR + I + G}{1 - b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT + bTR + I + G}{1 - b} - \frac{b\Delta T}{1 - b} \tag{13.23}$$

مساوات (13.11) کو مساوات (13.23) سے منہا کرنے پر ہمیں حاصل ہو گا:

$$\Delta Y = -\frac{b}{1 - b}\Delta T$$

درج بالا مساوات بتاتی ہے کہ ٹیکس میں تبدیلی آنے پر توازنی قومی آمدنی میں ٹیکس میں تبدیلی گنا $(-\frac{b}{1-b})$ کے مساوی تبدیلی ہو گی۔ مساوات کو ΔT سے تقسیم کرنے پر:

$$\frac{\Delta Y}{\Delta T} = -\frac{b}{1 - b} = K_t \tag{13.24}$$

جہاں K_t ٹیکس ضارب ہے۔

تصویر 13.5 میں یک مشت ٹیکس کا قومی آمدنی پر اثر دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ یک مشت ٹیکس T عائد ہونے سے مجموعی اخراجات کا خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر AD سے AD_1 ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں توازنی آمدنی OY سے کم ہو کر OY_1 ہو گئی۔ غور کریں کہ توازنی آمدنی میں YY_1 کی کمی یک مشت ٹیکس کی مقدار EH کا کئی گنا ہے۔

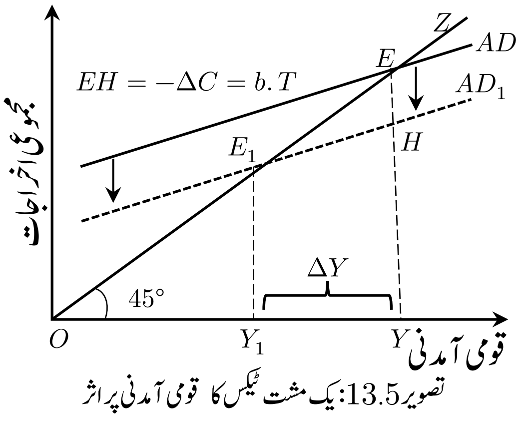

تصویر 13.5: یک مشت ٹیکس کا قومی آمدنی پر اثر

اگر سرکاری اخراجات ضارب، انتقالی ادائیگیوں کے ضارب اور ٹیکس ضارب کا موازنہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ انتقالی ادائیگیوں کے ضارب اور ٹیکس ضارب کی قدر سرکاری اخراجات ضارب سے کم ہے۔ اس کی وجہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ مثلاً، اگر سرکاری اخراجات میں 10 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو مجموعی اخراجات میں 10 کروڑ روپے کا اضافہ ہو گا۔ جس سے مجموعی آمدنی میں بھی 10 کروڑ روپے کا

اضافہ ہو گا۔ اس کے برعکس انتقالی ادائیگیوں میں 10 کروڑ کے اضافے سے اخراجات میں حاشیائی میلانِ صرف گنا 10 کروڑ کا اضافہ ہو گا ($10 \times MPC$)۔ چونکہ MPC کی قدر ایک سے کم ہوتی ہے لہذا انتقالی ادائیگیوں کا اثر 10 کروڑ کے سرکاری اخراجات سے کم ہو گا۔ اسی طرح ٹیکس میں 10 کروڑ کے اضافے سے مجموعی صرفی اخراجات میں 10 کروڑ روپے کے مساوی کمی نہیں ہو گی بلکہ حاشیائی میلانِ صرف گنا 10 کروڑ کے مساوی کمی ہو گی۔ چونکہ حاشیائی میلانِ صرف کی قدر ایک سے کم ہوتی ہے لہذا ٹیکس کا اثر 10 کروڑ روپے سے کم ہو گا۔

3. متوازن بجٹ ضارب (Balanced Budget Multiplier)

حکومت کا بجٹ متوازن ہوتا ہے جب اس کی آمدنی اور اخراجات مساوی ہوں۔ ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر سرکاری اخراجات میں تبدیلی (ΔG) ٹیکس میں تبدیلی (ΔT) کے مساوی ہو تو اس کا قومی آمدنی پر کیا اثر ہو گا؟ کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کے مطابق متوازن بجٹ کا معیشت کی پیداوار، آمدنی اور روزگار پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ سرکاری اخراجات میں ہوئے اضافے کے مثبت اثرات ٹیکس میں اضافے سے پیدا منفی اثرات ختم کر دیتے ہیں۔

جدید نظریے کے مطابق، متوازن بجٹ[1] بے اثر نہیں ہوتا۔ معیشت کی پیداوار، آمدنی اور روزگار پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ ٹیکس میں اضافے سے مجموعی اخراجات میں ہوئی کمی سرکاری اخراجات میں اضافے سے مجموعی اخراجات میں ہوئے اضافے سے کم ہوتی ہے۔ متوازن بجٹ کے قومی آمدنی پر ہونے والے اثرات کو متوازن بجٹ ضارب یا متوازن بجٹ کے کلیے سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق متوازن بجٹ ضارب کی قدر ہمیشہ ایک ہو گی۔ یعنی متوازن بجٹ کی صورت میں قومی آمدنی میں اضافہ سرکاری اخراجات کے بقدر ہو گا۔ اس کو درج ذیل طریقے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

مساوات (13.8) کے مطابق:

$$Y = \frac{1}{1-b}(a - bT + I + G) \tag{13.8}$$

اگر حکومت ΔG مقدار سے سرکاری اخراجات میں اضافہ کرتی ہے اور اسی کے بقدر یک مشت ٹیکس میں بھی ΔT کا اضافہ کرتی ہے تو مجموعی آمدنی میں تبدیلی ہو گی:

$$Y + \Delta Y = \frac{a - b(T + \Delta T) + I + G + \Delta G}{1-b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT - b\Delta T + I + G + \Delta G}{1-b}$$
$$Y + \Delta Y = \frac{a - bT + I + G}{1-b} + \frac{\Delta G - b\Delta T}{1-b} \tag{13.25}$$

مساوات (13.18) کو مساوات (13.25) سے منہا کرنے پر ہمیں حاصل ہو گا:

[1] یاد رہے کہ حکومت کا بجٹ متوازن ہوتا ہے جب اس کی آمدنی اس کے اخراجات کے مساوی ہو۔ یہاں متوازن بجٹ کو قدرے مختلف معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں متوازن بجٹ وہ صورت ہے جب حکومت کے اخراجات میں تبدیلی (ΔG) ٹیکس میں تبدیلی (ΔT) کے مساوی ہو۔

$$\Delta Y = \frac{\Delta G - b\Delta T}{1-b}$$

چونکہ

$$\Delta G = \Delta T$$

لہذا،

$$\Delta Y = \frac{\Delta G - b\Delta T}{1-b} = \frac{\Delta G - b\Delta G}{1-b}$$
$$\Delta Y = \frac{\Delta G(1-b)}{1-b}$$
$$\Delta Y = \Delta G$$

درج بالا مساوات دکھاتی ہے کہ متوازن بجٹ کی صورت میں عوامی اخراجات میں ΔG کی تبدیلی سے اسی مقدار میں توازنی آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مساوات کو ΔG سے تقسیم کرنے پر

$$\frac{\Delta Y}{\Delta G} = \frac{\Delta G}{\Delta G} = 1 = K_b \qquad (13.26)$$

جہاں K_b متوازن بجٹ ضارب ہے۔ متوازن بجٹ ضارب کو درج ذیل طریقے سے بھی اخذ کیا جا سکتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ سرکاری اخراجات کے ضارب کی قدر ہوتی ہے:

$$K_g = \frac{1}{1-b} \qquad (13.18)$$

اسی طرح، یک مشت ٹیکس ضارب کی قدر ہوتی ہے:

$$K_t = -\frac{b}{1-b} = \frac{-b}{1-b} \qquad (13.24)$$

متوازن بجٹ کے ضارب کی قدر ہو گی:

$$K_b = K_g + K_t$$
$$k_b = \frac{1}{1-b} + \frac{-b}{1-b}$$
$$K_b = \frac{1-b}{1-b} = 1 \qquad (13.26)$$

لہذا، متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک ہو گی جو یہ دکھاتا ہے کہ اگر اشیا و خدمات پر کیے گئے سرکاری اخراجات میں تبدیلی ٹیکس میں تبدیلی کے مساوی ہوں تو قومی آمدنی میں اشیا و خدمات پر کیے گئے سرکاری اخراجات کے مساوی اضافہ ہو گا۔

آیئے ایک مثال سے اس کی مزید وضاحت کریں۔ فرض کریں کہ معیشت کے اوسط میلانِ صَرف کی قدر 0.75 ہے۔ مزید فرض کریں کہ سرکاری اخراجات میں 10 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں 40 کروڑ روپے کا اضافہ ہو گا۔

$$\Delta Y = \frac{1}{1-b}\Delta G$$

$$\Delta Y = \frac{1}{1-0.75} \times 10 = 40$$

آمدنی میں یہ اضافہ سرکاری اخراجات کے ضارب کے عمل کی وجہ سے ہوا۔

اگر حکومت 10 کروڑ کے اخراجات کے مساوی 10 کروڑ کا ٹیکس عائد کرتی ہے تو ٹیکس ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی میں 30 کروڑ کی کمی ہوگی۔

$$\Delta Y = \frac{-b}{1-b} \Delta T$$

$$\Delta Y = \frac{-0.75}{1-0.75} \times 10 = -30$$

اس طرح متوازن بجٹ ضارب کی وجہ سے سرکاری اخراجات میں 10 کروڑ کے اضافے اور ٹیکس میں 10 کروڑ کے اضافے سے آمدنی میں خالص 10 کروڑ کا اضافہ ہوگا $(10 = 30 - 40)$۔

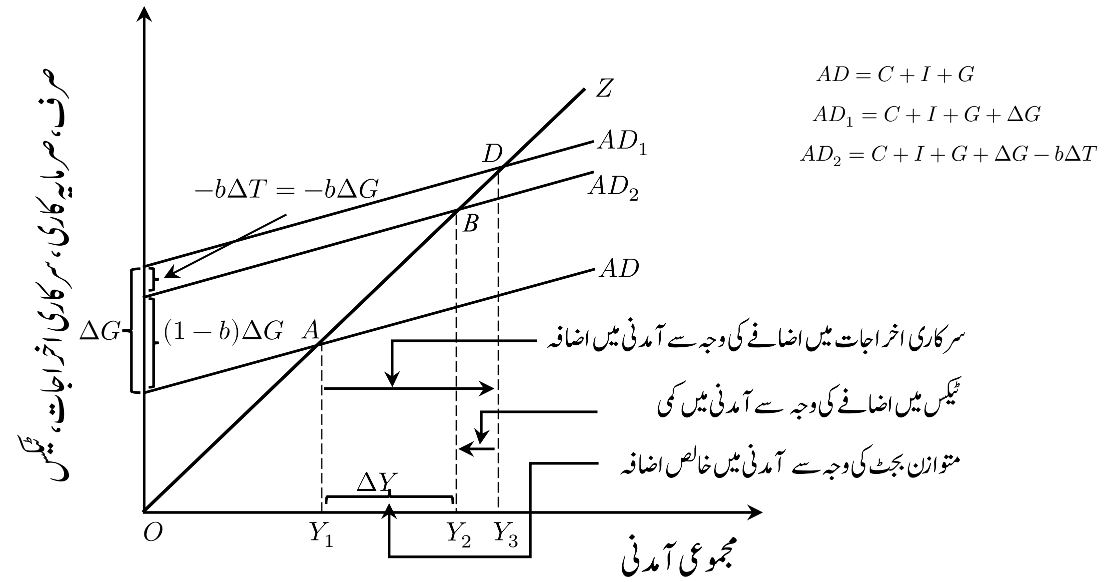

تصویر 13.6: متوازن بجٹ ضارب کا اثر

متوازن بجٹ ضارب کی وضاحت تصویر 13.6 میں کی گئی ہے۔ تصویر میں ابتدائی مجموعی اخراجات کا خط AD تھا جو OZ خط کو نقطہ A پر قطع کر رہا تھا جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوئی۔ اگر حکومت ΔG کے بقدر اخراجات میں اضافہ کرتی ہے اس طرح کہ ٹیکس میں کوئی تبدیلی نہیں کرتی تو مجموعی اخراجات کا خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے گا جو OZ خط کو نقطہ D پر قطع کرے گا جس سے توازنی آمدنی OY_3 متعین ہوگی۔ اس طرح آمدنی میں Y_1Y_3 کے بقدر اضافہ ہوگا جو سرکاری اخراجات میں تبدیلی (ΔG) گنا سرکاری اخراجات کے ضارب $(\frac{1}{1-b})$ کے مساوی ہوگا۔

اگر سرکاری اخراجات میں اس اضافے کو فائنانس کرنے کے لیے حکومت اسی کے بقدر ٹیکس میں اضافہ کرتی ہے تو ٹیکس ضارب کے عمل کی وجہ مجموعی اخراجات کا خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر AD_2 ہو جائے گا اور OZ خط کو نقطہ B پر قطع کرے گا جس سے توازنی آمدنی

OY_2 متعین ہو گی۔ اس طرح متوازن بجٹ ضارب کے نتیجے میں آمدنی میں اضافہ (ΔY) سرکاری اخراجات میں اضافے (ΔG) کے مساوی ہو گا۔ یہ محلِ نظر رہے کہ متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک کے مساوی تب ہی ہو گی جب درج ذیل شرائط پوری ہوتی ہوں:

- سرکاری اخراجات میں اضافہ کامل طور پر اشیا و خدمات کی خرید پر لگایا گیا ہو نہ کہ انتقالی ادائیگیوں پر۔ اگر سرکاری اخراجات میں پورا اضافہ انتقالی ادائیگیوں پر کیا گیا ہو تو متوازن بجٹ ضارب کی قدر صفر ہو گی اور اس کا معیشت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یہ نتیجہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ ٹیکس ادا کرنے والے اور انتقالی ادائیگیاں وصول کرنے والے دونوں گروہوں کے حاشیائی میلانِ صرف کی قدر یکساں ہے۔
- ٹیکس ادا کرنے والوں کا حاشیائی میلانِ صَرف حکومت کو اشیا و خدمات فروخت کرنے والوں کے حاشیائی میلانِ صَرف کے مساوی ہے۔
- سرکاری اخراجات اور ٹیکس کا سرمایہ کاری پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
- ٹیکس کی مقدار آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتی۔ یعنی ٹیکس صرف یک مشت ٹیکس ہے۔ اگر ٹیکس یک مشت ٹیکس نہیں بلکہ آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ اس کی مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے تو متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک نہیں ہو گی۔

13.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد:

- طلبا تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کے تعین کی وضاحت کر سکتے ہیں۔
- طلبا تین سیکٹر معیشت میں ضارب کی قدر اخذ کر سکتے ہیں۔
- متوازن بجٹ ضارب کی وضاحت کر سکتے ہیں اور اس کی قدر اخذ کر سکتے ہیں۔

13.4 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

13.4.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. مالیاتی پالیسی ہوتی ہے:

(a) حکومت کی ٹیکس اور اخراجات سے متعلق پالیسی (b) حکومت کی بین الاقوامی پالیسی

(c) مرکزی بینک کی زر کی رسد سے متعلق پالیسی (d) حکومت کی زرعی اور صنعتی پالیسی

2. تین سیکٹر معیشت میں مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات کی مساوات ہوتی ہے:

(a) $AD = C + I + T$ (b) $AD = C + I + G$

(c) $AD = C + I - G$ (d) $AD = C + I - T$

3. ایک معیشت کے حاشیائی میلانِ صرف کی قدر 0.8 ہے۔ حکومت 100 کروڑ روپے کا یک مشت ٹیکس عائد کرتی ہے۔ اس کے صرفی

اخراجات میں کتنی کمی ہوگی؟ (Hint: $\Delta C = T.MPC$)

(a) 8 کروڑ (b) 80 کروڑ

(c) 20 کروڑ (d) 100 کروڑ

4. یک مشت ٹیکس میں اضافے سے:

(a) توازنی آمدنی میں کمی ہوگی (b) توازنی آمدنی میں اضافہ ہوگا

(c) توازنی آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی (d) درج بالا سبھی ممکن ہیں

5. ایک معیشت کے حاشیائی میلانِ صرف 0.5 ہے، سرمایہ کاری 100 کروڑ ہے، مستقل صرفی اخراجات 50 کروڑ ہیں اور عوامی اخراجات 20 کروڑ ہیں۔ اس معیشت کی توازنی آمدنی کیا ہوگی؟ (Hint: $Y = \frac{a+I+G}{1-b}$)

(a) 300 (b) 320

(c) 340 (d) 360

6. سوال 5 میں اگر حکومت ساتھ ہی 20 کروڑ کا یک مشت ٹیکس بھی عائد کرتی ہے۔ توازنی آمدنی ہوگی:

(a) 300 (b) 320

(c) 340 (d) 360

7. انتقالی ادائیگیوں میں ΔTR کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا:

(a) $\frac{1}{1-b} \times \Delta TR$ (b) $-\frac{1}{1-b} \times \Delta TR$

(c) $\frac{b}{1-b} \times \Delta TR$ (d) $-\frac{b}{1-b} \times \Delta TR$

8. یک مشت ٹیکس کی صورت میں توازنی آمدنی کی مساوات ہوگی:

(a) $Y = \frac{1}{1-b}(a - bT + I + G)$ (b) $Y = \frac{-bT}{1-b}(a + I + G)$

(c) $Y = \frac{1}{1-b}(a + bT + I - G)$ (d) $Y = \frac{-b}{1-b}(a + bT + I - G)$

9. اگر حکومت مہنگائی کو کم کرنا چاہتی ہے تو اس کے لیے درست پالیسی ہوگی:

(a) عوامی اخراجات میں اضافہ (b) ٹیکس میں اضافہ

(c) ٹیکس میں کمی (d) (a) اور (c)

10. یک مشت ٹیکس (T) اور انتقالی ادائیگیوں (TR) کے ساتھ صرف ہوگا:

(a) $C = a + b(Y - T - TR)$ (b) $C = a + b(Y + T + TR)$

(c) $C = a + Y - b(T + TR)$ (d) $C = a + b(Y - T + TR)$

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	a	b	b	b	c	b	c	a	b	d

13.4.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. عوامی اخراجات (G) کے ساتھ توازنی آمدنی کی مساوات اخذ کریں۔
2. متوازن بجٹ ضارب کی قدر ایک ہوتی ہے۔ ثابت کریں۔
3. درج ذیل مساواتوں سے توازنی آمدنی کو اخذ کریں۔

$$C = 20 + 0.8Y_d$$
$$I = 50$$
$$G = 20$$
$$T = 10$$

4. انتقالی ادائیگیوں کے ضارب کا اثر سرکاری اخراجات کے ضارب کے اثر سے کم ہوتا ہے۔ کیوں؟
5. یک مشت ٹیکس کے صرفی اخراجات پر اثر کی وضاحت کریں۔

13.4.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. تین سیکٹر معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی تفصیل سے وضاحت کریں۔
2. متوازن بجٹ ضارب کے قومی آمدنی پر اثر کی وضاحت کریں۔
3. ایک معیشت کے لیے درج ذیل اعداد و شمار دیے گئے ہیں:

$$C = 85 + 0.5Y_d$$
$$I = 85$$
$$G = 60$$
$$T = 40 + 0.25Y$$

(a) توازنی صرف اور آمدنی کی قدر حاصل کریں۔

(b) توازن کی صورت میں حکومت کو ٹیکس کی مد میں کتنی آمدنی حاصل ہوگی؟

(c) حکومت کا بجٹ سرپلس میں ہوگا یا خسارے میں ہوگا؟

اکائی 14: چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین

(Income Determination in Four Sector Economy)

اکائی کے اجزا:

14.0 تمہید(Introduction)

14.1 مقاصد(Objectives)

14.2 چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین
(Income Determination in Four Sector Model)

14.3 ضاربِ تجارتِ خارجی(Foreign Trade Multiplier)

14.3.1 ضارب تجارت خارجی کے مفروضات(Assumptions of Foreign Trade Multiplier)

14.3.2 ضارب تجارت خارجی کی حدود(Limitations of Foreign Trade Multiplier)

14.4 غیر ملکی رد عمل یا پس رو اثر(Foreign Repercussion or Backwash Effect)

14.5 کینزی ماڈل کے مضمرات(Implications of Keynesian Model)

14.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

14.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

14.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

14.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

14.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

14.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائیوں میں آپ نے دو سیکٹر اور تین سیکٹر معیشتوں میں آمدنی و روزگار کے تعین کے بارے میں پڑھا۔ دو سیکٹر معیشت اور تین سیکٹر معیشت بند معیشتیں ہیں۔ بند معیشت وہ معیشت ہوتی جو دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات نہیں رکھتی۔ لیکن دورِ حاضر کی تمام معیشتیں ایک دوسرے سے تجارتی تعلقات رکھتی ہیں۔ اس اکائی میں ہم دو سیکٹر بند معیشت کے مفروضوں کو ترک کر کے کینزی ماڈل کا تجزیہ چار سیکٹر معیشت یا کھلی معیشت کے پسِ منظر میں کریں گے۔ کھلی معیشت ایسی معیشت ہے جو بین الاقوامی تجارت کرتی ہے، یعنی یہ نہ صرف

ملکی صرف کے لیے اشیا اور خدمات پیدا کرتی ہے بلکہ دوسرے ممالک کو بر آمد بھی کرتی ہے اور بیرون ملک سے در آمد بھی کرتی ہے۔

اس طرح، چار سیکٹر ماڈل میں، معیشت میں گھرانے، فرم، حکومت، اور غیر ملکی شعبہ شامل ہے۔ صرف (C)، سرمایہ کاری (I)، اور سرکاری اخراجات (G) کے علاوہ، ہم بر آمدات (X) اور در آمدات (M) کو بھی اس ماڈل میں شامل کرتے ہیں۔ بر آمدات بیرون ملک فروخت ہونے والی ملکی اشیا اور خدمات کی نمائندگی کرتی ہیں، جبکہ در آمدات دوسرے ممالک سے خریدی گئی اشیا اور خدمات ہیں۔ قومی آمدنی پر تجارت کا خالص اثر خالص بر آمدات ($X-M$) سے حاصل ہوتا ہے۔ چار سیکٹر ماڈل سے ہم اس کا تجزیہ کرسکتے ہیں کہ کس طرح بین الاقوامی تجارت طرح ملکی پیداوار، آمدنی اور روزگار کو متاثر کرتی ہے۔ چار سیکٹر ماڈل جدید معیشتوں کی زیادہ حقیقت پسندانہ نمائندگی کرتا ہے۔ دور حاضر کی تقریباً تمام کھلی معیشتیں ہیں اور عالمی بازار سے جڑی ہوئی ہیں۔

14.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کینزی ماڈل میں چار سیکٹر معیشت میں قومی آمدنی کے تعین کی وضاحت کرنا۔
- مجموعی طلب اور توازنی آمدنی پر بر آمدات اور در آمدات کے اثر کا تجزیہ کرنا۔
- ضارب تجارت خارجی کو اخذ کرنا، اس کی تشریح کرنا اور قومی آمدنی پر اس کے اثرات کی وضاحت کرنا۔
- کینزی ماڈل کے پالیسی مضمرات پر تبادلہ خیال کرنا۔

14.2 چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین (Income Determination in Four Sector Model)

دورِ حاضر کی تقریباً ہر معیشت کے کسی نہ کسی حد تک دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات ہیں۔ ایسی معیشت جس کے دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات ہوں کھلی معیشت کہلاتی ہے۔ کھلی معیشت دوسری معیشتوں سے اشیا و خدمات اور زری اثاثوں کی خرید و فروخت کرتی ہے۔ معیشتوں کے اس کھلے پن کی وجہ سے ایک معیشت میں پیش حالات کا اثر دوسری معیشتوں پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر 2007-08 میں امریکہ میں آئی عظیم مندی (Great Recession) کے اثرات دوسرے ممالک پر دیکھنے کو ملے۔

ممالک / معیشتوں کے مابین تجارت کو خارجی تجارت یا غیر ملکی تجارت (Foreign Trade/International Trade) کہتے ہیں۔ ہماری معیشت کے افراد جب دوسری معیشتوں سے اشیا و خدمات کی خرید کرتے ہیں تو اسے در آمد (Imports) کہتے ہیں اور جب دوسری معیشتوں کے افراد ہماری اشیا و خدمات کی خرید کرتے ہیں تو اسے بر آمد (Exports) کہا جاتا ہے۔ بر آمد و در آمد کے فرق کو خالص بر آمد (Net Exports) کہا جاتا ہے۔ کھلی معیشت میں غیر ملکی تجارت یا بر آمد و در آمد ملکی پیداوار بازار کو متاثر کرتی ہے اور نتیجتاً قومی توازنی آمدنی کا تعین کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھلی معیشت میں خالص بر آمدات مجموعی طلب کا حصہ ہوتے ہیں۔

کھلی معیشت کی قومی آمدنی کے تعین کے لیے مجموعی طلب میں نجی صرفی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات اور سرکاری

اخراجات کے ساتھ خالص بر آمدات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خالص بر آمدات کا اثر بھی قومی آمدنی پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان کی بر آمدات ہندوستان کی اشیا و خدمات کے لیے غیر ملکی طلب کو دکھاتی ہے اور ہندوستانیوں کے لیے آمدنی پیدا کرتی ہیں۔ اس کے بر عکس، درآمدات ہندوستانیوں کی طرف سے غیر ملکی اشیا و خدمات کی طلب کو دکھاتی ہے اور دوسرے ممالک کے افراد کے لیے آمدنی پیدا کرتی ہیں۔ اس سے ہندوستانی افراد کی آمدنی میں کمی آتی ہے۔ اس طرح، غیر ملکی تجارت کے قومی آمدنی پر اثرات کا انحصار خالص بر آمدات یعنی بر آمدات و درآمدات کے فرق پر ہوتا ہے۔

آسانی کے لیے فرض کریں کہ بر آمدات و درآمدات آمدنی پر منحصر نہیں ہوتے یعنی خالص درآمدات آمدنی کی سطح سے آزاد ہیں۔ مزید، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، بر آمدات اور درآمدات کی وجہ سے مجموعی اخراجات یا طلب میں اضافے یا کمی کا انحصار خالص بر آمدات پر ہوتا ہے۔ اگر خالص بر آمدات مثبت ہوں، تو معیشت کی مجموعی طلب یا اخراجات میں اضافہ ہو گا۔ اس کے بر عکس، اگر خالص بر آمدات منفی ہوں تو مجموعی اخراجات میں کمی ہو گی۔ اس طرح، جب ہم اپنے تجزیے میں خالص بر آمدات ($X_n = X - M$) کو شامل کرتے ہیں تو ہمیں توازنی آمدنی کے لیے درج ذیل مساوات حاصل ہوتی ہے:

$$Y = C + I + G + (X - M) \tag{14.1}$$

$$Y = a + bY + I + G + (X - M)$$

$$Y - bY = a + I + G + X_n \text{ where } X_n = X - M$$

$$(1 - b)Y = a + I + G + X_n$$

$$Y = \frac{1}{1-b}(a + I + G + X_n) \tag{14.2}$$

اس طرح، آمدنی کی توازن کی سطح تمام مقررہ آزاد اخراجات کا مجموعہ (یعنی، $a + I + G + X_n$) گنا ضارب [$\frac{1}{1-b}$] ہو گی۔

تصویر 14.1 میں قومی آمدنی کے تعین کو اس صورت میں دکھایا گیا ہے جب مثبت خالص بر آمدات ہوں (یعنی جب بر آمدات درآمدات سے زیادہ ہوں، (X-M>0)۔ مثبت خالص بر آمدات (X_n) کے ساتھ مجموعی طلب خط AD سے منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے گا اور 45° خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرے گا۔ اس سے توازنی آمدنی OY_2 متعین ہو گی۔ یاد رہے کہ اگر خالص بر آمدات کی قدر منفی ہو تو مجموعی طلب خط نیچے کی جانب منتقل ہو گا اور توازنی آمدنی کی سطح کم ہو جائے گی۔

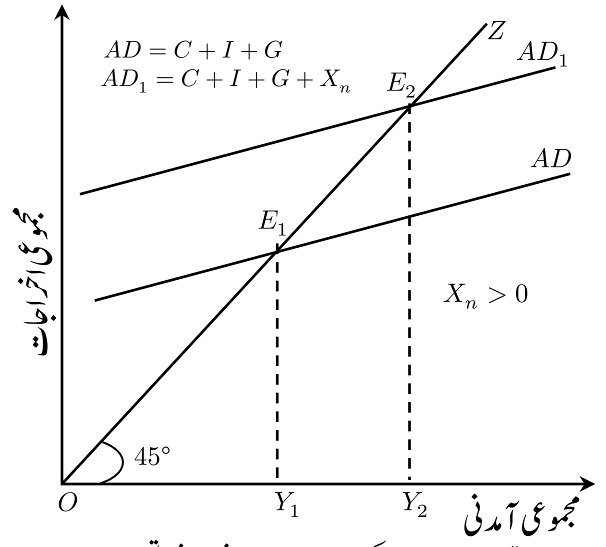

تصویر 14.1: چار سیکٹر معیشت میں توازنی آمدنی کا تعین

اوپر توازنی آمدنی کے تعین کے چار سیکٹر ماڈل کے تجزیے میں ہم نے یہ فرض کیا کہ بر آمدات اور درآمدات دونوں مستقل ہوتے ہیں اور آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتے۔ آیئے اس مفروضے کو ترک کرتے ہوئے اس صورت کا تجزیہ کرتے ہیں جہاں خالص

برآمدات آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتے ہیں۔ عموماً، ملکی معیشت کی برآمدات، دوسرے ممالک کی اشیا کی قیمتوں کے مقابلے اس معیشت کی اشیا کی قیمتوں پر، ملکی معیشت اور دوسری معیشتوں میں نافذ ٹیرف اور خارجی تجارت پالیسی، زرِ مبادلہ بازار میں کرنسی کی افراط و تفریط، دوسرے ممالک کی آمدنی، معیشت کی اپنی درآمد وغیرہ جیسے عوامل پر منحصر ہوتی ہے۔ اس طرح، برآمد کا تعین کرنے والے اہم عوامل کا معیشت کی آمدنی سے براہِ راست تعلق نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ مفروضہ حقیقت کے قریب ہو گا کہ معیشت کی برآمدات کی سطح آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس، معیشت کی درآمد کی سطح کا تعین کرنے والے اہم عوامل میں سے آمدنی اہم عامل ہے۔ دیگر عوامل کو متعین فرض کرتے ہوئے، معیشت کی آمدنی کی سطح میں اضافے سے معیشت کی درآمدات میں اضافہ ہو گا اور آمدنی کی سطح میں کمی سے درآمدات میں کمی ہو گی۔ وجہ ظاہر ہے۔ آمدنی میں اضافے سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس اضافی اخراجات کا ایک حصہ درآمدی اشیا و خدمات کی خرید پر کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، کھلی معیشت میں، درآمد کو قومی آمدنی کے مثبت تفاعل کے طور پر مساوات (14.3) سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

$$M = M_a + mY \tag{14.3}$$

جہاں، M_a درآمد پر کیے گئے مستقل اخراجات ہیں، mY آمدنی پر منحصر درآمدات کو دکھاتا ہے اور m حاشیائی میلانِ درآمد (Marginal Propensity to Import) ہے۔ حاشیائی میلانِ درآمد، آمدنی میں تبدیلی (ΔY) کے نتیجے میں درآمد میں تبدیلی (ΔM) کو دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے کا کتنا حصہ درآمد پر خرچ کیا جائے گا۔ اس طرح کے درآمد تفاعل کے ساتھ چار سیکٹر معیشت میں توازنی آمدنی کے تعین کی مساوات ہو گی:

$$\begin{aligned}
Y &= C + I + G + X_n \\
C &= a + bY_d + I + G + X_n \\
Y &= a + b(Y - T) + I + G + (X - [M_a + mY]) \\
Y &= a + bY - bT + I + G + X - M_a - mY \\
Y - bY + mY &= a - bT + I + G + X - M_a \\
Y(1 - b + m) &= a - bT + I + G + X - M_a \\
Y &= \frac{1}{1 - b + m}(a - bT + I + G + X - M_a)
\end{aligned} \tag{14.4}$$

جہاں، $\frac{1}{1-b+m}$ غیر ملکی تجارت کا ضارب ہے جس کی قدر کا تعین حاشیائی میلانِ صرف اور حاشیائی میلانِ درآمد سے ہوتا ہے۔ غور کریں کہ ماڈل کے کسی بھی آزاد متغیر جیسے X, G, I, a, M_a میں تبدیلی سے متغیر میں تبدیلی گنا ضارب کی قدر کے مساوی قومی آمدنی میں تبدیلی ہو گی۔ مثال کے طور پر برآمدات میں ΔX کی تبدیلی سے قومی آمدنی میں $\frac{1}{1-b+m}.\Delta X$ کے مساوی تبدیلی ہو گی۔

اگر آمدنی کے تعین کے مذکورہ بالا چار سیکٹر ماڈل میں تابع ٹیکس کو بھی شامل کیا جائے تو توازنی آمدنی کی مساوات ہو جائے گی:

$$Y = \frac{1}{1 - b + bt + m}(a - bt_0 + I + G + X - M_a) \tag{14.5}$$

14.3 ضاربِ تجارتِ خارجی (Foreign Trade Multiplier)

سابقہ اکائیوں میں ہمارا ضارب کا تجزیہ بند معیشت کے مفروضے پر مبنی تھا یعنی یہ فرض کیا گیا تھا کہ معیشت ایسی ہے جو نہ درآمد کرتی ہے اور نہ برآمد کرتی ہے۔ بند معیشت کے مفروضے کو ترک کرتے ہوئے اب ہم ایسی کھلی معیشت کے ضارب کا مطالعہ کریں گے جو درآمد و برآمد کرتی ہے۔ کھلی معیشت میں برآمد میں اضافے یا درآمد میں کمی سے آمدنی اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے خالص درآمد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، برآمد میں کمی یا درآمد میں اضافے سے آمدنی و پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے خالص برآمد میں اضافہ ہوتا ہے۔ ضارب تجارت خارجی، برآمد یا ملکی سرمایہ کاری میں آئی تبدیلی سے قومی آمدنی میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔ اس کی تعریف اس مقدار سے کی جاسکتی ہے جس مقدار سے برآمد یا سرمایہ کاری میں ایک روپے کے اضافے سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ سرمایہ کاری ضارب کی ہی طرح، ضارب تجارت خارجی کے نظریے کے مطابق برآمد میں ایک روپے کے اضافے سے ضارب کی قدر پر منحصر ہوتے ہوئے آمدنی میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا معیشت کی برآمد عموماً دوسرے ممالک کی اشیا کی قیمتوں کے مقابلے اس معیشت کی اشیا کی قیمتوں پر، گھریلو معیشت اور دوسری معیشتوں میں نافذ ٹیرف اور خارجی تجارت کی پالیسی، زرِمبادلہ بازار میں کرنسی کی افراط و تفریط، دوسرے ممالک کی آمدنی، معیشت کی اپنی درآمد وغیرہ جیسے عوامل پر منحصر ہوتی ہے۔ برآمد کا تعین کرنے والے اہم عوامل کا معیشت کے داخلی حالات سے براہِ راست تعلق نہیں۔ اس لیے فرض کیا جاتا ہے کہ معیشت کی برآمد کی سطح معیشت کی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ اسے مستقل یا آزاد فرض کیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس، معیشت کی درآمد کی سطح کا تعین کرنے والے اہم عوامل میں سے آمدنی اہم عامل ہے۔ دوسرے لفظوں میں، بین الاقوامی قیمتوں، ٹیرف اور دیگر تجارتی پالیسی وغیرہ کو متعین فرض کرتے ہوئے معیشت کی آمدنی میں اضافے سے معیشت کی درآمد میں اضافہ ہوگا اور آمدنی میں کمی سے درآمد میں کمی ہوگی۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کیوں کہ آمدنی میں اضافے سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس اضافی اخراجات کا ایک حصہ درآمدی اشیا و خدمات کی خرید پر کیا جائے گا۔ نتیجتاً، کھلی معیشت میں، درآمد کو قومی آمدنی کے مثبت تفاعل کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ درآمد تفاعل کو درج ذیل مساوات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

$$M = f(Y) \tag{14.5}$$

آسانی کے لیے ہم فرض کرتے ہیں کہ قومی آمدنی اور درآمد کے مابین خطی تعلق ہے۔ اس صورت میں درآمد تفاعل اوپر مذکور مساوات (14.3) جیسا ہوگا۔

$$M = M_a + mY \tag{14.3}$$

جہاں، M_a درآمد پر کیے گئے مستقل اخراجات ہیں اور m حاشیائی میلانِ درآمد (Marginal Propensity to Import) ہے۔ حاشیائی میلانِ درآمد آمدنی میں تبدیلی ΔY کے نتیجے میں درآمد میں تبدیلی ΔM کو دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے کا کتنا

حصہ درآمد پر خرچ کیا جائے گا۔ علامتی طور پر حاشیائی میلانِ درآمد کو $\frac{\Delta M}{\Delta Y}$ سے دکھایا جاسکتا ہے۔ اگر آمدنی میں 100 کروڑ کے اضافے سے درآمد میں 5 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو حاشیائی میلانِ درآمد 0.05 یعنی 5 فیصد ہوگا۔ حاشیائی درآمد سے متعلق دوسرا تصور اوسط میلانِ درآمد ہے۔ اوسط میلانِ درآمد کو کل درآمدات کو قومی آمدنی سے تقسیم کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اوسط میلانِ درآمد کل درآمد اور قومی آمدنی کے تناسب کو دکھاتا ہے۔ تصویر 14.2 میں برآمد تفاعل کو XX اور درآمد تفاعل کو MM سے دکھایا گیا ہے۔ تفاعل برآمد X محور کے متوازی ہے جو دکھاتا ہے کہ برآمد

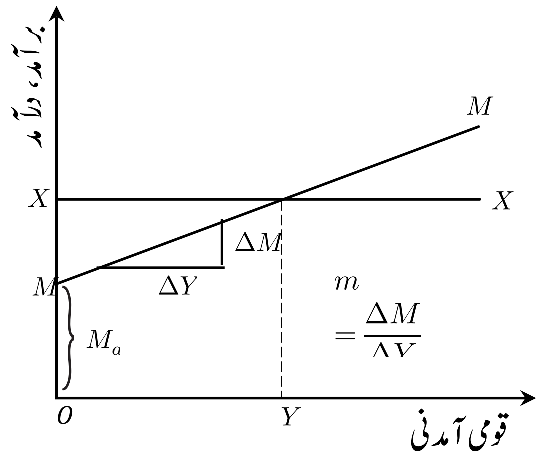

تصویر 14.2: برآمد تفاعل اور درآمد تفاعل

قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہوتی۔ تفاعلِ درآمد مثبت ڈھلان والا تفاعل ہے۔ OM مستقل درآمد یا M_a کو دکھاتا ہے۔ یعنی درآمد کی OM مقدار قومی آمدنی پر منحصر نہیں ہوتی۔ آمدنی صفر ہونے کی صورت میں بھی معیشت OM مقدار درآمد کرے گی۔ درآمد کا بقیہ حصہ آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتا ہے اور ڈھلان m اور آمدنی کے حاصلِ ضرب $(m.Y)$ کے مساوی ہوگا۔

اس وضاحت کے بعد چار سیکٹر معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی مساوات (14.1) دوبارہ دیکھیں:

$$Y = C + I + G + (X - M) \tag{14.1}$$

آسانی کے لیے فرض کریں کہ معیشت میں عوامی اخراجات اور ٹیکس صفر ہیں۔ اس صورت میں ہم لکھ سکتے ہیں:

$$Y = C + I + (X - M)$$
$$Y - C = I + X - M$$

چونکہ $Y - C$ بچت (S) ہوتی ہے، لہذا:

$$S = I + X - M$$
$$S + M = I + X \tag{14.6}$$

دو سیکٹر بند معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی سطح کا تعین آمدنی کی اس سطح پر ہوتا ہے جہاں مطلوبہ بچت مطلوبہ سرمایہ کاری کے برابر $(S = I)$ ہوتی ہے۔ بچت آمدنی کے بہاؤ سے کچھ رقم کے رساو یا نکلنے کی نمائندگی کرتی ہے، جبکہ سرمایہ کاری آمدنی کے بہاؤ میں کچھ رقم کے انجکشن کو دکھاتی ہے۔ قومی آمدنی اس وقت توازن میں ہوتی ہے جب قومی آمدنی سے بچت کی صورت میں رساؤ قومی آمدنی میں سرمایہ کاری کی صورت میں انجکشن کے برابر ہوتا ہے۔ اسی طرح تین سیکٹر بند معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کے لیے ٹیکس (T) اور بچت (S) کا سرمایہ کاری (I) اور عوامی اخراجات (G) کے مساوی ہونا ضروری ہے۔ ٹیکس اور بچت قومی آمدنی سے رساؤ ہیں جبکہ سرمایہ کاری اور عوامی اخراجات انجکشن ہیں۔ چار سیکٹر کھلی معیشت میں درج بالا رساؤ اور انجکشن کے علاوہ ملک کے صارفین کے ذریعے کی گئی درآمدات ملک کے باشندوں کے ذریعے درآمد شدہ اشیا پر ہونے والے اخراجات کی نمائندگی کرتی ہیں اور ملکی معیشت سے کچھ آمدنی کے رساو کا باعث بنتی ہیں۔ لہذا، کھلی معیشت میں درج بالا رساؤ کے ساتھ ساتھ درآمدات بھی قومی آمدنی سے رساو کو دکھاتی ہیں۔ دوسری طرف، برآمدات ملکی

معیشت میں پیدا ہونے والی اشیا پر بیرونی ممالک کے لوگوں کے اخراجات کی نمائندگی کرتی ہیں اور ملکی سرمایہ کاری کی طرح معیشت کی آمدنی میں انجکشن ہوتی ہیں۔

آسانی کے لیے فرض کریں کہ ٹیکس T اور سرکاری اخراجات G صفر ہیں۔ اس صورت میں، کھلی معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی سطح کا تعین اُس سطح پر ہوتا ہے جس پر کل رساؤ، یعنی بچت اور درآمدات $(S + M)$ کل انجکشن کے برابر، یعنی ملکی سرمایہ کاری اور برآمدات $(I + X)$ کے مساوی ہوں۔ اس طرح، ایسی کھلی معیشت جس میں نہ ٹیکس ہوں نہ عوامی اخراجات ہوں، مساوات (14.6) قومی آمدنی کے توازن کو دکھاتی ہے۔

اگر $S + M < I + X$ ہو تو قومی آمدنی میں توسیع ہوگی اور اگر $S + M > I + X$ ہو تو قومی آمدنی میں کمی ہوگی۔ آیئے فی الحال یہ فرض کرتے ہیں کہ حکومت معیشت میں مداخلات نہیں کرتی اور لہذا نہ وہ ٹیکس عائد کرتی ہے اور نہ عوامی اخراجات کرتی ہے۔ مساوات (14.6) کو تبدیلی کی صورت میں لکھنے پر

$$\Delta S + \Delta M = \Delta I + \Delta X \tag{14.7}$$

بچت میں تبدیلی حاشیائی میلانِ صرف اور آمدنی میں تبدیلی کے حاصلِ ضرب $(s.\,\Delta Y)$ کے مساوی ہوتی ہے اور درآمدات میں تبدیلی حاشیائی میلانِ درآمد اور آمدنی میں تبدیلی کے حاصلِ ضرب $(m.\,\Delta Y)$ کے مساوی ہوتی ہے۔ لہذا مساوات (14.7) کو ذیل کی طرح لکھ سکتے ہیں:

$$\begin{aligned} s.\,\Delta Y + m.\,\Delta Y &= \Delta I + \Delta X \\ \Delta Y(s+m) &= \Delta I + \Delta X \\ \Delta Y &= \frac{1}{s+m}(\Delta I + \Delta X) \end{aligned} \tag{14.8}$$

مساوات (14.8) دکھاتی ہے کہ سرمایہ کاری یا برآمد میں سے کسی ایک میں بھی تبدیلی سے آمدنی میں $\frac{1}{s+m}$ گنا تبدیلی ہوگی۔ اگر برآمد میں ΔX کی تبدیلی ہوگی تو قومی آمدنی میں $\frac{1}{s+m}.\Delta X$ کی تبدیلی ہوگی۔ سرمایہ کاری میں تبدیلی کو صفر فرض کرتے ہوئے، مساوات (14.8) کو ΔX سے تقسیم کرنے پر

$$\begin{aligned} \frac{\Delta Y}{\Delta X} &= \frac{1}{s+m}\frac{(\Delta I + \Delta X)}{\Delta X} \\ K_f &= \frac{1}{s+m} \end{aligned} \tag{14.9}$$

جہاں، K_f ضاربِ تجارت خارجی ہے۔ چونکہ s حاشیائی میلان بچت ہے جو $1 - b$ کے مساوی ہوتا ہے، لہذا:

$$K_f = \frac{1}{1-b+m} \tag{14.10}$$

ضارب تجارت خارجی اسی طرح کام کرتا ہے جس طرح کینز کا ضارب سرمایہ کاری کرتا ہے۔ جب برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے تو برآمد کنندگان اور برآمدی صنعتوں میں کام کرنے والوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی اضافی آمدنی کا کچھ حصہ پس انداز کرتے ہیں اور باقی گھریلو اور درآمدی اشیا کی خرید پر خرچ کرتے ہیں۔ جس طرح بچت آمدنی کے سلسلے میں رساؤ ہے اسی طرح، درآمدی اشیا پر کیے گئے اخراجات بھی آمدنی سے رساؤ کا سبب بنتے ہیں۔ درآمدات پر کیے گئے اخراجات سے آمدنی ان ممالک میں منتقل ہوتی ہے جن سے اشیا کو درآمد کیا گیا ہے۔ اس طرح، ملکی معیشت کے لیے، درآمدات آمدنی کے سلسلے میں رساؤ ہوتے ہیں۔ لیکن برآمدات میں اضافے کے نتیجے میں ملکی اشیا پر بڑھتے ہوئے اخراجات ضارب کے عمل کے مختلف مراحل میں آمدنی میں اضافہ کرتے رہیں گے جب تک کہ ضارب کا عمل مکمل نہیں ہو جاتا۔

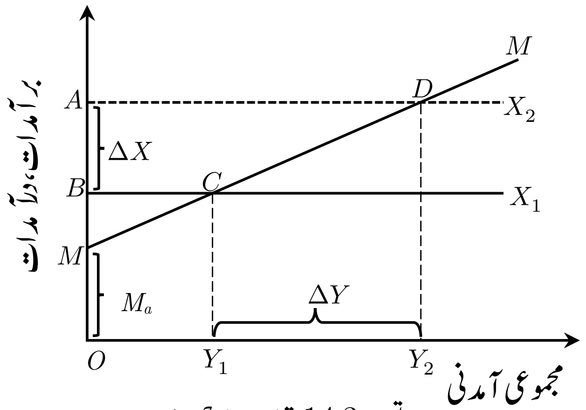

تصویر 14.3: تجارتِ خارجی ضارب

ضاربِ تجارتِ خارجی کے عمل کو تصویر 14.3 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں MM درآمدات کا تفاعل ہے اور BX_1 برآمدات خط ہے جو محور X کے متوازی ہے جو دکھاتا کہ برآمدات مستقل یا آزاد متغیر ہے اور اس کی قدر قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں ہے۔ ابتدا میں، معیشت Y آمدنی کی سطح پر توازن میں تھی۔ فرض کریں کہ برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اس طرح کہ برآمد خط BX_1 سے منتقل ہو کر AX_2 ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی OY_1 سے بڑھ کر OY_2 ہو جائے گی اس طرح کہ آمدنی میں $(Y_2 - Y_1)$ یا ΔY کے بقدر اضافہ ہوگا۔ قومی آمدنی میں یہ اضافہ برآمدات میں اضافے اور ضاربِ تجارتِ خارجی کے حاصلِ ضرب کے مساوی ہوگا۔ اس طرح:

$$\Delta Y = \frac{1}{1 - b + m} \times \Delta X$$

چونکہ درآمد ضارب کے عمل سے ایک رساو ہے، لہذا درآمد میں اضافہ آمدنی میں کئی گنا کمی کا باعث بنے گا۔ تصویر 14.4 میں اس عمل کو دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں قومی آمدنی نقطہ C پر توازن میں تھی جہاں درآمد خط اور برآمد خط ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں جس سے قومی آمدنی OY_2 متعین ہوتی ہے۔ اب فرض کریں کہ ذائقے میں تبدیلی اور غیر ملکی اشیا کے لیے گھریلو صارفین کی ترجیحات کی وجہ سے درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اور درآمدی خط MM سے منتقل ہو کر M_1M_1 ہو جاتا ہے یعنی درآمدات میں ΔM کی تبدیلی ہوتی ہے۔ درآمدات کا یہ نیا خط برآمد خط کو نقطہ D پر قطع کرتا ہے اور نتیجتاً قومی آمدنی کم ہو کر OY_1 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ قومی آمدنی میں Y_2Y_1 کی کمی درآمدات میں ΔM اضافے کا کئی گنا ہے۔ آمدنی میں یہ کمی اس

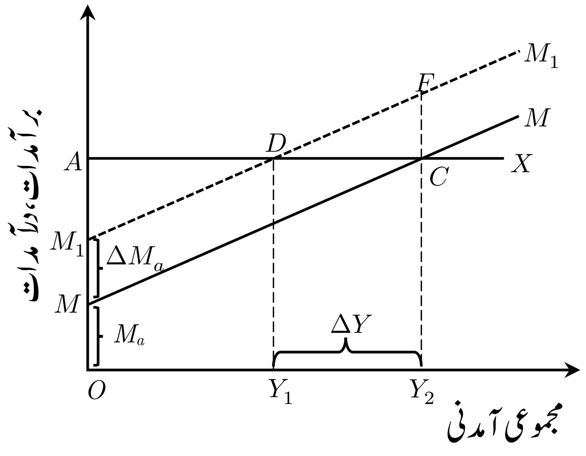

تصویر 14.4: درآمد میں اضافے کا قومی آمدنی پر اثر

لیے ہوتی ہے کیونکہ درآمدات میں اضافہ ملکی اشیا پر صارفین کے اخراجات میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ اس سے ملکی اخراجات کم نہیں ہوتے بلکہ ملکی اشیا سے غیر ملکی اشیا اخراجات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اخراجات میں کمی کئی ملکی صنعتوں میں پیداوار، روزگار اور آمدنی میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ درحقیقت ملکی اشیا کی طلب میں ابتدائی کمی کے بعد ضارب کے عمل کے کئی مراحل میں ملکی اشیا پر ہونے والے اخراجات میں کمی کی وجہ سے آمدنی میں کئی گنا کمی ہوتی ہے۔ تصویر 14.4 پر غور کرنے پر آپ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں ملک کی درآمدات میں MM_1 یا CF مقدار میں اضافے کی خواہش سے حقیقت میں درآمدات میں تو اضافہ نہیں ہوتا اور اپنی ابتدائی سطح CY_2 یا DY_1 پر آجاتی ہے لیکن قومی آمدنی کم ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ ضارب تجارت خارجی کے درج بالا اشتقاق میں ہم نے عوامی اخراجات کو صفر فرض کیا۔ عوامی اخراجات اور یک مشت ٹیکس کے ساتھ ضارب تجارت خارجی کی قدر ہو گی مساوات (14.7) یا مساوات (14.8) کی طرح ہو گی۔ لیکن اگر حکومت ایسا ٹیکس عائد کرتی ہے جو آمدنی کی سطح پر منحصر ہو تو ضارب تجارت خارجی ہو گا:

$$K_f = \frac{1}{1 - c(1-t) + m} \tag{14.11}$$

14.3.1 ضارب تجارت خارجی کے مفروضات (Assumptions of Foreign Trade Multiplier)

غیر ملکی تجارت یا ضاربِ تجارتِ خارجی درج ذیل مفروضوں پر مبنی ہے:

1. ملک چھوٹا ہے جس کے عمل کے دوسرے ممالک پر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔
2. شرح مبادلہ میں تبدیلی نہیں ہوتی۔
3. ضارب وقت کے وقفے کے بغیر فوری عمل میں آتا ہے۔
4. اسراع کا کوئی کردار نہیں۔
5. کوئی ٹیرف رکاوٹ اور زر مبادلہ کنٹرول نہیں ہیں۔
6. ملکی سرمایہ کاری مستقل رہتی ہے۔
7. حکومتی اخراجات مستقل ہیں۔

14.3.2 ضارب تجارت خارجی کی حدود (Limitations of Foreign Trade Multiplier)

اوپر پیش کیے گئے غیر ملکی تجارتی ضارب کا ماڈل بعض ایسے مفروضوں پر مبنی ہے، جو اس تجزیے کو غیر حقیقی بنا دیتے ہیں۔

برآمدات اور سرمایہ کاری آزاد نہیں: ضارب تجارت خارجی کا تجزیہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ برآمدات اور سرمایہ کاری (ملکی اور غیر ملکی دونوں) قومی آمدنی کی سطح میں ہونے والی تبدیلیوں سے آزاد ہیں۔ لیکن، حقیقت میں، ایسا نہیں ہے۔ برآمدات میں اضافہ ہمیشہ قومی آمدنی میں اضافے کا باعث نہیں بنتا اور درآمدات میں اضافہ ہمیشہ قومی آمدنی میں کمی کا سبب نہیں بنتا۔ مثال کے طور پر اشیائے سرمایہ کی درآمد سے ملک کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً درآمدات قومی آمدنی میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔

وقت سے آزاد تجزیہ: غیر ملکی تجارت کے ضارب کو ایک فوری عمل سمجھا جاتا ہے جس کے ذریعے یہ حتمی نتائج فراہم کرتا ہے۔ اس طرح اس میں کوئی وقفہ نہیں ہوتا ہے بلکہ برآمدات میں اضافے کا اثر فوری طور پر آمدنی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ ضارب کے عمل اور اس کے اثر کے لیے وقفہ لگتا ہے۔

تجارتی پر رکاوٹوں کو مدنظر نہیں رکھتا: غیر ملکی تجارت کا ضارب یہ فرض کرتا ہے کہ اشیا کی درآمد و برآمد میں ٹیرف، مبادلہ کنٹرول اور دیگر رکاوٹیں جو تجارت کو کم کرتی ہیں موجود نہیں۔ لیکن حقیقی دنیا میں ایسی رکاوٹیں کثرت سے دیکھنے کو ملتی ہے جس سے نتیجتاً ضارب کا اثر محدود ہو جاتا ہے۔

زری اور مالیاتی اقدامات کو نظر انداز کرتا ہے: یہ تجزیہ اس غیر حقیقی مفروضے پر مبنی ہے کہ حکومتی اخراجات مستقل ہیں۔ لیکن حکومتیں زری اور مالیاتی پالیسیوں کے ذریعے مداخلت کرتی ہیں جو معیشت کو متاثر کرتی ہیں۔

14.4 غیر ملکی رد عمل یا پس رو اثر (Foreign Repercussion or Backwash Effect)

ضاربِ تجارتِ خارجی کا ہمارا درج بالا تجزیہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ متعلقہ ملک چھوٹا ملک ہے جس کا دیگر ممالک پر کچھ خاص اثر نہیں پڑتا۔ لیکن حقیقی دنیا میں ممالک اس طرح جڑے ہوتے ہیں کہ ایک ملک کی درآمد و برآمد کا اثر دوسرے ملک کی تجارت و آمدنی کا اثر پڑتا ہے اور نتیجتاً اس کا اثر پہلے ملک پر پڑتا ہے۔ اسے غیر ملکی رد عمل (Foreign Repercussion) یا پس رو اثر (Backwash Effect) یا فیڈ بیک ایفیکٹ (Feedback Effect) یا غیر ملکی اثر کہا جاتا ہے۔

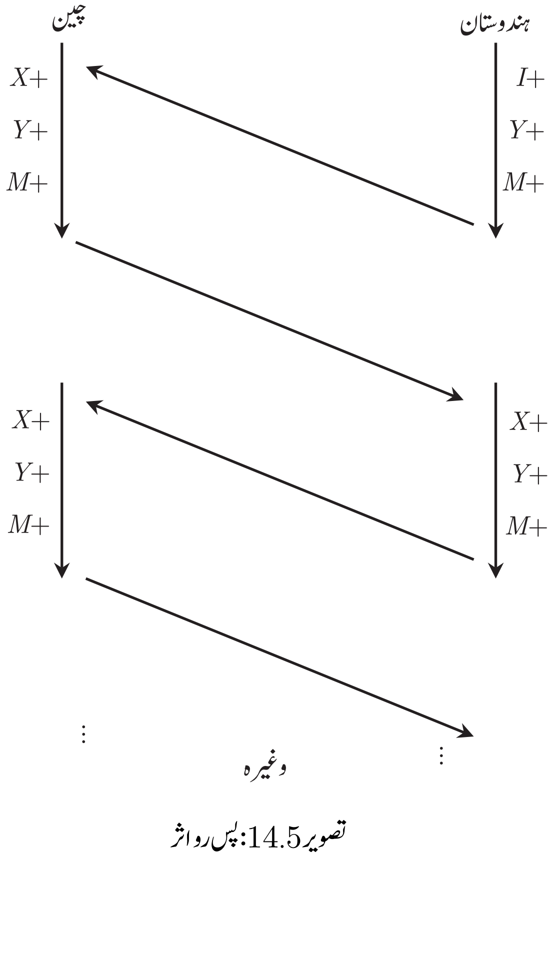

تصویر 14.5: پس رو اثر

ملک اپنے تجارتی ساتھی ملک کے مقابلے جتنا چھوٹا ہوتا ہے، غیر ملکی اثر اتنا ہی کم ہوتا ہے۔ ملک کے بڑے ہونے کی صورت میں غیر ملکی اثرات زیادہ ہوں گے کیوں کہ اس صورت میں ایک ملک کی آمدنی میں تبدیلی کا اثر دوسرے ملک پر زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

فرض کریں کہ دو بڑے ممالک ہندوستان اور چین ہیں۔ ہندوستان کی برآمد چین کی درآمد اور چین کی برآمد ہندوستان کی درآمد ہے۔ ایسی صورت میں ہندوستان میں سرمایہ کاری میں اضافے سے ضارب کے عمل کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ اس سے ہندوستان کی چین سے درآمدات میں اضافہ ہوگا۔ ہندوستان کی درآمدات میں اضافے کے نتیجے میں چین کی برآمدات میں اضافہ ہوگا۔ چین کی برآمدات میں اضافہ چین کی آمدنی میں تجارت ضارب خارجی کی وجہ سے اضافے کا سبب بنے گا۔

چین کی آمدنی میں اضافے سے اس کی ہندوستان سے درآمدات

میں اضافہ ہوگا۔ اس سے ہندوستان کی بر آمدات میں اضافہ ہوگا۔ اس سے تجارت ضارب خارجی کے عمل کی وجہ سے ہندوستان کی آمدنی میں اضافے کا دوسرا مرحلہ شروع ہوگا۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا اس طرح کہ ہر اگلے مرحلے میں ضارب سرمایہ کاری اور ضارب تجارت خارجی کا اثر دھیرے دھیرے ختم ہو جائے گا۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے تصویر 14.5 دیکھیں۔ تصویر میں دو بڑے ممالک ہندوستان اور چین ہیں۔ فرض کریں کہ ہندوستان میں مستقل سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہندوستان کی آمدنی میں ضارب کے عمل کی وجہ سے اضافہ ہوتا ہے $(+Y)$۔ اس سے ہندوستان کی درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے $(+M)$ کیوں کہ درآمدات آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں درآمدات میں اضافے کا مطلب ہے چین کی بر آمدات میں اضافہ ہونا $(+X)$۔ چین کی بر آمدات میں اضافہ ضارب خارجی کی وجہ سے اس کی آمدنی میں اضافہ کرتا ہے $(+Y)$۔ اس سے چین کی درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے $(+M)$۔ چین کی درمدات میں اضافے سے ہندوستان کی بر آمدات میں اضافہ ہوتا ہے (X+)۔ دونوں ممالک پر یہ خارجی اثرات ہوتے رہتے ہیں اس طرح کہ ہر اگلے مرحلے میں اثر کم ہوتا جاتا ہے۔

14.5 کینزی ماڈل کے مضمرات (Implications of Keynesian Model)

قومی آمدنی کے تعین کا کینزی تجزیہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آزاد بازار معیشت میں اکثر معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کبھی بازار میں تیزی آتی ہے تو کبھی مندی کا دور آتا ہے۔ کبھی معیشت میں بے روزگاری بڑھ جاتی ہے تو کبھی اسے افراطِ زر کے مسئلے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کینزی تجزیہ کساد بازاری یا مندی پر قابو پانے، اور بے روزگاری اور افراط زر کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے معاشی پالیسی کی تشکیل میں مدد کرتا ہے۔

اوپر آپ دیکھ چکے ہیں کہ مجموعی طلب کے کسی بھی جز میں تبدیلی لاکر توازنی آمدنی کی سطح میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، صرفی اخراجات (C)، نجی سرمایہ کاری کے اخراجات (I) یا خالص بر آمدات (X_n) میں تبدیلی سے مجموعی اخراجات خط کو اوپر یا نیچے کی جانب منتقل کیا جاسکتا ہے اور نتیجتاً توازنی آمدنی کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ آیئے اس کو کچھ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

سب سے پہلے صرفی اخراجات کو دیکھتے ہیں۔ صرفی اخراجات مجموعی طلب کا اہم حصہ ہیں۔ معیشت میں اگر مندی اور بے روزگاری کے حالات ہوں تو ایسی پالیسیاں اختیار کی جاسکتی ہیں جن سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہو۔ اس کے برعکس، افراطِ زر کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے صرفی اخراجات کو کم کرنے والی پالیسیاں اختیار کی جاسکتی ہیں۔

نجی سرمایہ کاری کے اخراجات (I) کو بڑھا کر بھی قومی آمدنی اور روزگار کے توازن کی سطح میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ کینز کے نظریے میں شرحِ سود سرمایہ کاری کے تعین کا ایک اہم عامل ہے۔ شرحِ سود میں اضافے سے سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے اور شرحِ سود میں اضافے سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح، قرض کی دستیابی میں تبدیلی کرکے سرمایہ کاری پر اثر انداز ہوا جاسکتا ہے۔ منافع ٹیکس بھی سرمایہ کاری کو متاثر کرتا ہے۔ منافع ٹیکس کو کم کرکے حکومت سرمایہ کاری کو فروغ دے سکتی ہے اور اس کے برعکس منافع ٹیکس میں

اضافہ کرکے نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔ سرمایہ کاری کی سطح میں اضافے سے مجموعی طلب خط کی اوپر کی جانب منتقلی ہوگی جس سے توازنی آمدنی وروزگار میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس، سرمایہ کاری میں کمی سے مجموعی طلب خط نیچے کی جانب منتقل ہوگا اور نتیجتاً افراطِ زر میں کمی ہوگی۔

سرکاری اخراجات (G) بھی چونکہ مجموعی طلب کا حصہ ہیں لہٰذا ان کی سطح میں تبدیلی لاکر قومی آمدنی وروزگار میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ مندی کے دور سے نکلنے اور بے روزگاری کم کرنے کے لیے سرکاری اخراجات میں اضافہ کینز کی بنیادی تجاویز میں سے تھی۔ 1930 کے عظیم معاشی بحران کے دور میں کینز نے سرکاری اخراجات میں اضافے کی تجویز پیش کی۔ انھوں نے کہا کہ عظیم بحران کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت لوگوں کو مالی اعانت فراہم کرنے والے پروگرام شروع کرے۔ کینز کے مطابق اگر کوئی اور کام مہیا نہ بھی ہو تو بھی حکومت لوگوں کو غیر پیداواری کام جیسے زمین میں گڈھے کھودنے اور بھرنے کے کام پر ہی لگائے۔ حالانکہ اس کام سے کچھ کارگر شے پیدا نہیں ہوگی لیکن لوگوں کو آمدنی ملے گی جس سے مجموعی طلب میں اضافہ ہوگا جو سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنے گا جس سے مزید آمدنی اور روزگار میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح، زمین کھودنے جیسے بے جا کام سے بھی معیشت بحران سے باہر آجائے گی۔

مجموعی اخراجات کے چوتھے جز، خالص برآمدات (X_n) میں اضافہ بھی قومی آمدنی اور روزگار کے توازن کی سطح میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر ملک کا تجارتی توازن خسارے کا شکار ہوجاتا ہے، یعنی اگر درآمدات برآمدات سے زیادہ ہوجاتی ہیں، تو اس سے قومی آمدنی کے توازن کی سطح پر منفی اثر پڑتا ہے۔

آخر میں، افراطِ زر عام طور پر قیمتوں کی موجودہ سطح پر پیداوار کی مجموعی رسد کے مقابلے میں مجموعی طلب کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کینز نے دکھایا کہ کس طرح جب مجموعی طلب آمدنی کی مکمل روزگار کی سطح پر مجموعی رسد سے زیادہ ہوجاتی ہے تو افراط زر کا فرق پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے قیمت کی عمومی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ مجموعی طلب میں کمی کے ذریعے افراطِ زر کو روکنے کے لیے مناسب زری اور مالیاتی پالیسیاں اختیار کی جاسکتی ہیں۔ حکومت اپنے اخراجات کو کم کرسکتی ہے اور ٹیکسوں میں اضافہ کرسکتی ہے تاکہ مجموعی طلب کو کم کیا جاسکے۔ مرکزی بینک سخت یا انکماشی زری پالیسی بھی اپنا سکتا ہے جس میں وہ زر کی رسد کو کم یا شرح سود میں ضافہ کرسکتا ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ کساد بازاری اور افراطِ زر کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے زری اور مالیاتی پالیسیوں کی تشکیل کے لیے قومی آمدنی کے تعین کا کینزی تجزیہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

14.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- چار سیکٹر (کھلی) معیشت میں قومی آمدنی کے تعین کے عمل کی وضاحت کرسکیں۔
- اس کی وضاحت کرسکیں کہ کس طرح برآمدات اور درآمدات قومی آمدنی کو متاثر کرتی ہیں۔
- ضارب تجارت خارجی کی قدر کا حساب لگاسکیں۔

- کینزی ماڈل کے مضمرات بیان کر سکیں۔

14.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

14.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. چار سیکٹر کی معیشت میں مندرجہ ذیل میں سے کون سا شعبہ نہیں آتا؟

(a) گھریلو شعبہ (b) کاروباری شعبہ

(c) عوامی شعبہ (d) غیر رسمی شعبہ

2. اگر کسی ملک کی درآمدات اس کی برآمدات سے زیادہ ہوں، تو خالص برآمدات (X-M) ہوں گی:

(a) مثبت (b) منفی

(c) صفر (d) سرمایہ کاری کے مساوی

3. چار شعبوں کی معیشت میں، عوامی اخراجات (G) آمدنی کے تعین کو متاثر کرتے ہیں کیونکہ:

(a) یہ مجموعی طلب کی سطح کو متاثر کرتے ہیں (b) یہ نجی صرف کا تعین کرتے ہیں

(c) یہ برآمدات کو کم کرتے ہیں (d) یہ قابل صرف آمدنی کا حصہ ہیں

4. چار شعبوں کی معیشت توازن میں ہوتی ہے جب:

(a) مجموعی طلب مجموعی رسد سے زیادہ ہو (b) مجموعی رسد مجموعی طلب سے زیادہ ہو

(c) مجموعی طلب مجموعی رسد کے مساوی ہو (d) خالص برآمدات سرمایہ کاری کے مساوی ہوں

5. عوامی اخراجات میں اضافے سے:

(a) قومی آمدنی میں کمی ہو گی (b) قومی آمدنی میں اضافہ ہو گا

(c) قومی آمدنی پر کوئی اثر نہیں ہو گا (d) نجی صرف میں کمی ہو گی

6. چار سیکٹر معیشت میں کس کا اثر ضارب پر اثر پڑتا ہے؟

(a) حاشیائی میلان صرف (MPC) (b) حاشیائی میلان بچت (MPS)

(c) ٹیکس اور خارجی تجارت (d) درج بالا سبھی

7. چار سیکٹر معیشت میں ضارب ہو گا:

(a) $\frac{1}{1-MPC}$ (b) $\frac{1}{MPS-MPC+MPM}$

(c) $\frac{1}{MPS}$ (d) $\frac{1}{MPC+MPS}$

8. ایک معیشت کی خالص بر آمدات میں 100 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے۔ اگر معیشت کا حاشیائی میلانِ صرف 0.8 ہو تو آمدنی میں کتنی کمی یا اضافہ ہو گا؟

(a) 100 کروڑ کا اضافہ (b) 100 کروڑ کی کمی

(c) 500 کروڑ کا اضافہ (d) 500 کروڑ کی کمی

9. MPM کی قدر میں اضافے سے:

(a) قومی آمدنی میں اضافہ ہو گا (b) قومی آمدنی میں کمی ہو گی

(c) قومی آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی (d) قومی آمدنی میں MPM کے مساوی اضافہ ہو گا

10. چار سیکٹر معیشت میں مجموعی اخراجات ہوں گے:

(a) $AD = C + I + X + M$ (b) $AD = C + S + X - M$

(c) $AD = C + S + X + M$ (d) $AD = C + I + X - M$

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	d	b	a	c	b	d	d	c	b	d

14.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. چار سیکٹر معیشت میں مجموعی طلب کی مساوات کی وضاحت کریں۔
2. تجارتِ خارجی کے ضارب کو اخذ کریں۔
3. چار سیکٹر معیشت میں خالص بر آمدات کس طرح قومی آمدنی پر اثر انداز ہوتی ہے؟
4. MPM کس طرح ضارب پر اثر انداز ہوتا ہے؟
5. چار سیکٹر معیشت میں ضارب کا فارمولا تحریر کریں اور اس کی وضاحت کریں۔

14.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. چار سیکٹر معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی تفصیل سے وضاحت کریں۔
2. کینزی ماڈل کے کیا مضمرات ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔
3. خارجی تجارت کے ضارب پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

اکائی 15: مجموعی طلب مجموعی رسد ماڈل-I

(Aggregate Demand Aggregate Supply Model- I)

اکائی کے اجزا:

15.0 تمہید(Introduction)

15.1 مقاصد(Objectives)

15.2 مجموعی طلب(Aggregate Demand)

15.3 مجموعی رسد(Aggregate Supply)

15.4 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

15.5 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

15.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

15.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

15.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

15.0 تمہید (Introduction)

کینز نے اپنی آمدنی اور روزگار کے نظریے میں یہ فرض کیا کہ قیمت کی سطح مستقل رہتی ہے۔ اس نے اس تصور کو معاشی تجزیے کے لیے استعمال کیا اور یہ ثابت کیا کہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد قومی آمدنی کی سطح کو متعین کرتے ہیں۔ وہ ایک ایسی معیشت کا تجزیہ کر رہے تھے جو معاشی بحران کے گرفت میں تھی۔ ایسی معیشت میں طلب کی کمی اور اضافی صلاحیت (Excess Capacity) ہوتی ہے۔ ایسی معیشت کے تجزیے میں کینز نے قیمت کو مستقل سمجھا۔ اس کی تفصیل آپ سابقہ اکائیوں میں پڑھ چکے ہیں۔

دوسری طرف، کلاسیکی ماہرینِ معاشیات کا خیال تھا کہ قومی آمدنی یا پیداوار کا تعین حقیقی عوامل (Factors) جیسے کہ سرمائے کے ذخیرے، ٹیکنالوجی اور محنت کی رسد سے ہوتا ہے۔ ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ قومی آمدنی عام قیمتوں سے متاثر نہیں ہوتی۔ ان کے خیال میں، حالانکہ قیمت کی سطح معیشت میں رقم یا زر کی مقدار سے متاثر ہوتی ہے لیکن اس کا قومی آمدنی کی سطح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسے دوفرعیت یا کلاسیکی ڈائیکوٹومی (Classical Dichotomy) کہا جاتا ہے۔ کلاسیکی ڈائی کوٹومی کے تصور کو کلاسیکی اور ماقبل کینز ماہرینِ معاشیات سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق حقیقی متغیرات (Real Variables) اور زری متغیرات (Nominal Variables) کا

علاحدہ علاحدہ تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں متغیرات ایک دوسرے پر منحصر نہیں ہوتے۔ زری متغیرات کا اثر حقیقی متغیرات پر نہیں پڑتا۔ حقیقی متغیرات کا تعین محض حقیقی عوامل سے ہوتا ہے۔ چونکہ قیمت کی سطح زری متغیر ہے لہذا کلاسیکی نظریے کے مطابق اس کا قومی آمدنی کی سطح پر اثر نہیں پڑتا۔ آمدنی اور روزگار کے تعین کا AD-AS ماڈل قیمتوں کی سطح میں بدلاؤ کو مان کر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ کلاسیکی ڈائیکوٹومی کے اوپر فلسفیانہ حملے کا آغاز تھا۔ مجموعی رسد اور مجموعی طلب ماڈل جسے AD-AS ماڈل کہا جاتا ہے معیشت میں پیداوار، قیمت کی سطح اور افراط زر کی شرح میں ہونے والے بدلاؤ کی وضاحت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس اکائی میں ہم قیمت کی بدلتی ہوئی سطح کے ساتھ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے تصورات کی وضاحت کریں گے۔ یہ بھی تجزیہ کریں گے کہ یہ دونوں کس طرح مجموعی پیداوار (Real GDP) اور عام قیمت کی سطح کا تعین کرتے ہیں۔

15.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

- مجموعی طلب خط کی وضاحت کرنا۔
- مجموعی رسد خط کی وضاحت کرنا۔
- طویل مدتی اور قلیل مدتی رسد خطوط کی وضاحت کرنا۔

15.2 مجموعی طلب (Aggregate Demand)

مجموعی طلب اشیا اور خدمات کی کل مطلوبہ مقدار کو کہتے ہیں جسے صارفین، سرمایہ کار، حکومت اور غیر ملکی افراد و ادارے مختلف ممکنہ قیمت پر خریدتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طلب کسی خاص قیمت کی سطح پر طلب کی جانے والی کوئی مقدار نہیں ہے بلکہ قیمت کی مختلف سطحوں پر طلب کی جانے والی مجموعی پیداوار کا ایک مکمل جدول ہے جسے مجموعی طلب خط کے ذریعے بھی دکھایا جا سکتا ہے۔ مجموعی طلب کے چار اجزا ہوتے ہیں جن میں گھریلو صَرفی طلب (Consumption Demand)، نجی سرمایہ کاری (Investment Demand)، سرکاری اخراجات (Government Expenditure) اور خالص برآمدات (Net Exports) شامل ہیں۔ مجموعی طلب خط اشیا اور خدمات کی مجموعی پیداوار کو ظاہر کرتا ہے جسے صارفین، فرمیں اور حکومت مختلف ممکنہ قیمت پر خریدنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ یہ اشیا اور خدمات کی طلب کردہ کل مقدار اور قیمت کی سطحوں کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ درحقیقت مجموعی طلب خط انفرادی شے کے خطِ طلب کی طرح لگتا ہے جس کا مطالعہ آپ جزوی معاشیات میں کر چکے ہیں۔ انفرادی خط طلب نیچے کو دائیں جانب ڈھلواں ہوتا ہے۔ انفرادی شے کے خطِ طلب کی ہی طرح مجموعی طلب خط بھی نیچے کو دائیں جانب ڈھلواں ہوتا ہے۔ لیکن انفرادی شے کے خط طلب اور مجموعی طلب خط میں فرق ہے۔ انفرادی خطِ طلب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اگر شے کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو اس کی طلب کردہ مقدار میں کمی آجاتی ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ دوسری متبادل اشیا اس شے کی جگہ لے لیتی ہیں۔ اس طرح انفرادی شے کے خطِ طلب کی ڈھلان بنیادی

طور پر اس شے کی قریبی متبادل اشیا کے وجود اور عدم وجود پر منحصر کرتی ہے۔
اس کے برعکس مجموعی خط طلب کی ڈھلان انفرادی خطِ طلب کے تعین کرنے والے عوامل سے مختلف عوامل پر منحصر ہوتی ہے۔ ہم نے تصویر 15.1 میں مجموعی طلب کے خط کو پیش کیا ہے۔ افقی محور پر، مجموعی پیداوار اور عمودی محور پر مجموعی قیمت کو دکھایا گیا ہے۔ اس طلب کے خط کی ڈھلان منفی ہے اور نیچے کی طرف ہے۔

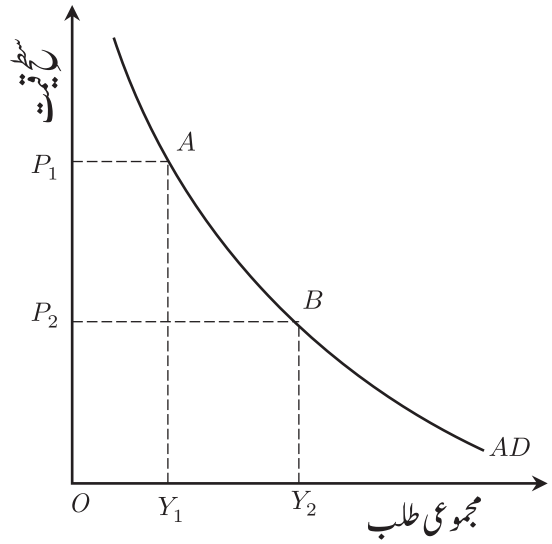

تصویر 15.1: مجموعی طلب خط

اس طرح، AD-AS ماڈل جزوی معاشیات کے طلب اور رسد کے ماڈل کے برعکس ہے۔ جب ہم کسی خاص بازار میں طلب اور رسد پر غور کرتے ہیں تو قیمت میں اضافہ رسد کی مقدار میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے کسی دوسری شے یا اشیا کی پیداوار میں لگائے گئے وسائل کو منتقل کرنا پڑتا ہے۔ وسائل کی اس طرح سے باز تقسیم اور اس کے نتیجے میں ایک شے کی پیداوار میں اضافے اور دوسری شے کی پیداوار میں کمی کو کلی معاشیات میں نہیں رکھا جاتا ہے۔ اس طرح، اس ماڈل کے مختلف مقاصد ہیں جن میں آمدنی، روزگار، پیداوار اور عام قیمت کی سطح کا تعین شامل ہے۔ یہ جزوی معاشیات کے ماڈل کی طرح نہیں کام کرتا ہے۔

1. مجموعی طلب خط کا ڈھلان (Slope of Aggregate Demand Curve)

کسی انفرادی شے کی طلب کے خط کی طرح، مجموعی طلب خط مجموعی اخراجات اور عام قیمت کے درمیان منفی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دائیں طرف نیچے کو گرتا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے، قیمتوں کی سطح کم ہونے سے مجموعی اخراجات یا اشیا اور خدمات کی کل خریداری بڑھتی ہے۔ اسے تصویر 15.1 میں دکھایا گیا ہے۔ یہ سمجھنا اہم ہے کہ مجموعی طلب زیادہ قیمت کی سطح پر کم کیوں ہوتی ہے اور کم قیمت کی سطح پر زیادہ کیوں ہوتی ہے۔ اس کے لیے درج ذیل عناصر ذمہ دار ہیں۔

رقمِ حقیقی اثر (Real Balance Effect): قیمت کی عام سطح میں تبدیلیاں زر کے ذخیرے اور مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر یا قوتِ خرید کو متاثر کرتی ہیں اور قیمت کی سطح میں اضافے کے ساتھ، ان مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر گر جاتی ہے جس سے لوگ خود کو پہلے سے زیادہ غریب محسوس کرتے ہیں اور اس وجہ سے اثاثوں کا کم استعمال کرتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، لوگ پیداوار کی خرید پر کم خرچ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، اگر قیمتیں گرتی ہیں، تو مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر بڑھ جاتی ہے اور اس وجہ سے لوگ خود کو پہلے سے زیادہ امیر محسوس کرتے ہیں۔ یہ ان کے اخراجات میں اضافے کی وجہ بنتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، لوگوں کی طرف سے خریدی گئی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسے قیمت کی تبدیلی کا رقمِ حقیقی اثر (Real Balance Effect) کہا جاتا ہے۔

شرح سود کا اثر (Rate of Interest Effect): نیچے کی طرف ڈھلان والے مجموعی طلب کی ایک اور اہم وجہ شرحِ سود اور اس کے

ذریعے سرمایہ کاری کی طلب پر قیمت کی سطح میں تبدیلی کا اثر ہے۔ اعلیٰ قیمت کی سطح پر لوگوں کو لین دین کے لیے زیادہ رقم یا زر کی درکار ہوتی ہے۔ اس سے لین دین کے لیے زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ متعینہ رسدِ زر کے ساتھ، زر کی طلب میں اضافہ شرحِ سود میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ سود کی شرح زیادہ ہونے پر نئے سرمائے میں سرمایہ کاری کی طلب کم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر مجموعی قیمت کی سطح گرتی ہے، تو لین دین کے لیے زر کی طلب میں کمی آتی ہے۔ نتیجے کے طور پر، زر کی رسد کی ایک خاص سطح کو دیکھتے ہوئے، شرحِ سود کم ہو جاتی ہے۔ کم شرحِ سود پر سرمایہ کاری بڑھتی ہے۔ سرمایہ کاری مجموعی طلب کا ایک جز ہے۔ لہٰذا، مجموعی طلب بڑھ جاتی ہے۔

غیر ملکی تجارت کا اثر (Foreign Trade Effect): قیمتوں کی سطح میں تبدیلی اشیا اور خدمات کی غیر ملکی طلب میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ہندوستان میں قیمت کی عام سطح گرتی ہے، تو ہندوستانی پیداوار کی برآمد سستی ہو جائے گی۔ غیر ملکی زیادہ ہندوستانی مصنوعات خریدیں گے اور برآمد میں اضافہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ہندوستانی اشیا سستی ہوں گی تو ہندوستان کے لوگ زیادہ ہندوستانی اشیا کی طلب کریں گے۔ اس سے غیر ملکی اشیا کی درآمد میں کمی آئے گی۔ اس کے برعکس اگر ہندوستان میں قیمتیں بڑھیں گی تو ہندوستانی بازار میں پیدا ہونے والی اشیا غیر ملکی بازار میں مہنگی ہوں گی جس کی وجہ سے برآمدات کم ہو جائیں گی۔ جیسے جیسے ہندوستانی اشیا کی قیمتیں بڑھتی ہیں، غیر ملکی اشیا کی درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ قیمت کی سطح میں کمی کے ساتھ گھریلو اخراجات، سرمایہ کاری اور خالص برآمد کی مجموعی طلب کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ لہٰذا، تصویر 15.1 میں مجموعی طلب خط نیچے کی طرف گرتا نظر آتا ہے۔ اس طرح قیمت کی عام سطح میں تبدیلی کی وجہ سے مجموعی طلب کے سبھی اجزا میں تبدیلی آتی ہے۔ اگر قیمت کی سطح میں اضافہ ہو تو مجموعی طلب کے اجزا جیسے صرفی اخراجات، سرمایہ کاری اور خالص برآمد میں کمی آئے گی وہیں اگر قیمت کی سطح میں کمی آئے تو صرفی اخراجات، سرمایہ کاری اور خالص برآمد میں اضافہ ہوگا۔

2. مجموعی طلب خط کا اخذ (Derivation of Aggregate Demand Curve)

اب ہم کینز کے آمدنی اور اخراجات کے ماڈل کی بنا پر معیشت میں بدلتی ہوئی قیمت کی سطح پر مجموعی طلب کو اخذ کریں گے۔ یہاں یہ محلِ نظر رہے کہ کینز کے ماڈل میں مجموعی طلب خط یا مجموعی اخراجات خط AD $(C + I + G + X_n)$ آمدنی کی مختلف سطحوں پر منصوبہ بند اخراجات کو دکھاتا ہے یعنی کینز کے ماڈل میں آمدنی کی مختلف سطحوں پر صرفی اخراجات، سرمایہ کاری، سرکاری اخراجات اور خالص برآمد کے جوڑ کو مجموعی طلب کہتے ہیں۔ لیکن ہم جس مجموعی طلب کی بات اس اکائی میں کر رہے ہیں وہ قیمت کی مختلف سطحوں پر توازنی مجموعی اخراجات کو دکھاتا ہے۔ یہ بدلتی ہوئی قیمت کی وجہ سے توازنی مجموعی طلب میں پیدا ہوئے بدلاؤ کو دکھاتا ہے یعنی قیمت کی الگ الگ سطح پر معیشت میں مؤثر طلب کو بتاتا ہے۔

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ قیمت کی سطح میں بدلاؤ مجموعی طلب کے سبھی اجزا کو متاثر کرتی ہے۔ یہ تین وجہ سے ہوتا ہے، حقیقی رقم اثر، شرحِ سود اثر اور غیر ملکی تجارت اثر۔ آئیے حقیقی رقم اثر کی وجہ سے مجموعی طلب خط کی منتقلی کی وضاحت کریں۔ فرض کریں کہ معیشت میں قیمت کی عام سطح میں کمی آتی ہے۔ قیمت کی سطح میں کمی آنے سے لوگوں کے پاس موجود زرِ رقم اور مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوتا

ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگ خود کو نسبتاً امیر محسوس کرتے ہیں اور اس وجہ سے زیادہ صرف کرتے ہیں۔ اس طرح آمدنی کی ہر سطح پر قیمت کی سطح میں کمی لوگوں کو زیادہ صَرف پر ابھارتی ہے۔ اس وجہ سے آمدنی اخراجات ماڈل میں تفاعلِ صرف اوپر کی جانب منتقل ہو گا جس سے مجموعی طلب خط بھی اوپر کی جانب منتقل ہو گا۔ اس کی وضاحت تصویر 15.2 میں کی گئی ہے۔ تصویر کے اوپری حصے میں کینز کے نظریے کے مطابق توازنی آمدنی کے تعین کو دکھایا گیا ہے۔ کینز کے نظریے میں توازنی آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جو مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات کے مساوی ہو۔ تصویر کے نچلے حصے میں مجموعی طلب خط کو دکھایا گیا ہے۔ قیمت OP_0 پر مجموعی اخراجات خط AD $(C + I + G + X_n$ خط$)$ 45 ڈگری کے آمدنی خط کو نقطہ E_0 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی پیداوار OY_0 متعین ہوتی ہے۔ یعنی قیمت OP_0 پر OY_0 آمدنی یا پیداوار کی طلب کی جاتی ہے۔ اسے تصویر کے نچلے حصے میں نقطہ E_0 سے دکھایا گیا ہے۔

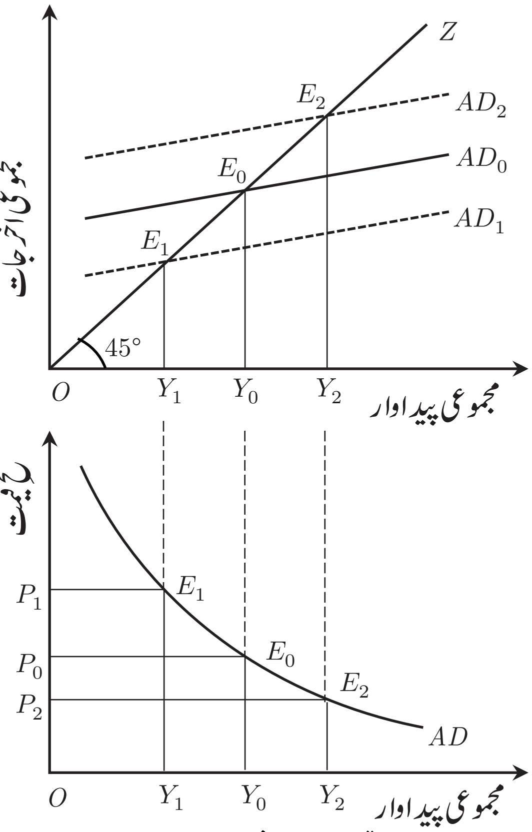

تصویر 15.2: مجموعی طلب خط کا اخذ

اب فرض کریں کہ قیمت کی سطح OP_0 سے کم ہو کر OP_2 ہو جاتی ہے۔ قیمت میں کمی ہونے سے افراد کی ملکیت میں زر اور مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوتا ہے جس سے ان کے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً مجموعی اخراجات خط اوپر کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ تصویر کے اوپری حصے میں یہ نیا مجموعی اخراجات خط منتقل ہو کر AD_2 ہو جاتا ہے اور آمدنی خط یعنی 45° لائن کو E_2 نقطے پر قطع کرتا ہے۔ جس سے معیشت میں توازن کی نئی صورت پیدا ہوتی ہے اور توازنی پیداوار کی سطح بڑھ کر OY_2 ہو جاتی ہے۔ یعنی قیمت OP_2 پر پیداوار کی OY_2 مقدار طلب کی جاتی ہے۔ قیمت اور مجموعی پیداوار کے اس رشتے کو تصویر کے نچلے حصے میں نقطہ E_2 میں دکھایا گیا ہے۔ قیمت OP_2 پر مجموعی طلب OY_2 ہے۔ اسی طرح، اگر قیمت کی سطح OP_0 سے بڑھ کر OP_1 ہو جاتی ہے۔ قیمت کی اعلیٰ سطح سے لوگوں کے پاس موجود زر اور مالیاتی اثاثوں کی قوتِ خرید کم ہو جاتی ہے اور وہ خود کو نسبتاً غریب محسوس کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کے صرفی اخراجات میں کمی ہوتی ہے اور نتیجتاً مجموعی اخراجات خط نیچے کی جانب منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے اور تصویر کے اوپری حصے میں آمدنی خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہوتی ہے۔ یعنی قیمت OP_1 کی سطح پر افراد OY_1 آمدنی یا پیداوار کی طلب کرتے ہیں۔ اسے تصویر کے نچلے حصے میں نقطہ E_1 سے دکھایا گیا ہے۔ اگر ہم تصویر کے نچلے حصے میں حاصل مجموعی طلب اور سطحِ قیمت کے نقاط E_0، E_1 اور E_2 کو ملا دیں تو ہمیں مجموعی طلب خط AD حاصل ہوتا ہے۔ AD خط اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قیمت کی اعلیٰ سطح پر پیداوار کی کم مقدار طلب کی جائے گی جبکہ ادنیٰ سطح پر زیادہ مقدار کی طلب کی جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی طلب اور قیمت کی سطح کے مابین معکوسی تعلق ہے۔

ہم نے قیمت میں تبدیلی کے نتیجے میں تفاعلِ صَرف میں تبدیلی اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات خط کی منتقلی اور اس سے مجموعی طلب خط کے اخذ کے طریقے کو دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح، ہم قیمت کی سطح میں تبدیلی سے سرمایہ کاری خط اور خالص برآمد خط میں تبدیلی اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات خط کی منتقلی اور اس سے مجموعی طلب خط کو اخذ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر قیمت کی سطح میں کمی ہونے پر زر کی طلب میں کمی ہو گی جس سے شرحِ سود میں کمی ہو گی۔ شرحِ سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا اور مجموعی اخراجات خط اوپر کی جانب منتقل ہو گا اور مجموعی پیداوار کی زیادہ مقدار طلب کی جائے گی۔

3. مجموعی طلب میں تبدیلی اور ضارب کا اثر (Change in Aggregate Demand and Multiplier Effect)

درج بالا میں ہم نے قیمت کی وجہ سے مجموعی اخراجات خط کی منتقلی سے مجموعی طلب خط کو اخذ کیا۔ لیکن اگر قیمت کے علاوہ دیگر عوامل میں تبدیلی کی وجہ سے مجموعی اخراجات خط میں تبدیلی آتی ہے تو اس سے مجموعی طلب خط بھی منتقل ہو گا یعنی قیمت کی ہر سطح پر پیداوار میں اضافہ ہو گا یا کمی ہو گی۔ خطِ مجموعی طلب کے اخذ میں ہم نے صِرف قیمت کی سطح میں تبدیلی سے مجموعی اخراجات میں تبدیلی اور نتیجتاً مجموعی طلب کی مقدار میں تبدیلی کو فرض کیا۔ ہم نے سرکاری اخراجات، ٹیکس (Tax)، سرمایہ کاری، زر کی رسد وغیرہ عوامل کو معین سمجھا یعنی یہ فرض کیا کہ ان پر قیمت کی تبدیلی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر قیمت کے علاوہ ان دیگر عوامل میں تبدیلی آتی ہے تو خطِ طلب میں منتقلی ہو گی۔ مثال کے طور پر اگر سرمایہ کار کی مستقبل میں منافع سے متعلق توقعات میں اضافہ ہوتا ہے تو اس سے سرمایہ کاری کی طلب میں اضافہ ہو گا اور نتیجتاً قیمت کی ہر سطح پر مجموعی طلب میں اضافہ ہو گا اور مجموعی طلب خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔ تصویر 15.3 پر غور کریں۔

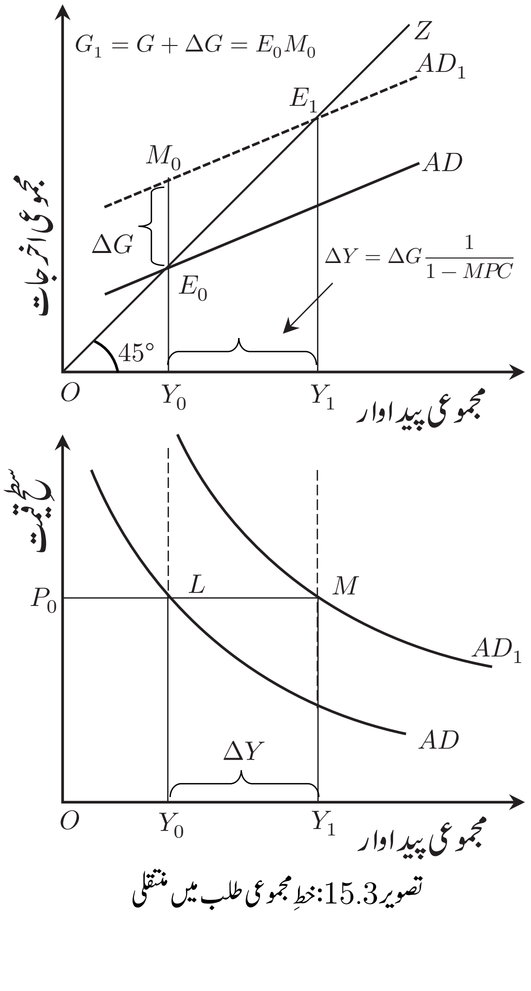

تصویر 15.3: خطِ مجموعی طلب میں منتقلی

فرض کریں کہ قیمت P_0 پر تصویر کے اوپری حصے میں مجموعی اخراجات کا خط AD تھا جو OZ خط کو نقطہ E_0 پر قطع کرتا ہے۔ اس سے توازنی آمدنی OY_0 متعین ہوتی ہے۔ تصویر کے نچلے حصے میں قیمت P_0 پر مجموعی طلب خط کو OY_0 سے دکھایا گیا ہے۔ اب فرض کریں کہ حکومت اپنے اخراجات میں ΔG کا اضافہ کرتی ہے۔ قیمت کی سطح مستقل رہتے ہوئے اس کے نتیجے میں اوپری حصے میں مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جائے گا۔ یہ نیا مجموعی طلب خط OZ خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرے گا جس سے توازنی آمدنی OY_1 متعین ہو گی۔ چونکہ قیمت مستقل ہے یعنی OP_0 ہے لہذا، توازنی پیداوار کی زیادہ مقدار OY_1 اعلی مجموعی خط طلب AD_1 پر دکھائی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومتی اخراجات میں اضافے کے نتیجے میں خطِ مجموعی طلب داہنی جانب منتقل ہو گیا۔ درج بالا میں ہم نے ایک قیمت کو لیا اور دکھایا کہ کیسے حکومتی اخراجات

میں اضافہ یکساں قیمت پر زیادہ مجموعی طلب کا سبب بنتا ہے۔ ایسے ہی آپ مختلف قیمت کی سطحوں اور اس کے ساتھ اوپری حصے میں مجموعی اخراجات میں تبدیلی اور اس کے نتیجے میں دی گئی قیمت پر مجموعی طلب میں اضافے کو دکھا سکتے ہیں۔ اس طرح ہمیں اعلیٰ مجموعی طلب خط AD_1 حاصل ہو گا۔ اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ حکومتی اخراجات میں اضافے سے مجموعی طلب خط داہنی جانب منتقل ہو گیا اور ہر قیمت پر زیادہ مقدار میں پیداوار کی طلب کی جا رہی ہے۔

ضارب کا اثر: یاد کریں کہ سرکاری اخراجات اور سرمایہ کاری میں اضافے کا مجموعی پیداوار پر ضارب کی قدر کے لحاظ سے اثر پڑتا ہے۔ تصویر 15.3 میں حکومتی اخراجات میں ΔG کے اضافے سے مجموعی پیداوار میں Y_0Y_1 یا E_0E_1 یا ΔY کی مقدار سے اضافہ ہوا ہے۔

اس طرح قومی آمدنی میں Y_0Y_1 کے اضافے یا مجموعی پیداوار میں Y_0Y_1 کے اضافے کو ذیل کی مساوات میں دکھایا گیا ہے۔

$$\Delta Y = Y_0Y_1 = LM = \Delta G \frac{1}{1 - MPC}$$

جہاں MPC حاشیائی میلانِ صرف ہے اور $\frac{1}{1-MPC}$ ضارب کی قدر ہے۔

سرکاری اخراجات میں اضافے کی ہی طرح، ٹیکسوں میں کمی سے دی گئی قیمت کی سطح پر طلب کی جانے والی مجموعی پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا اور اس وجہ سے مجموعی طلب خط میں تبدیلی آئے گی۔ اسی طرح زر کی رسد (M) میں اضافے کی وجہ سے مجموعی طلب خط میں دائیں جانب تبدیلی پیدا ہو گی۔ مجموعی طلب خط کے اخذ میں، معیشت میں زر کی رسد کو مستقل مان لیا جاتا ہے۔ اگر دی گئی قیمت کی سطح پر، زر کی فراہمی میں اضافہ ہوتا ہے، تو سود کی شرح کم ہو جائے گی۔ سود کی شرح میں کمی سے سرمایہ کاری کی طلب میں اضافہ ہو گا۔ اس طرح طلب کی دی گئی مجموعی پیداوار میں دی گئی قیمت کی سطح پر اضافہ نظر آئے گا۔ ہم یہ مان سکتے ہیں کہ زر کی رسد میں توسیع کی وجہ سے مجموعی طلب کے خط میں دائیں طرف منتقلی ہوتی ہے۔

اسی طرح معیشت کی مجموعی طلب خالص برآمد میں تبدیلی سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر روپے کی غیر ملکی شرحِ مبادلہ (Foreign Exchange Rate) گرتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکی ڈالر کے مقابلے میں اگر روپے کی قدر میں کمی آتی ہے، تو اس سے ہماری برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اور درآمدات میں کمی آتی ہے۔ اس کے نتیجے میں خالص برآمد میں اضافہ ہو گا۔ اس لیے، مجموعی طلب خط دائیں طرف منتقل ہو جائے گا۔

تصویر 15.4 میں مجموعی طلب میں تبدیلی کو AD سے AD_2 تک خط طلب کی دائیں طرف منتقلی سے دکھایا گیا ہے۔ یہ تبدیلی مجموعی طلب کے تعین کرنے والے قیمت کے علاوہ دیگر عوامل جیسے زر کی فراہمی میں توسیع یا خالص برآمدات (X_n) میں اضافے کی وجہ سے

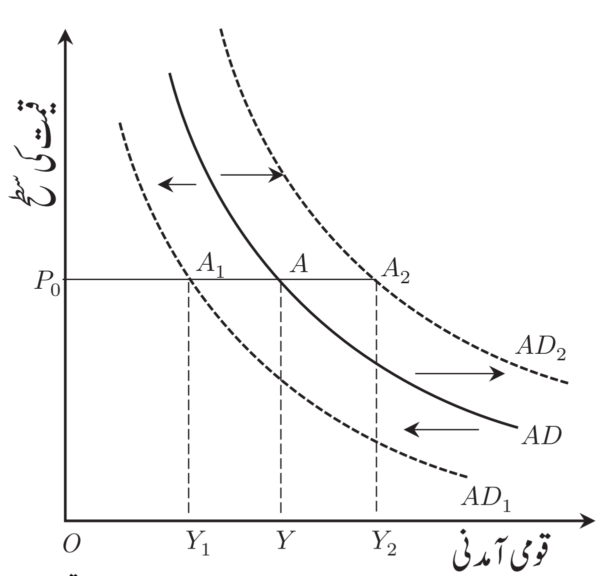

تصویر 15.4: قیمت کے علاوہ عوامل کی وجہ سے مجموعی طلب خط کی منتقلی

پیدا ہوا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ AD سے AD_1 تک مجموعی طلب کے خط میں دائیں طرف تبدیلی کے ساتھ، اشیا اور خدمات کی طلب کردہ مجموعی مقدار دی گئی قیمت OP_0 پر OY سے OY_2 تک بڑھ جاتی ہے۔

اس کے برعکس، جب سرمایہ کار اور صارفین کو ان کے متوقع منافع یا آمدنی میں کمی آتی ہے یا اگر مہنگائی کو کم کرنے کے لیے حکومت مالیاتی پالیسی کے تحت اشیا اور خدمات پر اپنے اخراجات کو کم کرتی ہے تب مجموعی طلب میں کمی آئے گی۔ اسی طرح اگر ریزروبینک افراط زر کو روکنے کے لیے سخت زری پالیسی (Monetary Policy) اپناتے ہیں اور زر کی رسد میں کمی لانے کے لیے سود کی شرح میں اضافہ کرتے ہیں تب مجموعی طلب خط میں بائیں طرف تبدیلی آئے گی۔ اسے تصویر 15.4 میں مجموعی اخراجات خط کی AD سے AD_1 کی منتقلی سے دکھایا گیا ہے جہاں سرمایہ کاری یا گھریلو اخراجات میں کمی کے نتیجے میں یا حکومت کی طرف سے سرکاری اخراجات میں کمی یا زر کی فراہمی میں کمی اور سود کی شرح میں اضافے کی وجہ سے مجموعی طلب میں بائیں جانب تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

4. قیمت کی سطح میں تبدیلی کے ساتھ ضارب کا اثر (Multiplier Effect with Changes in Price Level)

ابھی تک ضارب کا مجموعی طلب پر اثر کا جو تجزیہ پیش کیا گیا ہے اس میں قیمت کی سطح کو مستقل مانا گیا ہے۔ کاروباری ایک مقررہ قیمت پر مزید پیداوار فراہم کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ کسی بھی آزاد اخراجات جیسے حکومتی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات، خالص برآمدات کے نتیجے میں کتنی قومی آمدنی بڑھتی ہے، اس کا تعین قیمت کے مقرر ہونے پر ضارب کی قدر سے حساب کیا جاسکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں مجموعی طلب خط میں دائیں طرف کی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ کرتا ہے کہ قلیل مدتی مجموعی رسد خط افقی (Horizontal) ہوتا ہے۔ تاہم، قلیل مدتی رسد کا خط اوپر کی طرف بڑھتا ہے کیونکہ عام طور پر صرف زیادہ قیمت پر ہی مدتِ قلیل میں کاروباری پیداوار میں اضافے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ قلیل مدتی مجموعی رسد کے خط کی ڈھالان اوپر کی طرف ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے مجموعی طلب میں دائیں جانب تبدیلی سے معیشت میں توازن کی سطح بڑھ جاتی ہے جو مجموعی طلب میں افقی تبدیلی کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہوتی ہے۔ نتیجتاً، ضارب کا سائز ایک مقررہ قیمت کی سطح کے کینز کے آسان ماڈل کے ضارب سے کم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد حکومتی اخراجات میں اضافے کا توسیعی اثر کا ایک حصہ قیمت کی سطح میں اضافے سے پورا ہوتا ہے۔

اوپر کو ڈھلان والے مجموعی رسد خط اور ضارب کے اثر کو تصویر 15.5 دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر کے اوپری حصے میں اخراجات خط AE_0، 45° خط کو نقطہ B پر قطع کرتا ہے اور توازنی آمدنی Y_0 کا تعین کرتا ہے۔ تصویر کے نچلے حصے میں مجموعی طلب خط AD_0 اور قلیل مدتی مجموعی رسد (SAS) ایک دوسرے کو نقطہ B پر قطع کرتے ہیں۔

اب فرض کریں کہ مستقل سرمایہ کاری کے اخراجات میں ΔI یا BK مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجتاً مجموعی اخراجات خط اوپر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور نئے توازن کی سطح پر قومی آمدنی کا تعین Y_2 کے برابر ہوتا ہے۔ نچلے حصے میں مجموعی طلب میں اوپر کی طرف تبدیلی کی وجہ سے طلب خط AD_0 سے AD_1 تک دائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ متعینہ قیمت پر مجموعی طلب خط کی افقی منتقلی کا تعین مجموعی اخراجات میں تبدیلی اور ضارب کی قدر کے حاصلِ ضرب کے مساوی ہو گا۔

لیکن نئے مجموعی طلب کی سطح پر Short Run Aggregate Supply Curve یا قلیل مدتی مجموعی رسد SAS کے ڈھلان کی وجہ سے قیمت کی سطح مستقل نہیں رہتی ہے۔ جیسا کہ تصویر کے نچلے حصے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مجموعی طلب خط AD_1 مجموعی رسد SAS کو نقطہ R_1 پر قطع کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں قیمت کی سطح OP_1 تک بڑھ جاتی ہے۔

قیمت کی سطح میں اضافے کی وجہ سے مجموعی اخراجات پر اثر پڑے گا اور تصویر کے اوپری حصے میں اخراجات کا خط نیچے کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ مجموعی اخراجات کے خط میں یہ کمی دولت اور دیگر اثاثوں پر قیمت میں اضافے کے منفی اثرات ہونے کی وجہ سے ہے۔ قیمت کی سطح میں اضافے سے لوگوں کے پاس موجود اثاثوں کی قوتِ خرید کی حقیقی قدر میں کمی ہوتی ہے۔ جس سے وہ کم خرچ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ نتیجتاً صرفی اخراجات میں کمی آتی ہے۔

قیمت کی سطح میں اضافہ حقیقی زر کی فراہمی کو کم کرتا ہے۔ زر کی طلب کے دیے گئے تفاعل (M_d) کے ساتھ اس کی رسد میں کمی سود کی شرح میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ سود کی شرح میں اضافہ نجی سرمایہ کاری کے اخراجات کو کم کر دے گا۔ اس کے علاوہ قیمت میں اضافے سے برآمدات پر منفی اثر پڑے گا کیونکہ پیداوار کی قیمت بڑھ جائے گی۔ اور خالص برآمدات میں کمی ہو جائے گی۔

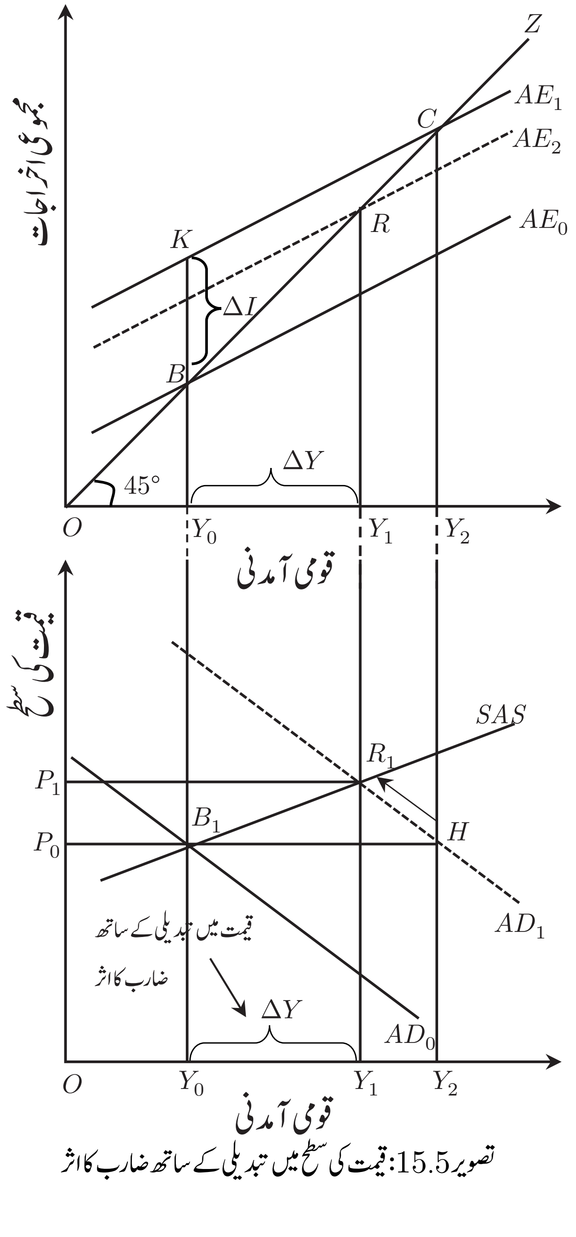

تصویر 15.5: قیمت کی سطح میں تبدیلی کے ساتھ ضارب کا اثر

بالکل اسی طرح قیمت کی سطح میں اضافے کے حقیقی دولت اور نجی سرمایہ کاری پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ تصویر 15.5 میں اوپری حصے میں مجموعی اخراجات خط مجموعی اخراجات میں کمی کی وجہ سے نیچے کی طرف آتا ہے۔ اور قومی آمدنی کی سطح کا تعین Y_1 کے حساب سے مجموعی طلب AD_1 اور SAS ایک دوسرے کو نقطہ R_1 پر قطع کر کے قومی آمدنی کا تعین Y_1 کرتے ہیں جسے تصویر کے نچلے حصے میں دکھایا گیا ہے۔

اس طرح مثبت ڈھلان والے SAS کے ساتھ، قومی آمدنی کی سطح میں اضافے اور مستقل سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافے کے اثرات کو دو مراحل میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے، سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافے سے تصویر کے اوپری حصے میں مجموعی اخراجات خط AE_0 سے اوپر کی طرف منتقل ہو کر AE_1 ہو جاتا ہے اور اسی طرح نچلے حصے میں مجموعی طلب خط AD_0 سے منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ اس طرح معینہ قیمت کے ساتھ قومی آمدنی کی سطح Y_0 سے

بڑھ کر Y_2 ہو جاتی ہے۔ دوسرا قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS کی وجہ سے، مجموعی طلب کے خط میں دائیں جانب تبدیلی قیمت کی سطح کو P_0 سے P_1 تک بڑھاتی ہے اور آمدنی کو Y_2 سے کم کر کے Y_1 پر لاتی ہے۔ تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جب قیمت کی سطح میں تبدیلی کے اثرات کو مد نظر رکھا جائے تو سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافے کا ضارب اثر حقیقی GDP پر پڑتا ہے لیکن یہ اثر مستحکم قیمت والے ماڈل کے ضارب سے کم ہوتا ہے۔ مزید قلیل مدتی رسد خط کی ڈھلان جتنی زیادہ ہوگی قیمت کی سطح میں اضافے کی وجہ سے حقیقی آمدنی پر سرمایہ کاری کے ضارب کا اثر اتنا ہی کم ہوگا۔

15.3 مجموعی رسد (Aggregate Supply)

مجموعی رسد اشیا اور خدمات کی پیداوار کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو معیشت میں سبھی فرمیں ہر ممکنہ قیمت کی سطح پر پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ اس طرح، مجموعی طلب کی ہی طرح مجموعی رسد بھی ایسا جدول یا خط ہوتا ہے جو یہ بتاتا ہے کہ معیشت میں تمام کاروباری فرمیں قیمت کی مختلف سطحوں پر سبھی اشیا اور خدمات کو کتنی مقدار میں فروخت کرنے کو تیار ہیں۔ سابقہ اکائی میں آپ نے کینز کے مجموعی رسد خط کے بارے میں پڑھا تھا جو روزگار کی مختلف سطحوں پر اس کم سے کم آمدنی کو دکھاتا تھا جس کو وصول کرنے کی پیداکار توقع کرتے ہیں۔ مجموعی رسد مجموعی طلب ماڈل میں جب ہم مجموعی رسد کی بات کرتے ہیں تو ہماری اس سے مراد ایک مختلف تصور ہوتا ہے۔ دوسرے عوامل کو مستقل فرض کرتے ہوئے مجموعی رسد مجموعی پیداوار کی سطحوں کو دکھاتا ہے جو پیداکار قیمت کی مختلف سطحوں پر فروخت کے لیے پیدا کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی رسد خط مجموعی پیداوار کی ان مقداروں کو دکھاتا ہے جنہیں پیداکار قیمت کی مختلف سطحوں پر پیدا کرنے اور فروخت کرنے کو راضی ہوتے ہیں۔ ماہرینِ معاشیات کے مابین مجموعی رسد خط کی شکل سے متعلق بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چونکہ کلاسیکی ماہرین معاشیات نے یہ مان لیا تھا کہ معیشت میں ہمیشہ مکمل روزگار کی حالت ہوتی ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے مکمل روزگار کی حالت میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے تب اجرت، سود، قیمتوں وغیرہ میں اس طرح تبدیلی ہوتی ہے کہ معیشت میں مکمل روزگار کی حالت از سر نو پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر کلاسیکیوں نے مکمل روزگار کی سطح پر مجموعی رسد خط کو مکمل غیر لچک دار مانا ہے۔ اس طرح کے مجموعی رسد خط کو تصویر 15.6 کے بائیں حصے میں دکھایا گیا ہے۔

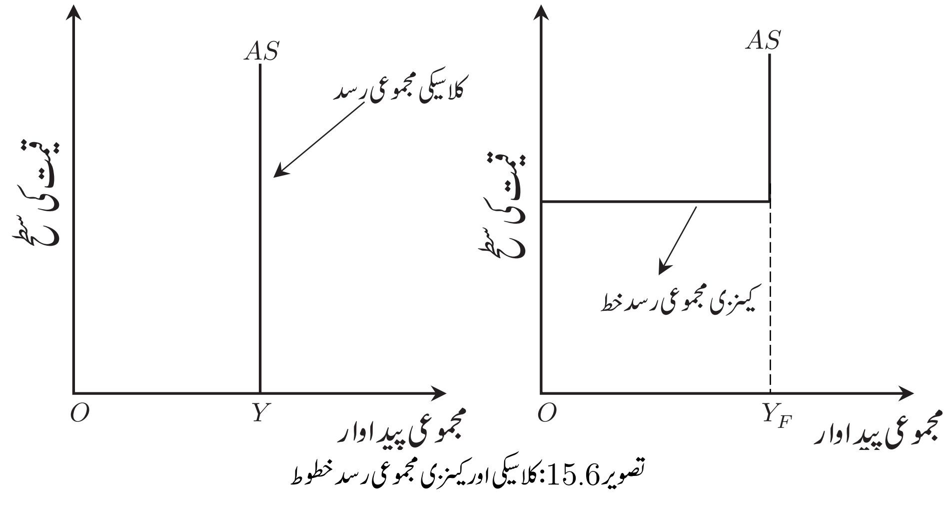

تصویر 15.6: کلاسیکی اور کینزی مجموعی رسد خطوط

اس کے برعکس کینز اس بات کو مانتے تھے کہ قلیل مدت میں پیداوار سے وسائل کے روزگار میں بھی تبدیلی آتی ہے اور معیشت بے روزگاری کی حالت میں بھی توازن کی صورت حاصل کر سکتی ہے۔ چونکہ کینز نے ایسی معیشت کا مطالعہ پیش کیا جو مندی یا معاشی بحران کے دور سے گزر رہی تھی۔ ایسی معیشت میں شرحِ اجرت متعین ہوتی ہے۔ کینز یہ بھی مانتے تھے کہ مجموعی طلب میں اضافے کی وجہ سے مزدوروں کے لیے اور زیادہ روزگار کے مواقع رہتے ہیں لیکن ان کی اوسط اور حاشیائی لاگت معین رہتی ہے۔ یعنی مندی کی صورت ایسی ہوتی ہے کہ فی اکائی لاگت میں اضافے کے بنا زیادہ پیداوار کی جا سکتی ہے۔ اس طرح جب مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے تو دی گئی قیمت پر کاروباری مزید اور مزید اشیا اور خدمات پیدا کرتے ہیں چونکہ مزید پیدا کردہ اشیا اور خدمات کی اوسط اور حاشیائی لاگت میں تبدیلی نہیں آتی اسی لیے طلب کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ روزگار بھی بڑھتا ہی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب معیشت مکمل روزگار کی حالت میں آجاتی ہے تب مجموعی رسد کی شکل پوری طرح سے غیر لچک دار ہو جاتی ہے۔ اس طرح کینز کا مجموعی رسد خط قلیل مدت میں مکمل لچک دار ہوتا ہے جو رسد کی مقدار کے بڑھنے سے قیمت میں کسی طرح کے اضافے کو نہیں دکھاتا ہے۔ ایسے مجموعی رسد خط کو تصویر کے داہنی حصے میں دکھایا گیا ہے۔ AS خط پیداوار کی OY_F سطح تک افقی سیدھا خط ہوتا ہے۔ OY_F مکمل روزگار کی پیداوار والی سطح ہے۔ پیداوار کی اس سطح تک پہنچنے کے بعد پیداوار میں مزید اضافہ ممکن نہیں ہوتا اور خطِ رسد مکمل غیر لچک دار ہو جاتا ہے۔ یہاں محلِ نظر رہے کہ کینز کے مطابق مجموعی رسد خط جب مکمل روزگار کی حالت کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو فی اکائی پیداوار لاگت میں بھی بتدریج اضافہ ہونے لگتا ہے۔ لیکن کینز کا ماننا ہے کہ مکمل روزگار کی صورت پہنچنے سے پہلے فی اکائی لاگت اور شرحِ اجرت میں ہوا یہ اضافہ کچھ زیادہ اہم نہیں ہوتا۔

درج بالا بحث سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مجموعی رسد خط کی شکل ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ چونکہ مجموعی رسد پیداوار کی اس مقدار کو دکھاتا ہے جسے پیداکار مختلف قیمتوں پر پیدا کرنا اور فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اوسط قیمت حاشیائی لاگت سے زیادہ ہو تو پیداکار کے لیے پیداوار میں اضافہ کرنا منافع بخش ہوتا ہے۔ جب معیشت کساد بازاری سے گزر رہی ہوتی ہے حاشیائی پیداوار میں کچھ خاص اضافے کے بنا پیداوار میں اضافہ کرنا ممکن ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے قلیل مدتی خطِ رسد تقریباً مسطح ہوتا ہے۔ لیکن متعینہ سرمائے کے ساتھ جب پیداوار میں مزید اضافہ کیا جاتا ہے تو ایک سطح کے بعد تقلیلِ حاصل کا مرحلہ آجاتا ہے اور مجموعی رسد خط دھیرے سے اوپر کو جانے لگتا ہے۔ ایک مرحلے کے بعد جب معیشت مکمل صلاحیتی پیداوار کے قریب پہنچ لگتی ہے تو مجموعی رسد خط میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔ مکمل روزگار کی حالت پر پہنچنے کے بعد پیداوار میں اضافہ ممکن نہیں ہوتا اور مجموعی رسد خط عمودی سیدھا خط ہو جاتا ہے۔

1. **مجموعی رسد خط: جدید نقطہ نظر** (Aggregate Supply Curve: Modern View)

قلیل مدت میں مجموعی رسد کے بارے میں جدید نظریہ کینز سے مختلف ہے۔ اب جدید ماہرین معاشیات کے درمیان ایک اتفاق رائے ہے کہ جب معیشت معاشی بحران یا شدید کساد بازاری سے گزرتی ہے تب معیشت صلاحیت سے کافی نیچے کام کر رہی ہوتی ہے۔ ایسے میں پیداواری لاگت میں زیادہ اضافے کے بغیر زیادہ پیداوار کی جا سکتی ہے اور اس وجہ سے مجموعی رسد کا خط بالکل افقی کے بجائے اوپر کی طرف تقریباً فلیٹ ہوتا ہے۔ اس خط کے تین رینج ہوتے ہیں۔

پہلی رینج کو تقریباً فلیٹ رینج کہا جاتا ہے۔ سرمائے کے دیے گئے اسٹاک کے ساتھ جب پیداوار کو اس رینج میں بڑھایا جاتا ہے تو پیداوار بڑھتی ہے لیکن قیمتوں میں زیادہ اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ حاشیائی لاگت بھی بڑھتی ہے۔ ایک مرحلے کے بعد لاگت میں اضافہ مجموعی رسد کے خط کے ڈھلان کو آہستہ سے اوپر کی طرف لے جاتا ہے۔ قلیل مدت میں مجموعی رسد کے خط کا ایک حصہ درمیانی حد کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس رینج میں جیسے جیسے معیشت میں فرم اپنی صلاحیت کی پیداوار کے قریب پہنچتی ہیں ان کی حاشیائی لاگت میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے پیداوار کی سطح تیزی سے بڑھتی ہے۔ جب معیشت کے دیے گئے وسائل کو مکمل طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو قلیل مدت کا مجموعی رسد خط بہت زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کینز کے نظریے کے برعکس جدید ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ بے روزگاری میں کمی اور افرادی قوت کو دیر تک کام پر آمادہ کرکے مجموعی پیداوار کو مکمل روزگار کی سطح سے آگے بڑھانے کی گنجائش رہتی ہے۔

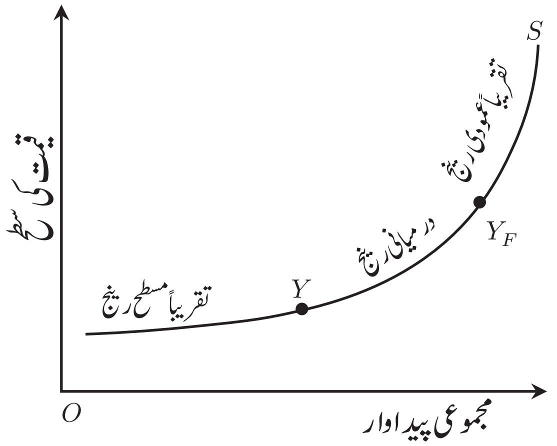

تصویر 15.8: جدید نظریے کے مطابق مجموعی رسد خط

اس طرح مختصر مدت کے مجموعی رسد کے خط کے عام طور پر تین حصے یا رینج ہوتے ہیں: (a) تقریباً فلیٹ رینج، (b) درمیانی رینج اور (c) عمودی رینج۔ ایسے مجموعی رسد کے خط کو تصویر 15.7 میں دکھایا گیا ہے۔ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ رسد کے جدید تصور کے مطابق بے روزگاری کی قدرتی سطح کے بعد بھی رسد خط کی ڈھلان اوپر کی طرف ہوتی ہے۔ کیونکہ مکمل روزگار کی سطح پر ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری بھی رہتی ہے۔ اسی لیے قیمت کی سطح بے روزگاری کی قدرتی سطح سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ زیادہ پیداوار میں اضافہ ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری میں کمی کرکے حاصل کی جاسکتی ہے فرض کریں کہ تصویر 15.8 میں Y_F بے روزگاری کی قدرتی سطح ہے جس پر صرف فریکشنل بے روزگاری موجود ہے اور مجموعی پیداوار Y_F تیار ہو رہی ہے۔ Y_F کے بائیں طرف قیمت کی سطح P_1 پر معیشت کساد بازاری کا شکار ہوگی۔ اب فرض کریں کہ قیمت کی سطح P_2 تک بڑھ جاتی ہے، دیگر عوامل کی قیمتوں اور ٹیکنالوجی کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، فرم اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے زیادہ محنت اور دیگر وسائل کو زیادہ پیداوار پیدا کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اس طرح اعلی قیمت کی سطح P_2 پر مجموعی پیداوار زیادہ محنت اور دیگر وسائل کو روزگار دینے سے Y_F تک بڑھ جائے گی۔ پیداوار کی Y_F سطح پر طلب میں کمی کی وجہ سے پیدا شدہ بے روزگاری ختم ہو جائے گی اور صرف ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری موجود رہے گی۔

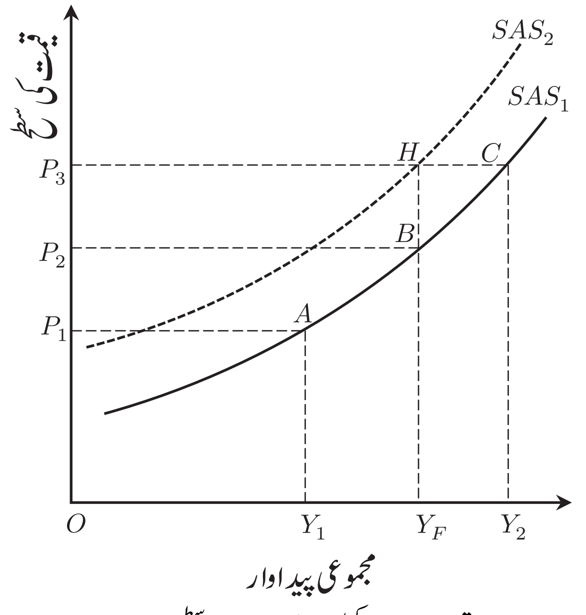

تصویر 15.7: مکمل روزگار سے زیادہ سطح پر پیداوار

اب اگر قیمت کی سطح مزید بڑھ کر P_3 تک پہنچ جاتی ہے، تو فرموں کی پیداوار بڑھ کر Y_3 ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتیں مستقل رہتی ہے۔ کینز کے نظریے کے بر خلاف مجموعی پیداوار کو زیادہ مزدور لگا کر بے روزگاری کی فطری سطح سے بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ ساختیاتی اور فریکشنل بے روزگاری کو کم کر کے ممکن ہے۔ A، B اور C نقطوں کو جوڑ کر آپ تصویر 15.7 میں اوپر کی طرف ڈھال والے قلیل مدتی مجموعی رسد کے خط SAS کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جب آپ SAS کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں، اگرچہ اجرت مستقل رہتی ہے پھر بھی قیمت کی سطح بڑھنے کے ساتھ ہی حقیقی اجرت کی شرح کم ہو جاتی ہے۔ اجرت کی حقیقی شرح کو زری اجرت کی شرح w کو قیمت کی سطح P سے تقسیم کر کے حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح، قدرتی بے روزگاری کی سطح Y_F پر، حقیقی مزدوری کی شرح $\frac{w}{P_2}$ ہے۔ اور جب مجموعی پیداوار Y_2 تک بڑھ جاتی ہے تو حقیقی اجرت کی شرح $\frac{w}{P_3}$ تک گر جاتی ہے کیونکہ قیمت کی سطح P_3 قیمت کی سطح P_2 سے زیادہ ہیں۔

اجرت کی شرح کچھ عرصے تک بر قرار رہ سکتی ہے لیکن اس کے بعد مزدوروں کو احساس ہو جائے گا کہ ان کی اصل اجرت کی شرح گر گئی ہے۔ اس لیے وہ اپنی اصل اجرت کو سابقہ سطح پر بحال کرنے کے لیے زیادہ اجرت کا مطالبہ کریں گے۔ قدرتی بے روزگاری کی سطح Y_F سے لے کر مجموعی پیداوار کی سطح Y_2 تک، قیمت میں P_2P_3 کا اضافہ ہوا ہے۔ ان کی حقیقی اجرت کو بحال کرنے کے لیے، اجرت کی شرح کو P_2P_3 سے بڑھایا جانا ضروری ہو گا۔ نتیجے کے طور پر قلیل مدتی مجموعی رسد اپنے نئے خط SAS_2 کے ساتھ اوپر کی طرف شفٹ ہو جائے گا۔

2. قلیل مدتی مجموعی رسد خط میں منتقلی (Shift in Short Run Aggregate Supply Curve)

قلیل مدتی مجموعی رسد خط کی اوپر کی طرف ڈھلان کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے ہم نے بتایا کہ مجموعی رسد کا خط قیمت کی سطح اور مجموعی پیداوار کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتا ہے، جب دیگر عوامل جیسے اجرت، وسائل کی قیمتیں اور ٹیکنالوجی وغیرہ مستقل ہوں۔ ان دیگر عوامل میں تبدیلیاں مجموعی رسد کے خط میں تبدیلی کا سبب بنتی ہیں۔ ہم ذیل میں ان مختلف عوامل کی وضاحت پیش کرتے ہیں۔

شرحِ اجرت میں تبدیلی: اجرت کی شرح میں تبدیلی ایک اہم عامل ہے جو قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو متاثر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب مزدوروں کی اجرت کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے، تو اس سے قلیل مدتی مجموعی رسد خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجرت میں اضافے سے پیداوار کی فی یونٹ لاگت بڑھ جاتی ہے۔ پیداوار کی دی گئی قیمت کے ساتھ، زیادہ شرح اجرت کا مطلب ہے کہ پیداوار کے فی یونٹ منافع میں کمی آئے گی۔ جیسے جیسے پیداوار کم منافع بخش ہو جاتی ہے، اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ کاروباری پیداوار میں کمی کریں گے اور پیداوار کی رسد کم ہو جائے گی۔ اس طرح جب مزدوروں کی اجرت میں اضافہ ہوتا ہے تو قلیل مدتی مجموعی رسد بائیں جانب منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ تصویر 15.9 میں خط SAS_1 سے

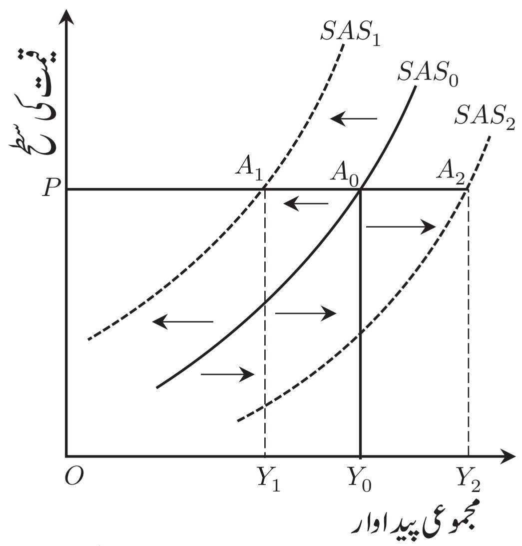

تصویر 15.9: قلیل مدتی مجموعی رسد خط کی منتقلی

دکھایا گیا ہے۔

دیگر عوامل پیدائش کی قیمتیں: دیگر عوامل جیسے کہ کچے تیل اور خام مال کی قیمتیں بھی قلیل مدتی مجموعی رسد کے خط میں تبدیلی لاتی ہیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ OPEC کی طرف سے 1973 میں اور پھر 1979 میں کچے تیل کی قیمت میں اضافے نے پیداوار کی فی یونٹ لاگت میں اضافہ کر کے مجموعی رسد کو متاثر کیا۔ یہ قلیل مدت میں مجموعی رسد کو بائیں جانب تبدیلی کرتا ہے۔ جیسا کہ تصویر 15.9 میں دکھایا گیا ہے۔ مجموعی رسد کے خط میں اس طرح کی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ قیمت کی کسی بھی سطح پر پہلے سے کم پیداوار کو فراہم کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف جب کچے تیل کی قیمت گرتی ہے تب مجموعی رسد کا خط دائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ تصویر 15.9 میں SAS_0 خط کی SAS_2 تک کی منتقلی سے اسے دکھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی قیمت کی سطح پر پہلے سے زیادہ پیداوار اور رسد کی جارہی ہے۔

کاروباری ٹیکس اور سبسڈی: کاروباری ٹیکسوں کی شرحوں میں اضافہ جیسے کہ ایکسائز ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی فی یونٹ پیداوار کی لاگت میں اضافہ کرتا ہے۔ پیداوار کی لاگت میں اس طرح کا اضافہ اجرت کی شرح میں اضافے کی وجہ سے لاگت میں اضافے کے مترادف ہے۔ اس طرح کاروباری ٹیکس کی شرحوں میں اضافے سے مجموعی رسد کا خط بائیں طرف تبدیل ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف بالواسطہ ٹیکسوں میں کمی مجموعی رسد کے خط میں دائیں طرف تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔ مختلف صنعتوں کی مصنوعات پر سبسڈی کی فراہمی بھی مجموعی رسد کے خط کو دائیں طرف شفٹ کرے گی۔

دستیاب وسائل کی فراہمی: آخر میں ایک بہت اہم عنصر، جو کہ مجموعی رسد کے خط کی پوزیشن کا تعین کرتا ہے، وسائل کی فراہمی ہے۔ جب دستیاب وسائل کی فراہمی جیسے مزدور اور سرمائے میں اضافہ ہوتا ہے تو قلیل مدتی مجموعی رسد خط دائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے مزدوروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور سرمایہ کاری کے ذریعے سرمائے کی فراہمی میں اضافہ ہوتا ہے، قلیل مدتی مجموعی رسد خط دائیں طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی قیمت کی سطح پر فروخت کے لیے زیادہ پیداوار پیدا کی جائے گی۔ اسی طرح بنیادی ڈھانچے کی سہولیات میں توسیع، جو پیداوار کی رسد میں اضافے کا باعث بنتی ہے، مجموعی رسد خط میں دائیں جانب تبدیلی کا سبب بنے گی۔

3. طویل مدتی مجموعی رسد (Long Run Aggregate Supply)

طویل مدتی مجموعی رسد یا حقیقی جی ڈی پی تین اہم عوامل پر منحصر ہوتی ہے: (1) مزدوروں کی موجودہ مقدار، (2) سرمائے کی مقدار اور (3) تکنیک کی سطح۔ اس طرح طویل مدتی تفاعلِ پیدائش ہوگا:

$$Y = f(L, K, T) \tag{9.1}$$

جہاں Y مجموعی پیداوار کی مقدار یا قومی پیداوار، L مزدوروں کی مقدار، K سرمائے کی مقدار (ذخیرے) اور T تکنیک کی سطح کو دکھاتے ہیں۔ قومی پیداوار کی مقدار دی ہوئی تکنیک کی سطح پر مزدور اور سرمائے کے استعمال سے پیدا کی جاتی ہے۔ ہم طویل مدت میں اس بات کو مان کر چلتے ہیں کہ مزدور اور سرمایہ دونوں وسائل کا مکمل استعمال ہوتا ہے یعنی معیشت مکمل روزگار کی سطح پر ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ مکمل روزگار کی صورت میں معیشت میں کچھ عارضی اور ساختیاتی بے روزگاری کا ہونا ممکن ہے جو روزگار پانے والے مزدوروں کی کُل تعداد کا

4 سے 5 فیصد ہوتا ہے۔ مکمل روزگار کی صورت میں پیدا شدہ مجموعی پیداوار کی سطح کو ممکنہ جی ڈی پی (Potential GDP) کہتے ہیں۔

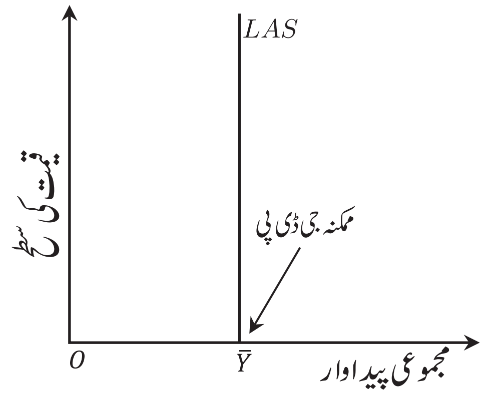

تصویر 15.10: طویل مدتی مجموعی رسد خط

طویل مدتی مجموعی رسد خط حقیقی جی ڈی پی کی مقدار اور قیمت کی سطح کے درمیان تعلق کو دکھاتا ہے جب حقیقی جی ڈی پی ممکنہ جی ڈی پی کے مساوی ہو۔ طویل مدتی مجموعی رسد خط سیدھا عمودی خط ہوتا ہے جیسا کہ تصویر 15.10 میں LAS خط سے دکھایا گیا ہے۔ طویل مدتی مجموعی رسد خط عمودی ہوتا ہے کیونکہ ممکنہ جی ڈی پی قیمت کی سطح پر منحصر نہیں ہوتی۔ یعنی قیمت کی سطح میں تبدیلی آنے پر ممکنہ جی ڈی پی میں تبدیلی نہیں آتی۔ طویل مدتی رسد خط (Long Run Aggregate Supply Curve) ممکنہ قومی پیداوار یعنی مکمل روزگار کی سطح پر افقی خط کی طرح ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیمت میں جو بھی اضافہ ہو، روزگار اور پیداوار میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے۔

4. طویل مدتی مجموعی رسد خط میں تبدیلی (Changes in Long Run Aggregate Supply Curve)

درج بالا میں ہم نے طویل مدتی مجموعی رسد خط کے تصور کو دیکھا۔ چونکہ یہ ایک عمودی خط کے مانند ہوتا ہے اسی لیے قیمت میں تبدیلی سے طویل مدتی مجموعی رسد خط پر اوپر یا نیچے کو حرکت ہوتی ہے۔ یعنی قیمت میں تبدیلی سے ممکنہ پیداوار میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ طویل مدت میں قومی آمدنی میں تبدیلی تبھی ممکن ہے جب طویل مدتی مجموعی رسد خط شفٹ ہو جائے۔ اسے ہم LAS میں شفٹ کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اس طرح کی شفٹ کی تین اہم وجوہات ہیں: (1) مزدوروں کی تعداد میں اضافہ، (2) سرمائے کے ذخیرے میں اضافہ، اور (3) تکنیکی پیش رفت۔ یہ تینوں وجوہات LAS کو متاثر کرتی ہیں اور اس سے LAS میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

سرمائے کے ذخیرے میں تبدیلی، تکنیکی پیش رفت اور مزدوروں کی تعداد میں اضافہ معاشی ترقیات کی وجہ سے ممکن ہو پاتا ہے۔ یہ ترقیات معیشت میں بڑی تبدیلیاں لاتی ہیں جنہیں ہم ساختیاتی تبدیلیاں کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے LAS خط دائیں طرف شفٹ ہوتا ہے جس سے معیشت ممکنہ قومی پیداوار کی نئی سطح حاصل کر پاتی ہے جس کو تصویر 15.11 میں Y_1 سطح پر دکھایا گیا ہے۔

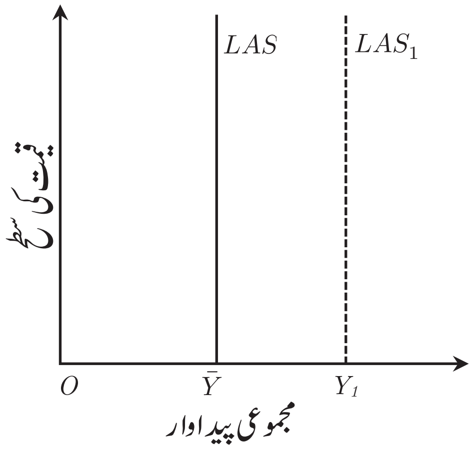

تصویر 15.11: طویل مدتی مجموعی رسد خط

مزدوروں کی تعداد میں اضافہ: مزدور پیداوار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ سرمائے کے ذخیرے اور ٹیکنالوجی کی دی ہوئی سطح پر ممکنہ قومی آمدنی (Potential GDP) میں اضافہ مزدوروں کے مکمل روزگار کی سطح میں اضافہ کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مزدوروں کی مکمل روزگار کی مقدار میں اضافہ طویل مدتی مجموعی رسد خط میں دائیں طرف تبدیلی لاتا جیسا کہ تصویر 15.11 میں دکھایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ معاشی سائیکل کے دوران مزدوروں کے روزگار میں تبدیلیاں حقیقی قومی آمدنی (Real GDP) میں اتار چڑھاؤ کا باعث بنتی ہیں۔ لیکن حقیقی قومی آمدنی (Real

(GDP میں یہ تبدیلیاں جو کاروباری دور میں ہوتی ہیں ممکنہ قومی آمدنی (Potential GDP) میں تبدیلیاں نہیں ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، ممکنہ قومی آمدنی میں تبدیلی مزدور اور سرمائے کے ذخیرے میں تبدیلی اور ٹیکنالوجی میں بہتری کی وجہ سے ہوتی ہے۔

سرمائے کے ذخیرے میں اضافہ: معیشت میں سرمائے کا ذخیرہ معیشت کی پیداواری صلاحیت کا تعین کرتا ہے۔ معیشت میں سرمائے کا ذخیرہ جتنا زیادہ ہوگا، مزدوروں میں پیداواری صلاحیت اتنی ہی زیادہ ہوگی اور ممکنہ قومی آمدنی بھی اتنی زیادہ ہوگی۔ ہندوستانی معیشت کے مقابلے امریکی معیشت کی فی کس پیداوار اور ممکنہ قومی آمدنی بنیادی طور پر اس لیے زیادہ ہے کیونکہ امریکہ میں سرمائے کا ذخیرہ زیادہ ہے۔ جدید ماہرینِ معاشیات سرمائے میں نہ صرف انسانی سرمائے بلکہ غیر انسانی سرمائے کو بھی شامل کرتے ہیں۔ انسانی سرمائے کا مطلب ہے حاصل کردہ ہنر، تعلیم اور تربیت۔ اسی طرح، سرمائے کے ذخیرے میں اضافہ ممکنہ قومی آمدنی میں اضافہ لاتا ہے اور طویل مدتی مجموعی رسد خط کو دائیں طرف منتقل کرتا ہے۔

تکنیکی پیش رفت: ٹیکنالوجی میں پیش رفت ہمیں اس قابل بناتی ہے کہ ہم دیے گئے وسائل سے مزید پیداوار حاصل کر سکیں۔ تجرباتی تحقیقی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں قومی آمدنی میں اضافے کا سب سے اہم ذریعہ تکنیکی پیش رفت ہے۔ یہ ٹیکنالوجی میں ہونے والی ترقی کی وجہ سے ہے کہ صنعت اور زراعت دونوں میں ایک جدید کارکن پرانے زمانے کے مزدور سے کئی گنا زیادہ پیداوار دیتا ہے اور دائیں طرف طویل مدتی مجموعی رسد خط میں تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔

اجرت اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں تبدیلیاں: یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اجرت اور دیگر عوامل کی قیمتوں میں تبدیلی جیسے تیل کی قیمت قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو متاثر کرتی ہے لیکن طویل مدتی مجموعی خط رسد کو متاثر نہیں کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طویل مدتی رسد کے ساتھ ساتھ مزدوری کی شرح یا دیگر وسائل کی قیمتوں میں کوئی بھی تبدیلی قیمت کی سطح میں مساوی فیصد تبدیلی لاتی ہے تا کہ متعلقہ قیمتیں اور حقیقی مزدوری کی شرح مستقل رہ سکے۔ چونکہ متعلقہ قیمتیں یکساں رہتی ہیں جس کی وجہ سے کاروباری کو پیداوار بڑھانے یا کم کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ممکنہ قومی آمدنی اور طویل مدتی مجموعی رسد خط مستقل رہتا ہے۔

تاہم اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں تبدیلیاں فرموں کی پیداواری لاگت کو متاثر کرتی ہیں اور اس وجہ سے قلیل مدتی مجموعی رسد میں تبدیلی آتی ہے۔ مثلاً، جب اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو فرم کی لاگت بڑھ جاتی ہے اور اس لیے وہ قیمت کی ہر سطح پر پیداوار کی کم مقدار فراہم کرتی ہیں۔ نتیجتاً قلیل مدتی مجموعی رسد خط بائیں طرف شفٹ ہو جاتا ہے۔

15.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- مجموعی طلب خط کی وضاحت کر سکیں۔
- مجموعی رسد خط کی وضاحت کر سکیں۔
- طویل مدتی اور قلیل مدتی رسد خطوط کی وضاحت کر سکیں۔

15.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

15.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. قیمت میں اضافے سے مالیاتی اثاثے کی قدر میں ۔۔۔۔۔۔۔ ہوتا/ہوتی ہے۔ (کمی/اضافہ)
2. قیمت میں اضافہ حقیقی زر کی فراہمی کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرتا ہے۔ (کم/زیادہ)
3. کلاسکی مجموعی رسد خط ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتا ہے۔ (عمودی/افقی)
4. کینزی مجموعی رسد خط ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتا ہے۔ (عمودی یا افقی)
5. AD-AS ماڈل قیمت کے معین ہونے کے مفروضے پر مبنی ہے۔ (صحیح یا غلط)
6. صرفی اخراجات ۔۔۔۔۔۔ کا تفاعل ہے۔ (آمدنی/شرحِ سود)
7. مجموعی رسد خط کی ڈھلان:
   (a) نیچے کی اور دائیں طرف ہوتی ہے (b) افقی ہوتی ہے
   (c) عمودی ہوتی ہے (d) کوئی نہیں
8. قلیل مدت میں خط رسد:
   (a) اوپر کو دائیں جانب ڈھلواں ہوتا ہے (b) افقی ہوتا ہے
   (c) عمودی ہوتا ہے (d) نیچے کی اور ہوتا ہے
9. ان میں سے کن عناصر پر طویل مدتی خط رسد منحصر ہوتا ہے؟
   (a) مزدوروں کی مقدار پر (b) تکنیک کی سطح پر
   (c) سرمایہ کاری پر (d) ان میں سے سبھی
10. ان میں سے کن عناصر سے مجموعی طلب متاثر ہوتی ہے؟
   (a) صرفی اخراجات سے (b) قیمت سے
   (c) ڈالر کے مقابلے ملک کے زر میں کمی سے (d) ان میں سے سبھی

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	کمی	کم	عمودی	افقی	غلط	آمدنی	a	a	d	a

15.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. رقم حقیقی اثر کیا ہے؟

2. قیمت میں اضافے سے صرفی اخراجات اور غیر ملکی تجارت پر کیا اثر ہوتا ہے؟

3. قلیل مدتی خطِ رسد سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

4. متوقع قیمت کیا ہے؟

15.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے ماڈل سے مجموعی طلب خط کو اخذ کریں۔

2. قلیل مدتی اور طویل مدتی خطِ رسد کو تفصیل کے ساتھ پیش کریں۔

3. طویل مدتی مجموعی رسد خط کی منتقلی کن عوامل سے ہوتی ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

اکائی 16: مجموعی طلب مجموعی رسد ماڈل-II

(Aggregate Demand Aggregate Supply Model- II)

اکائی کے اجزا:

16.0 تمہید(Introduction)

16.1 مقاصد(Objectives)

16.2 قلیل مدتی کلی معاشیاتی توازن(Short Run Macroeconomic Equilibrium)

16.3 طویل مدتی کلی معاشیاتی توازن(Long Run Macroeconomic Equilibrium)

16.4 فریڈ مین کا قدرتی شرح کا مفروضہ(Freidman's Natural Rate Hypothesis)

16.5 معاشی اتار چڑھاؤ اور اے ڈی-اے ایس ماڈل
(Economic Fluctuations and AD-AS Model)

16.6 مالیاتی اور زری پالیسی کا کردار(The Role of Fiscal and Monetary)

16.7 جمودی افراط زر(Stagflation)

16.8 اکتسابی نتائج(Learning Objectives)

16.9 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

16.9.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

16.9.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

16.9.3 طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

16.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں متغیر قیمت کی سطح کے ساتھ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے تصورات کی وضاحت کی گئی۔ اس اکائی میں ہم دیکھیں گے کہ کس طرح قومی آمدنی کی مقدار اور قیمت کی سطح کے تعین کے لیے مجموعی رسد اور مجموعی طلب تعامل کرتے ہیں۔ چونکہ طویل مدتی اور قلیل مدتی مجموعی رسد کے خطوط کے درمیان فرق ہے اسی لیے معیشت میں طویل مدتی توازن اور قلیل مدتی توازن میں بھی فرق ہے۔ طویل مدتی توازن وہ حالت ہے جس کی طرف معیشت گامزن ہوتی ہے اور قلیل مدتی توازن طلب و رسد میں ہونے والے اتار چڑھاؤ کے

ساتھ معیشت کی اصل حالت ہے۔ قلیل مدت میں معیشت ممکنہ آمدنی کے ارد گرد کام کرتی ہے۔ مجموعی رسد- مجموعی طلب ماڈل جسے عموماً (AS-AD Model) کہا جاتا ہے کا مقصد اس بات کی وضاحت اور تجزیہ کرنا ہے کہ معیشت کس طرح برتاؤ کرتی ہے۔ یہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح اشیا اور خدمات کی مجموعی طلب (AD) معیشت کی پیداوار، روزگار، اور قیمت کی سطح کے تعین کرنے کے لیے مجموعی رسد (AS) کے ساتھ تعامل کرتی ہے۔ ماہرین معاشیات اس ماڈل کا استعمال معیشت میں قلیل مدتی اتار چڑھاو جیسے افراط زر، کساد بازاری سمجھنے کے لیے کرتے ہیں، اور یہ دیکھنے کے لیے کرتے ہیں کہ کس طرح عوامی پالیسیاں، صارفین کے اخراجات یا پیداواری لاگت میں تبدیلی معاشی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر، AD-AS ماڈل یہ بتاتا ہے کہ معیشت کس طرح قلیل مدتی اور طویل مدتی توازن حاصل کرتی۔ اس اکائی میں ہم قلیل مدتی توازن اور طویل مدتی توازن کی وضاحت پیش کریں گے۔

16.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

- AD-AS ماڈل کے ذریعے معیشت میں قومی آمدنی اور روزگار کی سطح کے تعین پر بحث کرنا۔
- قلیل مدت اور طویل مدت میں روزگار اور قومی آمدنی کے تعین کے درمیان فرق کا مطالعہ کرنا۔
- AD-AS ماڈل کا استعمال کر کے مالیاتی اور زری پالیسیوں کی وضاحت کرنا۔
- AD-AS ماڈل کے ذریعے معاشی تبدیلی یا اتار چڑھاؤ کا مطالعہ کرنا۔

16.2 قلیل مدتی کلی معاشیاتی توازن (Short Run Macroeconomic Equilibrium)

قلیل مدت میں توازن قیمت کی اس سطح پر قائم ہوتا ہے جس پر مجموعی پیداوار کی طلب اور مجموعی پیداوار کی رسد برابر ہوتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں قلیل مدتی توازن اس قیمت پر حاصل ہوتا ہے جس پر مجموعی طلب خط اور قلیل مدتی مجموعی رسد خط ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ اسے تصویر 16.1 میں دکھایا گیا ہے جہاں قلیل مدت میں مجموعی طلب خط AD مجموعی رسد خط SAS کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے۔ نقطہ E پر قیمت کی سطح P_0 ہے اور قومی آمدنی یا مجموعی پیداوار کی مقدار Y_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اگر قیمت P_0 سے مختلف ہو، تو معیشت حالتِ توازن میں نہیں رہے گی۔ فرض کریں مثال کے طور پر قیمت کی سطح P_2 ہو تو مجموعی طلب کی مقدار P_2A مجموعی پیداوار کی رسد کی مقدار P_2B سے کم ہو گی۔ اس کا مطلب ہے کہ کاروباری اپنی تمام پیداوار فروخت نہیں کر پائیں گے۔ نتیجے کے طور پر فرم پیداوار اور قیمت دونوں میں کمی

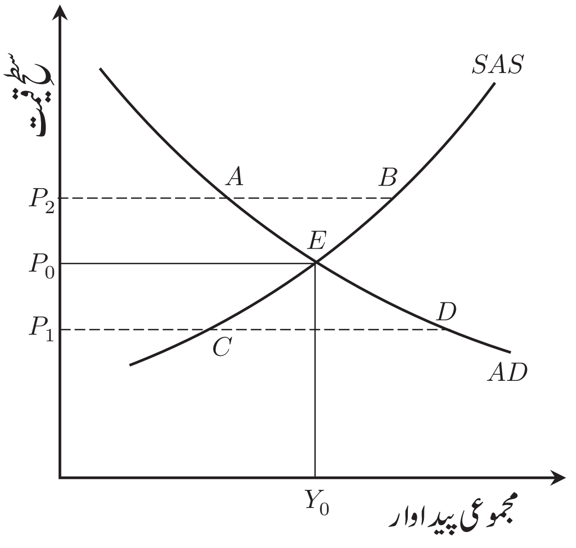

تصویر 16.1: معیشت کا قلیل مدتی توازن

کریں گی۔ پیداوار اور قیمتوں میں کمی کا عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ معیشت توازنی قیمت کی سطح P_0 تک نہ پہنچ جائے اور مجموعی پیداوار Y_0 نہ ہو جائے۔ اس کے برعکس فرض کریں کہ قیمت کی سطح P_1 ہے۔ تصویر 16.1 کے مطابق قیمت کی سطح P_1 پر، مجموعی پیداوار کی طلب کی مقدار P_1D مجموعی رسد P_1C سے زیادہ ہے۔ اس طرح معیشت میں قیمت کی P_1 سطح پر CD مقدار میں زائد طلب ہو گی۔ فرموں کے پاس اس زائد طلب کو پورا کرنے کے لیے مطلوبہ سطح سے کم مقدار میں پیداوار ہو گی۔ اس کے نتیجے میں فرمیں پیداوار اور قیمتوں میں اضافہ کریں گی۔ پیداوار اور قیمت کی سطح اس وقت تک بڑھتی رہے گی جب تک کہ قیمت کی سطح P_0 تک نہیں پہنچ جاتی اور مجموعی پیداوار Y_0 تک نہیں آجاتی۔ اس طرح، قیمت کی سطح P_0 اور مجموعی پیداوار Y_0 معیشت کے قلیل مدتی توازن کو دکھاتی ہے۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ قلیل مدت میں اجرت کی شرح نہیں بدلتی ہے۔ یعنی اشیا و خدمات کی قیمتوں میں اضافے یا کمی کا شرحِ اجرت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور اس طرح معیشت کو مکمل روزگار کی سطح پر توازن میں لانے کے لیے اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور لہذا، قلیل مدتی توازن ممکنہ پیداوار کی سطح سے کم سطح یا زیادہ سطح دونوں پر قائم ہو سکتا ہے۔ صِرف طویل مدت میں ہی شرحِ اجرت میں تبدیلی کرنا ممکن ہوتا ہے اور لہذا طویل مدت میں ہی توازن کو ممکنہ پیداوار پر بحال کرنا ممکن ہوتا ہے۔

مزید، معیشت میں اتار چڑھاؤ اُن عوامل میں تبدیلیوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو مجموعی طلب اور مجموعی رسد میں تبدیلی کا سبب بنتے ہیں۔ مثال کے طور پر زر کی رسد میں تبدیلی، سرکاری اخراجات، ٹیکس، کاروباری اداروں کی طرف سے سرمایہ کاری کی طلب یا گھریلو صَرف کی طلب مجموعی طلب میں تبدیلیاں لائے گی اور قلیل مدتی توازن میں تبدیلی کا سبب بنے گی۔ دوسری طرف اجرت کی شرح اور دیگر وسائل کی قیمتوں میں تبدیلی مجموعی رسد خط کو منتقل کرتی ہے جو قلیل مدتی توازن میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔

کینز کے مطابق جب معیشت کساد بازاری کا شکار ہوتی ہے تو کاروباری طبقے کی جانب سے نجی سرمایہ کاری میں کمی کی وجہ سے مجموعی طلب میں بھی کمی آتی ہے۔ جس کی وجہ سے مکمل روزگار کی سطح سے کم پر توازن وجود میں آتا ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ جب تک حکومت توسیعی مالیاتی پالیسی کو اپنا کر معیشت میں مداخلت نہیں کرتی اور خسارے کی فنانسنگ (Deficit Financing) کے ذریعے حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار کے درمیان فرق کو پورا نہیں کرتی، معیشت میں مکمل روزگار کی سطح پر توازن کو نہیں بحال کیا جا سکتا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ آزاد بازار معیشت اجرت اور قیمتوں میں کسی بھی قسم کی مطابقت کے ذریعے خود کو درست نہیں کر پاتی کیونکہ معاشی بحران کی وجہ سے معیشت میں طلب بہت ہی کم ہوتی ہے اور لہذا، حکومت کی مداخلت کے بغیر معیشت میں کساد بازاری کے ساتھ بے روزگاری کا توازن طویل مدت تک برقرار رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کینز نے اس پر بحث نہیں کی کہ اجرت اور قیمتوں کی تطبیق کے ذریعے معیشت کا طویل مدتی توازن کیسے حاصل کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف کلاسیکی ماہرین معاشیات، مانیٹرسٹ (Monetarist) اور نئے کلاسیکی ماہرین معاشیات اجرت اور قیمتوں میں خود بخود مطابقت کے ذریعے مکمل روزگار کی سطح پر طویل مدتی توازن کے قیام پر یقین رکھتے ہیں۔

16.3 طویل مدتی کلی معاشیاتی توازن (Long Run Macroeconomic Equilibrium)

طویل مدتی توازن قیمت کی اس سطح پر واقع ہوتا ہے جہاں مجموعی طلب خط طویل مدتی مجموعی رسد خط کے برابر ہو جو ممکنہ پیداوار کی سطح پر عمودی خط ہوتا ہے۔ اس طرح، طویل مدتی توازن اس وقت قائم ہوتا ہے جب حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار کے برابر ہو۔ لیکن اس طویل مدتی قیمت اور حقیقی پیداوار میں توازن کی حالت تب ہی ممکن ہو پاتی ہے جب شرحِ اجرت اس طرح ایڈجسٹ ہو کہ قلیل مدتی خطِ رسد منتقل ہو کر طویل مدتی مجموعی رسد خط کو توازن کے اس مقام پر قطع کرے جس پر مجموعی طلب خط بھی طویل مدتی مجموعی رسد خط کو قطع کرتا ہو۔ طویل مدتی معاشی توازن کو تصویر 16.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے بائیں حصے سے واضح ہوتا ہے کہ قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0 دیے گئے مجموعی طلب خط AD کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے اور P_0 قیمت کی سطح کا تعین کرتا ہے۔ حقیقی پیداوار قلیل مدت میں Y_0 کے ہے۔ اس طرح قلیل مدتی توازن کی حالت میں حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے کم ہے۔ حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار کے درمیان فرق $Y_0\bar{Y}$ کو کساد بازاری کا فرق (Deflationary Gap) کہا جاتا ہے۔ قلیل مدتی توازن میں قیمت کی P_0 سطح پر مجموعی طلب ممکنہ پیداوار کی خریداری کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ممکنہ پیداوار سے کم پیداوار کا مطلب یہ ہے کہ قلیل مدتی توازن میں بے روزگاری موجود ہے۔

اگر اجرت کی شرح لچک دار ہو جیسا کہ کلاسیکی ماہرین معاشیات، مانیٹرسٹ اور نئے کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا ہے، تو نقطہ E پر قلیل مدتی توازن کی حالت میں بے روزگاری کی شرح قدرتی بے روزگاری کی شرح سے کم ہو جائے گی۔ نتیجتاً، قلیل مدت میں خط رسد (SAS) دائیں طرف منتقل ہونے لگے گا۔ قلیل مدتی مجموعی رسد خط میں دائیں طرف کی تبدیلی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ یہ طویل مدتی رسد خط (LAS) کو نقطہ G پر قطع نہ کرے۔ توازن کی نئی سطح G نقطے پر قیمت کی سطح P_1 تک گر جاتی ہے اور مطلوبہ پیداوار کی مجموعی مقدار ممکنہ پیداوار تک بڑھ جاتی ہے۔ تصویر 16.2 میں نقطہ G مکمل روزگار کی سطح پر طویل مدتی توازن کو پیش کرتا ہے جس پر بے

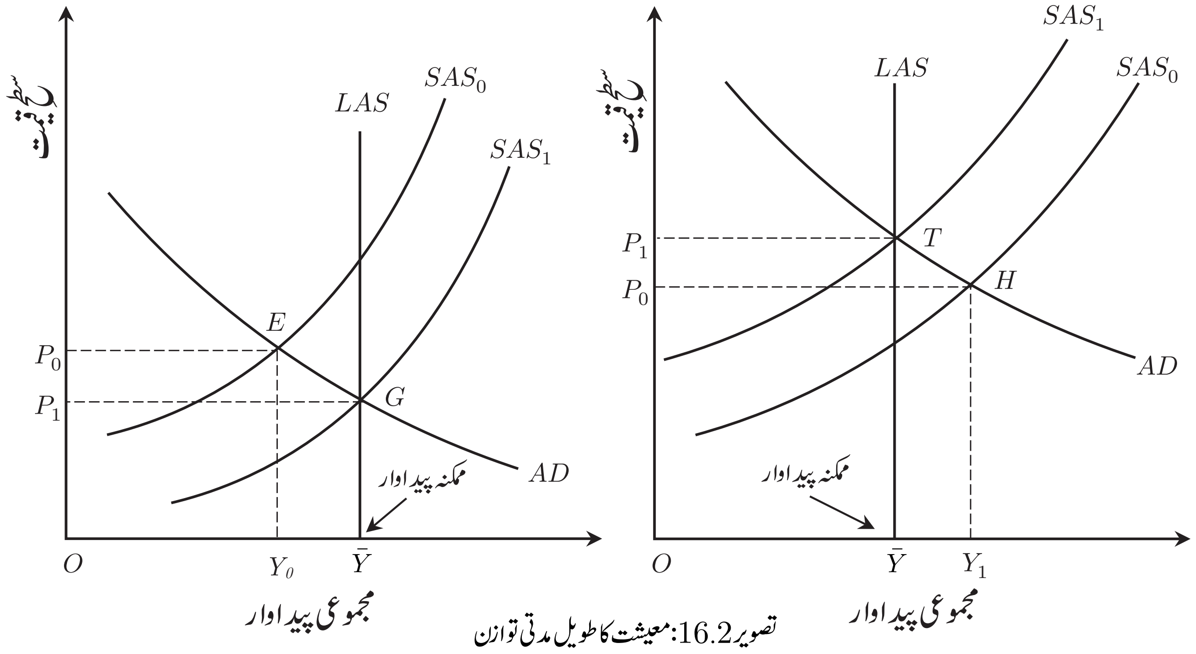

تصویر 16.2: معیشت کا طویل مدتی توازن

روز گاری کی صِرف قدرتی شرح موجود رہتی ہے۔ غور کریں کہ نقطہ G پر قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0، طویل مدتی مجموعی رسد خط LAS اور مجموعی طلب خط تینوں ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ یہ وہ نقطہ ہے جس پر مجموعی طلب، قلیل مدتی مجموعی رسد اور طویل مدتی مجموعی رسد مساوی ہیں۔

آیئے اس کے برعکس معاملے پر غور کریں جب قلیل مدتی توازن ابتدائی طور پر ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہو اور مکمل روز گار کی سطح سے اوپر ہو۔ تصویر کے داہنی حصے میں ابتدائی طور پر مجموعی طلب خط AD اور مجموعی رسد خط SAS_0 قلیل مدت میں نقطہ H پر مساوی ہیں جہاں قیمت کی سطح P_0 کا تعین ہوتا ہے اور حقیقی پیداوار Y_0 متعین ہوتی ہے جو کہ ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ سے زیادہ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہو کیسے ممکن ہے؟ ظاہر کہ ممکنہ پیداوار وہ پیداوار ہوتی ہے جسے معیشت اپنے وسائل کے مکمل استعمال سے پیدا کر سکتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ ممکنہ پیداوار کی سطح سے آگے حقیقی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکمل روز گار کی سطح پر بھی معیشت میں قدرتی بے روز گاری ہوتی ہے۔ قدرتی بے روز گاری سے مراد بے روز گاری کی وہ سطح ہے جو اس وقت بھی موجود ہوتی ہے جب معیشت مکمل روز گار پر ہو۔ اس میں فرکشنل اور ساختیاتی بے روز گاری شامل ہے۔ فرکشنل بے روز گاری اس وقت ہوتی ہے جب افراد ملازمت تبدیل کرتے ہیں یا پہلی بار نوکری کی تلاش میں ہوتے ہیں اور اس دوران عارضی طور پر بے روز گار ہوتے ہیں۔ ساختیاتی بے روز گاری کارکنوں کی مہارتوں اور دستیاب ملازمتوں میں ضروری مہارتوں کے درمیان فرق کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ یہ فرق اکثر تکنیکی تبدیلیوں، صارفین کی طلب میں تبدیلی، یا عالمگیریت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب معیشت کا ڈھانچہ بدل جاتا ہے جس سے کچھ مہارتیں یا صنعتیں فرسودہ ہو جاتی ہیں اور نئی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

فرض کریں کہ معیشت کی قدرتی بے روز گاری کی شرح 3 فیصد ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مکمل روز گار اور ممکنہ آمدنی کے پیدا کرنے پر بھی معیشت میں 3 فیصد کی بے روز گاری ہو گی۔ اگر معیشت میں صرف قدرتی بے روز گاری ہو تو ہم کہیں گے کہ معیشت میں مکمل روز گار ہے۔[1] اگر معیشت میں قدرتی بے روز گاری کی شرح 3 فیصد سے کم ہو کر 2 فیصد ہو جائے تو ظاہر ہے معیشت کی حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہو جائے گی۔ یہ محلِ نظر رہے کہ ممکنہ پیداوار سے زیادہ کی یہ پیداوار طویل مدت میں برقرار نہیں رہ سکتی۔ آپ کہ سکتے ہیں کہ تصویر 16.2 کے داہنی حصے میں $\bar{Y}Y_0$ کی مقدار سے حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہے۔ حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار کا یہ فرق افراطی خلا (Inflationary Gap) کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ فرق معیشت میں افراط زر کا دباؤ پیدا کرتا ہے۔

جب معیشت کا توازن قائم ہو جاتا ہے تو معیشت مکمل روز گار یا ممکنہ پیداوار کی سطح سے زیادہ پر کام کر رہی ہوتی ہے۔ اصل بے روز گاری بے روز گاری کی قدرتی شرح سے نیچے آ جاتی ہے۔ اس سے مزدوروں کی کمی کی وجہ سے شرحِ اجرت بڑھ جاتی ہے۔ اجرت میں اضافے کے ساتھ، قلیل مدتی خط رسد بائیں طرف منتقل ہونے لگتا ہے اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ قلیل مدتی رسد خط

[1] قدرتی بے روز گاری کی موجودگی میں بھی ہم کہتے ہیں کہ معیشت مکمل روز گار پر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قدرتی بے روز گاری ایک صحت مند معیشت میں ناگزیر اور معمول کی بات ہے۔

SAS منتقل ہو کر SAS_1 نہیں ہو جاتا اور نقطہ T پر طویل مدتی رسد خط LAS کو نہیں کاٹتا۔ اسی نقطے پر طویل مدتی توازن قائم ہو جاتا ہے۔

کینز کے مطابق، مکمل روزگار کی سطح سے زیادہ کی سطح پر توازن کی صورت میں مجموعی رسد کے مقابلے مجموعی طلب زیادہ ہوتی ہے۔ اجرت اور قیمتوں میں مطابقت کے ذریعے اسے خود بخود درست نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے بجا طور پر دلیل دی کہ معیشت میں افراط زر پر طلب کو منظم کرنے والی پالیسی یا ڈیمانڈ مینجمنٹ پالیسی (Demand Management Policy) کے ذریعے قابو پایا جاسکتا ہے۔ ان پالیسیوں میں سخت مالیاتی اور زری پالیسیاں شامل ہیں۔ کلاسیکی، مانیٹرسٹ اور نئے کلاسیکی ماہرین معاشیات مکمل روزگار کی سطح پر طویل مدتی توازن حاصل کرنے کے لیے شرحِ اجرت اور قیمتوں کے خود بخود ایڈجسٹمنٹ پر یقین رکھتے تھے۔ تاہم، مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے درمیان توازن مکمل روزگار کی سطح سے کم (یعنی ممکنہ پیداوار سے کم پر) یا مکمل روزگار کی سطح سے زیادہ (یعنی ممکنہ پیداوار سے زیادہ پر) اور مکمل روزگار کی سطح (یعنی ممکنہ پیداوار پر) حاصل کیا جاسکتا ہے۔

16.4 فریڈمین کا قدرتی شرح کا مفروضہ (Freidman's Natural Rate Hypothesis)

فریڈمین کے قدرتی مفروضے کے مطابق، قلیل مدت میں مجموعی طلب میں اتار چڑھاؤ پیداوار اور روزگار پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن طویل مدت میں معیشت بے روزگاری کی قدرتی شرح کی سطح پر واپس آجاتی ہے۔ یاد کریں کہ، بے روزگاری کی قدرتی شرح مکمل روزگار یا ممکنہ پیداوار کی سطح کی بے روزگاری کے مساوی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قدرتی شرح کے مفروضے کے مطابق مکمل روزگار یا ممکنہ پیداوار کی سطح کا تعین ان عوامل سے ہوتا ہے جو قلیل مدت میں روزگار کی سطح کا تعین مجموعی طلب میں اتار چڑھاؤ سے کرتے ہیں۔ یہ درحقیقت کلاسیکی دوفرعیت کا اظہار ہے۔ قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو درج ذیل مساوات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

$$Y = \bar{Y} + \alpha(P - P^e) \quad (16.1)$$

$$Y - \bar{Y} = \alpha(P - P^e) \quad (16.2)$$

جہاں Y حقیقی پیداوار ہے، $\bar{Y}$ ممکنہ پیداوار ہے یا بے روزگاری کی قدرتی شرح کے مطابق GDP ہے، P اصل قیمت کی سطح ہے اور P^e متوقع قیمت کی سطح ہے۔ یہ مساوات بیان کرتی ہے کہ حقیقی پیداوار Y کی ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ سے دوری یا فرق حقیقی قیمت کی سطح کی متوقع قیمت کی سطح سے دوری یا فرق $(P - P^e)$ پر منحصر ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ مساوات کہتی ہے کہ حقیقی پیداوار، ممکنہ پیداوار سے مختلف ہوتی ہے جب قیمت کی سطح متوقع قیمت کی سطح سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ مساوات قلیل مدتی مجموعی رسد خط کی مساوات ہے۔

اگر افراد قیمت کی سطح کی درست توقع کرتے ہیں یعنی اصل قیمت کی سطح متوقع قیمت کی سطح کے مساوی ہوتی ہے تو حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار کے مساوی ہوتی ہے اور معیشت مکمل روزگار کی سطح پر ہوتی ہے۔

اگر اصل قیمت کی سطح P متوقع قیمت کی سطح P^e سے زیادہ ہوتی ہے تو کارکنان اور فرم اپنے آپ کو ایسی صورت حال میں پاتے ہیں جس کی انہوں نے توقع نہیں کی تھی۔ اصل قیمت کی سطح کے متوقع قیمت سے زیادہ ہونے سے کارکنان کی حقیقی شرح اجرت اُس شرح اجرت سے کم ہو جاتی ہے جس کی انہوں نے توقع کی تھی۔

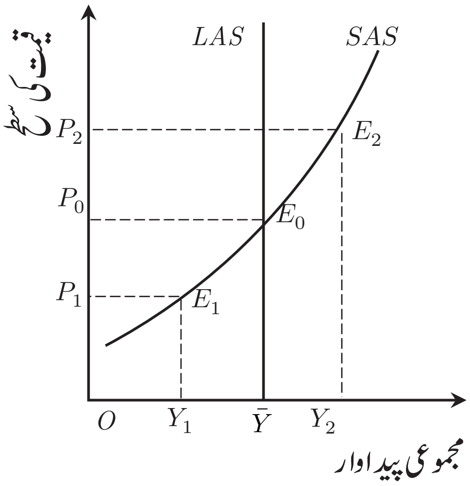

تصویر16.3:قدرتی شرح کے ساتھ رسد خط

فرموں کے لیے، حقیقی اجرت میں یہ کمی قلیل مدت میں سود مند ہوتی ہے۔ وہ کم حقیقی شرح اجرت ادا کرتے ہیں جبکہ پیداوار کی زیادہ قیمت وصول کرتے ہیں۔ اس سے ان کے منافع میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ مزید کارکنوں کی خدمات حاصل کر کے پیداوار میں اضافہ کرتی ہیں۔ چونکہ فرم پیداوار اور روزگار میں اضافہ کرتی ہیں لہذا بے روزگاری عارضی طور پر قدرتی شرح سے کم ہو جاتی ہے۔

اس کے برعکس، اگر اصل قیمت کی سطح توقع سے کم ہوتی ہے، تو اس کے برعکس ہوتا ہے۔ حقیقی اجرت اس سے بڑھ جاتی ہے جو فرم ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں، جس سے کارکنان کو روزگار دینا نسبتاً زیادہ مہنگا ہو جاتا ہے۔ فرمیں روزگار اور پیداوار کو کم کرتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں بے روزگاری قدرتی شرح سے زیادہ ہو جاتی ہے۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے تصویر 16.3 دیکھیں جہاں SAS قلیل مدتی رسد خط ہے۔ فرض کریں کہ قیمت کی سطح P_0 متوقع قیمت کی سطح P^e کے مساوی ہے۔ اس صورت میں معیشت طویل مدتی توازن میں ہے اور اس صورت میں مجموعی آمدنی مکمل روزگار آمدنی $\bar{Y}$ ہے (نقطہ E)۔ نوٹ کریں کہ قیمت کی اس سطح پر قلیل مدتی رسد خط طویل مدتی رسد خط کے مساوی ہے۔ اگر قیمت کی سطح متوقع قیمت سے زیادہ ہو گی جیسا کہ قیمت P_2 ہے تو اس سے حقیقی شرح اجرت میں کمی ہو گی۔ فرم اس صورت میں زیادہ کارکنان کو روزگار دیں گی کیوں کہ فرم کے لیے ایسا کرنا منافع بخش ہو گا۔ اس سے حقیقی پیداوار، ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہو گی۔ تصویر میں قیمت P_2 کی صورت میں مجموعی پیداوار Y_2 ہے جو ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ سے زیادہ ہے۔ اگر اصل قیمت P_1 ہوتی ہے جو متوقع قیمت سے کم ہوتی ہے تو حقیقی شرح اجرت میں اضافہ ہوتا ہے اور فرم کم افراد کو روزگار دیتی ہے۔ اس سے حقیقی پیداوار Y_1 ہو جاتی ہے جو ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ سے کم ہے۔ اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ:

- جب $P = P^e$ ہوتی ہے تو حقیقی پیداوار، ممکنہ پیداوار یا قدرتی پیداوار کے مساوی ہوتی ہے۔ $Y = \bar{Y}$
- جب $P > P^e$ تو حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہوتی ہے۔ $Y > \bar{Y}$
- جب $P > P^e$ تو حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے کم ہوتی ہے۔ $Y < \bar{Y}$

درج بالا تجزیے سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مساوات (16.2) قلیل مدتی مجموعی رسد خط کی مساوات ہے جو قیمت کی سطح اور حقیقی مجموعی پیداوار کے مابین تعلق دکھاتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد آیئے خطوط طلب و رسد سے فریڈمین کے مفروضے کی وضاحت کرتے ہیں۔ مساوات (16.2) کے خط رسد کو تصویر 16.4 میں SAS_0 سے دکھایا گیا ہے جو اوپر کو ڈھلواں خط ہے۔ یہ خط ممکنہ پیداوار اور متوقع قیمت کی سطح کے نقطے سے ہو کر گزرتا ہے۔ AD مجموعی رسد خط ہے اور LAS طویل مدتی مجموعی رسد خط ہے اور ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ پر عمودی خط ہے۔ تصویر میں، طویل مدتی مجموعی

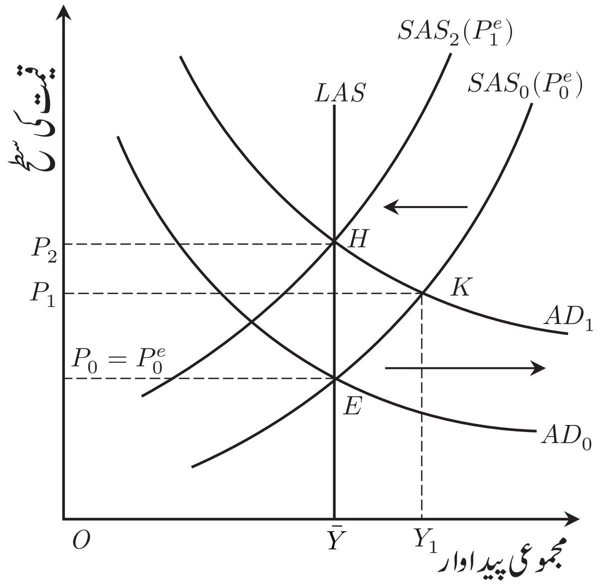

تصویر16.4: قدرتی شرح کا مفروضہ: طلب میں اضافہ

رسد خط LAS کے ساتھ قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0 اور مجموعی طلب خط AD_0 ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں۔ اس طرح، نقطہ E پر قدرتی پیداوار کی سطح یا روزگار کی قدرتی سطح پر توازن قائم ہوتا ہے۔

اب فرض کریں کہ مجموعی طلب کسی وجہ سے غیر متوقع طور پر AD_1 تک بڑھ جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں نقطہ K پر نیا قلیل مدتی توازن قائم ہوتا ہے جہاں قیمت P_1 ہے اور مجموعی پیداوار Y_1 تک بڑھ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بے روزگاری، بے روزگاری کی قدرتی شرح سے نیچے گر جائے گی۔ تاہم متوقع قیمت کی سطح P_0 کے مقابلے میں حقیقی قیمت کی سطح میں P_1 کے ہونے پر کارکنان حیران ہوں گے۔ وہ قیمت کے متعلق اپنی توقعات میں تبدیلی کریں گے۔ انہیں احساس ہو گا کہ ان کی حقیقی اجرت میں کمی ہو گئی ہے اور وہ زیادہ زری اجرت کا مطالبہ کریں گے۔ اس سے پیداواری لاگت میں اضافہ ہو گا اور قلیل مدتی مجموعی رسد خط اوپر کو منتقل ہونے لگے گا اور اس وقت تک اوپر کی طرف منتقل ہوتا رہے گا جب تک کہ متوقع قیمت اصل قیمت کے برابر نہ ہو جائے۔

اس طرح کے قلیل مدتی رسد خط کو SAS_2 کے ذریعے دکھایا گیا ہے جو کہ مجموعی طلب خط AD_1 اور طویل مدتی مجموعی رسد خط (LAS) کو نقطہ H پر قطع کرتا ہے۔ اس نقطے پر متوقع قیمت کی سطح P_2^e ہو جاتی ہے اور اصل قیمت کی سطح P_2 کے برابر رہتی ہے۔ چونکہ نقطہ H پر توازن میں قلیل مدتی رسد طویل مدتی رسد کے مساوی ہے یعنی معیشت کی پیداوار ممکنہ پیداوار کے مساوی ہے لہذا، یہ توازن بے روزگاری کی قدرتی سطح پر قائم ہو گا۔ اس طرح معیشت طویل مدتی توازن حاصل کرتی ہے۔

اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مدتِ قلیل میں مجموعی طلب میں غیر متوقع اضافے کی وجہ سے حالانکہ معیشت قدرتی بے روزگاری پیداوار $\bar{Y}$ سے ہٹ جاتی ہے تاہم یہ طویل مدت میں بے روزگاری کی قدرتی سطح پر واپس آجاتی ہے۔ ملٹن فریڈمین کے مطابق مجموعی طلب میں تبدیلی کی وجہ سے معیشت قلیل مدتی رسد خط کے ساتھ چلتی ہے۔

آیئے اب ہم اس کے برعکس معاملے کو دیکھتے ہیں۔ جب طلب کم ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے معیشت میں کساد بازاری ہوتی ہے۔ تصویر 16.5 میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ معیشت نقطہ E پر توازن میں ہے جہاں اوپر کی طرف ڈھلان والے قلیل مدتی رسد خط (SAS_0) دیے گئے مجموعی طلب خط AD_0 اور طویل مدتی رسد خط (LAS) ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ قیمت کی موجودہ سطح P_0 ہے جو متوقع قیمت کی سطح کے مساوی ہے۔ اس طرح معیشت طویل مدتی مکمل روزگار کے توازن پر ہے۔ اب فرض کریں کہ مجموعی طلب کم ہو جاتی ہے اور مجموعی طلب خط AD سے منتقل ہو کر AD_2 ہو جاتا ہے اور قلیل مدتی مجموعی رسد خط $SAS_0(P_0^e)$ کو نقطہ R پر قطع کرتا ہے۔ اس

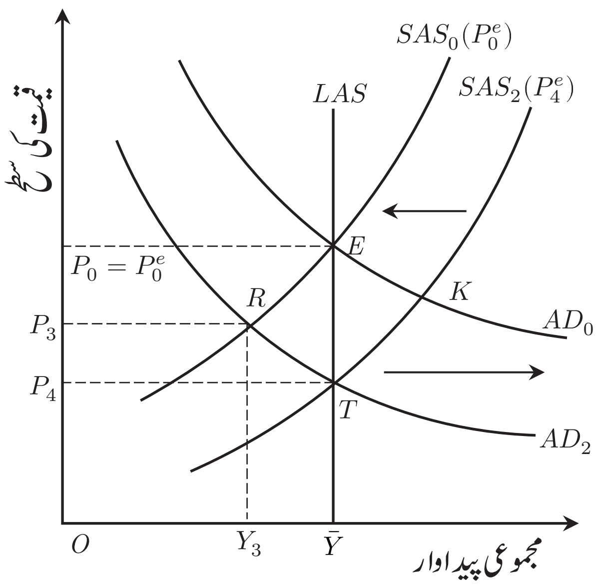

تصویر 16.5: قدرتی شرح کا مفروضہ: طلب میں کمی

نئے توازن کی سطح پر قیمت کم ہو کر P_3 ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں قومی آمدنی کی سطح بھی کم ہو کر Y_3 ہو جاتی ہے۔ بے روز گاری اپنی قدرتی شرح کی سطح سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح مجموعی طلب میں AD_2 تک کی کمی معیشت کو کساد بازاری کی طرف لے جاتی ہے۔ تاہم فریڈمین کے مطابق، چونکہ اصل قیمت کی سطح P_3 میں کمی ان کی متوقع قیمت کی سطح P_0 کے خلاف ہے، اس لیے متوقع قیمت پر نظر ثانی کی جائے گی اور اس میں کمی ہوگی۔ نتیجے کے طور پر قلیل مدتی مجموعی رسد خط دائیں طرف منتقل ہو جائے گا۔ یہ تبدیلی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ یہ SAS_2 تک پہنچ نہ جائے جس پر متوقع قیمت کی سطح اصل قیمت کی سطح $(P_4 = P_4^e)$ نہ ہو جائے۔ اسے تصویر 16.5 میں دیکھا جا سکتا ہے۔ قلیل مدتی رسد خط SAS_2 مجموعی طلب خط AD_2 اور طویل مدتی مجموعی رسد خط کو نقطہ T پر قطع کرتا ہے۔ اس صورت میں نقطہ T پر چونکہ اصل قیمت متوقع قیمت کے مساوی ہے لہٰذا حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار کے مساوی ہوتی ہے اور معیشت بے روز گاری کی قدرتی سطح کے مطابق قومی آمدنی کے طویل مدتی توازن کو حاصل کر لیتی ہے۔

16.5 معاشی اتار چڑھاؤ اور اے ڈی-اے ایس ماڈل

(Economic Fluctuations and AD-AS Model)

AD-AS ماڈل کے ذریعے معاشی اتار چڑھاؤ جسے بزنس سائیکل یا تجارتی چکر یا کاروباری چکر بھی کہا جاتا ہے کی وضاحت بھی کی جا سکتی ہے۔ اس ماڈل کے مطابق، تجارتی سائیکل کے معاشی اتار چڑھاؤ اس لیے ہوتے ہیں کیونکہ مجموعی طلب اور قلیل مدتی مجموعی رسد میں اتار چڑھاؤ آتا ہے۔ لیکن شرحِ اجرت اتنی تیزی سے ایڈجسٹ نہیں ہوتی ہے کہ ممکنہ پیداوار کی سطح پر حقیقی پیداوار کو برقرار رکھا جا سکے۔ معیشت کی آمدنی ممکنہ پیداوار کے اردگرد کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ معیشت میں کبھی کساد بازاری اور کبھی تیزی کے حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مجموعی طلب اور قلیل مدتی مجموعی رسد میں تبدیلیاں حقیقی پیداوار اور قیمت کی سطح میں اتار چڑھاؤ لاتی ہیں۔

1. **مجموعی طلب میں کمی** (Decrease in Aggregate Demand)

مجموعی طلب گھریلو صَرف (C)، سرمایہ کاری (I)، سرکاری اخراجات (G) اور خالص برآمدات (X_n) پر مشتمل ہوتی ہے۔ مجموعی طلب کے ان اجزا میں سے کسی ایک میں کمی سے طلب خط بائیں طرف منتقل ہو جائے گا۔ کینز کے مطابق نجی سرمایہ کاری بہت غیر مستحکم ہوتی ہے۔ جب مستقبل میں تاجر کی منافع کی توقعات کم ہو جاتی ہیں تو وہ سرمایہ کاری کو کم کر دیتے ہیں اور ضارب کے اثر سے صَرف کی طلب پر بھی اس کا منفی اثر پڑتا ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں کاشت کاری کا اب بھی معیشت میں اہم رول ہے کیونکہ ہندوستان کی

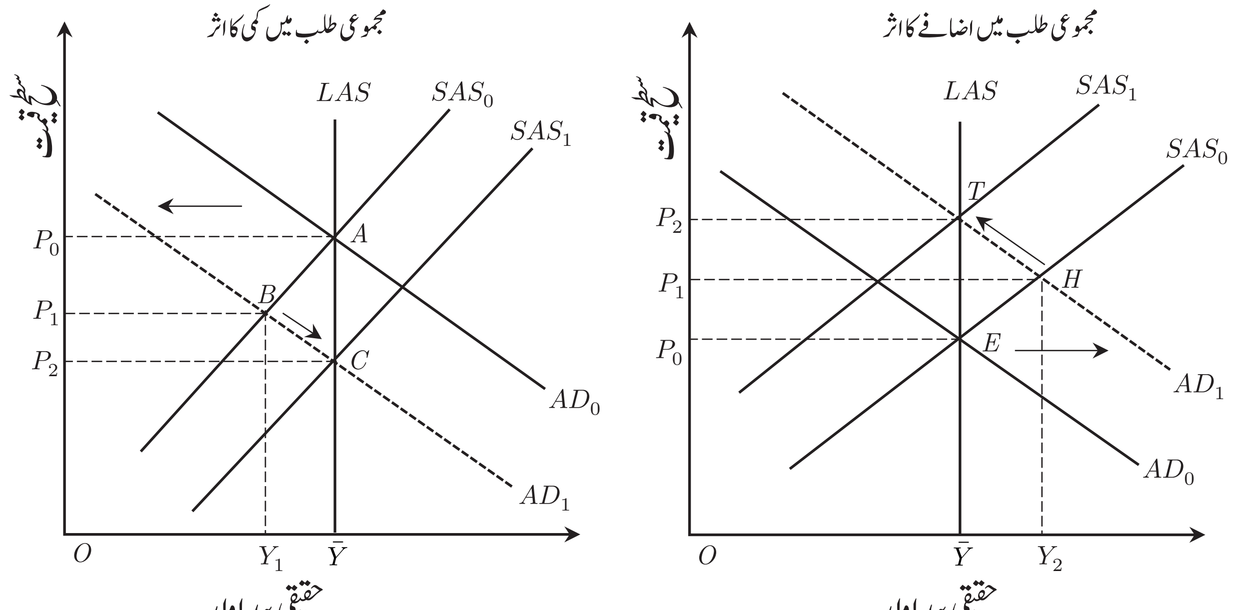

تصویر 16.6: معاشی اتار چڑھاؤ اور AD-AS ماڈل

آبادی کا ایک بڑا حصہ اس شعبے سے منسلک ہے۔ بارش کے کم ہونے کے نتیجے میں پیداوار میں کمی ہوتی ہے جو کسانوں کے صَرفی اخراجات میں کمی کا سبب بن سکتی ہے-معیشت پر اس کا منفی اثر لازمی ہے۔ اسی لیے مجموعی طلب خط بائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جب حکومت اپنے سرمایہ کاری کے اخراجات کو کم کرتی ہے تو اس سے بھی مجموعی طلب خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ اسی طرح عالمی تجارت بھی معیشت کی مجموعی طلب کو متاثر کرتی ہے۔ فرض کریں مثال کے طور پر ایک سال میں عالمی تجارت میں کمی آتی ہے اور اس کے نتیجے میں ہندوستانی بر آمدات کی طلب کم ہو جاتی ہے تو اس سے ہندوستان میں مجموعی طلب میں بھی کمی آئے گی۔ تصویر 16.6 پر غور کریں۔ اگر مجموعی طلب کے مندرجہ بالا اجزا میں سے کسی ایک میں منفی تبدیلی آتی ہے تو، مجموعی طلب خط AD_0 سے AD_1 ہو جاتا ہے۔ تصویر 16.6 کے بائیں حصے میں، ابتدائی طور پر مجموعی طلب خط AD_0 اور قلیل مدتی رسد خط SAS_0 کے درمیان طویل مدتی توازن نقطہ A پر قائم ہوتا ہے۔ قیمت کی سطح P_0 ہے اور حقیقی پیداوار $\bar{Y}$ ہے۔ AD_0 سے AD_1 تک مجموعی طلب میں تبدیلی سے، نیا توازن نقطہ B پر قائم ہوتا ہے جس پر قیمت کی سطح P_1 ہو جاتی ہے اور حقیقی پیداوار کم ہو کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ قیمت کی اس سطح پر تفریطی خلا یا Recessionary Gap کی مقدار $\bar{Y}Y_1$ ہے۔ اس لیے معیشت میں کساد بازاری کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں چونکہ کل پیداوار فروخت نہیں ہو پاتی لہٰذا فرمیں اپنی پیداوار کی قیمتیں کم کریں گی۔ اگر اجرت کی شرح مستحکم (Sticky) ہو تب قیمت کی سطح کم ہونے سے حقیقی اجرت کی شرح میں اضافہ ہو گا۔ نتیجے کے طور پر فرموں کی پیداواری لاگت میں اضافہ ہو گا۔ چونکہ حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے کم ہو گئی ہے، اس لیے معیشت میں بے روزگاری اپنی قدرتی شرح سے زیادہ ہو جائے گی۔ بے روزگاری کی ایک بڑی مقدار کا وجود زری شرحِ اجرت پر کم ہونے کا دباؤ ڈالے گا۔ اس طرح آخر کار کساد بازاری کے حالات اجرت کی شرح کو کم کر دیں گے۔ اجرت کی شرح میں کمی سے، قلیل مدتی رسد خط دائیں طرف منتقل ہو جائے گا اور حقیقی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

لیکن، جدید ماہرینِ معاشیات کے مطابق، اجرت کی شرح بتدریج کم ہوتی ہے اور حقیقی پیداوار دھیرے دھیرے بڑھ کر ممکنہ پیداوار $\bar{Y}$ کے برابر ہو جاتی ہے۔ قیمت کی سطح P_2 تک کم ہو جائے گی۔ اس طرح طویل مدتی توازن LAS کے نقطہ C پر قائم ہو گا۔ قیمت کی سطح میں P_0P_2 یا AC کے برابر کمی ہو گی۔ غور کریں کہ قیمت میں کمی اور اجرت کی شرح میں کمی ایک دوسرے کے مساوی ہوں گی۔

2. مجموعی طلب میں اضافہ (Increase in Aggregate Demand)

مجموعی طلب میں اضافے کے اثر کو تصویر 16.6 کے داہنی حصے میں دکھایا گیا ہے۔ مجموعی طلب خط AD_0 اور طویل مدتی رسد خط (LAS) کے درمیان طویل مدتی توازن نقطہ E پر متعین ہوتا ہے جہاں قلیل مدتی رسد خط SAS_0 بھی مجموعی طلب کے برابر ہے۔ قیمت کی سطح P_0 ہے اور حقیقی پیداوار اور ممکنہ پیداوار ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ اب فرض کریں کہ طلب کے کسی ایک جز میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے اور قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS_0 کو نقطہ H پر قطع کرتا ہے۔ اس نقطے پر شگاف افراط زر (Inflationary Gap) پیدا ہوتا ہے اور نتیجتاً قیمت کی سطح P_1 اور حقیقی پیداوار Y_2 تک بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار سے زیادہ ہو جاتی ہے، لہذا، بے روزگاری کی شرح قدرتی شرح سے کم ہو جاتی ہے اور محنت کی زائد طلب پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ مدتِ قلیل میں زری شرحِ اجرت مستحکم رہتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے لہذا مزدوروں کی حقیقی شرحِ اجرت میں کمی آتی ہے۔ اس طرح تصویر 16.6 میں نقطہ H پر قلیل مدتی توازن کی حالت میں اجرت کے مستحکم ہونے اور قیمت کی سطح میں اضافہ ہونے سے مزدوروں کی حقیقی اجرت میں کمی ہو گی۔ حقیقی اجرت میں کمی ہونے کی وجہ سے مزدور زیادہ اجرت کا مطالبہ کریں گے۔ چونکہ بے روزگاری کی شرح بے روزگاری کی قدرتی شرح سے کم ہو گئی ہے لہذا معیشت میں مزدوروں کی قلت ہو گی اور لہذا فرمیں مزدوروں کے اجرت میں اضافے کے مطالبے کو قبول کریں گے اور ان کی اجرت میں اضافہ کریں گی۔

جیسے جیسے اجرت کی شرح میں اضافہ ہو گا، پیداواری لاگت میں اضافے کی وجہ سے مجموعی رسد خط بائیں طرف منتقل ہونا شروع ہو جائے گا۔ چونکہ اجرت کی شرح میں بتدریج مطابقت ہوتی ہے، اس لیے قلیل مدتی مجموعی رسد خط آہستہ آہستہ منتقل ہو کر SAS_1 ہو جائے گا۔ نئے توازن کا تعین بالآخر طویل مدتی مجموعی رسد خط LAS کے نقطہ T پر ہو گا جہاں مجموعی رسد خط SAS_1 مجموعی طلب خط AD_1 کے برابر ہے۔ نقطہ T پر توازن کے نتیجے میں، حقیقی پیداوار ممکنہ پیداوار کی سطح پر واپس آجاتی ہے اور قیمت کی سطح P_2 تک بڑھ جاتی ہے۔ P_0 سے P_2 تک طویل مدتی قیمت کی سطح میں اضافہ اجرت کی شرح میں فیصد اضافے کے برابر ہو گا۔

درج بالا سے واضح ہو جاتا ہے کہ مجموعی طلب میں اتار چڑھاؤ پیداوار، روزگار اور قیمت کی سطح میں قلیل مدتی اتار چڑھاؤ کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس طرح AD-AS ماڈل معیشت میں کاروباری چکروں (Business Cycle) کی وضاحت کرتا ہے۔

16.6 مالیاتی اور زری پالیسی کا کردار (The Role of Fiscal and Monetary)

آیئے اب معیشت میں مجموعی پیداوار اور قیمت کی سطح پر توسیعی مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی کے اثرات کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر حکومت ٹیکسوں میں اضافہ کیے بغیر اخراجات میں اضافہ کرتی ہے، تو اس سے مجموعی طلب خط دائیں طرف منتقل ہو جائے

گا اور نتیجتاً پیداوار اور قیمت کی سطح میں اضافہ ہو گا(تصویر 16.7 دیکھیں)۔ اسی طرح زر کی رسد میں توسیع، نجی سرمایہ کاری میں اضافہ یا سرکاری اخراجات میں کمی کیے بغیر ٹیکسوں میں کمی کا نتیجہ بھی مجموعی طلب کے خط کو متاثر کرے گا۔ جس کی وجہ سے قیمت کی سطح اور قومی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

AD-AS ماڈل کا استعمال توسیعی پالیسیوں کے اثر کو سمجھنے میں آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اگر توسیعی پالیسیوں کا استعمال ہوتا ہے تو مجموعی طلب خط دائیں طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ یہ کس حد تک قومی پیداوار کو متاثر کرتا ہے مجموعی رسد خط کی لچک پر منحصر ہے۔ کینزی ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ مجموعی رسد خط نسبتاً لچک دار ہوتا ہے خاص طور پر کساد بازاری کے دور میں۔ لہذا مجموعی طلب میں توسیع کا زیادہ اثر قیمت کی سطح میں اضافے کے بجائے پیداوار میں اضافے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسے تصویر 16.7 میں دکھایا گیا ہے۔

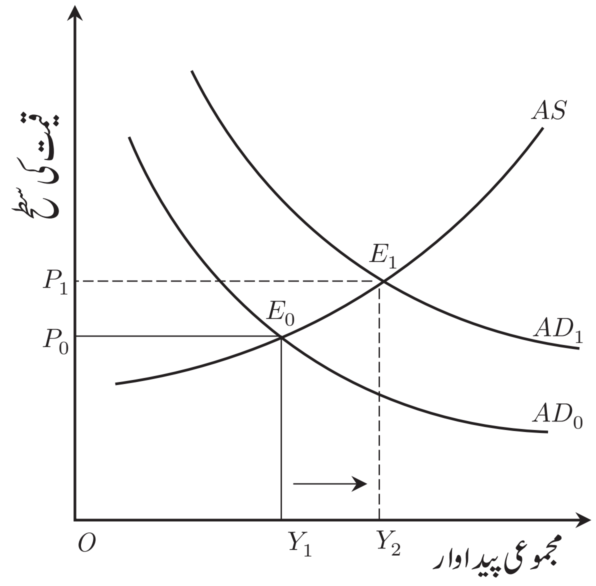

تصویر 16.7: توسیعی پالیسی کا اثر: لچک دار خط رسد

دوسری طرف، مانیٹرسٹ کے مطابق خطِ رسد کافی ڈھلوان ہوتا ہے جیسا کہ تصویر 16.8 میں دکھایا گیا ہے۔ لہٰذا، توسیعی مالیاتی اور زری پالیسیاں پیداوار میں اضافے سے زیادہ قیمت کی سطح میں اضافہ کریں گی۔

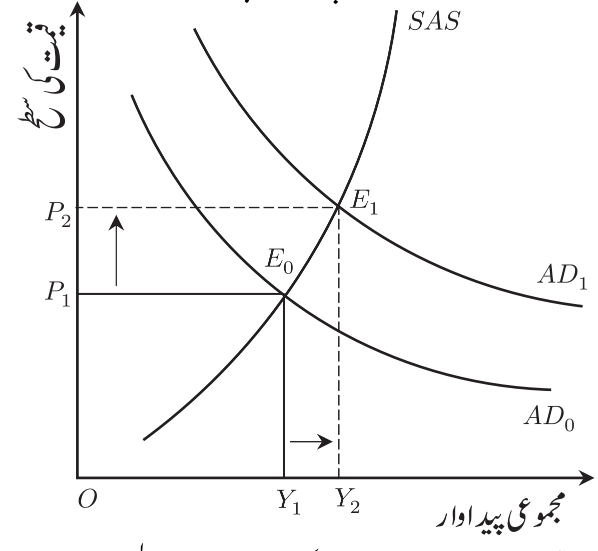

تصویر 16.8: غیر لچک دار خط رسد کی صورت میں توسیعی پالیسی کا اثر

بالکل لچک دار مجموعی رسد خط کی صورت میں، جسے کینز نے معاشی بحران کے دوران اپنے تجزیے میں فرض کیا، مجموعی طلب میں اضافے کا اثر قیمت کی سطح کو متاثر نہیں کرے گا اور اس کا مکمل اثر قومی پیداوار کی سطح پر پڑے گا(تصویر 16.9)۔

جب معیشت اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ کام کر رہی ہو جیسا کہ کلاسیکی ماہرین معاشیات نے فرض کیا تھا، تو مجموعی طلب میں اضافہ مجموعی پیداوار کو متاثر کیے بغیر صرف قیمت کی سطح یا معیشت میں افراط زر کا باعث بنے گا۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نقطہ نظر کو تصویر 16.10 میں دکھایا گیا ہے جہاں مجموعی رسد خط SAS کو پیداوار کی سطح OY_F پر مکمل روزگار کی حالت میں ایک عمودی خط کے مانند دکھایا ہے۔ اس تصویر سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب توسیعی مالیاتی اور زری پالیسیوں کے نتیجے میں، مجموعی طلب خط AD_0 سے AD_1 تک منتقل ہوتا ہے تب قیمت کی سطح P_0 سے P_1 ہو جاتی ہے جبکہ مجموعی پیداوار OY_F پر مستقل رہتی ہے۔

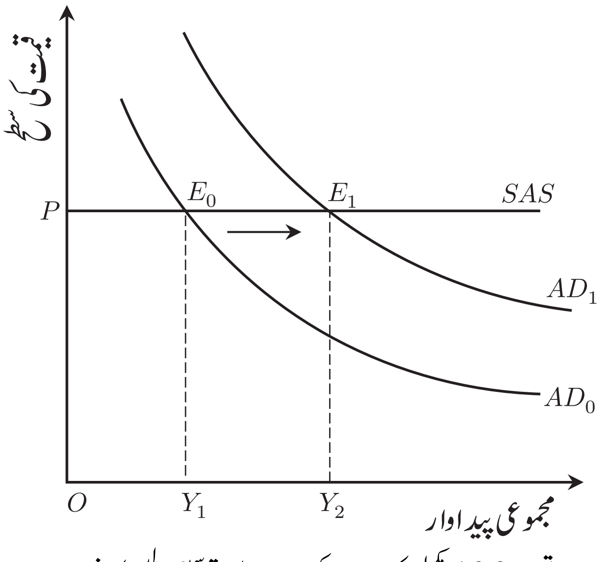

تصویر 16.9: مکمل لچک دار خط کی صورت میں توسیعی پالیسی کا اثر

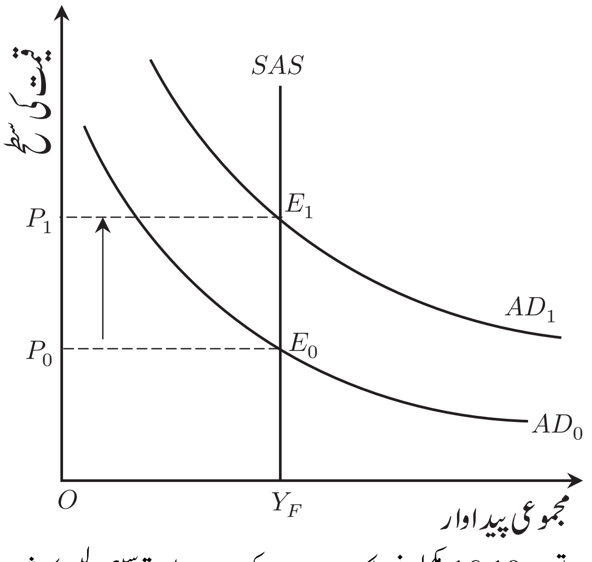

تصویر 16.10: مکمل غیر لچک دار خط رسد کی صورت میں توسیعی پالیسی کا اثر

16.7 جمودی افراط زر (Stagflation)

جمودی افراط زر ایسی صورت حال ہے جس میں معیشت بیک وقت بڑھتی مہنگائی، بڑھتی بے روزگاری، اور جمود کے مسائل کا سامنا کرتی ہے۔ عام حالات میں، قیمتوں میں اضافے سے اکثر پیداوار میں اور روزگار میں اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم، جمودی افراط زر کی صورت میں قیمتوں میں اضافے کے باوجود پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔ یہ صورت حال عام طور پر اس وقت پیدا ہوتی ہے قلیل مدتی مجموعی رسد خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ مجموعی رسد خط کی بائیں جانب تبدیلی کے لیے اوپیک (OPEC) کی طرف سے تیل کی قیمت میں اضافے کی مثال دی جاسکتی ہے۔ اوپیک کی طرف سے 74-1973 میں تیل کی قیمت میں بڑا اضافہ کیا گیا اور پھر 80-1979 میں دوبارہ اضافہ کیا گیا۔ تیل کی قیمتوں میں اضافے نے لاگت میں اضافہ کیا، جس سے بہت سی معیشتوں میں افراط زر اور جمود دونوں ہی پیدا ہوئے۔

لفظ جمودی افراط زر دو الفاظ یعنی جمود اور افراط زر کا مجموعہ ہے۔ جمود سے مراد حقیقی معاشی سرگرمی میں سست روی یا کمی ہے جس کی خاصیت گرتی پیداوار، بڑھتی بے روزگاری، اور سرمایہ کاری میں کمی ہے۔ افراط زر سے مراد اشیا و خدمات کی مجموعی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہے۔ جمودی افراط زر ان عوامل سے پیدا ہوتا ہے جو قلیل مدتی مجموعی رسد خط کو بائیں طرف منتقل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔

مجموعی رسد خط میں تبدیلی کے اہم اسباب میں عوامل کی قیمتوں میں تبدیلی، وسائل کی دستیابی، پیداواری صلاحیت میں تبدیلی اور مستقبل میں افراط زر کی توقع وغیرہ جیسے عوامل شامل ہیں۔ ادارہ جاتی عوامل جو وسائل کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں جیسے حکومتی ضابطے وغیرہ بھی مجموعی رسد خط میں تبدیلی کی وجہ ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، تیل کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ تقریباً تمام شعبوں میں نقل و حمل کے اخراجات اور پیداواری لاگت کو بڑھاتا ہے۔ اس سے قلیل مدتی خط رسد بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ اس سے قلیل مدتی توازنی قیمت بڑھ جاتی ہے جبکہ مجموعی پیداوار میں کمی آتی ہے۔ زیادہ قیمتوں اور کم پیداوار کا یہ امتزاج جمودی افراط زر پیدا کرتا ہے۔

واضح رہے کہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک کے تناظر میں، معاشی نمو کی شرح میں سست روی کے ساتھ مہنگائی کی شرح مسلسل بلند رہنے اور بے روزگاری کی سطح بلند ہونے کی صورت کو بھی جمود کہا جاتا ہے۔ رسد میں کمی یا خام تیل جیسی ضروری اشیا کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں جمود (Stagflation) کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ دیے گئے مجموعی طلب خط کے ساتھ، نیا توازن اضافی قیمت کی سطح پر پہنچ جاتا ہے اور مجموعی پیداوار کم ہو جاتی ہے جس سے معیشت میں بے روزگاری پیدا ہوتی ہے۔

بارش کی کمی کی وجہ سے مجموعی پیداوار میں کمی آنے پر ہندوستان میں جمود پیدا ہو سکتا ہے۔ مجموعی زرعی پیداوار میں کمی مجموعی رسد میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح زرعی پیداوار میں زبردست کمی زرعی شعبے کی طرف سے صنعتوں کو فراہم کیے جانے والے نئے مواد کی قیمتوں میں بھی اضافے کا باعث بنتی ہے۔ صنعتوں کے لیے خام مال کی قیمتوں میں اس طرح کا اضافہ مجموعی رسد خط کو بائیں طرف منتقل کرتا ہے جس کی وجہ سے معیشت میں افراطِ زر میں اضافہ اور پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔

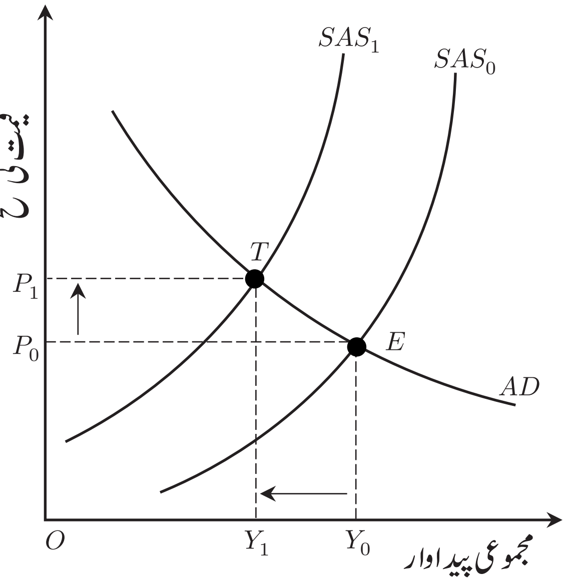

تصویر 16.11: مجموعی رسد خط میں تبدیلی

جمودی افراط زر کو تصویر 16.11 میں دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں معیشت مجموع طلب خط AD اور مجموعی رسد خط SAS کے ساتھ معیشت نقطہ E پر توازن میں تھی جس سے قیمت کی سطح P_0 اور مجموعی آمدنی Y_0 متعین ہوتی ہے۔ فرض کریں کہ عوامل پیداوار کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے جس سے سے مجموعی رسد خط SAS_0 سے منتقل ہو کر SAS_1 ہو جاتا ہے۔ مجموعی طلب خط AD کے مستقل رہتے ہوئے، مجموعی رسد خط میں تبدیلی سے معیشت میں نیا توازن نقطہ T پر قائم ہوتا ہے۔ اس نقطے پر قیمت کی سطح پہلے سے زیادہ ہے اور مجموعی پیداوار پہلے سے کم ہے۔ اسے ہی Stagflation یا جمودی افراط زر کہتے ہیں۔

حالتِ جمود کے مسئلے کو حل کرنا مشکل کام ہے۔ ستر کی دہائی میں جب پہلی بار جمود کا مسئلہ درپیش تھا، تو اسے طلب نظام کو درست کرنے والی پالیسیوں کے ذریعے حل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ تاہم جب مہنگائی کو کم کرنے کے لیے اخراجات میں کمی کے ذریعے مجموعی طلب کو کم کیا گیا تو اس کا نتیجہ مجموعی پیداوار میں کمی کی صورت میں نکلا جس سے بے روزگاری کا مسئلہ مزید بڑھ گیا۔ دوسری طرف جب بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے توسیعی مالیاتی اور زری پالیسیوں کے ذریعے مجموعی اخراجات کو بڑھانے کی کوشش کی گئی تو اس کا نتیجہ مہنگائی میں اضافے کی صورت میں نکلا۔ جمود کا مناسب حل پیداواری سطح کو بڑھا کر لاگت کو کم کر کے قلیل مدتی خطِ رسد کو دائیں طرف منتقل کرنا ہے۔ صنعت اور زراعت دونوں میں پیداواری صلاحیت کو تکنیکی بہتری اور زیادہ سرمایہ کاری کر کے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، بالواسطہ ٹیکسوں جیسے کہ ایکسائز ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، کسٹمز وغیرہ کو کم کر کے خطِ رسد کو دائیں طرف منتقل کیا جا سکتا ہے۔

16.8 اکتسابی نتائج (Learning Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس قابل ہیں کہ:

- AD-AS ماڈل کے ذریعے معیشت میں قومی آمدنی اور روزگار کی سطح کے تعین کی وضاحت کر سکیں۔
- قلیل مدت اور طویل مدت میں روزگار اور قومی آمدنی کے تعین کی وضاحت کر سکیں۔
- AD-AS ماڈل کے ذریعے مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی کی وضاحت کر سکیں۔
- مجموعی رسد خط میں تبدیلی اور جمود کی وضاحت کر سکیں۔

16.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

16.9.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کینز کے مطابق قلیل مدت میں اجرت کی شرح میں تبدیلی نہیں آتی۔ (صحیح / غلط)
2. قلیل مدت میں معیشت میں توازن ممکنہ قومی آمدنی کی سطح سے اوپر یا نیچے ہو سکتی ہے۔ (صحیح / غلط)
3. ان میں سے کون سی پالیسی توسیعی مالیاتی پالیسی ہے؟

(a) زر کی رسد میں کمی (b) حالت جمود

(c) سرکاری اخراجات میں کمی (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

4. مجموعی طلب میں اضافے سے ان میں سے کون سی حالت پیدا ہوتی ہے؟

(a) افراط زر (b) ٹیکس میں اضافہ

(c) کساد بازاری (d) سرکاری اخراجات میں اضافہ

5. جمودی افراط زر کو ان میں سے کن پالیسیوں سے درست کیا جاتا ہے؟

(a) مجموعی طلب میں اضافہ کر کے (b) زر کی رسد بڑھا کر

(c) عوامل پیدائش کی قیمتوں میں کمی کر کے (d) ٹیکس بڑھا کر

6. جب معیشت میں ممکنہ قومی آمدنی حقیقی قومی آمدنی سے کم ہو تب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

(a) افراط زر (b) بے روزگاری

(c) کساد بازاری (d) قیمت میں کمی

7. شگاف افراط زر یا Inflationary Gap کیسے پیدا ہوتا ہے؟

(a) ممکنہ آمدنی کے حقیقی آمدنی سے کم ہونے پر (b) ممکنہ آمدنی کے حقیقی آمدنی سے زیادہ ہونے پر

(c) مجموعی طلب میں کمی ہونے پر (d) ان میں سے کوئی نہیں

8. معیشت میں افراط زر کو کیسے کم کیا جاتا ہے؟

(a) سخت مالیاتی پالیسی سے (b) سخت زری پالیسی سے

(c) دونوں سے (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

9. زری پالیسی کا تعلق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے ہوتا ہے۔ (زر/ٹیکس)

10. طویل مدت میں خطر رسد ممکنہ قومی آمدنی پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتا ہے (عمودی/افقی)

جوابات	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	صحیح	صحیح	d	a	c	a	a	c	زر	عمودی

16.9.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. حالت جمود کیا ہے؟
2. افراط زر سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3. توسیعی مالیاتی پالیسی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. سخت مالیاتی پالیسی اور سخت زری پالیسی کے استعمال پر تبصرہ کریں۔
5. طویل مدت میں خطر رسد کے عمودی ہونے کی وجوہات بیان کریں۔

16.9.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. AD-AS ماڈل سے قلیل مدتی اور طویل مدتی توازن پر روشنی ڈالیں۔
2. کینز کی مالیاتی پالیسی پر AD-AS ماڈل کے ذریعے تبصرہ کریں۔
3. جمودی افراط زر پر تبصرہ کریں۔اسے کس طرح سے روکا جا سکتا ہے؟

فرہنگ

(Glossary)

ادائیگیوں کا توازن :Balance of Payments-اکاؤنٹنگ سال میں ملک کے تمام افراد اور باقی دنیا کے درمیان تمام معاشی لین دین کا منظم ریکارڈ۔

افراط زر یا مہنگائی :Inflation-عام قیمتوں کی سطح میں مستقل اضافہ۔

انتقالی ادائیگیاں : Transfer Payments-ادائیگیاں جن کے عوض اشیا یا خدمات کا جریان نہیں ہوتا۔

اوسط میلان بچت :Average Propensity to Save-بچت اور آمدنی کا تناسب $(\frac{S}{Y})$۔

اوسط میلان صرف :Average Propensity to Consume-صرف اور آمدنی کا تناسب $(\frac{C}{Y})$۔

این این پی :NNP-ایک مالیاتی سال میں عام رہائشیوں کے ذریعے پیدا تمام اشیا و خدمات کی قدر مائنس فرسودگی۔

آپریٹنگ سرپلس :Operating Surplus-لگان اور رایلٹی، سود اور منافع کا مجموعہ

آزاد سرمایہ کاری : Autonomous Investment-سرمایہ کاری جو آمدنی سطح پر منحصر نہیں ہوتی۔

بالواسطہ محصول :Indirect Tax-اشیا و خدمات پر ٹیکس۔

بنیادی خسارہ :Primary Deficit-مالیاتی خسارہ مائنس سود کی ادائیگی۔

پرائمری سیکٹر :Primary Sector-شعبہ جس میں فرمیں قدرتی وسائل کا استعمال کرکے پیداوار کرتی ہیں۔ جیسے زراعت، ماہی گیری۔ کان کنی

تابع سرمایہ کاری : Induced Investment-سرمایہ کاری جو آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتی ہے۔

تخفیفِ قدر :Devaluation-مقررہ شرح مبادلہ کے نظام میں ملک کی کرنسی کی قدر میں سرکاری طور پر کمی۔

تفاعلِ بچت :Saving Function-بچت اور آمدنی کے مابین نسبت دکھانے والا تفاعل۔

تفاعلِ صرف :Consumption Function-صرف اور آمدنی کے مابین نسبت دکھانے والا تفاعل۔

توسیعی مالیاتی پالیسی :Expansionary Fiscal Policy-پالیسی جن کے استعمال سے معیشت میں مجموعی طلب بڑھ جائے۔

ٹیرف رکاوٹیں :Tariff Barriers-درآمدی اشیا پر حکومت کی طرف سے عائد ٹیکس یا ڈیوٹیز جو انہیں ملکی مصنوعات سے زیادہ مہنگا بناتا ہے۔

ٹیکس ضارب :Tax Multiplier-ٹیکس میں تبدیلی سے قومی آمدنی میں آئی تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

ثالثی شعبہ :Tertiary Sector- شعبہ جو خدمات جیسے بینکنگ، انشیورنس، ٹرانسپورٹ کی پیداوار کرتا ہے۔

ثانوی شعبہ :Secondary Sector-شعبہ جو بنیادی شعبے کی پیداوار کو خام مال کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

جمود :Stagflation- جب معیشت میں قیمت کی سطح میں اضافے کے ساتھ قومی آمدنی اور روزگار کی سطح میں کمی ہو-

جی این پی :GNP-ایک مالیاتی سال میں عام رہائشیوں کے ذریعے پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر۔

جی ڈی پی :GDP-ایک مالیاتی سال میں ملکی علاقے میں پیدا تمام حتمی اشیا و خدمات کی بازار قدر۔

حاشیائی میلانِ بچت :Marginal Propensity to Save-آمدنی میں تبدیلی سے بچت میں آئی تبدیلی $(\frac{\Delta S}{\Delta Y})$۔

حاشیائی میلانِ صرف :Marginal Propensity to Consume-آمدنی میں تبدیلی سے صرف میں آئی تبدیلی $(\frac{\Delta C}{\Delta Y})$۔

حاشیائی میلانِ صرف:Marginal Propensity to Consume-آمدنی میں ایک اکائی کے اضافے سے صرفی اخراجات میں ہوا اضافہ۔ قابل صرف آمدنی کا مخصوص حصہ جو صارفین صرف کرتے ہیں۔

حتمی اخراجات :Final Expenditure-اخراجات جو حتمی اشیا و خدمات کی خرید پر کیے جاتے ہیں

حقیقی جی ڈی پی :Real GDP-بنیادی سال کی قیمتوں کا استعمال کرتے ہوئے ملک میں پیدا اشیا اور خدمات کی قدر۔

درمیانی صرف :Intermediate Consumption- اشیا اور خدمات کی قدر جنہیں مالیاتی سال میں دیگر اشیا اور خدمات کی پیداوار کے عمل کے دوران استعمال کر لیا جاتا ہے۔

رایلٹی :Royalty- قانونی طور پر پابند ادائیگی جو کسی فرد یا کمپنی کو ان کے اثاثوں کے جاری استعمال کے لیے کی جاتی ہے۔

رقمِ حقیقی اثر :Real Balance Effect- اثر جس کے تحت قیمت کی عام سطح میں تبدیلیاں زر کے ذخیرے اور مالیاتی اثاثوں کی حقیقی قدر یا قوتِ خرید کو متاثر کرتی-

رہائشی سرمایہ کاری :Residential Investment-نئے مکانات یا رہائشی عمارتوں کی تعمیر پر کیے گئے اخراجات۔

زری پالیسی :Monetary Policy-مرکزی بینک کی شرح سود اور زر کی رسد کنٹرول کرنے سے متعلق پالیسی۔

زری جی ڈی پی :Nominal GDP-موجودہ قیمتوں کا استعمال کرتے ہوئے ملک میں پیدا اشیا اور خدمات کی بازار قدر۔

سبز خام ملکی پیداوار :Green Domestic Product-جی ڈی پی جس کے تخمینے میں ماحولیاتی عوامل کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

سخت مالیاتی پالیسی :Tight Fiscal Policy-مالیاتی پالیسی جو معیشت میں مجموعی طلب کو کم کرے۔

سرمایہ :Capital-پیدا کی گئی پائیدار اشیا جنہیں مزید اشیا و خدمات کی پیداوار کے لیے مادخل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

سرمایہ کاری :Investment-کاروباریوں کے ذریعے اشیائے سرمایہ مثلاً نئے مشینوں کی خرید پر کیے گئے اخراجات۔

سود :Interest-سرمائے کو اس کی عاملی خدمات کے عوض موصول معاوضہ۔

شمارِ مضاعف :Double Counting-ایک ہی شے کی قدر یا لین دین کو ایک سے زیادہ مرتبہ شمار کرنا۔

صارفین :Consumer -اشیا اور خدمات کو استعمال کرنے والے افراد۔

صرفی اخراجات :Consumption Expenditure-عام لوگوں کے ذریعے روزمرہ کے صرف پر کیے گئے اخراجات۔

ضاربِ سرکاری اخراجات:Government Expenditure Multiplier- سرکاری اخراجات میں تبدیلی سے قومی آمدنی میں تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

ضاربِ سرمایہ کاری :Investment Multiplier-تصور جو سرمایہ کاری میں تبدیلی سے آمدنی میں تبدیلی کو دکھاتا ہے۔

عالمگیریت :Globalization- بین ممالک اشیا، خدمات، سرمائے، ٹیکنالوجی اور محنت کے آزادانہ بہاؤ کے ذریعے ملکوں کے مابین معاشی انضمام بڑھانے کا عمل ہے۔

عام رہائشی :Normal Resident- شخص یا ادارہ جو متعلقہ ملک میں رہتا ہے اور جس کے معاشی مفاد کا مرکز اس ملک میں ہوتا ہے۔

عاملی آمدنی :Factor Income-عوامل پیدائش کو پیداوار میں ان کی عاملی خدمات کے عوض حاصل ہونے والا معاوضہ۔

عظیم معاشی بحران :Great Depression-عالم گیر معاشی بحران جو 1929 میں شروع ہوا اور 1939 تک رہا۔

عظیم مندی :Great Recession-سال 2007 سے 2009 کی عالمی مندی کا دور جس کا مشاہدہ عالمی سطح پر معیشتوں نے کیا۔

غیر منقسم منافع :Undistributed Profit- کمپنی کے منافع کا وہ حصہ جو کمپنی اپنے پاس رکھتی ہے اور حصص داران میں تقسیم نہیں کرتی۔

غیر نقدی سیکٹر :Non-Monetary Sector-شعبہ جس میں اشیا کا تبادلہ زر کے بنا ہوتا ہے۔

قابل صرف آمدنی : Disposable Income- آمدنی جو افراد کے پاس ٹیکس اور دیگر واجبات کی ادائیگی کے بعد بچ جاتی ہے۔

قدر افزودہ :Value Added-اضافی قدر جو پیداواری عمل کے ہر مرحلے میں کسی مصنوع میں جوڑی جاتی ہے۔

قومی آمدنی :National Income-ملک کے رہائشی افراد کے ذریعے کمائی گئی مجموعی عاملی آمدنی۔

کلی معاشیات :Macroeconomics-معاشیات کا وہ حصہ جو معیشت کے مجموعی اوسطوں اور مجموعوں کا مطالعہ کرتا ہے۔

کارپوریٹ ٹیکس :Corporate Tax-منافع کا وہ حصہ جو کمپنی بحیثیت ٹیکس حکومت کو ادا کرتی ہے۔ منافع ٹیکس۔ بزنس ٹیکس۔

کاروباری چکر :Business Cycle-مختلف معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ کے ادوار

کلاسیکی دوفرعیت :Classical Dichotomy-کلاسیکی مفروضہ جس کے مطابق پیداوار بازار از زر کا بازار الگ الگ ہوتے ہیں اور ایک بازار میں تبدیلی دوسرے کو متاثر نہیں کرتی۔

کھلی معیشت :Open Economy-معشیت جو اپنی سرحدوں کے پار اشیا، خدمات اور سرمائے کی تجارت کے ذریعے دوسری

معیشتوں کے ساتھ تعامل کرتی ہے۔

لاگت کی وجہ سے افراط زر:Cost Push Inflation-جب معیشت میں قیمت کی سطح میں اضافہ پیداوار کی لاگت کی وجہ سے ہو۔

مالیاتی پالیسی :Fiscal Policy-سرکار کی اخراجات اور ٹیکس سے متعلق پالیسی۔

مالیاتی خسارہ :Fiscal Deficit-حکومت کی آمدنی اور اخراجات کے بیچ فرق

مجموعی رسد :Aggregate Supply-معیشت کی کل پیداوار (اشیا یا خدمات)۔

مجموعی طلب :Aggregate Demand - معیشت میں تیار شدہ اشیا اور خدمات کی مجموعی طلب۔

محاصل کا خسارہ :Revenue Deficit- وصولی اخراجات مائنس وصولی رسیدیں

مستقل کی قدر :Future Value (FV)-زر کی مقدار جو شرح سود کمانے کے بعد مستقبل میں ہو جائے گی۔

معاشی نمو :Economic Growth-ممکنہ پیداوار کی مقدار میں اضافہ۔ ملک کی مجموعی پیداوار میں اضافے کا طویل مدتی رجحان۔

معیار زندگی :Standard of Living-کسی شخص یا معاشرے کو دستیاب دولت، سکون اور ضروریات کی سطح ہے۔ اس کی پیائش عموماً فی کس جی ڈی پی، متوقع عمر، اور صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم تک رسائی جیسے عوامل سے کی جاتی ہے۔

مقررہ سرمایہ کاری :Fixed Investment-نئے مقررہ سرمائے مثلاً مشین، آلات وغیرہ کی خرید پر کیے گئے اخراجات۔

مکمل روزگار :Full Employment - صورت حال جس میں روزگار کے خواہشمند سبھی افراد کو روزگار مہیا ہو۔

ملازمین کا معاوضہ :Compensation of Employees-ملازمین کو ان کی پیداواری خدمات کے عوض ادا کیا گیا معاوضہ۔

ملکی آمدنی :Domestic Income-مخصوص مدت میں ملک کے معاشی علاقے میں کمائی گئی مجموعی عاملی آمدنی۔

ملکی تشکیلِ سرمایہ :Domestic Capital Formation-ملک کے معاشی علاقے میں کی گئی سرمایہ کاری۔ اس میں نجی شعبے اور حکومت دونوں کی سرمایہ کاری شامل ہے۔

منافع :Profit-آجر کو اس کی آجرانہ خدمات کے عوض موصول معاوضہ۔

منقسمہ :Dividend-منافع کا وہ حصہ جو کمپنی حصہ داران کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔

موثر طلب :Effective Demand-وہ مجموعی طلب جو مجموعی رسد کے مساوی ہو۔

موجودات میں سرماری کاری:Inventory Investment-فرم کے پاس موجودات کے ذخیرے میں آئی تبدیلی۔

موجودہ قدر :Present Value (PV)-مستقل کی رقم کی موجودہ قدر شرح کٹوتی سے کٹوتی کرنے کے بعد۔

تجویز کردہ اکتسابی مواد

(Suggested Learning Resources)

1. Abel, A. B., Blanchard, O. J., Bernanke, B. S., & Croushore, D. (2013). *Macroeconomics* (8th ed.). Pearson.
2. Ackley, G (1978). *Macroeconomics Theory and Policy*. New York: Macmillan
3. Dornbusch, R., & Fischer, S. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). McGraw Hill Education.
4. Dwivedi, D.N. (2018). *Macroeconomics Theory and Policy* (5th ed.). New Delhi: Mc Graw Hill Education.
5. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
6. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
7. Klien, L. R. (1968). *The Kenesian Revolution* (2nd ed.). The Macmillan Press LTD.
8. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
9. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
10. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
11. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.

نمونہ امتحانی پرچہ

(Model Examination Paper)
Maulana Azad National Urdu University
B.A. II Semester Examination
Macroeconomics-1
Paper Code: BNEC201DCT

Time: 3 hrs. Marks: 70

ہدایات : یہ پرچہ سوالات تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارۃً ہے۔
تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول میں 10 لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات / خالی جگہ پُر کرنا / مختصر جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ $(10 \times 1 = 10\ Marks)$
2. حصہ دوم میں آٹھ سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی پانچ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دوسو (200) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 6 نمبرات مختص ہیں۔ $(5 \times 6 = 30\ Marks)$
3. حصہ سوم میں پانچ سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی تین سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو (500) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ $(3 \times 10 = 30\ Marks)$

حصہ اول

سوال 1.

I. عام قیمت کی سطح کا نظریہ موضوع ہے:

(a) جزوی معاشیات کا (b) کلی معاشیات کا
(c) (a) اور (b) دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

II. عموماً اس کے لیے قومی آمدنی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے:

(a) NDP_{FC} (b) NNP_{FC}
(c) NDP_{MP} (d) NNP_{MP}

III. اگر حاشیائی میلانِ صرف 0.5 ہے تو ΔC کتنا ہوگا اگر آمدنی میں 100 کروڑ روپے کی تبدیلی ہو:

(a) 100 کروڑ (b) 50 کروڑ
(c) 80 کروڑ (d) 90 کروڑ

IV. سرمایہ کاری میں اضافے سے سرمائے کی حاشیائی استعداد:

(a) زیادہ ہوتی ہے (b) کم ہوتی ہے

(c) مستقل رہتی ہے (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

V. صارف کی آمدنی میں فیصد تبدیلی سے اشیا کی مقدار خرید میں ہونے والی فیصد تبدیلی کو ______ کہتے ہیں:

(a) 100 کروڑ (b) گھٹتا ہے

(c) بڑھتا ہے (d) لامتناہی ہوتا ہے

VI. کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق کون سا عنصر بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن کو برقرار رکھتا ہے؟

(a) شرحِ سود (b) آمدنی

(c) روزگار (d) پیداوار

VII. آمدنی اور روزگار کے کلاسیکی نظریے میں کس طرح کی بے روزگاری کے امکانات پائے جاتے ہیں؟

(a) غیر ارادی بے روزگاری (b) ارادی بے روزگاری

(c) عمومی بے روزگاری (d) مکمل بے روزگاری

VIII. گرین جی ڈی پی میں:

(a) ماحولیاتی وسائل کو شامل کیا جاتا ہے (b) ماحولیاتی خدمات کو شامل کیا جاتا ہے

(c) ماحولیاتی لاگت کو منہا کیا جاتا ہے (d) (b) اور (c) دونوں

IX. درج ذیل میں سے کون حتمی اخراجات کا حصہ نہیں ہے؟

(a) اشیائے صَرف پر حکومتی اخراجات (b) بیرونِ ملک بر آمد کی گئی اشیائے صرف

(c) بیج کی خرید پر کسان کے اخراجات (d) حکومتی مقررہ سرمایہ کاری

X. جمودی افراطِ زر کو ان میں سے کن پالیسیوں سے درست کیا جاتا ہے؟

(a) مجموعی طلب میں اضافہ کر کے (b) زر کی رسد بڑھا کر

(c) عواملِ پیدائش کی قیمتوں میں کمی کر کے (d) ٹیکس بڑھا کر

حصہ دوم

سوال 2. مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی کیا ہے؟

سوال 3.	ہندوستان میں امریکی سفارت خانے میں ایک سفیر اپنی ملازمت میں ایک سال سے زائد عرصے تک رہتا ہے۔ کیا اسے ہندوستان کا رہائشی مانا جائے گا؟

سوال 4.	خالص برآمدت غیر ممالک سے خالص عالمی آمدنی سے کس طرح مختلف ہوتی ہے؟

سوال 5.	کینز کا تفاعلِ صرف قانونِ بازار کو کیسے باطل ثابت کرتا ہے؟

سوال 6.	ایک ملک کی سرمایہ کاری میں 100 کروڑ روپے کا اضافہ ہوتا ہے اور اس کا تفاعلِ صرف ذیل ہے:

$$C = 100 + 0.6Y$$

اس معیشت کی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا؟

سوال 7.	زر کی غیر تاثیرت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

سوال 8.	ضاربِ تجارت خارجی پر نوٹ تحریر کریں۔

سوال 9.	کینز کے ماڈل میں قیمت میں اضافے سے صرفی اخراجات اور غیر ملکی تجارت پر کیا اثر ہوتا ہے؟

حصہ سوم

سوال 10.	درج ذیل میں کسے آمدنی کے طریقے سے قومی آمدنی کے حساب میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ اپنے جواب کا جواز پیش کریں۔

a. گیہوں کی پیداوار پر دی گئی سبسڈی

b. جنگ میں شہید فوجی کے اہل خانہ کو ادا کی گئی فیملی پنشن

c. کورونا وبا میں ہلاک افراد کے اہل خانہ کو ادا کیا گیا وظیفہ

d. کمپنی کی طرف سے ملی کار

e. LPG پر ادا کی گئی کیش سبسڈی

f. ملازمین کو ملی وردی جو صرف آفس میں پہنی جا سکتی ہے

g. پرانی اشیا کی خرید و فروخت سے کمائی گئی دلالی

سوال 11.	اصولِ اسراع کو تفصیل سے بیان کریں۔

سوال 12.	کینز کے ماڈل سے مجموعی طلب خط کو اخذ کریں۔

سوال 13.	جمودی افراط زر پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

سوال 14.	کلاسیکی نظریے پر کی گئی کینز کی تنقیدات بیان کریں۔